محاسبۂ قادیانیت

- مولانا محمد صادق نعمانی بہاول پوری
- جناب حافظ محمد سموال شریف
- جناب میر محمد خان جالندھری
- جناب ملا محمد بخش قادری
- جناب مرزا اسد اللہ غالب
- مولانا تجمل حسین قادری نقشبندی
- جناب عبدالرحمن فیروز پوری
- جناب شیدا امرتسری
- جناب محمد عبداللہ اختر بی، اے
- مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری
- جناب شیخ احمد حسین اختر
- ابوتراب عبدالرحیم محمڈن مشنری
- مولانا ولی محمد لدھیانہ
- مولانا امام الدین گجراتی
- مرزا محمد مہدی
- ابو محمد عبداللہ پینشنر امرتسری
- مولانا غلام احمد امرتسری
- حضرت بیدل
- مولوی عبدالغنی دہلوی
- حافظ محمد ابراہیم خادم تاندلیانوالہ

جلد ۲۶

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد چھبیس (۲۶)

مصنّفین :

مولانا محمد صادق نعمانی بہاول پوری	مولانا امام الدین گجراتی
جناب ملاّ محمد بخش قادری	مولانا غلام احمد امرتسری
جناب عبدالرحمٰن فیروز پوری	جناب میر محمد خان جالندھری
مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری	مولانا تجمل حسین قادری نقشبندی
مولانا ولی محمد لدھیانہ	جناب محمد عبداللہ اختر بی،اے
ابومحمد،عبداللہ پنشنر امرتسری	ابوتراب عبدالرحیم محمڈن مشنری
جناب حافظ محمد سموال شریف	مرزا محمد مہدی
جناب مرزا اسداللہ غالب	حضرت بیدل
جناب شیدا امرتسری	مولوی عبدالغنی دہلوی
جناب شیخ احمد حسین اختر	حافظ محمد ابراہیم خادم تاندلیانوالہ

صفحات : ۵۱۲

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : مارچ ۲۰۲۳ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ...... محاسبہ قادیانیت جلد۲۶

☆	عرض مرتب	مولانا اللہ وسایا	۴
۱	مرزا اور محمدی بیگم	مولانا محمد صادق نعمانی بہاولپوری	۱۳
۲	البیان فی حقیقت مرزا غلام احمد وسید احمد خان	مولانا امام الدین گجراتی	۳۷
۳	صداقت محمدیہ	جناب ملاّ محمد بخش قادری	۹۹
۴	لعنت آسمانی برابلیس قادیانی وبر جماعت شیطانی	مولانا غلام احمد امرتسری	۱۳۵
۵	تقلیع هفوات الاربعین لاتمام حجة علی اعداء الدین	〃 〃 〃	۱۵۱
۶	مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی یا نکاح آسمانی کے راز نہانی	〃 〃 〃	۱۶۱
۷	آئینہ قادیانی	جناب عبدالرحمٰن فیروزپوری	۱۸۳
۸	سیٹھ عبداللہ قادیانی سکندرآبادی کے اعلان ایک لاکھ انعام کا مکمل ازالہ	جناب میر محمد خان جالندھری	۲۰۷
۹	قادیانی مغالطے	مولانا مفتی محمد سلمان منصورپوری	۲۳۳
۱۰	الاستیصال لدعوی المسیح الدجال	مولانا تجمل حسین قادری نقشبندی	۳۲۹
۱۱	صحیفہ حقانی بجواب مرید قادیانی	مولانا ولی محمد گھڑی ساز لدھیانہ	۳۹۹
۱۲	وحدت وجود پر مرزا قادیانی کا ایک خط	جناب محمد عباد اللہ اختر متعلم بی،اے	۴۰۹
۱۳	سودیشی نبی	ابو محمد،عبداللہ پنشنر امرتسری	۴۲۳
۱۴	احادیث رسول الربانی فی تکذیب مرزا القادیانی الدجال لاثانی	ابوتراب عبدالرحیم محمڈن مشنری	۴۳۵
۱۵	روئیداد مناظرہ سموال شریف ودتیال ریاست جموں	جناب حافظ محمد سموال شریف	۴۵۱
۱۶	قادیانی مذہب کی حقیقت دوسرا نام ’’مرزا قادیانی کے دعویٰ کی جانچ پڑتال‘‘	جناب مرزا احمد مہدی	۴۶۵
۱۷	مسیح قادیانی کے کرتوت	مرزا غالب،حضرت بیدل شیدا امرتسری،مولوی عبدالغنی دہلوی	۴۹۱
۱۸	بلاغت حق	ابوالفصاحت،شیخ احمد حسین اختر	۴۹۷
۱۹	نکماں نبی مع ترتالی دعوے	حافظ محمد ابراہیم خادم تاندلیانوالہ	۵۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ سیدالرسل وخاتم الانبیاء امابعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے محاسبہ قادیانیت کی جلد چھبیس (۲۶) پیش خدمت ہے۔ اس میں کل انیس رسائل ہیں جن کا تعارف یہ ہے:

۱۱۵۸/۱...... مرزا اور محمدی بیگم: جامعہ عباسیہ بہاول پور کے پروفیسر اور ریاست بہاول پور کے ناظم امور مذہبیہ مولانا ابوالعباس محمد صادق نعمانی بہاول پوری نے ملعون قادیان کے خلاف چار رسائل لکھے: (۱) مرزا اور یسوع، (۲) تحریف قرآنی بزبان قادیانی، (۳) فرنگی نبی کی ناپاک چھینٹیں، (۴) مرزا اور محمدی بیگم۔ پہلے تین رسائل احتساب قادیانی ج۲۹ ص۹ تا ۴۲ میں ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

اس وقت ''مرزا اور محمدی بیگم'' ہمیں دستیاب نہ ہوا تھا۔ اب قدرت کے کرم کے فیصلے، کہ یہ رسالہ مل گیا جو محاسبہ قادیانیت کی جلد۲۶ میں شائع کرنے کی دیرینہ تمنا پوری کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ الحمدللہ اوّلاً وآخراً!

۱۱۵۹/۲...... البیان فی حقیقت مرزا غلام احمد وسید احمد خان: یہ رسالہ جناب مولانا امام الدین گجراتی نے ۲۴/جولائی ۱۹۰۶ء کو ملعون قادیان کے ردّ میں تحریر فرمایا۔

مؤلف موصوف خود نہ صرف نیچری تھے بلکہ سرسید احمد خان کے مرید تھے اور ان کے نظریات کے علم بردار بھی۔ اس لئے انہوں نے یہ رسالہ ملعون قادیان کے خلاف لکھ کر چور کو اس کی نانی کے گھر میں پہنچا دیا۔ جیسا کہ رسالہ کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں انہوں نے جناب سرسید احمد خان اور ملعون قادیان کا تقابل کیا ہے جس کے پڑھنے سے ہر قاری دیکھتا ہے کہ ملعون قادیان، سرسید احمد خاں کے مقابلہ میں زیرو تھے۔ جب کہ سرسید احمد خان، ملعون قادیان کے مقابلہ میں ہیرو تھے اور یہی مصنف ثابت کرنا چاہتے تھے۔ گویا مصنف جو ثابت کرنا چاہتے تھے دلائل سے آپ نے ثابت کر کے بیچ چوراہے کے ملعون قادیان کو چت

گرادیا ہے۔ مصنف خود نیچری ہیں بعض جگہ اہل اسلام کے خلاف انہوں نے سرسید احمد خان کی وکالت کی۔ بعض جگہ ہم نے سنسر سے کام لیا۔ بعض جگہ محض قادیانیوں کے ردّ کا یہ رخ دکھانے کے لئے رہنے بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ جولائی ۱۹۰۶ء کے رسالہ کا دو ہزار تئیس ۲۰۲۳ء میں چھپنا بہت اچھا ہوگیا۔

مصنف کا ایک اور ردقادیانیت پر رسالہ ''راست بیانی برشکست قادیانی'' جو پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے معرکہ لاہور اور مقابلہ ملعون قادیان کی سرگزشت پر مشتمل ہے۔ احتساب قادیانیت ج ۳۸ میں شائع کر چکے ہیں۔

۳/۱۱۶۰...... صداقت محمدیہ: لاہور سے ''جعفر زٹلی'' اخبار شائع ہوتا تھا جس کے ایڈیٹر جناب ملاّ محمد بخش قادری تھے۔ آپ ملعون قادیانی کے ہم عصر تھے۔ انہوں نے ملعون قادیان کو اپنی مخالفت کی ڈانگ ہمیشہ چڑھائے رکھی۔ ملعون قادیانی کی ذلت کے لئے اپنے کو ''ملہم ربانی'' بھی کہتے تھے۔ خوب آدمی تھے۔ ملعون قادیان نے کہا کہ ''میں ظلی طور پر محمد ہوں'' معاذ اللہ! ملاّ محمد بخش نے کہا میں ظلی طور پر ملعون قادیان کا باپ ہوں'' ملعون قادیان نے کہا ''میرا محمدی بیگم سے آسمان پر نکاح ہوا'' انہوں نے کہا کہ میرا بھی ملعون قادیان کی بیوی نصرت جہاں سے آسمانوں پر نکاح ہوا۔ غرضیکہ مرے کو مارے شاہ مدار۔ مرزا کو الہام کی ایسی ڈانگ چڑھائی کہ اس کی کھوپڑی کھولتے تیل کی کڑھائی بن گئی۔ اس کی تپش سے مرزا قادیانی کی ''جائے مخرج معلوم'' دہکتی بھٹی کی طرح شعلے اگلنے لگی۔ ''جائے مخرج معلوم'' کا لفظ میں نے ملعون قادیان سے لیا ہے۔ ''ایسے کو تیسی'' اس کو کہتے ہیں اور یہی کچھ ملاّ محمد بخش قادری، ملعون قادیان کے ساتھ کیا کرتا تھا۔ ان کا یہ رسالہ ۲۰ ؍فروری ۱۹۰۰ء میں ملعون قادیان کی ڈھیٹ زندگی کو مزید اجیرن کر گیا۔

اس کے آخر میں مرزا ملعون کے لئے سو ذلتوں کی مار کی فہرست ہے۔ مکمل رسالہ محاسبہ کی اس جلد میں ملاحظہ فرمائیے۔

ملاّ محمد بخش حنفی قادری کا ایک رسالہ ''درّہ محمدی'' کے نام سے پہلے ہم احتساب قادیانیت جلد ۵۴ میں شائع کر چکے ہیں۔

۱۱۶۱/۴...... لعنت آسمانی برابلیس قادیانی وبرجماعت شیطانی: امرتسر قلعہ بھنگیاں کے مولانا غلام احمد امرتسری نے ۲۰/ستمبر۱۹۰۰ء کوملعون قادیان کی زندگی باعث شرمندگی میں اس کے خلاف یہ رسالہ تحریر فرمایا جو چشمہ نور پریس امرتسر سے شائع ہوا۔ایک حساس اور صاحب حمیّت مسلمان کو پیغمبر اسلام ﷺ کے نہاراً، جہاراً، کراراً ومراراً باغی کے خلاف جونفرت ہونی چاہئے مولانا غلام احمد امرتسری کو وہی ملعون قادیان کے خلاف بغض ونفرت حاصل تھی اس کا مظہر یہ رسالہ ہے۔ پڑھئے اور شکرادا کیجئے حق تعالیٰ کا! کہ کس طرح ملعون قادیان کے متعلق لکھی گئی ایک دستاویز ایک سو بائیس سال کے بعد (ستمبر۱۹۰۰ء، جنوری۲۰۲۳ء) دوبارہ منصۂ شہود پر لانے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق سے سرفراز فرمایا ہے۔اس کی اشاعت کے صدقہ میں حق تعالیٰ مسکین مرتب کی مغفرت وبخشش فرمادیں۔ آمین!

۱۱۶۲/ ۵...... تقلیع هفوات الاربعین لاتمام حجة علی اعداء الدین: ملعون قادیان نے اربعین کے نام پر چالیس اشتہارات شائع کرنے کا اعلان کیا۔چار اشتہار شائع کرکے اربعین کے سلسلہ کو بند کردیا۔مصنف رسالہ ہذا مولانا غلام احمد امرتسری مرحوم نے اس کے پہلے رسالہ اربعین نمبر۱ کا یہ جواب تحریر کیا اور اس میں اعلان کیا کہ مرزا کے اشتہار اربعین مجھے ملتے رہیں گے تو میں ان کے جوابات شائع کرتا رہوں گا۔آگے کیا ہوا۔ ملعون قادیان اربعین سے اربعہ (چالیس سے چار) پرآ کر ڈھیر ہوگیا۔جیسا کہ براہین کی پچاس جلدوں کی بجائے پانچ پر مردار ہوگیا۔مردود قادیانی شیطانی آنتوں میں لتھڑا پتھڑا نظر آتا ہے جس کی نظر ہو دیکھے۔اس کا مصداق یہ رسالہ ہے۔

۱۱۶۳/ ۶...... مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی یا نکاح آسمانی کے راز نہانی: یہ رسالہ بھی ۱۶/اگست ۱۹۰۰ء کوملعون قادیان کی موت سے آٹھ سال پہلے لکھا۔مؤلف رسالہ ہذا مولانا غلام احمد امرتسری تھے۔مولانا غلام احمد امرتسری کا: (۱) رسالہ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اوران کا جواب‘‘ احتساب قادیانیت ج۵۳ ص۵۷۵ تا

۵۹۰۔(۲) رسالہ ’’مرزا کی قلعی کھل گئی یعنی سری نگر کشمیر اور مسیح کا دیانی‘‘ احتساب قادیانیت ج۵۴ ص۱۵۳ تا ۱۶۰ پر شائع ہو چکے ہیں۔

مزید تین رسائل محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں نمبر۴، ۵، ۶ پر شائع ہو رہے ہیں۔

گویا مولانا غلام احمد امرتسری کے پانچ رسائل اس وقت تک ہم شائع کر چکے ہیں۔

۱۱۶۴/ ۷...... آئینہ قادیانی: جناب عبدالرحمٰن فیروزپوری نے یہ رسالہ مرتب کیا جو فیروز پور کے دوستوں نے سٹیم پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

اس نام کا ایک رسالہ جو حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب مونگیری کا مرتبہ کردہ بھی ہے۔ احتساب قادیانیت ج۳۱ ص۴۱۳ تا ۴۲۴ تک ہم نے شائع کیا ہے۔ وہ رسالہ اس کے علاوہ ہے۔ رسالہ اور مصنف دونوں نام یکساں ہیں۔ لیکن رسالے ومصنف وجائے اشاعت دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

۱۱۶۵/ ۸...... سیٹھ عبداللہ قادیانی سکندر آبادی کے اعلان ایک لاکھ روپیہ انعامات کا مکمل ازالہ: قارئین جانتے ہیں کہ لاف وگزاف میں ہر قادیانی باون گزّا ہے۔ چنانچہ سکندر آباد کے قادیانی سیٹھ عبداللہ الہ دین نے تین رسالے شائع کئے اور ان کے جواب کے لئے ایک لاکھ کے انعامات کا اعلان کیا۔

علامہ اقبالؒ کے مرید خاص کا دم بھرنے والے ’’جناب میر محمد خان جالندھریؒ‘‘ نے مولانا ابوالکلام آزادؒ، علامہ اقبالؒ، جمعیۃ علماء ہند کے اکابر کے قادیانی عقائد کے متعلق مطبوعہ اعلانات اور اخبار احسان لاہور میں مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کے جھوٹا ہونے کے اقتباسات نقل کئے اور پھر عبداللہ الہ دین قادیانی کے رسائل پر تیرہ تنقیدات مرتب کیں اور آخر پر اس کو چیلنج دیا۔ جس سے قادیانی انعامات کی حقیقت لوگوں کے سامنے آ گئی اور قادیانی غلط بیانی کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ یکم رمئی ۱۹۴۴ء کو یہ رسالہ شائع ہوا جسے ہم محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں محفوظ کر رہے ہیں۔ محض ریکارڈ کے لئے شامل کیا ہے، ورنہ

اخبارات کے اقتباسات ہیں۔ البتہ قادیانی رسائل پر ۱۳ تنقیدات قابل مراجعت ہیں۔

۱۱۶۶/۹..... قادیانی مغالطے: دارالعلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات، جمعیۃ علماء ہند کے ناظم اور بعدہ صدر حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری جو مجلس تحفظ ختم نبوت کل ہند دارالعلوم دیوبند کے ناظم بھی تھے۔ ۱۴/جون ۱۹۹۷ء کو اردو پارک شاہجہانی مسجد دہلی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، اس کی تیاری کے لئے انڈیا کے اہم شہروں میں تبلیغی وتشہیری اجتماعات منعقد ہوئے۔ اس دوران حضرت مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری اور حضرت مولانا سید اسعد مدنی نے انٹرویوز بھی دیئے۔ مولانا قاری محمد عثمان نے دو اخبارات کو انٹرویو دیئے: (۱) نئی دنیا دہلی کے جناب ودود صاحب نے آپ کا انٹرویو کیا جو ۱۷، ۲۳/جون ۱۹۹۷ء کے ہفت روزہ نئی دنیا دہلی میں شائع ہوا۔ (۲) ''ہفت روزہ راشٹریہ مہاراج'' کے ۲۳ تا ۲۹/جون ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ ان انٹرویوز کے شائع ہونے پر قادیانی جماعت دہلی کے صدر انصار احمد قادیانی نے اس کی تردید میں ایک رسالہ ''آئینہ'' کے نام پر قلم بند کیا۔ اس میں قادیانیوں نے اہل اسلام کو دھوکہ دینے، فریب وتلبیس میں مبتلا کرنے کے جو دجل آمیز حربے تھے، ایک بار پھر دہرانے کی جگالی کی۔

حضرت قاری محمد عثمان منصور پوری کے صاحبزادہ ''حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری'' مفتی شاہی مدرسہ مرادآباد نے اس قادیانی رسالہ کی بیخ کنی کے لئے جوابی قلم اٹھایا۔ قادیانی مغالطے کے نام پر اس کا جواب لکھا۔ اتنا واضح، عام فہم، دندان شکن جواب، جو دو اور دو چار کی طرح قادیانی دجل کو ریزہ ریزہ کرتا نظر آتا ہے۔ آپ نے ۴۳ عنوانات قائم کر کے قادیانی رسالہ کے دجل کو پارہ پارہ کر دیا اور اس کتاب کے آخر پر حضرت قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری کے متذکرہ بالا دونوں انٹرویو بھی ساتھ شائع کر دیئے جو سونے پر سہاگہ کا کام دیتے ہیں۔ بارہا یہ کتاب شائع ہوئی۔ ثلث صدی بعد پہلی دفعہ ہم اسے شائع کرنے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ الحمدللہ علی ذلک!

۱۱۶۷/۱۰...... الاستیصال لدعوی المسیح الدجال: مدراس میں ملعون قادیان کا ایک شتونگڑا، بچونگڑا حکیم محمد حسین المعروف مرہم عیسیٰ وارد ہوا۔ یہ ۱۹۲۰ء کی بات ہے۔ اس قادیانی حکیم نے بھولے بھالے ایک سید کو حیات عیسیٰ کے مسئلہ پر گمراہ کرلیا۔اس نے اظہار واقعی کے نام پر اشتہار بھی حیات مسیح علیہ السلام کے خلاف لکھ دیا۔ مدراس تا بقادیان قادیانیوں کی باچھوں سے رال ابلنے اور ڈلنے لگی۔ اس رسالہ کے مصنف مولانا تجمل حسین ایمان قادری نقشبندی گوپاموی اپنے طلباء کے ساتھ قادیانیوں کے نئے شکار سید پیر صاحب کے پاس گئے۔ بیماری تازہ تھی، بروقت علاج ہوا، انہوں نے دوبارہ حیات مسیح علیہ السلام کا اقرار کرلیا۔ وفات مسیح علیہ السلام کے کافرانہ نظریہ سے توبہ کرلی۔نتیجہ میں مدراس تا بقادیان صف ماتم بچھ گئی۔

حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ قادیانی تو زیر پاء آتش کی طرح کودنے اور ناچنے لگے۔ علماء کو چیلنج کیا۔ واہی تباہی بکی تو اس کے ان زہریلے وار کے توڑ کے لئے مولانا تجمل حسین صاحب ایمان قادری، نقشبندی گوپاموی نے یہ رسالہ تحریر کیا۔ یہ رسالہ ۱۹۲۰ء کا ہے۔اب ۲۰۲۲ء میں اس کی دوسری اشاعت محض توفیق ایزدی کا صدقہ ہے۔الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النّبیین!

۱۱۶۸/۱۱...... صحیفہ حقانی بجواب مرید قادیانی: ملعون قادیان کا ایک لدھیانوی مرید شہزادہ عبدالمجید مرزائی لدھیانہ نے ایک اشتہار شائع کیا جس کی پیشانی پر بعنوان جلی ’’مولویوں کی غلط فہمیوں کا اعلان‘‘ شائع کیا اس میں ملعون قادیان کے اس مرید قادیانی نے ۹ سوالات کئے۔ ’’جناب مولانا ولی محمد‘‘ گھڑی ساز چوڑا بازار لدھیانہ نے اس کے مختصر مگر دندان شکن جواب دے کر لدھیانوی قادیانی کی بولتی بند کردی اور بقول مرزا قادیانی ’’جھوٹے وہاں داخل ہوجاتے ہیں جہاں سے نکلے تھے‘‘ اور شاید مولانا نے مرزا کے اس مرید کو وہاں جہاں سے نکلا تھا داخل ہوتے ملاحظہ کرادیا تھا۔ دُرّ، دُرّ ملعون کا فر قادیاں کہیں کے! لعنت تم پر اور تمہاری ذریت البغایا پر۔

۱۲/۱۱۶۹...... وحدت وجود پر مرزا قادیانی کا ایک خط: ملعون قادیان نے میر عباس لدھیانوی کو ایک خط لکھا جس میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود تصوف کی بحث پر اس طرح منہ مارا جس طرح شتر بے مہار راہ چلتے سبزہ کو منہ مارتا ہے۔ یہ مسائل خالصۃً علمی مباحث اور ملعون قادیان ماہ صفر المظفر کو چوتھا مہینہ اور چہار شنبہ کو چوتھا دن یقین کرنے والا اجہل واحمق، گوزشتر بلکہ ارذل الحمقاء تھا۔ مسئلہ بجائے سمجھانے کے اور الجھا دیا۔ اس کی پردہ دری ہونا تھی جس کا ذریعہ یہ خط بن گیا۔ ۱۳/فروری ۱۸۸۴ء کا یہ قادیانی خط ہے۔ اس کے جواب میں محمڈن صوفی ازم سوسائٹی امرتسر کے ممبر ''جناب محمد عبداللہ اختر'' متعلم بی.اے کلام نے قلم اٹھایا اور ملعون قادیان کے خط پر ریویو لکھا۔ محمڈن صوفی ازم سوسائٹی کی طرف سے چشمہ نور پریس امرتسر سے اس زمانہ میں یہ شائع ہوکر تقسیم ہوا۔ قریباً ایک سو پینتیس چالیس برس پہلے کا یہ رسالہ ہے اس کی اب دوبارہ اشاعت ہے آپ بھی پڑھیں۔

۱۳/۱۱۷۰...... سودیشی نبی: یہ رسالہ ۱۹۱۸ء کا مرتبہ کردہ ہے۔ مختلف مضامین اس میں جمع کر کے ''جناب ابومحمد عبداللہ پنشنر'' نے انجمن اشاعت الاسلام امرتسر سے اسے شائع کیا۔ زہے نصیب کہ ایک صدی سے زائد کے رسالہ کی دوبارہ اشاعت کے لئے حق تعالیٰ نے ہم مسکینوں کو توفیق سے سرفراز کردیا۔

۱۴/۱۱۷۱...... احادیث رسول الربانی فی تکذیب مرزا القادیانی الدجال لاثانی: یہ قریباً ایک صدی قبل کا رسالہ ہے مولانا ابوتراب عبدالرحیم محمڈن مشنری نے تحریر کیا اور ستارہ ہند پریس کلکتہ نیا بوکھر روڈ نمبر۲۳/۳ میں سے مولانا محمد غنی حیدر نے شائع کیا۔ آخر پر ''القول الصحیح علی رد من انکر حیاۃ المسیح '' نامی رسالہ ملعون قادیان کے مقابلہ پر شائع کرنے کی خبر دی نامعلوم کہ اس کا کیا ہوا۔ اس رسالہ کی قدیم اردو اور مصنف کا ملعون قادیان کو سان پر چڑھانے کا انوکھا انداز تحریر قابل مطالعہ ہے۔

۱۵/۱۱۷۲...... روئیداد مناظرہ سموال شریف ودتیال ریاست جموں: ۳/مارچ ۱۹۲۳ء کو قادیانیوں سے ایک مناظرہ ہونا قرار پایا۔ قادیانیوں کو جس طرح رسوا ہوتے دنیا

نے دیکھا اس پر یہ رسالہ شاہد ہے۔ جناب حافظ محمد سیکرٹری انجمن حنفیہ سموال شریف نے اسے مرتب کیا۔ سو برس کے بعد اس کی اشاعت، تعریف اس ذات باری تعالیٰ جلّ مجدہ کی جس نے اس توفیق سے نوازا۔ الحمدللہ!

۱۱۷۳/ ۱۶...... قادیانی مذہب کی حقیقت دوسرا نام ''مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی جانچ پڑتال'': یہ رسالہ لکھنؤ کے شیعہ رہنما جناب مرزا محمد مہدی کا ۱۹۲۰ء ماہ دسمبر کا شائع کردہ ہے۔ اس میں انہوں نے اپنا نکتہ نظر بیان کر کے ملعون قادیان کی خوب چھترول کی ہے۔ رسالہ نمبر۱۴ کا مصنف شیعہ تھا اور اس رسالہ نمبر۱۶ کا مصنف شیعہ ہے۔ وائے جنوں میں کہاں کہاں سے ملعون قادیان کی چھترول کرنے والوں کو میدان میں لانے کا باعث بن گیا۔

۱۱۷۴/ ۱۷...... مسیح قادیانی کے کرتوت: (۱)اسداللہ غالب لاہور،(۲) حضرت بیدل، (۳) شیدا امرتسری، (۴) مولوی عبدالغنی دہلوی کی چار نظموں پر مشتمل یہ رسالہ ۱۹۰۴ء میں عزیزی پریس لاہور سے معراج دین کشمیری نے شائع کیا۔ اس میں پانچویں نظم مولانا سعداللہ لدھیانوی کی تھی جو پہلے شائع ہوچکی ہے۔ یہاں سے ہم نے حذف کردی۔

۱۱۷۵/ ۱۸...... بلاغت حق: شیخ احمد حسین اختر ابوالفصاحت کی چند نظمیں ہیں جو بدرالشفا چاندنی چوک قلعہ گجر سنگھ لاہور سے شائع ہوئیں۔ بہت پرانا رسالہ ہے۔

۱۱۷۶/ ۱۹...... نکمّاں نبی مع ترتالی دعوے: اہل حدیث مکتب فکر کے نامور شاعر حافظ محمد ابراہیم خادم تاندلیانوالہ نے نظم ونثر پر مشتمل یہ رسالہ ۱۹۳۷ء میں شائع کیا۔ غرض یہ کہ محاسبہ قادیانیت کی جلد۲۶ میں:

۱......	ابوالعباس مولانا محمد صادق نعمانی بہاول پوری	کا	۱	رسالہ
۲......	مولانا امام الدین گجراتی	کا	۱	رسالہ
۳......	ملاّ محمد بخش قادری	کا	۱	رسالہ
۴......	مولانا غلام احمد امرتسری	کے	۳	رسائل

۵۳۱/ ۵...... جناب عبدالرحمٰن فیروز پوری	کا	۱	رسالہ
۵۳۲/ ۶...... جناب میر محمد خان جالندھری	کا	۱	رسالہ
۵۳۳/ ۷......مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری	کا	۱	رسالہ
۵۳۴/ ۸......مولانا تجمل حسین ایمان قادری نقشبندی	کا	۱	رسالہ
۵۳۵/ ۹......مولانا ولی محمد گھڑی ساز چوڑا بازار لدھیانہ	کا	۱	رسالہ
۵۳۶/ ۱۰...... جناب محمد عبداللہ اختر متعلم بی،اے	کا	۱	رسالہ
۵۳۷/ ۱۱......ابومحمد،عبداللہ پنشنر امرتسری	کا	۱	رسالہ
۵۳۸/ ۱۲......ابوتراب عبدالرحیم محمڈن مشنری	کا	۱	رسالہ
۵۳۹/ ۱۳......حافظ محمد سیکرٹری انجمن حنفیہ سموال شریف	کا	۱	رسالہ
۵۴۰/ ۱۴......مرزا محمد مہدی	کا	۱	رسالہ
۵۴۱/ ۱۵......مرزا غالب: (۱۶/۵۴۲) حضرت بیدل			
۱۷/۵۴۳ شیدا امرتسری: (۱۸/۵۴۴) مولوی عبدالغنی دہلوی	کا	۱	رسالہ
۵۴۵/ ۱۹......ابوالفصاحت،شیخ احمد حسین اختر	کا	۱	رسالہ
۵۴۶/ ۲۰......حافظ محمد ابراہیم خادم تاندلیانوالہ	کا	۱	رسالہ

....

گویا بیس حضرات کے	کل	۱۹	رسائل

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔اللہ رب العزت قبول فرمائیں!

نتیـــجـــہ: اب تک احتساب قادیانیت ساٹھ جلدیں اورمحاسبہ قادیانیت ۲۶ جلدیں کل ۸۶ جلدوں میں تکرار کے حذف کے بعد پانچ سو چھیالیس (۵۴۶) مصنّفین کے کل قدیم ونایاب گیارہ سو چھہتر (۱۱۷۶) کتب ورسائل شائع کرنے کی سعادت حاصل کرچکے ہیں۔الحمدللہ!

محتاج دعاء: (فقیر) اللہ وسایا، ملتان

۱۴/ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ، ۷ جنوری ۲۰۲۳ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تردید مرزائیت میں تائید الحق سلسلہ صادقہ کا دوسرا نمبر

مرزا اور محمدی بیگم

ابوالعباس مولانا محمد صادق نعمانی بہاول پوری

۶۸۶

تردید مرزائیت میں تائید الحق سلسلہ صادقہ کا دوسرا

نمبر

مرزا اور محمدی بیگم

مؤلفہ

ابو العباس محمد صادق نعمانی بہاولپوری

حجازی پرنٹنگ پریس بیرون لوہاری دروازہ لاہور میں

باہتمام مولوی محمد صادق صاحب مہتمم چھپ کر شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

مولانا ابوالوفاء صاحب نعمانی شاہجہان پوری نے بہاولپور کے تاریخی مقدمہ مرزائیہ میں جو قابل تعریف کام کیا ہے اس کے پیش نظر اس رسالہ کا انتساب مولانا موصوف کی ذات گرامی سے کرتا ہوں:

گر قبول افتد زہے عزوشرف

ابوالعباس نعمانی بہاولپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی رسوائے عالم پیش گوئیوں میں محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مرزا قادیانی نے اس نیک اختر عفیفہ کو حبالہ نکاح میں لانے کے لئے جن تدابیر کو اختیار کیا اور ناکامی کی صورت میں جن غلط تاویلات اور ناملائم تمویہات کو پیش کیا۔ اس نے نہ صرف مرزا قادیانی کی خانہ زاد نبوت اور خودتراشیدہ الہامات کی حقیقت کھول دی بلکہ مرزا قادیانی اوران کے متبعین کے لئے لازوال رسوائی کا سامان مہیا کیا۔ اگرچہ اہل قلم مسلمانوں نے اس موضوع پر بہترین رسائل مختصر اور مفصل لکھ کر اس پیش گوئی کے دروغ کو تشنہ تشریح نہیں چھوڑا۔ مگر بحوائے کم ترک الاوّل للآخر۔

خاکسار نے اس پیش گوئی اور اس کے حالات متعلقہ کو سوال وجواب کی صورت میں جمع کردیا ہے۔ سوال ایک فرضی شخص کی طرف سے ہے۔ جواب مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں بحوالہ کتاب وصفحہ درج کیا ہے تاکہ کسی مرزائی کو گنجائش انکار نہ ہو۔ اس رسالہ کی ترتیب سے مقصود یہ ہے کہ اس پیش گوئی کے تمام حالات خود مرزا قادیانی کے الفاظ میں محفوظ ہوجائیں اور مرزائی مناظر جو عام طور خلط مبحث کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے لئے بحث کو پیچیدہ کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس ناچیز محنت کو قبول فرمائے اور ہمارے گم گشتہ راہ دوستوں کے لئے سبیل ہدایت بنائے۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم!

ابوالعباس محمد صادق نعمانی ۱۳۵۴ھ، ۱۹۳۶ء

مرزااور محمدی بیگم

سائل: مرزاجی آپ کا نام اور ولدیت وقومیت کیا ہے؟

مرزا: ’’میرا نام غلام احمد، میرے والد کا نام غلام مرتضٰی ...... ہماری قوم مغل برلاس ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۳۴ خزائن ج۱۳ ص۱۶۲)

سائل: آپ کا وطن کیا ہے؟

مرزا: ’’اسلام پور ماجھی جواب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔‘‘

(حاشیہ ازالہ اوہام ص۱۲۲ خزائن ۳ ص۱۶۰)

سائل: قادیان بہت متبرک مقام ہوگا جس کو آپ کے جنم بھومی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

مرزا: ’’قادیان کے متعلق مجھے یہ بھی الہام ہوا ’’اخرج منہ الیزیدیون‘‘ یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔‘‘ (ازالہ ص۷۲ خزائن ج۳ ص۱۳۸ حاشیہ)

سائل: آپ کی منکوحہ آسمانی کا نام کیا ہے؟

مرزا: ’’محمدی‘‘ (الحکم ج۹، نمبر۲۳ ص۲، کالم نمبر۲ مؤرخہ ۳۰/جون ۱۹۰۵ء)

سائل: کیا یہ صحیح ہے کہ محمدی کا نکاح آپ سے آسمان پر ہوا ہے؟

مرزا: ’’(ہاں) اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲ خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

سائل: محمدی جناب کی رشتہ دار بھی تھی یا نہ؟

مرزا: ’’محمدی اقارب میں بلکہ قریب خاندان میں سے تھی۔ یعنی میری چچازاد ہمشیرہ کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی یعنی احمد بیگ کی۔‘‘

(الحکم ج۹ نمبر۲۳ ص۲، کالم نمبر۲ مؤرخہ ۳۰/جون ۱۹۰۵ء)

سائل: محمدی آپ کی گویا غیر حقیقی بھانجی اور بھتیجی ہوئی۔ پھر ان کو رشتہ سے کیوں انکار تھا؟

مرزا: ’’ان کا اس رشتہ سے بشدت انکار بھی درحقیقت اسی اپنی رسم پرستی کی وجہ سے ہے کہ وہ اپنی کسی لڑکی کا اس کے کسی غیر حقیقی ماموں سے نکاح کرنا حرام قطعی سمجھتے ہیں۔‘‘

(حاشیہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۱۹ مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۶۱ حاشیہ)

سائل: کیا آپ نے محمدی کو دیکھا بھی تھا یا نہیں؟

مرزا: ’’رائیتھا میں نے اس کو دیکھا تھا۔‘‘ (انجام آتھم ص۲۱۳ خزائن ج۱۱ص ایضاً)

سائل: جب آپ نے محمدی کو دیکھا اس وقت اس کی عمر کیا تھی؟

مرزا: ’’جاریة حدیثة السن عذراء (نوسن کنواری لڑکی تھی)‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۷۴ خزائن ج۵ص ایضاً)

سائل: اس وقت آپ کا سن شریف کیا تھا؟

مرزا: ’’کنت حینئذ جاوزت الخمسین میں اس وقت پچاس برس سے بھی گزرا ہوا تھا۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۵۷۴ خزائن ج۵ص ایضاً)

سائل: اس ضعیف العمری میں ایک نوسن کنواری لڑکی کو حبالہ عقد میں لانا کیوں کر مناسب ہوسکتا ہے؟

مرزا: (بڑھاپا کیسا خدا تعالیٰ کا الہام سنو) ’’نزلت الرحمة علی ثلث علی العین وعلی الآخرین ترد الیک انوار الشباب تری نسلاً بعیداً (میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے۔ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی ان کو سلامت رکھوں گا اور جوانی کے نور تیری طرف عود کریں گے اور تو اپنی ایک دور کی نسل دیکھ لے گا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۹۵ خزائن ج۲۲ص ۹۸)

سائل: نزول رحمت وانوار شباب کا الہام بسروچشم مگر آپ (تریاق القلوب ص۳۵ خزائن ج۱۵ص۲۰۳) پر اقرار کر چکے ہیں کہ ’’میری حالت مردمی کالعدم تھی۔‘‘

مرزا: (تریاق القلوب ص۳۵،۳۶ خزائن ج۱۵ص ایضاً) بھی پڑھو ’’میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا...... پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔‘‘

سائل: اس عمر میں نکاح کی کیا ضرورت تھی؟ کیا اولاد تھی؟

مرزا: ’’ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی کچھ ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا اولاد بھی تھی۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۶۱،۱۶۲)

سائل: کیا محمدی کا خاندان بہت بڑا دین دار خاندان تھا کہ جناب کو اس پیرانہ سالی میں باوجود اولاد ہونے کے ان کے گھرانے میں نکاح کرنے کا شوق ہوا۔

مرزا: ’’کانوا اشد کفراً باللہ ورسولہ المنکرین لقضاء اللہ وقدرہ ومن الدھرین ‘‘(وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام) کے اشد ترین کافر تھے اور خدا تعالیٰ کی قضاوقدر کے منکر تھے اور دہریہ گروہ سے تھے۔‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۶۷ خزائن ج۵ ص ایضاً)

سائل: آپ نے ان رشتہ داروں کی ارشاد وہدایت کے لئے کوئی سعی فرمائی؟

مرزا: (ہاں)’’وقلت یا رب یارب انصر عبدک واخذل اعدائک استجبنی یا رب استجبنی الام یستھزء بک وبرسولک وحتام یکذّبون کتابک ویسبّون نبیک برحمتک استغیث یا حیّ یا قیّوم یا معین‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۶۹ خزائن ج۵ ص ایضاً)

اور میں نے کہا اے میرے رب تو اپنے بندہ کی مدد کر اور اپنے دشمنوں کو خوار کر۔ اے رب میری دعا قبول کر کب تک تیرے اور رسول کے ساتھ استہزاء کی جائے گی اور کہاں تک تیری کتاب کی تکذیب کرتے رہیں گے اور تیرے نبی کو گالی دیتے رہیں گے تیری رحمت سے استغاثہ کرتا ہوں اے حیّ اے قیّوم مدد کرنے والے۔‘‘

سائل: آپ کی اس تباہ کن دعا کا جواب کیا ملا؟

مرزا: ’’فرحم ربی علی تضرعاتی وزفرفاتی وعبراتی ونادانی وقال انّی رأیت عصیانھم وطغیانھم فسوف اضربھم بانواع الآفات ابیدھم من تحت السموات وستنظر ما افعل بھم وکنّا علیٰ کل شئ قادرین انی اجعل نساء ھم أرامل وابناء ھم یتامٰی وبیوتھم خربۃ لیذوقوا طعم ما قالوا وما کسبوا ولٰکن لا اھلکھم دفعۃ واحدۃ بل قلیلاً قلیلاً لعلّھم یرجعون ویکونون من التوابین ان لعنتی نازلۃ علیھم وعلیٰ جدران بیوتھم وعلیٰ صغیرھم وکبیرھم ونساء ھم ورجالھم ونزیلھم الذی دخل ابوابھم وکلھم کانوا ملعونین الاالذین آمنوا وعملوا الصالحات وقطعوا تعلقھم منھم وبعدوا من مجالسھم فاولٰئک من المرحومین‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۹،۵۷۰ خزائن ج۵ ص۵۶۹،۵۷۰)

(میرے رب نے میری عاجزیوں اور بہتے ہوئے آنسوؤں پر رحم کیا اور مجھے پکارا

اور فرمایا کہ میں نے ان کی گمراہی اور نافرمانی کو دیکھا سو عنقریب میں ان کو طرح طرح کے آفتوں سے ماروں گا اور آسمانوں کے نیچے میں برباد کروں گا تو عنقریب دیکھ لے گا کہ میں ان سے کیا کچھ کرتا ہوں اور ہم ہر ایک چیز پر قادر ہیں۔ میں ان کی عورتوں کو بیوہ اور ان کے بچوں کو یتیم اور ان کے گھروں کو ویران بنادوں گا تاکہ وہ اپنے کہے اور کئے کا مزہ چکھیں۔ لیکن میں ان کو یکبارگی ہلاک نہیں کروں گا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے تاکہ رجوع کریں اور توبہ کرنے والوں سے ہوجائیں۔ میری لعنت ان پر اور ان کے گھروں کے دیواروں پر اور ان کے چھوٹوں اور بڑوں اور مردوں عورتوں پر اور ان کے ایسے مہمان پر جو ان کے گھروں میں داخل ہوگا۔ یہ سب لعنتی ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور اپنا تعلق ان سے قطع کرلیا اور ان کے مجلسوں سے دور ہوگئے۔ سو یہی لوگ ان میں سے ہیں جن پر رحم کیا گیا ہے۔

سائل: کیا آپ کے اس وحی والہام کے بعد لوگ تائب ہو کر خدا رسیدہ ہوگئے؟

مرزا: ’’فما خافوا وما صدقوا بل زادوا طغیاناً وھزا‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۷۰، خزائن ج۵ ص ایضاً)

(سو وہ نہ ڈرے اور نہ تصدیق کی بلکہ گمراہی اور نافرمانی میں بڑھ گئے)

سائل: جب کہ آپ کے وحی میں ہلاکت سے نجات صرف ان لوگوں کے لئے تھی جو ان سے قطع تعلق کریں تو آپ نے باوجود اس وحی الٰہی کے ایسے ملحدین اور مرتدین میں رشتہ کی خواہش کیوں کی۔

مرزا: ’’فاوحی اللہ الی ان اخطب صبیۃ الکبیرۃ لنفسک وقل لہ لیصاھرک اوّلا ثم لیقتبس من قبسک‘‘ خدا تعالیٰ نے میری طرف وحی کی احمد بیگ کی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) کو اپنے لئے خطبہ کر اور اس سے کہہ کہ پہلے تجھ کو داماد بنالے تو پھر تیرے نور سے فائدہ اٹھائے۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۵۷۲، خزائن ج۵ ص ایضاً)

سائل: آپ کو وحی الٰہی تو ہوئی کہ احمد بیگ پہلے آپ کو داماد بنائے پھر اقتباس انوار کرے ایسے مبہم وعدے پر وہ کیسے دل نہاد ہوسکتا تھا۔ اگر وحی الٰہی میں کچھ اقتباس انوار کی تشریح آجاتی تو شاید وہ مان ہی جاتا۔

مرزا: (سنو)’’وقل انی امرت لاھبک ما طلبت من الارض وارضاً اخریٰ معھا واحسن الیک باحسانات اخری‘‘ ترجمہ: تو (اے مرزا)

کہہ دے کہ مجھے خدا تعالیٰ سے حکم ہوا ہے کہ میں تجھ کو زمین مطلوبہ اور اس کے علاوہ اور زمین بھی دوں اور تجھ سے اور بہت کچھ احسان کروں۔'' (آئینہ کمالات ص۵۷۲ خزائن ج۵ ص ایضاً)

سائل: کیا آپ نے یہ درخواست کسی مناسب موقعہ پر کی۔

مرزا: ''یہ لوگ جو مجھ کو میرے دعویٰ الہام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے تھے اور اسلام اور قرآن شریف پر طرح طرح کے اعتراض کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی دفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی تھی سو وہ دعا قبول ہوکر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نامبردہ کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچازاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الخبر ہے۔ اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے۔ نامبردہ کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے۔ نام بردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار یا پانچ ہزار روپیہ کی قیمت کی ہے۔ اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرادیں۔

چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چوں کہ یہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ نے تمام تر عجز وانکسار سے ہماری طرف رجوع کیا تاہم اس ہبہ پر راضی ہوکر اس ہبہ نامہ پر دستخط کردیں اور قریب تھا کہ دستخط کردیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے۔ جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا۔ مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کردیا۔ اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین

سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔‘‘

(اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷،۱۵۸)

سائل: اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۸ء کو میں نے پڑھا ہے اس میں محمدی بیگم اور احمد بیگ اور اس کے داماد کی موت اور لڑکی کو مصیبتوں اور غموں کے پیش آنا ذکر تک نہیں۔ ہاں اس میں ایک جملہ تو ہے اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔

مرزا: (نیچے کا یہ نوٹ پڑھو) ’’یہ ایک پیش گوئی کی طرف اشارہ ہے جو دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں شائع ہو چکی جس کا ماحصل یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہو جائے گا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ سو اس جگہ اجڑے ہوئے گھر سے وہ اجڑا ہوا گھر مراد ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۱ ص۶۰،۶۱، اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۰۲ حاشیہ)

سائل: مرزا قادیانی! آپ کے اس نوٹ کو پڑھ کر آپ کے الہامات کی حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ آپ اشتہارات میں بھی بہت کچھ حیلہ بازی کیا کرتے ہیں۔ دیکھئے یہی نوٹ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج ہے۔ مگر اس میں دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار کا حوالہ بھی درج ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے اشتہاروں کی اشاعت میں آپ نے کوئی خاص ڈھنگ کیا ہوا تھا اور پیش گوئیوں کے بنانے کے لئے تاریخوں کو آگے پیچھے لکھ کر دھوکا دیا کرتے تھے۔

مرزا: (البشریٰ ج دوم ص۱۱۹)

سائل: آپ کی اس ہیبت ناک پیش گوئی کا ان پر کیا اثر ہوا۔

مرزا: ’’فعبس وتولّٰی وکان من المعرضین‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ترجمہ: ترش رو ہوا اور روگردانی کی اور منہ موڑنے والوں سے تھا۔

سائل: آپ نے نشان آسمانی کی سچائی کا موقعہ تو نہایت اعلیٰ تلاش کیا کہ اگر زمین جائے تو زن آئے اور اس حکمت سے نبوت کا نشان بھی پورا ہو جائے۔ مگر ان کی کم نصیبی تھی کہ اگر وہ کم نصیب اس پر راضی نہ ہوئے تو آپ کوئی اور دنیاوی لالچ دیتے، ضرور پھنس جاتے۔

مرزا: ’’ثم کتبت الیہ مکتوباً بایماء منانی واشارۃ رحمانی ونمقت فیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امابعد! فاسمع ایھا العزیز مالک اتخذت جدی عبثا وحسبت تبری خبثا وواللہ ما ارید ان اشق علیک وستجدنی ان شاء اللہ من المحسنین وھا انا اکتب بعھد موثق فانک ان قبلت قولی علیٰ رغم انف قبیلتی فافرض لک حصۃ فی ارضی وخمیلتی ویرتفع الخلاف والنزاع بھذہ الوصلۃ من بیننا ویصلح اللہ قلوب شعبی وعشیرتی‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۷۳ خزائن ج۵ ص ایضاً)

ترجمہ: (پھر میں نے اس کی طرف اشارہ رحمانی سے خط لکھا) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اما بعد! اے عزیز سن تجھے کیا ہوگیا کہ تو میری سچی بات کو فضول سمجھتا ہے اور میری خالص کو کھوٹا خیال کرتا ہے۔ بخدا میں نہیں چاہتا کہ تجھ کو تکلیف دوں ان شاء اللہ تعالیٰ تو مجھ کو احسان کرنے والے لوگوں سے پائے گا۔ اس وقت میں پختہ عہد سے لکھ رہا ہوں کہ اگر تو نے میرے کنبہ کی خلاف مرضی میری بات کو مان لیا تو میں اپنی زمین اور اپنے باغ کا ایک حصہ تجھے دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے باہمی مخالفت اور جھگڑا اٹھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے میرے کنبہ کے دلوں کی اصلاح کر دے گا۔

سائل: آپ نے محمدی کے والد کو تو زمین اور باغ کے حصہ کے دینے کی لالچ دی بہت اچھا کیا مگر والدین کو اولاد اپنی جان سے عزیز ہوتی ہے۔ کیا آپ نے اس خط میں لڑکی کے لئے بھی کچھ جائیداد دینے کا طمع دیا۔

مرزا: (ہاں)’’انی اعطی بنتک ثلثا من ارضی ومن کل ما ملکتہ یدی‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۷۳ خزائن ج۵ ص ایضاً)

(میں تیری بیٹی کو زمین کی اور مملوکہ مقبوضہ اشیاء کی ایک تہائی دوں گا)

سائل: آپ اگر اس پیش گوئی کی عظمت بٹھلانے کے لئے الہام الٰہی اور صداقت قطعیہ کی ان کو اطلاع دیتے تو یقیناً جھک جاتے۔

مرزا: ’’ھا انا کتبت مکتوبی ھذا من امر ربی لا عن امری فاحفظ مکتوبی ھذا فی صندوقک فانہ من صدوق امین واللہ یعلم اننی فیہ صادق وکل ما وعدت فھو من اللہ تعالٰی وما قلت اذقلت ولکن انطقنی اللہ تعالٰی بالھامہ‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

(میں نے اپنا یہ خط خدا تعالٰی کے حکم سے لکھا ہے نہ اپنی رائے سے سو میرے اس خط کو اپنی صندوق میں محفوظ رکھ یہ خط صدوق وامین کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ میں اس میں سچا ہوں جو کچھ میں نے اس میں وعدہ کیا ہے۔ سو وہ سب خدا تعالٰی کی طرف سے ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا لیکن خدا تعالٰی نے مجھ کو اپنے الہام سے بلوایا ہے۔‘‘

سائل: اگر اس پیش گوئی کے پورے نہ ہونے پر کوئی سنگین شرط لگا دیتے تو پھر ان کو اس کی سچائی کا یقین ہو جاتا۔

مرزا: (سن لو) ’’فان مضی الاجل وما حصحص الصدق فاجعل حبلاً فی جیدی وسلاسلاً فی ارجلی وعذبنی بعذاب لم یعذب بہ احد من العالمین‘‘ (آئینہ کمالات ص۵۷۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

(اگر یہ معیاد گزر جائے اور پیش گوئی کی سچائی نمودار نہ ہو تو میری گردن میں رسی اور پاؤں میں بیڑیاں ڈالنا اور مجھے ایسا عذاب دینا جو آج تک کسی انسان کو نہیں دیا گیا)‘‘

سائل: آپ نے یہ خط کب لکھا اور اس خط کا اثر احمد بیگ پر کیا ہوا۔

مرزا: ’’ھذا ما کتبت الٰی احمد بیک ۱۳۰۴ھ فاعرض وابی‘‘

میں نے یہ خط احمد بیگ کی طرف ۱۳۰۴ھ میں لکھا مگر اس نے منہ موڑا اور انکار کیا۔‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۷۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

سائل: اگر احمد بیگ نے آپ کے خط کی پرواہ نہ کی تو آپ ان کے دیگر رشتہ داروں کی طرف خطوط لکھتے۔ شاید وہ ان کو فہمائش کرتے۔

مرزا: (ایسا بھی کر چکا ہوں) ’’مشفقی شیر علی بیگ صاحب سلمہ تعالٰی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ مگر محض للہ اور ان لوگوں سے تعلق

چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بناتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارہ میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں، ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے، ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ میں چوہڑہ یا چمار تھا، جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہوگئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے۔ مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو، اور اس کا روسیاہ ہو، خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خداتعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی. بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا ہے جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہوسکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا کہیں مرا بھی ہوتا۔

یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خداتعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب

میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی حاجت کیا ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا۔

اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ بند کرادو گے تو میں بدل وجان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خداتعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہے۔ واللہ اعلم! راقم: خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴؍مئی ۱۸۹۱ء‘‘

(کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۵ تا ۱۲۷)

سائل: مرزا شیر بیگ کی بیوی جو احمد بیگ کی ہمشیرہ ہے اگر اس کو خط لکھتے کہ وہ اپنے بھائی کو متوجہ کرے کہ آپ سے رشتہ انجام پائے۔

مرزا: ’’والدہ عزت بی. بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خداتعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی. بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے

اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کا عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجاوے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی. بی کو تین طلاق ہیں۔

سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی. بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی. بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی. بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔ راقم: مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ ٫مئی ۱۸۹۱ء'' (کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۷، ۱۲۸)

__سائل:__ آپ اپنی بہو عزت بی. بی سے خط لکھواتے شاید اس کی تحریر کا ان پر اثر پڑتا۔

__مرزا:__ از طرف عزت بی. بی بطرف والدہ۔

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا (قادیانی) کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ (منقول از سیف چشتیائی ص۹۳ و کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۸)

__سائل:__ آپ نے اپنی طرف سے پوری سعی فرمائی۔ مگر ان کی یہ بدنصیبی تھی۔ کیا آپ نے کوئی تنذیری پیش گوئی کی ہوتی، شاید اس کے رعب میں آکر آپ سے نکاح کر دیتے۔

__مرزا:__ ''اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس

کسی شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔‘‘

(اشتہار۱۰رجولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۵۸)

سائل: آپ نے پیش گوئی تو کردی۔ مگر محمدی بیگم کے ورثاء کی مخالفت بھی جناب سے مخفی نہیں۔ وہ طرح طرح کے موانع پیدا کریں گے اور آپ سے نکاح نہیں ہونے دیں گے۔

مرزا: ’’پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خداتعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا۔‘‘

(اشتہار۱۰رجولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ۱۵۸)

سائل: آپ نے جو احمد بیگ کی موت کی پیش گوئی کی ہے وہ اس لئے ٹھیک ہے کہ اس نے رشتہ دینے سے انکار کیا مگر سلطان محمد کا کیا قصور ہے کہ آپ نے اس کی موت کی بھی پیش گوئی کردی ہے۔

مرزا: ’’سلطان محمد اور اس کے اقارب اس لئے مجرم ٹھہر گئے کہ انہوں نے یہ گناہ کیا کہ ان کو ہم نے بار بار بوساطت بعض مخلصوں اور نیز خطوط کے ذریعہ سے بہت کھول کر سنا دیا تھا کہ یہ پیش گوئی ایک قوم سرکش کے لئے خداتعالیٰ کی طرف سے ہے تم ان کے ساتھ مل کر ویسے ہی مستوجب عذاب مت بنو مگر چوں کہ وہ بھی بہت سخت دل اور دنیا پرست تھے۔ اس لئے انہوں نے نہ مانا اور اسی طرح ٹھٹھا اور ہنسی کی اور اپنی بے باکی سے اس رشتہ سے دست کش نہ ہوئے۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۱۴،۱۱۵ مجموعہ اشتہارات ج دوم ص۴۲،۴۳)

سائل: مرزا قادیانی یہ تو بتلایئے کہ احمد بیگ اور سلطان محمد کے مرجانے کے بعد محمدی کیوں کر آپ سے نکاح کر لینے پر راضی ہوجائے گی۔ آخر آپ سے نکاح ہونے میں کون سا رازالٰہی ہے؟

مرزا: ’’او لرحم علی المصابین والمصابات فانه یضع المرهم

بعد الجرح ویعطی الفرح بعد الترح'' (انجام آتھم ص۲۱۷ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

تا کہ خدا تعالیٰ مصیبت زدہ مردوں اور عورتوں پر رحم کرے۔ کیوں کہ وہ زخم دینے کے بعد مرہم رکھا کرتا ہے اور غم دینے کے بعد خوشی دیتا ہے۔

سائل: مرزا قادیانی! یہ فرمایئے کہ محمدی سے آپ کا نکاح ہونا صرف آپ کے الہامات سے ثابت ہوتا ہے یا کہیں احادیث نبویہ میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔

مرزا: ''اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ ''یتزوج ویولد له'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیوں کہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔''

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

سائل: سنا ہے کہ محمدی بیگم دوسری جگہ بیاہی گئی ہے۔ الہام تھا ''زوجنا کھا'' اس کا خلاف ہوگیا۔

مرزا: ''وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے۔ سو یہ ایک پیش گوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیاہی جانے سے پورا ہوا۔ الہام الٰہی کے یہ لفظ ہیں ''سیکفیکھم اللہ ویردھا الیک'' یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیاہی جائے گی خدا پھر اس کو تیری طرف لائے گا۔'' (الحکم ۳۰؍جون ۱۹۰۵ء ج۹، نمبر۲۳ ص۲ کالم نمبر۲ مؤرخہ منقول از الہامات مرزا ص۷۱و۷۲)

سائل: (ہاں) ''اور ان میں سے وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ بہت ہی عظیم الشان ہے کیوں کہ اس کے اجزاء یہ ہیں۔ (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی معیاد کے اندر فوت ہو۔ (۲) اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی

کے فوت نہ ہو۔ (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔ (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔‘‘ (شہادت القرآن ص۸۱ خزائن ج۶ ص۳۷۶)

سائل: اگرچہ پیشین گوئی کے پورے ہونے کے لئے ایک زمانہ درکار ہے، مگر محمدی بیگم کا آپ کے نکاح میں آنا آپ کے نزدیک یقینی ہے۔ (بدیر آید درست آید)

مرزا: ’’عدالت میں میری تضحیک کی گئی ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ عجب اثر پڑے گا اور سب کے سر ندامت سے نیچے ہوں گے۔ پیش گوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیش گوئی تھی کہ وہ دوسرے کے ساتھ بیاہی جائے گی اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیش گوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی، لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے بعد چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیش گوئی کی دوسری جز پوری ہوئی اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیش گوئی کا ایک جز تھا انہوں نے توبہ کی۔ چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خطوط بھی آئے۔ اس لئے خدا نے اس کو مہلت دی۔ عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔‘‘ (الحکم ج۵ نمبر۲۹ ص۱۵ کالم نمبر۱ مؤرخہ ۱۰؍اگست ۱۹۰۱ء (بیان عدالت) منقول از کاویہ ص۷۵)

سائل: محمدی بیگم کا والد احمد بیگ تو فوت ہو گیا۔ مگر اس کا خاوند سلطان محمد زندہ ہے اس کی زندگی کے خاتمہ کی تاریخ کیا ہے۔

مرزا: ’’۲۱؍ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے۔‘‘

(شہادت القرآن ص۸۰ خزائن ج۶ ص۳۷۵)

سائل: آپ کی پیش گوئی کے مطابق ۲۱؍اگست ۱۸۹۴ء تک سلطان محمد کو مر جانا چاہئے تھا مگر ۲۱؍اگست ۱۸۹۴ء کے بعد تک بھی وہ زندہ ہے پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔

مرزا: ’’مگر افسوس کہ وہ اپنی ناانصافی سے ذرہ اس بات کو نہیں سوچتے کہ اس پیش گوئی کا ایک جز و نہایت صفائی سے میعاد کے اندر پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے۔ پس ضرور تھا کہ جن لوگوں کو ایسا غم اور ایسی مصیبت پہنچے وہ توبہ اور خوف سے اس لائق ہو جاتے کہ خدا تعالیٰ اس پیش گوئی کے دوسرے حصہ میں تاخیر ڈال دیتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۲ خزائن ج۱۱ ص۳۳۶)

سائل: اس پیش گوئی میں توبہ وغیرہ کی کوئی شرط نہ تھی۔ چنانچہ نیازمند کو پیش گوئی کے اصل الفاظ یاد ہیں جو خدمت میں سنائے دیتا ہوں:

''اور جس کسی شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔''

اس میں توبہ وغیرہ کی کوئی شرط نہ تھی۔

مرزا: ''خدا کے الہام میں جو'' توبی توبی ان البلاء علٰی عقبک '' ۱۸۸۶ء میں ہوا تھا۔ اس میں صریح شرط توبہ کی موجود تھی اور الہام کذبوا بآیاتنا اس شرط کی طرف ایماء کر رہا تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳ و۵۴ خزائن ج۱۱ ص۳۳۷، ۳۳۸)

سائل: توبی کا خطاب کس سے تھا۔

مرزا: ''انی کنت ارید ان ارتد فاذا تمثلت لی ام زوجة احمد ورأیتها فی شان احزننی وارجد وهو انی وجدتها فی فزع شدید عندالتلاقی وعبراتها یتحدّرن من المآقی فقلت ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبک'' (انجام آتھم ص۲۱۳ و۲۱۴ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

ترجمہ: میں نیند کا ارادہ کر رہا تھا کہ ناگاہ احمد بیگ کی زوجہ کی ماں کی شکل میرے سامنے آ گئی اور میں نے اس کو ایسے حال زبوں میں دیکھا جس نے مجھ کو غم میں ڈالا میں نے اس کو ملاقات کے وقت سخت خوف میں پایا اس کے آنسو گوشہائے چشم سے بہتی تھیں میں نے اس سے کہا اے عورت توبہ کر توبہ کر کیوں کہ مصیبت تیری عقب پر ہے۔

سائل: کیا اس عورت نے توبہ کی؟

مرزا: ''وکذالک فزعت امها واخواتها وذبن فی فکر موت الختن وشربن کأسات الحزن وجعلن عمرن اوقاتهن بالصلوٰة والدعوات والصیام والصدقات'' (انجام آتھم ص۲۲۱، ۲۲۲ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

ترجمہ: اور ایسا ہی اس کی ماں اور بہنیں ڈر گئیں اور داماد کی موت کی فکر میں پگھل گئیں اور غم کے چھلکتے ہوئے پیالے پیئے اور اپنے اوقات نماز اور دعاؤں روزوں اور خیراتوں سے معمور کیا۔

سائل: سلطان محمد کی موت محمدی بیگم کی نانی کی توبہ نہ کرنے سے مشروط تھی۔ پس جب کہ اس نے توبہ کرلی تو اب سارا قصہ ختم ہوگیا کہ نہ سلطان محمد مرے گا اور نہ محمدی بیگم آپ کے نکاح میں آئے گی۔ اصل پیش گوئی ''زوجناکھا'' کی جھوٹی ثابت ہوئی۔

مرزا: ''ثم ما قلت لکم ان القضیة علی ھذاالقدر تمت والنتیجة الاخرة ھی التی ظھرت وحقیقة البناء علیھا ختمت بل الامر قائم علی حالہ ولا یردہ احد باحتیالہ'' (انجام آتھم ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

ترجمہ: پھر میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ معاملہ اسی مقدار پر پورا ہوگیا اور آخری نتیجہ یہی ہے جو ظاہر ہوا اور پیش گوئی اسی پر ختم ہوئی بلکہ معاملہ اپنے حال پر قائم ہے اور کوئی شخص اس کو اپنے حیلہ سے نہیں ٹال سکتا۔

سائل: مجھے خوف ہورہا ہے کہ ناکامی کی صورت میں محمدی بیگم کے نکاح کو قضاء معلق کہہ کر کہیں ڈال نہ دیں۔

مرزا: ''والقدر قدر مبرم من عندالرب العظیم وسیأتی وقتہ بفضل اللہ الکریم فوالذی بعث لنا محمد المصطفٰی وجعلہ خیرالرسل وخیرالوریٰ ان ھذاحق فسوف تریٰ'' (انجام آتھم ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

ترجمہ: خداوند کریم کے فضل سے اس کا وقت آجائے گا سو قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمارے لئے محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھیجا اور آپ کو خیرالرسل بنایا یہ خبر حق ہے اور قریب سے تو دیکھ لے گا۔

سائل: پیش گوئی کو بہت عرصہ گزر گیا ہے تاہنوز اس کے پورے ہونے کے آثار ظاہر نہیں ہورہے مخالفین برملا کہتے ہیں کہ یہ پیش گوئی بھی آتھم کی پیش گوئی کی طرح پوری نہ ہوگی۔

مرزا: ''وانی اجعل ھذا البناء معیاراً لصدقی او کذبی وما قلت الا بعد ما انبئت من ربی'' میں اس پیش گوئی کو اپنی سچائی اور جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پانے کے بعد کی ہے۔''

(انجام آتھم ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

سائل: آپ کے اس بیان نے تمام عقدے حل کردیئے اور نیازمندوں کو یقین

ہوگیا کہ ضرور محمدی بیگم آپ کے نکاح میں آئے گی ورنہ آپ کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ!** مگر اب زمانہ بہت گزر گیا اور آپ کا سن بھی (بزعم مرزایان) ستر سال سے متجاوز ہوگیا اور ابھی تک اس نکاح ہونے کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ آخر معاملہ کیا ہے جو امر آسمان میں ہو چکا ہے وہ زمین میں کیوں نمودار نہیں ہوتا۔

مرزا: ''اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ''**ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک**'' پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا کیا آپ کو خبر نہیں کہ ''**یمحو اللہ ما یشاء ویثبت**'' نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲،۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

سائل: مرزا قادیانی کا یہ بیان سن کر سراپا حیرت ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی جس پیش گوئی کے پورے ہونے کو اپنی صداقت کا معیار بتلا رہے تھے اور نہ ٹلنے والی تقدیم مبرم کہہ رہے تھے اور نہایت وثوق سے کہتے تھے کہ اگر یہ ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔ مگر اب ان تمام بلند آہنگ دعاوی کو بالائے طاق رکھ کر بے باکی سے کہہ دیا ''جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا'' عجیب تماشہ ہے۔ پھر اپنے تئیں کہتا ہے کہ تکفیر میں جلدی نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ مرزا آنجہانی نے یقینی طور پر تو نہیں کہا کہ ''فسخ ہوگیا'' بلکہ ''یا تاخیر میں پڑ گیا۔'' کا فقرہ بھی موجود ہے شاید نکاح ہو جائے۔ مرزا قادیانی کی زندگی تک دیکھ لینا چاہئے کہ کیا ہوتا ہے۔

سائل اسی انتظار میں تھا کہ یکایک ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء سنتا ہے کہ مرزا قادیانی فوت ہوگئے ہیں۔ اب سائل بہت پریشان ہوا کہ مرزا قادیانی تو فوت ہوگئے اور محمدی بیگم سے نکاح نہ ہوا۔ اب تو شاید کسی مرزائی کو پیشگوئی کے جھوٹے ثابت ہو جانے میں کلام نہیں ہوگا۔ اسی امید پر وہ حکیم نورالدین خلیفہ اوّل کے پاس جا کر دریافت کرتا ہے۔

سائل: مرزا قادیانی فوت ہوگئے محمدی بیگم سے نکاح نہ ہوا؟

خلیفہ اوّل: ’’اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبہ میں مخاطب کی اولاد میں، مخاطب کے جانشین اور اس کے مماثل داخل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی یا اس لڑکی کی لڑکی کیا داخل نہیں ہوسکتی اور کیا مرزا قادیانی کی اولاد مرزا قادیانی کی عصبہ نہیں۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آوے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آسکتا۔ پھر یہی وجہ بیان کی۔‘‘

(ریویوج ۷نمبر۶،۷ص۲۷۹ مؤرخہ جون وجولائی ۱۹۰۸ء)

سائل خلیفہ اوّل کے جواب پر ہنستا ہوا مولوی محمد علی لاہوری امیر جماعت احمدیہ لاہور کے پاس آ کر پوچھتا ہے کہ:

سائل: خلیفہ اوّل کا جواب نہایت مضحکہ خیز ہے۔ کیا آپ اس کی کوئی توجیہ فرما سکتے ہیں؟

امیر جماعت احمدیہ لاہور: ’’سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔‘‘ (اخبار پیغام صلح لاہور ۱۶؍جنوری ۱۹۲۱ء منقول از ترک میرزائیت)

سائل: (قاضی اکمل سے مخاطب ہوکر) آپ بھی قادیانی مشن کے سرگرم ممبر ہیں۔ مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی کیوں پوری نہ ہوئی کوئی توجیہ کیجئے۔

قاضی اکمل: ’’حضرت مرزا صاحب نے اس الہام کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔‘‘

(الہامات مرزاص۱۲۹، تشحیذ الاذہان ج۸، نمبر۵، ص۲۲۴ بابت ماہ مئی ۱۹۱۳ء)

تبصرہ

سنۃ اللہ جاری ہے اور سلسلہ کائنات کا ایک ایک ذرہ گواہ ہے کہ جھوٹے مدعیان نبوت ہر ایک میدان میں خسران و نامرادی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ نہایت ضدع وفریب اور تلمیع و تزویر سے اپنے کذب وافتراء کو صداقت اور سچائی کے رنگ میں دکھلانے کے لئے جہان دنیا کی تدبیریں اور ہر قسم کے وسائل وذرائع اور ہر طرح کے وسائیس ووساوس استعمال کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی غیرت اور حق وصداقت کی پاسبانی دجل وفریب کے تمام

پردوں کو پارہ پارہ کر کے باطل کی مکروہ تصویر بے نقاب کر دیتی ہے اور جھوٹے مدعیان نبوت کو ہر ایک دعویٰ میں نامرادی ہر ایک تعلّی میں رسوائی ہر ایک مجلس میں خجالت نصیب ہوتی ہے تاکہ صادقین کے صدق اور مقربین کے قرب اور مقدسین کے تقدس پر کذابوں اور دجالوں اور نافرمانوں کے زورانہ چالوں اور ناپاک حرکات کی کوئی زد نہ پڑے اور دائرہ کمالات انسانی کا محور اعظم یعنی نبوت ورسالت اپنے شان موہبت اور اصطفاء دار القضاء میں دجاجلہ کے ناپاک ہاتھوں کی دست رس سے بالا رہے۔

ان مدعیان نبوت میں سے سودیشی متنبّی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی قریب زمانہ میں گزرا ہے جس نے اپنی نبوت کی صداقت کا معیار ہی پیش گوئیوں کو قرار دیا۔ مگر قدرت کے ازلی قانون مسیلمہ اور اسود اور بہاء کی طرح مرزا قادیانی کو بھی محروم رکھا۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں میں محمدی بیگم کے نکاح کی ایک مشہور پیش گوئی ہے۔ میں نے اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے الفاظ میں اس کا مواد جمع کیا ہے۔ اگر کہیں معمولی سا نوٹ از خود کیا ہے تو اس کو خطوط واجدانی سے ممتاز کر دیا ہے۔

ناظرین! اس تمام قصہ کو مرزا قادیانی کے الفاظ میں پڑھنے کے بعد خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کے اظہار کا کیا زرّیں موقعہ تلاش کیا۔ جب محمدی بیگم کا والد زمین کے ہبہ کے متعلق مرزا قادیانی کی رضامندی کا محتاج ہوا تو استخارہ کی آڑ لے کر اس کی بڑی لڑکی (محمدی) کے رشتہ کی درخواست الہامی رنگ میں بر وقت کر دیئے۔ پھر ترغیب وترہیب کا سلسلہ اشتہارات اور اخبارات میں شروع کر دیا۔ اس درخواست کو نشان آسمانی بنا کر احمد بیگ اور اس کے خاندان کو ملحد ومکذب دہریہ اور ان کو اور جوان سے تعلق رکھنے والوں کو مورد عذاب الٰہی بتلایا۔ اگر الہامات میں اس گروہ سے قطع تعلق کی تعلیم ہے۔ مگر مرزا قادیانی رشتہ لینے پر مصر ہی ہیں اور عاجزانہ خطوط میں ان لوگوں کو مکرم واخویم اور سلمہ اللہ اور السلام علیکم لکھنے میں بھی تامل نہیں۔ پھر طرہ یہ کہ مرزا علی شیر بیگ کو خط میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد لکھتے ہیں ''میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔'' (کلمہ فضل رحمانی ۱۲۵) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان الہامات پر خود مرزا قادیانی کو یقین نہیں۔

غرض فرط شوق میں جس امر کو حصول مقصد کے لئے مفید سمجھتے ہیں پیش کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ جب دنیا کے سامنے یہ متضاد اقوال اور افعال پیش ہوں گے کیا تنقید ہوگی۔

پھر احمد بیگ کو علاوہ اراضی مطلوبہ کے دوسری زمین اور احسانات کی امید دلاتے ہیں۔ اسی ہی بات پر بس بلکہ نہیں لڑکی کے لئے علیحدہ عطیات اور احسانات اور حصول خیر وبرکات کے مواعید میں ناکامی کی صورت میں علی شیر بیگ کی لڑکی کو اپنے فرزند فضل احمد سے طلاق دلا دینے اور طلاق نہ دینے کی صورت میں اس کو عاق اور محروم الارث کرنے پر اتر آتے ہیں۔

ناظرین نے دیکھ لیا کہ مدعی مسیحیت کو اپنے جذبات پر کس قدر قابو، علوم شرعیہ میں کیا ہم دانی ہے۔ جب سلطان محمد کی موت کی پیش گوئی پوری ہوئی اس کو سلطان محمد کے ڈر اور خوف اور اس کی منکوحہ کی نانی کی توبہ کا اثر بتلایا۔ کس قدر یہ مضحکہ خیز تاویلات ہیں جب مرزا کو اپنی ناکامی کا پورا یقین ہوگیا تو اپنے تمام دعاوی اور تعلیوں کو پس پشت ڈال دیا اور نہایت معصومانہ انداز میں کہہ دیا کہ ''جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

ناظرین! غور فرمائیں یہ وہ نکاح جو خود خدائے قدوس نے پڑھا اور جس کی ''زوجنا کھا'' میں اطلاع دی۔ تیرہ سو سال پہلے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام بشارت دے گئے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخالفوں سے مقابلہ کرنا تھا، جس کو تقدیر مبرم اور کسی حیلہ سے نہ ٹلنے والا اور معیار صدق وکذب کہا گیا تھا جس کے متعلق مرزا بار بار کی توجہ سے معلوم کر چکا تھا کہ ہر مانع امر دور ہوکر لڑکی نکاح میں آئے گی اور یہ دعویٰ تھا کہ اگر وہ لڑکی نکاح میں نہ آئے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی اس پیش گوئی کے پورے ہونے پر کس قدر یقین کامل اور غیر متزلزل وثوق ظاہر کرتے رہے اور کس قدر بلند آہنگ دعاوی اور پرزور تعلّیوں سے دنیا کو یقین دلاتے رہے کہ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے ضرور ہوگا۔ یہ قضا مبرم ہے خدا تعالیٰ کا کلام ناطق ہے۔ رسول خدا ﷺ کی حدیث شاہد ہے۔ مگر جب دیکھا کہ واقعات اور حالات سراسر خلاف ہیں اور کامیابی کی ادنیٰ سے ادنیٰ امید بھی باقی نہیں رہی اور عمر ناپائیدار کا جام لبریز ہو چکا ہے۔

محمدی بیگم اپنے محترم شوہر کے گھر خیر و برکت سے آباد ہے، صاحب اولاد اور خوش حال ہے۔ سلطان محمد کے نکاح میں نہ تو محمدی بیگم کو رنج و مکروہات پیش آئے نہ سلطان محمد فوت ہوا اور نہ محمدی بیگم بیوہ ہوکر بھی نکاح میں آئی۔ تمام دعاوی اور تعلّیاں خاک میں مل گئے تو آخر عمر میں یہ کہہ دیا کہ جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔

اللہ اکبر! کس قدر دیدہ دلیری ہے کہ اب تک جس چیز کو صرف تاخیر نکاح کا سبب بتلاتے رہے اور نفس پیش گوئی (نکاح) کو یقینی سمجھتے رہے۔ اب ناکامی کی صورت میں بیک کشش اسی چیز کو فسخ نکاح کا سبب بنالیا۔

اے مرزا کے مریدو! خدارا انصاف کرو، حق و صداقت کا ساتھ دو۔ کیا حقیقت الوحی کے حوالے سے پہلے مرزا قادیانی نے کبھی تمہیں کہا کہ نکاح فسخ ہوگیا۔ حالاں کہ سلطان محمد کے ڈر اور محمدی بیگم کی نانی کی توبہ کا اختراعی دعویٰ مدت سے کر رہے تھے۔ بایں ہمہ انجام کار نکاح ہونے اور پیش گوئی کے پورے ہونے کا وثوق اور یقین دلاتے رہے۔ کیا خدائی الہامات اور انبیاء کے دعاوی کا یہی شان ہوتا ہے۔

ناظرین! ان تمام واقعات کو سامنے رکھ کر غور فرمائیں کہ کیا یہ الہامات من اللہ ہوسکتے ہیں یا خداتعالیٰ کی تائید ان دعاوی کے شامل حال مانی جاسکتی ہے یا مرزا قادیانی کے کاذب ہونے میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے۔

ناظرین! خداتعالیٰ کا ایک قانون مقرر ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت سے خارق عادت ظاہر نہیں ہوتے۔ یہی وجہ تھی کہ مرزا قادیانی کو اس نکاح میں ناکامی حاصل ہوئی۔ ورنہ مرزا قادیانی ایک رئیس اور احمد بیگ کا قریبی رشتہ دار تھا اور کوشش میں بھی کوئی کمی نہیں کی تھی۔ مگر قدرت کے اس اٹل قانون سے اس کی تمام امیدوں کو خاک نامرادی میں ملا دیا اور یہ نکاح نہ ہونا تھا اور نہ ہوا اور اس کی حسرت مرزا قادیانی ہمراہ لے گئے۔

ھذا آخر ما اردنا ایرادہ واللہ المؤفق لما نرید!

(ابوالعباس نعمانی)

☆ ☆ ☆

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

البیان

فی حقیقت

مرزا غلام احمد و سید احمد خان

مولانا امام الدین گجراتی

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

البیان فی حقیقت مرزا غلام احمد و سید احمد خان

مؤلفہ

مولوی امام الدین صاحب گجراتی

سنہ ۱۹۰۶ء

روزگار پریس راولپنڈی میں چھپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

نقل اصل خطوط جو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے	۶۳
نقل اصل خط مرزا قادیانی جو بنام والدہ عزت بی. بی تحریر کیا تھا	۶۶
ازطرف عزت بی. بی بطرف والدہ	۶۷
مقابلہ چند کاموں کا	۷۹

سرسید(۱)	۸۰	مرزا قادیانی(۱)	۸۱
سرسید(۲)	۸۳	مرزا قادیانی(۲)	۸۳
سرسید(۳)	۸۴	مرزا قادیانی(۳)	۸۴
سرسید(۴)	۸۴	مرزا قادیانی(۴)	۸۴
سرسید(۵)	۸۴	مرزا قادیانی(۵)	۸۵
سرسید(۶)	۸۵	حکایت	۸۶
مرزا قادیانی(۶)	۸۷	سرسید(۷)	۸۷
قادیانی(۷)	۸۸	سرسید(۸)	۸۸
مرزا قادیانی(۸)	۸۸	سرسید(۹)	۸۹
مرزا قادیانی(۹)	۸۹	سرسید(۱۰)	۸۹
مرزا قادیانی(۱۰)	۹۰	سرسید(۱۱)	۹۰

مرزا قادیانی(۱۱)	۹۰	سرسید(۱۲)	۹۰
مرزا قادیانی(۱۲)	۹۱	سرسید(۱۳)	۹۱
مرزا قادیانی(۱۳)	۹۱	سرسید(۱۴)	۹۲
مرزا قادیانی(۱۴)	۹۲	سرسید(۱۵)	۹۲
مرزا قادیانی(۱۵)	۹۳	سرسید(۱۶)	۹۳
مرزا قادیانی(۱۶)	۹۳	سرسید(۱۷)	۹۴
مرزا قادیانی(۱۷)	۹۳	سرسید(۱۸)	۹۴
مرزا قادیانی(۱۸)	۹۴	سرسید(۱۹)	۹۴
مرزا قادیانی(۱۹)	۹۴	سرسید(۲۰)	۹۵
مرزا قادیانی(۲۰)	۹۵	سرسید(۲۱)	۹۵
مرزا قادیانی(۲۱)	۹۵	لطیفہ	۹۵
سرسید(۲۲)	۹۶	مرزا قادیانی(۲۲)	۹۶
سرسید(۲۳)	۹۶	مرزا قادیانی(۲۳)	۹۶
سرسید(۲۴)	۹۷	مرزا قادیانی(۲۴)	۹۷
سرسید(۲۵)	۹۷	مرزا قادیانی(۲۵)	۹۷
سرسید(۲۶)	۹۷	مرزا قادیانی(۲۶)	۹۸
سرسید(۲۷)	۹۸	مرزا قادیانی(۲۷)	۹۸
سرسید(۲۸)	۹۸	مرزا قادیانی(۲۸)	۹۸
سرسید(۲۹)	۹۸	مرزا قادیانی(۲۹)	۹۸

☆☆☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذکرالحکیم نمبر۴ اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔ جس میں مرزاغلام احمد وڈاکٹر (عبدالحکیم خان) کی باہمی خط وکتابت درج ہے۔ افسوس ہے کہ ہمیں اتنی فرصت نہیں ہے کہ اس خط وکتابت پر اپنے مفصل خیالات ظاہر کرسکیں۔ اس لئے ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے۔ امید ہے کہ مرزاقادیانی کے موافقین اور مخالفین مذکورہ بالا کتاب کے مطالعہ سے بہت کچھ عبرت حاصل کریں گے اور اگر فریقین سے ہوسکے تو اس پر اپنی روشن اور زریں آراء پبلک میں شائع کر کے اپنا فرض ادا کریں۔ وہ شخص بہت تنگ خیال گنا جاتا ہے جو صرف اپنے موافق تحریر ہی کو دیکھے۔ مگر جو محقق ہے وہ اپنے مخالف خیالات سے بھی بہت فوائد حاصل کرسکتا ہے۔ وہ اپنی کھوئی ہوئی چیز (حکمت) کو ہر ایک جگہ سے تلاش کرتا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر (عبدالحکیم خان) موصوف ابھی لاہور میڈیکل کالج کی اسسٹنٹ سرجن کلاس میں طالب علم ہی تھے کہ ان پر ایک طول طویل خوابوں کا دورہ شروع ہوگیا تھا اور کبھی کبھی کوئی چھوٹا موٹا الہام ہوتا بھی نظر آتا تھا۔ جیسا کہ مرزاقادیانی کی مریدی کے امیدواروں کا قاعدہ ٹھہر چکا ہے[1]۔

اور بقول:''الجنس یمیل الی الجنس''

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اسی (طالب علمی) کے زمانہ میں ذکرالحکیم نمبر۱ چھپوا کر مرزاقادیانی کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر مرزاقادیانی کی طرف سے ان کو نہ صرف اوّل المسلمین کا پیارا خطاب ہی ملا بلکہ مقربین خاص میں سرفرازی پائی۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف قرآن مجید کی کسی کسی صورت کی تفسیر بھی کرتے رہے اور قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کیا اور اپنی عقل روح افزاء اور فہم ہوش رباء کی یاری اور دماغ کی سرسبزی اور مددگاری سے مرزاقادیانی کو مسیح الزمان ظاہر کرتے رہے اور وہی مقدمہ پیش آیا۔ جس کو کسی محقق اہل اسلام نے بیان کیا ہے:

''اوّل کورانہ تقلید میں پھنس جانا اور اس پر تقلیدی اجتہاد اور استدلال سے کام لینا[2] اور دوسرے الفاظ میں جس کو بنائے فاسد علی الفاسد کہتے ہیں۔''

۱؎ اس مشن کا سارا دارومدار خوابوں اور الہاموں پر منحصر ہے۔

۲؎ الکلام مولانا شبلی صاحب۔

یعنی:

خشت اوّل چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

الغرض ان لطیف استدلالوں اور حیرت انگیز اجتہادوں سے جب ڈاکٹر صاحب کو فراغت حاصل ہوئی اور ۱۲برس کی مریدی کے بعد قرآن مجید کی آیات پر دوسرے پہلو سے تدبر کیا تو دفعۃً آپ کی آنکھ کھلی اور کیا دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی تیار کردہ جماعت اور قرآن مجید کی اصلی تعلیم میں بہت سی مغائرت اور منافرت پائی جاتی ہے:

پس از صد سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ بورانی است بادانجاں وبادانجان است بورانی

اور بجائے اس کے کہ اس جماعت کے افراد مرزا قادیانی کو مسیح الزمان یا کرشن جی مہاراج کی زندہ مورت[1] تسلیم پر ہی قناعت اور کفایت کرتے آپ کو خدا بنا دیا۔ اور ''انت منی وانا منک. یحمدک اللہ ویمشی الیک''

(حقیقت الوحی ص۷۴و۷۸، خزائن ج۲۲ص۷۷و۸۱)

پر سچ مچ عمل کر رہے ہیں تو ایسے خوفناک نتائج کا معائنہ کر کے ڈاکٹر صاحب کا دل بھر آیا اور رہا نہ گیا۔ پس مسیح الزمان کی خدمت میں عرضی لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے:

''کہ حد سے بڑھ کر رنگ آمیزی اور نمائش کا خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ کیوں کہ آپ کی جماعت صراط مستقیم سے بھٹک گئی ہے اور اعتدال پسند طبائع نے الٰہ العالمین کو خیرباد کہہ کر آپ ہی کو حقیقی معبود ومطلوب یقین کر لیا ہے۔ یعنی جب تک خدا کے نام کے ساتھ آپ کا نام نہ لیا جاوے ان کی اطمینان ہی نہیں ہوتی۔ آپ کی مہا مورت[2] کی پوجا پاٹ شروع ہوگئی ہے اور یہ باتیں سراسر شرک ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

۱...... ''انّ الشرک لظلم عظیم'' (لقمان:۱۳)

بیشک خدا کا ساجھی جاننا بڑا بھاری گناہ ہے۔

[1] مرزا قادیانی نے سیالکوٹ والے لیکچر میں اپنی ذات کو ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔

[2] اس سے تصویر پرستی مراد ہے۔

۲...... ’’انّ اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشآء‘‘
(النساء:۴۸)

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشا اس گناہ کو کہ اس کے ساتھ شریک کیا جاوے اور بخشا ہے اس کے سوا تمام گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے۔‘‘

اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ مرزا قادیانی اعلیٰ درجہ کے محتاط اور جزورس ہیں۔ مگر بباعث فارسی النسل ہونے کے مزاج میں تندی بہت ہے اور جاہ وجلال میں جلدی ہی آجاتے ہیں۔ پس بجائے اس کے کہ اپنے اوّل المسلمین اور مقرب خاص کی پروٹسٹ اور اس کی پیش کردہ آیات قرآنی پر تدبر کرتے اور ان آیات کے کسی دوسری طرح پر معانی بتا کر بلطائف الحیل ڈاکٹر صاحب کی اطمینان واشک شوی کرتے۔ سرے سے ان کو اپنے مشن سے ہی خارج کر دیا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون!

مثل مشہور ہے کہ بگڑے دوست سے زیادہ ہولناک کوئی دشمن نہیں اور گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ پس اگر احباب کا خیال ہے کہ اس موقع پر مرزا قادیانی نے جلدی سے کام لیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!:

ببازی نگفت ایں سخن بایزید | کہ از منکر ایمن ترم کز مرید

چوں کہ ڈاکٹر صاحب (جیسا کہ ذکر الحکیم نمبر۴ سے صاف ظاہر ہے) راستی پر تھے اور قرآن مجید کی آیات پر قربان ہو چکے تھے اور پھر سچی اور بے غرضانہ نصائح کا یہ صلہ ملا کہ قادیانی جماعت سے ہی نکالے گئے۔ ناچار آپ نے اس خط وکتابت کو ٹریکٹ کی شکل میں پبلک کے سامنے رکھ دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے لئے یہ ایک ابتلاء ہے۔ مگر ہمارا خیال ہے کہ یہ کوئی نرالا اور نیا ابتلاء پیش نہیں آیا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی کئی ایک ابتلاء پیش آچکے ہیں۔ مگر مسیح الزمان کا استقلال مزاج ایسے واقعات سے مستغنی ہے۔

۱...... کیا عبداللہ آتھم عیسائی جب مرزا قادیانی کی بددعا سے اور مقررشدہ معیاد پندرہ ماہ کے اندر نہ مر سکا تو کس قدر دقتوں کا سامنا تھا۔ مگر کیسے عجیب وغریب لطائف الحیل سے عقل مند جماعت کے دلوں سے اس خیال کو دور کیا کہ عیسائی مذکور نے درپردہ رجوع بحق کر لیا ہوگا۔ حال آں کہ عبداللہ آتھم نے مقرر کردہ ۱۵ ماہ کے بعد صاف صاف اپنے دو خطوں میں لکھ دیا کہ میں جب مناظرہ ہوا جیسا تب عیسائی تھا ویسا ہی اب ہوں۔ یہ خطوط بارہا

اخباروں، رسالوں، کتابوں میں چھپ چکے ہیں۔ (دیکھو(۱)راست بیانی بر شکست قادیانی (شائع شدہ احتساب ج ۳۸)، (۲)اخبار وفادار، ضمیمہ شحنہ ہند ۱۹۱۱ء وغیرہ)

۲...... مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی جس نے سب سے اوّل مرزا قادیانی کو اپنے چار زبردست آرٹیکلوں میں غوث اور قطب ثابت کر کے پھر جعلی مشن کی قلعی کھولی اور مقدمات کر کے مہلک الہاموں اور خونی پیش گوئیوں کو ضبط سرکار کرا دیا تھا تو اس وقت کچھ کم ابتلاء پیش نہ آیا تھا۔ مگر مرزا قادیانی نے ہمت کو نہیں ہارا۔

۳...... پیر مہر علی شاہؒ صاحب گولڑہ والے بزرگ کے مناظرہ میں جب باوجود متواتر طلب کرنے کے مرزا قادیانی لاہور نہ آسکے تو کیا کچھ شرمساری تھی؟ مگر پیر صاحب جب لاہور سے اپنے وطن کو چلے گئے تو گالیاں کے انباروں کے ساتھ ہی یہ بھی لکھنا شروع ہوگیا کہ پیر صاحب ہمارے مقابلہ میں ہار گئے۔ حالاں کہ دروغ گو کو اس کے گھر تک پہنچا کر واپس گئے تھے۔

۴...... مولوی کرم الدین صاحب والے مقدمہ میں جو خدا جھوٹ نہ کرے کوڑیوں الہامات غت ربود گئے تھے اور پھر نصیب اعداء ابتدائی عدالت سے مبلغ صماء روپیہ (پانچ سو) جرمانہ کی سزاء بھی مل چکی تھی۔ جس کی اپیل خدا خدا کر کے منظور ہوئی۔ مگر آپ نے کیسا تحمل اور وقار سے کام لیا: ''آرے حصول دوست چالاکی است وچستی''

مرزا قادیانی کے نرالے مشن کے جواب میں خاص مسلمانوں کی طرف سے دو سو کتابوں سے بھی زیادہ لکھی گئی ہیں۔ مگر چوں کہ وہ کتابیں مرزائی مشن کے مخالفین کی طرف سے لکھی گئی ہیں۔ اس لئے ان کو اس وقت خدا کے حفظ واماں میں چھوڑ کر چند ایک خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو مسیح الزمان کے خاص الخاص مریدوں کے قلموں کے نتائج ہیں۔

اوّل: اشاعۃ السنہ مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مگر چوں کہ اس رسالہ کا انداز درست نہیں ہے۔ اس لئے ہم پبلک کو اس کے مطالعہ کی زیادہ تحریک نہیں کر سکتے۔

دوئم: ''عصائے موسیٰ'' جو ایک مبسوط اور مشرح کتاب ۶۰۰ صفحہ کلاں کی ہے۔ جس کو جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے لکھا۔ (شائع شدہ محاسبہ قادیانیت ج ۱) اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی۔ چوں کہ منشی صاحب موصوف کو بھی الہام کا دعویٰ ہے۔ اس لئے برخلاف مرزا قادیانی انہوں نے بڑی تہذیب، متانت اور شائستگی سے اس کتاب کو لکھا ہے۔

سوئم: ’’حقیقت المہدی‘‘ جس کو منشی عبدالعزیز صاحب نمبردار بٹالہ نے لکھا۔ یہ شخص مرزا قادیانی کے تیسرے خلیفہ تھے اور ایک طرح سے پرائیویٹ سیکرٹری، جب منشی صاحب قادیانی جماعت سے نکالے گئے تو اخبار الحکم نے یہ لکھا کہ اس شخص میں شیطانی رگ ہے۔ منشی صاحب نے جو اس کا جواب دیا۔ اس کو ناظرین کی دل چسپی کے لئے درج کیا جاتا ہے[۱]۔ کیوں کہ یہ خط حقیقت المہدی میں نہیں ہے۔

۱ مکرمی ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار! السلام علیکم! الحکم (قادیان) کے ایڈیٹر نے آپ کے ریمارک حقیقت المہدی پر ناراض ہوکر بہت زہر اگلا ہے اور آپ سے بعض باتوں کے مطالبہ کے لئے زور دیا ہے۔ چوں کہ ان میں ایسی باتیں بھی ہیں جن کا جواب میں اپنے ذمہ سمجھتا ہوں۔ اس لئے ان کو قلم بند کر کے ارسال خدمت کرتا ہوں۔

اوّل: اپنے راسخ العقیدہ رہ چکنے کی نسبت جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں امید نہیں کرتا کہ آپ کے پرچہ میں جگہ ہو۔ اس کا مفصل بیان رسالہ الہلال میں ہوگا۔ اس جگہ صرف اتنا بتادینا کافی ہوگا کہ مرزا قادیانی نے کمال محبت کے باعث مجھے اپنے گھر میں وہ جگہ دی تھی جس میں نواب محمد علی صاحب مالیر کوٹلہ اترا کرتے تھے اور وہ مکان کی دیوار بدیوار ہے اور اس دیوار میں ایک دریچہ ہے جس سے مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ جو میری بیوی سے کمال محبت رکھتی تھیں۔ ہر روز اس مکان میں آکر رات تک بیٹھا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ جب ہم بٹالہ میں تھے تو بیوی صاحبہ دو دفعہ وہاں بھی تشریف لائیں۔ اس کا مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کو بخوبی علم ہے۔ اس کی تصدیق ایڈیٹر الحکم سے بھی کر لیجئے۔ اگر سچ کہنا گوارا ہوگا تو انکار نہ کرے گا۔ اگر میرے راسخ الاعتقاد ہونے میں کسی قسم کی شیطانی رگ سے فرق آ گیا ہوتا۔ (اور اب گو وہ جانتا ہے کہ موجودہ خاص الخاص مریدوں میں سے کس کس میں شیطانی رگ ہے جو ہمارے ملک میں مشہور ہے۔ لنگڑے یا کانے میں ایک رگ زیادہ ہوتی ہے (یہاں پر منشی صاحب تیسری صفت چھوڑ گئے ہیں یعنی گنجاپن)) تو مرزا قادیانی جو ملہم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کی ہر ایک بات وحی تصور کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے اس امر کی ضرور اطلاع پاتے اور اپنے گھر والوں کو ہمارے ساتھ ایسا رابطہ نہ کرنے دیتے۔

دوم: میرا راسخ العقیدہ ہونے کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ جب تمام جوان عورتوں کو جن کی نسبت مرزا قادیانی گورداسپور کے مقدمہ میں حلفاً بیان کر چکے ہیں کہ وہ عمر رسیدہ عورتیں ہیں، صبح کو ہواخوری کے واسطے نکلتی تھیں تو ان کی حفاظت کا کام میرے سپرد ہوتا تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

چہارم: ’’قطع الوتین باظہار کید المفترین‘‘ جس کو حافظ محمد یوسف صاحب مرید خاص مرزا قادیانی نے خاص فرمائش سے شائع کرایا تھا۔
پنجم: ’’ضمیمہ شحنہ ہند‘‘ جس کی تین ضخیم جلدیں ہیں جن میں ایسے ایسے لطیف مضامین ہیں کہ اس مشن کی تمام لگی لپٹی کو طشت از بام کر دیا گیا ہے۔ ہم بڑے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جو شخص ایک دفعہ ان جلدوں میں سے گزر جاوے ممکن نہیں ہے کہ وہ مرزائی رہ جاوے۔ ہاں البتہ ہٹ دھرمی اور جہالت جن لوگوں پر سوار ہے ان کی علیحدہ بات ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور ایک دفعہ بھی ان عورتوں کے ریوڑ کی حفاظت کے لئے کوئی دوسرا مرید مقرر نہیں ہوا۔ اس ریوڑ میں ایڈیٹر الحکم کی بیوی بھی شامل ہوتی تھی۔ اب ایڈیٹر صاحب اس کا جواب دیں کہ مجھ سے بڑھ کر کون راسخ العقیدہ سمجھا جاتا تھا۔

سوم: مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ عشاء کو بھی کبھی کبھی اپنی ہمجولنوں کے ساتھ باغ میں جایا کرتی تھیں اور ان میں ایڈیٹر کی بیوی بھی شامل ہوتی تھی۔ ایسے پرخطر وقت میں جب کہ عورتیں زیورات سے لدی ہوتی تھیں۔ ان کی حفاظت کا کام میرے ہی سپرد ہوتا تھا۔ ان سب باتوں کا علم ایڈیٹر الحکم کو بھی ہے۔ اگر اس کے دل میں خداتعالیٰ کا ذرا بھی خوف ہوگا تو جھوٹ نہ بولے گا ورنہ پھر جناب مرزا قادیانی خدا ان کی عمر دراز کرے، موجود ہیں۔

چہارم: میں ان کے ۳۱۳، اصحاب کبار سے ہوں۔ جن کی نسبت مرزا قادیانی کا خیال ہے کہ ان کا وہی مرتبہ ہے جو جنگ بدر والوں کا تھا۔ ان ۳۱۳ کی فہرست مرزا قادیانی کی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱ تا ۴۴، خزائن ج۱۱ ص۳۲۵ تا ۳۲۸) میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور پھر میرے نام کو چند اور کے ساتھ اور بھی خصوصیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس فہرست میں میرا نام درج کرنے کے وقت مرزا قادیانی نے ایڈیٹر کو کوئی اطلاع نہ دی کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

پنجم: مرزا قادیانی کی بیوی کو میری بیوی کے ساتھ یہ محبت تھی کہ انہوں نے اپنی چھوٹی لڑکی کو میری بیوی کا بیٹا قرار دیا اور میرے بیٹے کو اپنا بیٹا بنایا۔ اس پر انہوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور ہم نے زردے اور پلاؤ کی دیگیں پکائیں اور تمام مریدان قادیان کو عام دعوت دی۔ ایڈیٹر الحکم نے بھی پلاؤ گوشت سے خوب پیٹ ٹھونسا اور اسے ذرا خیال نہ آیا کہ مجھ میں کوئی شیطانی رگ باقی ہے۔

ششم: جب مرزا قادیانی پر ہنری کلارک صاحب نے مقدمہ دائر کیا اور ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے بٹالہ میں قیام کیا اور مرزا قادیانی نے سب مریدوں کو تار دیا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ششم: ’’منارۃ المسیح‘‘ مؤلفہ شیخ چراغ الدین صاحب مرحوم جموی۔ جو بڑی محققانہ انداز سے لکھی گئی ہے۔ پس جو شخص احقاق حق اور ابطال باطل کا طالب ہے اس پر بالخصوص ان کتابوں کا مطالعہ فرض عین ہے۔ کیوں کہ ان کتابوں نے حضرت اقدس کے مقدس مشن پر بہت روشنی ڈالی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اورسب نے بٹالہ آ کر کئی روز ڈیرا کیا۔اس وقت بندہ ہی نے سب کی مہمان نوازی کا ذمہ اٹھایا اور ہر طرح کے اخراجات گوارا کئے۔اس کے علاوہ ہمیشہ مرزا قادیانی کے مریدوں کے لئے میرا گھر ہوٹل رہا۔ جو چاہتا قادیان جاتے اور آتے وقت یہیں اترتا۔خواجہ کمال الدین اور منشی محمد صادق اور کئی معزز مریدوں کی بیویاں رات کو میرے ہی گھر میں آرام کرتی تھیں۔اس وقت ایڈیٹر صاحب نے کسی اپنے پیر بھائی کو اطلاع نہ دی کہ مجھ میں شیطانی رگ باقی ہے۔

ہفتم: مرزا قادیانی نے مجھے سرکاری طور پر اپنا مختار بھی کر دیا تھا۔اگر ان کو مجھ پر کوئی شک وشبہ ہوتا تو یہ ذمہ داری کا کام میرے سپرد کیوں کیا جاتا۔ اس جگہ یہ منظور نہیں ہے کہ میں اپنی خدمت گزاریاں جتلاؤں۔ خدائے علیم بذات الصدور خوب جانتا ہے۔اس قدر بیان کرنا صرف ایڈیٹر الحکم کے خام خیال کو مٹانے کو ضروری تھا۔کاش وہ مضمون لکھتے وقت جناب مرزا قادیانی کا مشورہ لیتے اور معقول بحث کی طرف توجہ فرماتے۔گیند کے پھاڑنے سے چیتھڑے ہی نکلیں گے۔آئندہ احتیاط کام میں لائیں اور حسب شرائط حقیقت المہدی کا جواب لکھ کر دوصد روپیہ پائیں۔اب رہا باغ کا معاملہ سو اس کا علم ایڈیٹر صاحب کو بخوبی حاصل ہے۔خود مرزا قادیانی نے اپنے خسر اور بیوی صاحبہ کے کہنے سے باغ کا اہتمام میرے ذمہ ڈالا اور یہ ضرورت ان کو اس واسطے پڑی کہ آپ کی بیوی صاحبہ کو عورتوں کے ہمراہ باغ میں جانے اور دل بہلانے کا شوق ہے اور جب وہ باغ میں جاتی تھیں تو ٹھیکہ دار باغ ان کو باغ کے اندر نہ آنے دیتے تھے۔کیوں کہ وہ خود درختوں سے پھل پھول توڑنا چاہتی تھیں۔اس لئے انہوں نے اپنے فائدہ کے لئے باغ میرے سپرد کیا اور جب تک باغ میرے پاس رہا، مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ تمام عورتوں کو ہمراہ لاتی رہیں اور اپنے ہاتھوں سے پھل پھول توڑتی رہی ہیں بلکہ آتے وقت ہر ایک عورت جھولیاں بھر کر خاوندوں کے لئے بھی لے جاتی رہیں۔ایڈیٹر الحکم کی بیوی نے بھی ان کے آگے کئی دفعہ میوہ جات نذر کئے ہوں گے۔ایڈیٹر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے محض مرزا قادیانی کی بیوی کی خاطر غیروں کے پاس باغ فروخت نہیں کیا تا کہ ان کو اور ان کی ہجولنوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔علاوہ اس کے پھل کے دنوں میں آموں کے ٹوکروں کے ٹوکرے مریدوں کے لئے بھی آتے رہے اور سب سے زیادہ لالچی آموں کے ایڈیٹر صاحب ہی تھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مگر یہ ٹریکٹ بھی جس پر ہم ریمارک کریں گے اپنی حیثیت میں ایک بہت عمدہ رسالہ ہے جو افشاء راز کے سربستہ قفل کے لئے ایک کلید کا حکم رکھتا ہے۔ مسیح الزمان ومہدی دوران یا کرشن جی مہاراج کی زندہ مورت نے (کیوں کہ سیالکوٹ والے لیکچر میں آپ نے اپنے تئیں اس لفظ کا مصداق ہونے پر بہت زور دیا ہے کہ میں کرشن جی مہاراج کا اوتار

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اس بات کی مرزا قادیانی بھی تصدیق کر سکتے ہیں اور اگر ان کو سچ بولنا پسند ہو تو خود بھی اقرار کر سکتے ہیں۔ میں نے مرزا قادیانی کے باغ پر صدہا روپے لگا کر برباد کر دیئے اور اپنی نمبرداری اور زمینداری کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ کیا ایڈیٹر صاحب کو اس قدر واقعات کے بعد بھی خیال نہ آیا کہ میں قادیان میں فائدہ پہنچانے کو گیا تھا یا فائدہ اٹھانے کو؟ اب رہا مرزا قادیانی کی صحبت سے فائدہ اٹھانا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ سو مرزا قادیانی کی صحبت سے تو مجھے معلوم ہوگیا کہ ان کے عقائد مخالف اسلام ہیں اور ان کا دعویٰ پیغمبر کا ہے اور اپنے منکروں کو کافر جانتے ہیں۔ کیا یہ میرے لئے کافی نہیں؟ رہی نماز، سو خدا کے فضل سے کبھی ضائع نہیں ہوئی۔ ہاں مرزا قادیانی محقق علمائے اسلام کی سب وشتم تحریر کرتے وقت بہتر بہتر نمازیں جمع کر کے ضائع کر دیتے ہیں بلکہ حج جو عین فرض ہے۔ ضروری نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ رحمت اللہ صاحب اور مولوی نورالدین جیسے لوگوں کو مطلقاً معاف کرا دیا ہے۔ شیخ صاحب کی طرف دیکھئے ولایت کو کس طرح بھاگتے اور حج سے کس طرح ڈرتے ہیں۔ زکوٰۃ کبھی مرزا قادیانی نے دی ہی نہیں۔ حالاں کہ گھر میں ہزار ہا روپے کا زیور موجود ہے اور روزے تو جان بوجھ کر اپنے مریدوں سے چھڑا دیتے ہیں۔ اگر کسی نے ذرا سا عذر کر دیا کہ مجھے فلاں تکلیف ہے تو روزوں کی معافی ہے۔ علاوہ اس کے آپ نے کبھی امامت نہیں کرائی۔ جماعت کے ساتھ میں نماز پڑھنا بڑا ثواب سمجھتا ہوں۔ لیکن اس خیال میں ہمیشہ مکروہ خیال کرتا ہوں کہ مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن امروہی جیسے فاضلوں کو امامت کے لئے اجازت نہ دی جاوے اور ایک ناقص الاعضاء (عبدالکریم سیالکوٹی) شخص کو امام بنایا جاوے۔ جس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ پھر بھی میں دیکھا دیکھی ان کے پیچھے نماز پڑھتا رہا۔ اب ایڈیٹر الحکم بتائیں کہ کتنی نمازیں میں نے ایسے امام کے پیچھے نہیں پڑھیں۔

میرا اعتقاد وہی ہے جو مرزا قادیانی کی بیعت میں داخل ہونے سے پہلے تھا۔ میں خود پنج بناء اسلام پر قائم ہوں اور جو شخص ان پر قائم ہے وہ میرے نزدیک مسلمان ہے میں حدیث کا منکر نہیں۔ البتہ صرف ایسی حدیثوں کا منکر ہوں جن کے معنی مرزا قادیانی من گھڑت کر کے ایزاد پر لگاتے ہیں۔ تم کلامہ (خاکسار مولوی عبدالعزیز نمبردار ورئیس بٹالہ ضلع گورداسپور، بحوالہ (احتساب قادیانیت ج۴۵ ص۴۴۴ تا ۴۴۷ حاشیہ)

ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳،۳۴ خزائن ج۲۰ ص۲۲۸،۲۲۹) جس پر مریدان باصفا نے اخبار الحکم والبدر وریویو آف ریلیجن میں بہت سے حاشیے بھی چڑھائے ہیں) ڈاکٹر صاحب کی مدلل اور زوردار تحریر سے تنگ آ کر الحکم اخبار میں ایک نوٹس دیا ہے جس کو زمیندار اخبار نے بھی نقل کیا ہے۔ اس اشتہار میں مرزا قادیانی ہائے وائے کی آہیں نکالتے۔ اپنا سر دھنتے اور واویلا مچاتے ہیں کہ ڈاکٹر نے مجھ کو (۱) حرام خور، (۲) بندہ نفس، (۳) شکم پرور، (۴) لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا، (۵) دغا باز، (۶) مکار، (۷) فریبی، (۸) جھوٹ بولنے والا، (۹) دشمن اسلام، (۱۰) اس کیڑے سے بھی بدتر جو نجاست سے پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے۔ وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔

(دیکھو رسالہ تجلی ص۲۱۸ ج۱ جون ۱۹۰۶ء و مثلہ مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۷)

اس لئے میں اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں[1]۔

منشی الٰہی بخش صاحب موصوف نے عصاء موسیٰ لکھتے وقت مرزا قادیانی کی تصانیف میں سے ان سب درفشانیوں اور گل ریزیوں کو منتخب کر کے ایک ردیف وارڈکشنری کی شکل میں دکھایا ہے جو کتاب مذکور کے (ص۱۴۳) سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ سب وشتم وہ ہے جو مرزا قادیانی وقتاً فوقتاً اولیاء عظام، صوفیاء کرام اور علماء اسلام، انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کرتے رہے ہیں۔ منشی صاحب موصوف جب ڈکشنری مذکور کے کام سے فارغ ہوئے تو اپنے دل میں سوچا کہ جس شخص نے ایسے ایسے پاک اور مقدس لوگوں کے شان میں مغلظ گالیاں دی ہیں اور لطف یہ ہے کہ ناحق بے موجب تو ایسے شخص کا کیا حشر ہوگا۔

۱...... ’’فیمت وھو کافرٌ‘‘ (مرزا) کفر کی حالت میں مرے گا۔

۲...... ’’ردّت الیہ لعانہ وازلفت الجنۃ للمتقین‘‘ اس کی لعنتیں (جو لوگوں پر کرتا ہے) اسی کی طرف لوٹائی گئیں اور بہشت نیکوکاروں کے قریب کی گئی۔

اس موقع پر اس امر کا جتادینا بھی ضروری ہے کہ عاجز راقم کا ایمان اس پاک وحی پر ہے جو

[1] ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ماہوار چندہ دیتا رہا ہوں۔ چوں کہ مولوی حکیم نورالدین صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی تفسیریں وغیرہ کتابیں واپس کردی ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کو بھی لازم ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا روپیہ جو وصول کرتے رہے ہیں واپس کردیں۔ ورنہ وہی مثل صادق آوے گی، گڑ کھاؤں، گلگلوں سے پرہیز۔

بین الدفتین ہے اور جس میں اس موقعہ کے شاہد حال مفصلہ الذیل دو آیتیں درج کی جاتی ہیں۔

۱...... ''فانتقمنا من الذین اجرموا و کان حقاً علینا نصر المؤمنین'' (الروم:۴۷)

پس گناہگاروں (پاک لوگوں کو ناحق گالیاں دینے والوں) سے ہم نے بدلہ لیا اور ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا فرض ہے۔

۲...... ''ولنذیقنهم من العذاب الادنٰی دون العذاب الاکبر لعلهم یرجعون'' (السجدہ:۲۱)

بے شک ہم ان کو دنیا میں بھی عذاب چکھادیں گے اس بڑے عذاب کے علاوہ تاکہ وہ رجوع بحق کریں۔

اور قرآنی وحی کے سواء اور کسی کا الہام (جو بعد نزول قرآن مجید ہوا) نہ ہم پر کسی قسم کی سند ہوسکتا ہے نہ حجت۔ بلکہ ایک قسم کی خبر سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتا۔ جس میں صدق اور کذب کا احتمال یا ظن پایا جاتا ہے۔ چہ جائے کہ ان لوگوں کی اس زمانہ میں وہی حالت ہو جس کا قرآن مجید نے یوں خاکہ کھینچا ہے۔

''ان یتبعون الّا الظن وانّ الظن لا یغنی من الحق شیئا'' (النجم:۲۸)

وہ صرف اپنے (وہم) خیال کی پیروی کرتے ہیں اور بے شک (وہم) خیال حق کی جگہ کچھ (بھی) کام نہیں دے سکتا۔

لیکن عام طور پر اگر دیکھا جائے تو منشی الٰہی بخش صاحب کے مذکورہ بالا دونوں الہامات ایسے ہیں جو ہر ایک حیثیت سے ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔ کیوں کہ پہلا الہام تو قرآن مجید کی ایک آیت کا ٹکڑا ہے جو لامحالہ پورا ہوئے بنا نہیں رہ سکتا۔ لیکن دوسرا الہام تو توقع سے بھی بڑھ کر پورا ہوا۔ غور کیا جاوے کہ وہ لوگ جو مرزائی مشن کی ناک تھے۔ اوّل المسلمین تھے اور مسیح الزمان کے نفس ناطقہ سے بھی بڑھ کر[1] انہیں کی منہ زوری سے مرزا قادیانی

[1] مرزا قادیانی باوجود بڑے بڑے دعوؤں اور بہت سے صلاحوں کے قرآن مجید کی کوئی تفسیر نہ لکھ سکے۔ حالاں کہ کل سامان موجود تھے۔ مگر ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے بعض سورتوں کی مرزائی رنگ میں تفسیر لکھی ہے اور تعجب یہ ہے کہ جس جس مقام میں کسی کے فرشتہ خان کو بھی نہ سوجھی ہوگی۔ وہاں سے بھی موعود مسیح کو ڈھونڈ نکالا ہے۔

نالاں ہیں اور پبلک کے سامنے بذریعہ اشتہار دادخواہ ہیں کہ خان صاحب (ڈاکٹر) نے مجھے ایسا کہا اور ویسا کہا۔ پھر کیوں کر نہ مانا جاوے کہ ردت الیه لعانکا مطلب اور مدّعا پورا ہوا۔

بیت:

کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

کیا اب بھی کسی کو شک رہا ہے کہ اس منتقم حقیقی نے جس نے ''حقّ علینا نصر المؤمنین'' کا وعدہ کیا ہے۔ ان ناپاک لوگوں کا پورا بدلہ مرزا قادیانی سے نہیں لیا۔ مرزا قادیانی، سرسید کی نسبت برے الفاظ نکالتے ہیں مگر چوں کہ ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے بذریعہ مرزا قادیانی کے مقربین کی زبانوں کے وہ امانت مرزا قادیانی کو واپس مل جاتی ہے اور کیسی سچی ہے یہ مثال: ''من حفر بئراً لاخیه فقد وقع فیه'' یعنی جس شخص نے اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودا وہ آپ ہی اس میں گرا۔ بیت:

دگر رہ چہ حاجت کہ گوید کست ہمیں شرمساری عقوبت بست

مگر بایں ہمہ بھی کیا مجال ہے کہ ناک پر مکھی بیٹھ جائے۔ مرزا قادیانی کی عادت اور جبلت ہے کہ شب خیز قلم کو کاغذ کے میدان میں جولانی دیتے ہوئے یہاں تک از خود رفتہ ہو جاتے ہیں کہ نہ صرف اپنے حریف مخالف کو ہی پاؤں تلے روندڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ اس منتقم حقیقی سے نڈر ہو کر ناکردہ گناہ مرحوموں پر بھی بے تحاشا کود پڑتے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب میں اپنے مرید مخلص سے یوں خطاب کرتے ہیں۔

''اگر ایک شخص آں حضرت ﷺ کا منکر ہے مگر اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ نجات یافتہ ہے۔ یہ عقیدہ بھی ایک سخت گمراہ سید احمد کا تھا۔ جس کا آخری مقولہ یہ تھا کہ اگر عیسیٰ کو کوئی خدا بھی کہے۔ تب بھی کوئی ہرج نہیں اور نبیوں کی دعوت فضول ہے۔''

ہم نے سرسید مرحوم کی تصانیف کی بہت دفعہ سیر کی ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی کوٹ کردہ عبارت کہیں دیکھنے میں نہیں آئی۔ مرزا قادیانی کو لازم تھا کہ سرسید مرحوم کی جس کتاب میں یہ عبارت لکھی ہے۔ اس کے صفحہ اور سطر کا حوالہ دیتے۔ پس یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اور آپ نے اس واسطے ایسا لکھا ہے کہ آپ کے دوسرے مرید بھی آپ سے بددل نہ ہو جائیں۔ ہم کئی ایک دفعہ لکھ چکے ہیں کہ ایک ایسا شخص جو اسلام اور اسلام کی پاک محبت اپنے ساتھ لے کر آیا اور جس نے مجسم ہمدردی کا بے مثل نمونہ بن کر بیسیوں برس قوم کی اصلاح کی، اپنا مال

ودولت اور جان تک قوم پر تصدق کردیا اور آخرالامر ازواج مطہرات سا عالی شان مضمون لکھتے لکھتے اسلام کی خدمت میں اس کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ ایسے شخص کو گمراہ کہنا کسی نیک آدمی کا کام نہیں۔ سرسید مرحوم نے مذہبی تحقیقات کرنے میں قرآن مجید کو ہر وقت اور ہر آن اپنی شہادت میں پیش کیا ہے۔ وہ قرآن مجید کو بلفظ وحی من اللہ یقین کرتا تھا، اس کا ایمان تھا:

خدا دارم دلے بریاں ز عشق مصطفیٰ دارم

ایسے راست باز فدائی اسلام پر مرزا قادیانی کا بزدلانہ حملوں سے کام لینا ان کے زعم میں شاید یہ معنی رکھتا ہو کہ سرسید احمدؒ سے لوگ بدظن ہو جاویں اور ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جاوے۔ وغیرہ مگر ایں خیال است ومحال است وجنوں۔

مرزا قادیانی یاد رکھیں جس شخص کا نام اپنی عفت حمیت اسلامی، قومی ہمدردی کی بدولت آفتاب عالم تاب کی طرح روشن ہو چکا ہے وہ ایسے کمینے اور بزدلانہ حملوں سے کب مٹ سکتا ہے۔ پس سورج پر خاک دھول ڈالنے سے سواء اس کے کچھ حاصل نہ ہوگا کہ الٹا خاک دھول اڑانے والے شخص کا چہرہ گردآلود ہو دگر ہیچ۔ بیت:

چراغے را کہ ایزد بر فروزد — کسے کو تف زند ریشش بسوزد

اے مرزا قادیانی! قرآن مجید کی آیات توڑ کر تحریف لفظی آپ نے کی۔

’’انت منی بمنزلۃ ولدی واولادی‘‘ (تذکرہ ص۳۲۵و۵۴۸طبع چہارم)

آپ بنے۔

حالاں کہ وہ پاک ذات خدا بےضدوند لم یلد ولم یولد ہے۔

خدا کے پاک بندوں کے شان میں آپ نے سب وشتم کی۔ حالاں کہ اس مالک حقیقی کی پاک کتاب میں صاف صاف لکھا ہے۔ قولہ تعالیٰ:

’’ولاتسبوا الذین یدعون من دوان اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم‘‘

(الانعام:۱۰۸)

اور مت گالی دو ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں (اور کسی کو) اللہ کے سوا، پھر اللہ کو گالی دیں گے بے سمجھے۔

دنیا کا مال ودولت سادہ دلوں سے بلطائف الحیل آپ اڑائیں۔ حالاں کہ سرسید کے پاس بوقت وفات اس قدر بھی نہ بچا تھا کہ کفن ہی ان کو اس اندوختہ سے نصیب ہوتا۔

سرکاری عدالتوں میں بحیثیت ملزم بذریعہ وارنٹ آپ بلائے گئے، بے شمار الہامات آپ کے اکارت گئے۔ خونی پیش گوئیاں لوگوں کے بارہ میں آپ نے کیں۔ جن کو خداوند تعالیٰ نے دنیا کے سامنے پورا نہ کیا اور وہ آخر کار قرق ہوکر ضبط سرکار ہوئیں۔ پھر گمراہی کا الزام اوروں پر لگائیں۔ یہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ کیا معاذ اللہ! خدا کے ہاں ایسی سکھا شاہی ہے؟ ہرگز نہیں۔

پھر مرزا قادیانی ایک دوسرے خط میں ڈاکٹر صاحب کو یوں خطاب کرتے ہیں:

''اور آپ کا یہ کہنا کہ فطرتی ایمان کافی ہے۔ نشانوں کی ضرورت نہیں۔ آپ کو یاد رہے کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے جب تک اس کو نشانوں سے قوت نہ ملے۔''

(الذکر الحکیم نمبر۴ ص۱۰ مندرجہ احتساب قادیانیت ج۶۰ ص۳۱۷)

ایک مشہور پنجابی مثل ہے ''نوہ دامان ٹٹے بھاویں پتر مرے'' (بہو کا ناز ٹوٹے خواہ بیٹا مر ہی جائے) اس مقام پر مرزا قادیانی نے ٹھیک ٹھیک اسی کہاوت کی پیروی کی ہے۔ ہائے بغض وحسد، خودغرضی، لالچ اور جاہ طلبی تمہارا ستیاناس ہو۔ عام لوگ تو بجائے خود تم پاک جماعت کے مقدس پیشواؤں سے کیا کچھ ناکارے کام کراتے ہو۔ ورنہ محققین اسلام جن کا قرآن مجید اور آں حضرت ﷺ پر ایمان ہے وہ کبھی اور کسی حال میں بھی فطرتی دین یا دین اللہ کے شان میں ایسے ناشائستہ کلمات نہ سن سکیں گے۔ مرزا قادیانی نے فطرتی دین کو لعنتی دین گردانے میں کسی عقلی ونقلی دلیل سے ہرگز کام نہیں لیا اور نہ ان سے ایسی توقع ہوسکتی ہے۔

''**فاذ لم یأتوا باالشھداء فاولٰئک عنداللہ ھم الکاذبون**'' (نور:۱۳)

پس جب وہ اپنے دعویٰ پر دلائل نہیں لاسکے تو خداوند تعالیٰ کے حضور میں وہی کاذب ہیں۔

برعکس اس کے خداوند تعالیٰ نے فطرتی دین کو ہی دین اللہ اور مستحکم دین کہا ہے۔

قولہ تعالیٰ:

''**فاقم وجھک للدین حنیفاً فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا. لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون**'' (الروم:۲۹)

سیدھا کر اپنا منہ خالص دین (فطرت) کے لئے جو خاص خدا کا دین ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ خدا کی پیدائش میں تبدیلی نہیں ہے۔ یہی دین مستحکم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اسی آیت کریمہ کی متابعت میں ہر ایک رات دن کے مقررہ وقتوں میں جب کہ ہر ایک نیک مسلمان دنیا اور مافیہا سے الگ ہوکر اس مالک حقیقی کے حضور میں حاضر ہوتا ہے تو سب سے اوّل جو پاک کلمات (خداوند تعالیٰ کے تعلیم کردہ) اس کی زبان سے نکلتے ہیں حسب ذیل ہیں۔قولہ تعالیٰ:

''انی وجھّت وجھی للذی فطرالسموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین'' (الانعام:۷۹)

تحقیق متوجہ کرتا ہوں میں اپنے وجود کو اس پاک ذات خدا کی طرف جو اہل آسمان واہل زمین کو پیدا کرتا رہتا ہے دراں حالیکہ ہر طرح سے میں نرالا ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اب غور کرواے کافۃ المسلمین! مرزا قادیانی کے اس کلمہ پر کہ ''دین اللہ کو لعنتی دین کے نام پکارنے سے ہی اپنے تقدس کا ثبوت دیتے ہیں۔'' شرم، شرم، شرم!

''کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الّا کذبا'' (کہف:۵)

بہت بری بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے نہیں کہتے وہ مگر سراسر جھوٹ۔

ہمیں تو بہت ڈر لگتا ہے کہ کہیں منشی الٰہی بخش صاحب والا الہام (قرآن مجید کی آیۃ) ''فیمت وھو کافرٌ'' مرزا قادیانی کے حق میں ہی صادق نہ آئے۔ایک پنجابی مثل ہے:

محرم مجرم اکو صورت میں رونیاں ایسے ہاوے
مت ہو لفظ مجرم والا سر محرم دے آوے

ہاں اس معاملہ کو اگر دوسرے پہلو سے سوچا جاوے تو بجا ہے۔کیوں کہ مرزا قادیانی بے چارے بھی بے اختیار ہیں۔جس طرح پر مبداء فیاض نے ہر ایک آدمی کی فطرت بنائی ہے۔اس فطرت کے مطابق اس شخص سے افعال وکردار ظہور میں آتے ہیں۔قولہ تعالیٰ:

''قل کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا'' (بنی اسرائیل:۸۴)

اے پیغمبر کہہ دے کہ ہر ایک اپنی جبلت کے مطابق کام کرتا ہے پھر تمہارا پروردگار جانتا ہے اس شخص کو کہ بہت ٹھیک پانے والا ہے راستہ کو۔

مرزا قادیانی اس دین اللہ کے ساتھ اپنی طرف سے ایک پخ لگاتے ہیں۔یعنی جب تک اس دین کے ساتھ نشانات (دوراز کار خلاف قانون قدرت) نہ ہوں۔حالاں کہ

قرآن مجید ایسی بخ سے بری الذمہ ہے۔ اس نے فیصلہ کردیا ہے کہ دین مستحکم (پاک اسلام) کا سارا دارومدار تبلیغ اور دعوت پر ہے۔ چنانچہ اس مقدس مطلب کی بیشمار آیات قرآن مجید سے تصریح ہوتی ہے۔ جن میں سے چندایک اس مقام پر نقل کی جاتی ہیں۔

۱...... ’’وقل للذین اوتوا الکتاب والامّیین أ اسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلاغ‘‘ (آل عمران:۲۰)

اور کہہ دے ان کو جن کو کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں کو کیا تم اسلام لائے ہو۔ پھر اگر وہ اسلام لائے تو انہوں نے ہدایت پائی اور اگر وہ پھر گئے تو تجھ پر ہمارا پیغام پہنچا دینے کے سواء اور کچھ نہیں۔

۲...... ’’واطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واحذروا فان تولیتم فاعلموا انما علٰی رسولنا البلاغ المبین‘‘ (مائدہ:۹۲)

اور اطاعت کرو اللہ کی یعنی اطاعت کرو رسول کی اور ڈرو پھر اگر تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر پر (احکام) پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔

۳...... ’’ما علی الرسول الّا البلاغ واللّٰہ ما تبدون وما تکتمون‘‘ (مائدہ:۹۹)

رسول پر بجز پیغام پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو۔

۴...... ’’واما نرینّک بعض الذی نعدھم او نتوفینّک فانّما علیک البلاغ وعلینا الحساب‘‘ (رعد:۴۰)

اور اگر ہم تجھ کو دکھاویں بعضی وہ چیزیں جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا ہم تجھ کو موت دیں یعنی بغیر ان کے دکھائے تو ہر حال میں بات صرف اتنی ہے کہ تجھ پر حکم پہنچا دینا ہے اور ہم پر حساب لینا ہے۔

خداوند تعالیٰ سورہ نمل کے شروع سے بہت آگے تک قوانین قدرت وفطرت کی آیات بیان فرما کر آں حضرتﷺ کو خطاب فرماتے ہیں:

۵...... ’’فان تولّوا فانما علیک البلاغ المبین‘‘ (نحل:۸۲)

پھر اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ تجھ پر ہے پہنچا دینا (حکم کا) صاف صاف۔

۶...... ’’قل اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول فان تولّوا فانما علیہ ما حمّل

وعلیکم ما حمّلتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الّا البلاغ المبین‘‘
(نور:۵۴)

کہہ دے اے پیغمبر! اطاعت کرو اللہ کی یعنی اطاعت کرو اس کے رسول کی پھر اگر وہ پھر جائیں تو سوا اس کے نہیں ہے کہ وہ (رسول) اپنے بوجھ کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنے بوجھوں کے ذمہ دار اور اگر وہ اس (رسول) کی اطاعت کرتے تو ہدایت پاتے اور ہمارے رسول پر احکام ظاہر پہنچا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

مشرکین اور بت پرست وغیرہ اقوام کو بہت سا وعظ ونصیحت کرنے کے بعد آخرالامر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

۷...... ’’وان تکذّبوا فقد کذّب امم من قبلکم وما علی الرسول الّا البلاغ المبین‘‘ (عنکبوت:۱۸)

اور اگر تم (رسول ﷺ کی) تکذیب کرو (تو کچھ مضائقہ نہیں) بے شک تم سے پہلے امتوں نے (بھی اپنے رسولوں کی) تکذیب کی تھی اور رسول ﷺ پر سوا صاف طور پر پیغام پہنچا دینے کے کچھ نہیں ہے۔

۸...... ’’فان اعرضوا فما ارسلناک علیھم حفیظاً ان علیک الّا البلاغ‘‘ (شوریٰ:۴۸)

پھر اگر وہ ٹلا جاویں تو ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان کر کے نہیں بھیجا (بلکہ) تیرا ذمہ صرف ہمارے احکام کا پہنچا دینا ہے۔

۹...... ’’واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علیٰ رسولنا البلاغ المبین‘‘ (تغابن:۱۲)

اور اطاعت کرو اللہ کی یعنی اس کے رسول کی پھر اگر تم پھر جاؤ تو سوا اس کے نہیں کہ ہمارے پیغمبر پر احکام کا پہنچا دینا ہے۔

جو کچھ ان نو آیتوں میں اوپر بیان ہوا ہے یہ ارشاد حق تعالیٰ کا صرف ہمارے ہادی سلام علیہ پر ہی نہیں ہے بلکہ جس قدر انبیاء علیہم السلام قبل بعثت آں حضرت ﷺ مبعوث ہوئے۔ ان سب کا کام تبلیغ ہی تھا اور ہر ایک پیغمبر نے اپنی قوم کو ایسا ہی کہا۔ اس قسم کی بے شمار آیات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ اس موقعہ پر صرف ایک آیت پر بس کی جاتی ہے۔

’’فهل على الرسول الّا البلاغ المبين‘‘ (نحل:۳۵)

جملہ انبیاء علیہم السلام پر سواء احکام پہنچا دینے کے اور کچھ نہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر اس حکیم مطلق نے آں حضرت ﷺ کو یہ بھی ارشاد کر دیا کہ اگر منکرین توحید باری تعالیٰ ورسالت آں حضرت ﷺ، ان کرشمہ ہائے قدرت سے جو ہر آن ان کے سامنے تجربہ اور مشاہدہ میں آرہے ہیں اور جن کو قرآن مجید شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے (اس لئے کہ وہ ایک مفصل کتاب ہے) اعراض کر کر کسی خلاف قانون قدرت وفطرۃ نشان کے تجھ سے خواستگار ہوں تو ان کو صاف جواب دے دو کہ ایسی دوراز کار باتوں کی توقع نہ رکھیں۔ اس مضمون کی بیشمار آیات قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر ہم صرف نمونہ کے طور پر چند ایک کفایت کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ:

۱...... ’’واذ لم تأتهم باٰية قالوا لولا اجتبيتها. قل انما اتّبع ما يوحٰى الىّ من ربى هذا بصائر من ربكم وهدى ورحمةٌ لقوم يؤمنون‘‘ (اعراف:۲۰۳)

اور جب تو ان کے پاس کوئی نشانی نہیں لاتا تو کہتے ہیں کہ کیوں نہیں تو اس کو بنالاتا کہہ دے اے پیغمبر کہ اس کے سواء کچھ نہیں کہ میں تابعداری کرتا ہوں اس کی جو وحی بھیجی گئی ہے میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

۲...... ’’فلعلّك تارك بعض ما يوحٰى اليك وضائق به صدرك ان يقولوا لولا انزل عليه كنز او جآء معه ملك انما انت نذير والله على كل شئ وكيل‘‘ (ہود:۱۲)

پھر شاید تو چھوڑ دینے والا ہے بعض کو جو وحی بھیجی جاتی ہے تیرے پاس اور تنگ ہو جاتا ہے تیرا سینہ اس سے کہ وہ کہتے ہیں کیوں نہیں اتارا گیا اس کے اوپر خزانہ یا آیا اس کے ساتھ فرشتہ اس کے سواء کچھ نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

۳...... ’’وقالوا لولا انزل عليه ملك ولو انزلنا ملكا لقضى الامر ثم لا ينظرون‘‘ (انعام:۸)

اور انہوں نے کہا کہ اس (پیغمبر) پر فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو بس ان کا کام ہی تمام ہو جاتا اور پھر ڈھیل نہ دیئے جاتے۔

۴...... ’’قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضرّاً الّا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسّنی السوء ان انا الّا نذیرٌ وبشیر لقوم یؤمنون‘‘
(الاعراف:۱۸۸)

کہہ اے پیغمبر کہ مجھ کو اپنے نفس کے لئے بھی نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں ہے بجز اس کے کہ خدا چاہے اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو بہت سے بھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی برائی مجھ کو نہ چھوتی۔ میں کچھ نہیں ہوں بجز ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے کے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں۔

۵...... ’’وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلماً فی السماء فتاتیھم باٰیة ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ فلا تکونن من الجاھلین‘‘ (الانعام:۳۵)

اور اگر تجھ پر گراں گزرتا ہے ان کا منہ پھیرنا پھر اگر تو کر سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لے آوے ان کے پاس کوئی نشانی (تو بھی وہ ایمان نہ لاویں گے) اور اگر خدا چاہے تو ان سب کو ہدایت پر اکٹھا کر دے۔ پھر تو نادانوں سے ہرگز نہ ہو۔

۶...... ’’وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجرلنا من الارض ینبوعاً او تکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیراً او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفاً او تأتی باللہ والملائکة قبیلاً او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزّل علینا کتابا نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الّا بشراً رسولاً‘‘ (بنی اسرائیل:۹۰تا۹۳)

اور انہوں نے کہا ہرگز نہ مانیں گے تجھ کو جب تک تو پھاڑ کو نکال دے ہمارے لئے زمین سے ایک چشمہ یا تیرے لئے ایک کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو۔ پھر تو پھاڑ کر نکالے اس کے بیچ میں نہریں اچھی طرح پھاڑ کر یا تو گرادے آسمان کو جیسا کہ تو نے گمان کیا ہے (کہ خدا چاہے تو اس کو گرادے) ہم پر ٹکڑے ٹکڑے یا لے آوے تو اللہ کو اور فرشتوں کو آمنے سامنے یا تیرے لئے ایک سنہری گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جاوے اور ہرگز نہ مانیں گے تیرے آسمان پر چڑھ جانے کو بھی یہاں تک کہ اتار لادے تو ہم پر ایک کتاب کہ پڑھ لیں ہم

اس کو۔ کہہ دے اے پیغمبر پاک ہے پروردگار، نہیں ہوں میں مگر ایک بھیجا ہوا (یعنی رسول)

۷...... ’’وقالوا لولا انزل علیه آیات من ربه قل انما الآیات عندالله وانما انا نذیر مبین اولم یکفهم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیهم ان فی ذالک لرحمة وذکریٰ لقوم یؤمنون‘‘ (عنکبوت:۵۰،۵۱)

اور انہوں نے کہا کہ کس لئے اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے اتاری نہیں گئی۔ اے پیغمبر کہہ دے کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ نشانات تو خدا کے پاس ہیں اور میں تو سواء ظاہر اُڈرانے والے کے اور کچھ نہیں ہوں۔ کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب (قرآن مجید) اتاری ہے۔ وہ ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت اور ہدایت ہے ایمان لانے والی قوم کے لئے۔

ان آیات سے صاف عیاں ہے کہ قرآن مجید نے تو ایسے نشانات مانگنے والوں کو جاہلوں کا خطاب دیا ہے اور خداوند تعالیٰ نے آں حضرت علیہ السلام کو ارشاد فرمادیا ہے کہ قرآن مجید ہی کل دنیا کے لئے ہدایت کافی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے اس چودھویں صدی اسلام میں ’’لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی‘‘ کو پس پشت پھینک کر اس نبی کا دعویٰ کیا ہے اور بڑی چالاکی اور بہادری سے خود بذاتہ نشانات دکھانے پر آمادہ ہوئے ہیں بلکہ اپنی مسیحیت پر خلاف قانون قدرت وفطرت، نشانات کو دلیل گردانا ہے۔ یہ نشانات جس طرح پر تمام دنیا کے سامنے پورے ہوئے اور ہو رہے ہیں ہر ایک ہندو پنجاب کا اعلیٰ سے ادنیٰ تک خوب جانتا ہے۔ مگر جن عقل کے اندھوں نے ملکوت السموات والارض کی سیر کر کے اپنا اندوختہ اس مشن کے بانی کی ضروریات کے لئے تصدق ونذر کر دیا ہے اور جن کو ہر روز یہی تعلیم ملتی ہے کہ دیکھنا کسی مخالف مرزائی کی کتاب نہ دیکھنا، کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، کسی مسلمان وفات یافتہ کے جنازہ میں شامل نہ ہونا۔ وہ ہماری اس تحریر کے دیکھنے والوں سے مستثنیٰ ہیں۔

اگر اس مقام پر ان سب خرق عادات اور معجزات قاہرہ کا جو مرزا قادیانی سے وقتاً فوقتاً ظہور میں آئے ذکر کیا جاوے تو مضمون طویل ہو جاوے گا۔ حالاں کہ ہمیں اختصار مدنظر ہے۔ پس غیر قوموں کے مقابلہ میں جولن ترانیاں ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً (۱) ڈاکٹر جگن ناتھ جموی کا اس شرط پر مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنا کہ آپ کسی مردہ جانور کو زندہ کریں،

خشک لکڑی کو سبز یا اندھے مادرزاد کو بینا کردیں تو سواء اس کے کہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ ڈاکٹر صاحب مرزا قادیانی کی نذر کریں گے۔ ان کا مذہب بھی اختیار کرلیں گے۔

مگر مرزا قادیانی نے ڈاکٹر صاحب کی بار بار کی درخواستوں کو جو غایت خلوص دلی سے تھیں۔ لطائف الحیل سے ٹال دیا اور حکیم مولوی نورالدین صاحب کو ڈانٹ پلائی کہ تم کون ہو جو ہماری طرف سے اقرار نامہ دینے کے مجاز ہو۔ (دیکھو سرمور گزٹ ۲۹/فروری ۱۹۰۶ء جس میں یہ سب خط وکتابت درج ہے) یہ اخبار ریاست ناہن سے شائع ہوتا تھا۔ جس کے مالک قاضی سراج الدین احمد تھے۔

یا آریوں کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ میرے گھر میں اس دفعہ بشیر پیدا ہوگا حالاں کہ ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بہت تھوڑی دیر زندہ رہ کر مرگئی۔

یا عبداللہ آتھم عیسائی کی موت پندرہ ماہ کے اندر، جس پر حد سے بڑھ کر زور دیا گیا اور معیاد ختم ہونے سے پہلے پورے چھ ماہ خاص قادیان میں نہایت خلوص نیت کے ساتھ دعائے قنوت پڑھی جاتی رہی اور جب پندرہ ماہ سے زیادہ میعاد گزر گئی اور کسی شخص نے حکیم مولوی نورالدین صاحب سے دریافت کیا کہ اس پیش گوئی کو کس طرح تسلیم کیا جاوے؟ جس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف نے یہ جواب دیا کہ پوری نہیں ہوئی تو مولوی صاحب کو (مرزا قادیانی کی طرف سے) دوبارہ سرزنش ہوئی۔

ایسے ہی عبداللہ آتھم والے مباحثہ کے ایام میں عیسائی لوگ ایک دن ایک لنگڑے اور اندھے کو ساتھ لائے کہ اگر آپ مسیح علیہ السلام کے قائم مقام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان بیماروں کو اچھا کریں۔ مگر مرزا قادیانی نے تنگ آ کر کہا کہ تم ہی اچھا کرو۔ جو عیسائیت کا دعویٰ کرتے ہو۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ سب ابلہ فریبیاں ہیں ورنہ اگر آپ کوئی نشان دکھلانے کے قابل ہوتے تو مولوی عبدالکریم (قادیانی) آں جہانی سے کوئی زیادہ مستحق اور قابل رحم نہ تھا جو مرزا قادیانی کے ساتھ اخلاص رکھنے والا کیا بلکہ اوّل درجہ کا فدائی تھا۔ پس اگر مرزا قادیانی سے اس کی تینوں بیماریاں اچھی نہ ہوسکتی تھیں تو ان تینوں میں سے کوئی ایک یعنی لنگڑاہٹ، یک چشمی یا سر کی کھجلی کو ہی درست کردیتے۔ مگر کچھ نہ کیا۔ بلکہ آخری مرض سرطان (کاربنکل) جو غالباً مرزا قادیانی کے کشتہ خورانی کا نتیجہ تھا اور تمام مشن صبح سے لے کر

شام تک اور شام سے لے صبح تک اس کے دفعیہ کے واسطے کوشش کرتے رہے۔ حتی کہ لاہور کا سوڈا واٹر اور برف اتنی وہاں گئی کہ بھاؤ گراں ہوگیا۔ مگر کچھ پیش رفت نہ گئی۔ آخرالامر وہ راہی ملک بقا ہوا۔

پس ان سب مزخرفات کو فی الحال خلاف مدّعا میں داخل سمجھ کر ترک کیا جاتا ہے مگر جن نشانات کو مرزا قادیانی نے بطور تحدی مسلمانوں کے مقابلہ میں پیش کر کے منہ کی کھائی۔ ان میں سے بھی صرف ایک نشان کا جس پر آپ کی نبوت یا مسیحیت کا دارومدار تھا، اعادہ کیا جاتا ہے:

اس قاتل الہام یا خونی پیش گوئی کا مرزا قادیانی اپنی مصنفہ کتاب (شہادت القرآن ص۸۰تا۸۱ خزائن ج۶ ص۳۷۵) میں یوں ذکر فرماتے ہیں[1]:

’’اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشین گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی معیاد آج کی تاریخ سے جو ۲۱؍ستمبر ۱۸۹۳ء تک گیارہ ماہ باقی ہیں (حضرت! اب تو گیارہ ماہ چھوڑ ۱۳ برس بھی گزر چکے (۱۹۰۶ء میں)۔ جو انسان کی عمر کا ایک معقول حصہ ہے جس میں آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور مردوں سے باتیں کرنے لگتا ہے اور احمد بیگ ہوشیاری کا داماد بمعہ اپنی زوجہ اور بال بچوں کے زندہ موجود ہے) یہ پیش گوئیاں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں (بے شک یہی باعث ہے کہ خدا نے ایک بھی پوری نہیں کی) ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں (آپ ہی خدا کے لئے انصاف کریں) کیوں کہ احیا و اماتت دونوں خداتعالیٰ کے اختیار میں ہیں (آمنا وصدقنا) اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو۔ خداتعالیٰ اس کی خاطر سے اس کے دشمن کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقعہ پر کہ وہ شخص اپنے تئیں من جانب اللہ قرار دے (آپ کے اس مقولہ نے آپ کا من جانب اللہ نہ ہونا روز روشن کی طرح بتا دیا ہے) اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل گردانے (سعدی:

دگر رہ چہ حاجت کہ گوید کست ہمیں شرمساری عقوبت بس است

سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں ہیں جو انسان کے اختیار میں ہوں (حق ہے)

[1] ناظرین جس عبارت پر یہ خط کھینچا گیا ہے وہ مرزا قادیانی کی ہے مگر جو خطوط وحدانی کے اندر ہیں وہ بندہ کے نوٹ ہیں۔ امام الدین

سواگر کوئی طالب حق ہے توان پیش گوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے (بہت اچھا مگر اڑھائی برس تو کب کے گزر چکے ہیں)

پھر دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں کے لئے میرے صدق اور کذب کا معیار فقط یہی پیش گوئی ہے۔‘‘

(ملخص آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸ خزائن ۵ص ایضاً) اگر درست نہ آوے ’’تو میرے گلے میں رسا ڈالا جاوے۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۸۹ خزائن ج۶ ص۲۹۳)

(گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد معدلت مہد کے زیر سایہ رہ کر یہ بات کسی کے اختیار میں نہیں ہے)

’’مجھے ذلیل اور خوار کیا جائے‘‘ (حوالہ مذکورہ) (کچھ حاجت نہیں)

’’اور میری بات کا کبھی اعتبار نہ کیا جاوے‘‘ (ہم آپ کے مقرر کردہ معیار سے آگے نہیں بڑھیں گے۔)

پھر مرزا قادیانی ۱۰/اگست ۱۹۰۱ء کو جب ایک جج کے مقدمہ میں اس پیشین گوئی کے ۸سال بعد عدالت گورداس پور میں طلب کئے گئے اور آپ پر سوالات جرح ہوئے تو ان کے جواب میں حسب ذیل لکھوایا:

’’احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور یہ ایک مشہور امر ہے کہ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط بنام مرزا احمد بیگ کتاب فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔‘‘

(اخبار الحکم ج۵ نمبر۲۹ مؤرخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۱ص ۱۴ کالم نمبر۳)

مرزا قادیانی نے مثل دیگر پیش گوئیوں کے اس پیش گوئی کے لئے بھی زیادہ قلم وزبان کا زور لگایا اور جان توڑ کوششیں کیں اور اس لڑکی کے ولیوں کو دردناک خطوط لکھے۔ مگر بے سود اور لاحاصل۔ اگرچہ وہ خطوط کتاب فضل رحمانی اور ضمیمہ شحنہ ہند میں شائع ہو چکے ہیں۔ مگر ہم ناظرین کی سہولت کے لئے ان خطوط کو اس مقام پر نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں:

نقل اصل خطوط جو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے

’’بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلم اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد ورنج اور غم ہوا تھا۔ لیکن بوجہ اس کے یہ عاجز بیمار تھا اور خطوط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزاپرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرماوے اور عزیزی مرزا احمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خداء قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر وبرکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جاوے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا فیصلہ اخیری قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔

سوچئے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خداوند تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیوں کہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا

دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔

جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلاّ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خداتعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔

میں نے لاہور جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل سے دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لایا ہے ایسے خداتعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے معاون بنیں تاکہ خداوندتعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔

خداتعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خداوندتعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خداتعالیٰ عطا فرمادے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔ والسلام خاکسار احقر العباد اللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷/جولائی ۱۸۹۰ بروز جمعہ'' (کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی ص۱۲۳ تا ۱۲۵)

یادداشت: مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد کی تایا یا چچازاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی. بی فضل احمد پسر مرزا قادیانی کی زوجہ تھی۔ اب مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہون کے خط سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دھمکانے کے بھی فضل احمد نے اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی۔ اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا قادیانی نے الگ کر دیا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح

سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ لیکن میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ میری کس قدر عداوت ہورہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں اور ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ ان کو خوار کیا جائے، ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو وہ ضرور مجھے بچاوے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔

کیا میں چوہڑا، چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہوگئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے۔ مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو، وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیا ہو۔ خدا بے نیاز ہے، جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو، خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔

بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی. بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے دیوے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔

پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے، اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہوسکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا، ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں مگر خداتعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا کرتا ہے۔

اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا بلکہ ایک طرف جب محمدی کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کروگے اور یہ ارادہ اس کا بند کرادوگے تو میں بدل وجان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔

لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کردیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے ورنہ مجھے خداتعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطہ توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔ راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴؍مئی ۱۸۹۱ء۔'' (کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی ص۱۲۵تا۱۲۷)

نقل اصل خط مرزا قادیانی جو بنام والدہ عزت بی. بی تحریر کیا تھا

''بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی

والدہ عزت بی. بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد

بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم اس کو سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نوردین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد، عزت بی. بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔

سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جاوے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے، عزت بی. بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے کہ اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی. بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں ہے اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھائیں تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی. بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔

یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی. بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴؍مئی ۱۸۹۱ء۔''

ازطرف عزت بی. بی بطرف والدہ

''اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو، مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے

جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔‘‘

تصدیق مرزا قادیانی: ’’جیسا کہ عزت بی. بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا تو پھر بلاتوقف عزت بی. بی کے لئے کوئی قادیان آدمی بھیج دوتا کہ اسے لے جاوے۔‘‘

(کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی ص۱۲۷،۱۲۸)

اس حسین نوجوان کا نام غالباً مرزا سلطان احمد ہے جس کا اس لڑکی (محمدی) کے ساتھ عقد ہوا۔ جب کہ مرزا قادیانی کے الہام کے حساب سے اس نوجوان کی موت سے صرف چند ماہ باقی رہ گئے تھے تو ایک براتی کے طور پر دوستوں کی مجبوری سے ہم کو شہر گوجرانوالہ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمارے میزبانوں نے مہمانوں کی خاطرداری کے لئے جو احباب منتخب کئے تھے۔ ان میں وہ (اڑھائی سال کے اندر فرضی موت سے مرنے والا) نوجوان بھی موجود تھا اور ایک دوست کی وساطت سے راقم کی نوجوان مذکور سے ملاقات ہوئی۔ مجھے خیال تھا کہ وہ بیچارہ حیران پریشان ہوگا کیوں کہ یہ عام قاعدہ قانون قدرت ہے کہ اگر کسی شخص کو اس کی جان جانے کا خوف دلایا جاوے تو خواہ وہ کیسا ہی دلیر اور من چلا کیوں نہ ہو فکر اور حیرانی ضرور ہی اس کے لائق ہوجاتے ہیں اور وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے طرح طرح کے اندیشوں اور خدشوں میں سرگرداں رہتا ہے گو کہ اس کی جان جانے کی بابت سرسری طور پر یا کسی مصلحت سے ہی کیوں نہ کہا جاوے ہزارہا مخلوقات نے ایسے ہی فکروں میں پڑ کر حفظ امن کی ضمانتیں اور مچلکے سرکاری عدالتوں میں کرائے ہیں وغیرہ۔

مگر نہیں وہ نوجوان کچھ متفکر نہ پایا گیا بلکہ ہشاش بشاش اور تازہ بہ تازہ نوبہ نو تھا اور راقم نے اس سے حسب ذیل مکالمہ کیا:

راقم: ’’سلام علیک مرزا صاحب‘‘

نوجوان: ’’وعلیکم السلام‘‘

راقم: ’’مزاج شریف‘‘

نوجوان: ’’الحمدللہ‘‘

راقم: ’’خداتعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ مجھے آپ کے دیکھنے کی کمال درجہ کی خوشی حاصل ہوئی۔ فرمایئے آپ حیران تو نہیں رہتے؟‘‘

نوجوان: ’’کیوں یہ کیسے میں تو خدا کی عنایت اور فضل وکرم سے اچھا ہوں۔‘‘

راقم: ’’خداوند تعالیٰ آپ کو حوادث دوران وآسیب خوان الزمان سے محفوظ رکھے۔ میں نے جناب مرزا قادیانی کی کتابوں میں ایک پیش گوئی پڑھی تھی جو غالباً آپ کے حق میں ہے۔‘‘

نوجوان: ’’ہنہ! یہ بھی کوئی حیرانی کی بات ہے؟ کیا کوئی شخص کسی کے کہنے سننے سے مرجاتا ہے؟ جب تک اس کی قسمت میں جینا لکھا ہے جیسا کہ سعدیؒ فرماتے ہیں۔ بیت:

اگر در حیاتت نوشت است بہر نہ مارت گزاید نہ شمشیر وزہر

راقم: ’’مگر مرزا قادیانی نے تو اپنے الہاموں میں پرلے درجہ کا زور دیا ہے کہ اگر اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے والا شخص تاریخ عقد سے اڑھائی برس کے اندر اندر مر نہ جاوے تو پھر میری کسی بات پر اعتبار نہ کرو اور مجھ سے زیادہ کذاب اور مفتری کسی کو نہ جانو وغیرہ۔‘‘

نوجوان: ’’سنو صاحب! اگر اس لڑکی کے ساتھ عقد کرنے والا کوئی غیر قوم کا آدمی ہوتا تو کیا مجال تھی کہ اس کام کے پاس تک بھی بھٹکتا بلکہ مرزا قادیانی سے خائف ہوکر اس کا نام تک اپنی زبان پر نہ لاتا۔ مگر ہم ذات بھائی تو ایک دوسرے کی تہ سے واقف ہیں اور ایک دوسرے کی حکمت عملیوں کا خوب اندازہ کرنے والے ہیں۔ مرزائے قادیانی واقعی ایک اچھے منشی ہیں اور پولیٹکل معاملات میں ان کا خداداد ذہن اس قدر رسائی رکھتا ہے کہ شاید وباید۔ مگر الہام کیا؟ جناب مرزا قادیانی نے پہلے ہمارے بزرگوار مرزا احمد بیگ کو خوب دھمکایا اور پھر اپنے بڑے بیٹے اوران کی والدہ کو اس کام پر آمادہ کیا۔ پھر چھوٹے بیٹے مرزا فضل احمد کے سسرال میں خطوط لکھے کہ اگر اس لڑکی کے عقد والے معاملہ میں میری مدد نہ کرو گے تو مرزا فضل احمد تمہاری لڑکی کو طلاق دے دے گا اور اس میں تمہاری جگ ہنسائی ہوگی۔ ورنہ میں فضل احمد مذکور کو اپنی فرزندی سے عاق کردوں گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان دھمکیوں کی کسی نے ایک ذرہ بھر بھی تو پرواہ نہیں کی اور مرزا قادیانی کو ہر ایک طرف سے ناکامی ہوئی۔‘‘

راقم: ’’ہم نے سنا تھا کہ اس کے علاوہ اور بھی قسما قسم کی کوششیں اس بارے میں ہوئی ہیں۔‘‘

نوجوان: ’’یہ سب سچ ہے میرے پاس مرزا قادیانی کی جماعت کے مریدان کے جتھے بطور سفارت آئے اور مجھ کو اس طرح پر کہا کہ تم ایک نیک آدمی اور شریف زادے ہو، مرزا غلام احمد قادیانی اولیاء اللہ اور کامل فقیر ہیں اور فقیر کے لنگ میں ہاتھ ڈالنا خوب نہیں

ہے۔اس لڑکی کو اپنے سے علیحدہ کردو اور ہم سے عہد لے لو کہ ہم ہر طرح سے آپ کی مدد کریں گے اور کوئی اور اس سے بھی عمدہ ناطہ آپ کے لئے تجویز کردیں گے ورنہ یقین ہے کہ آپ سا حسین نوجوان مسلمان بھائی مرزا قادیانی اور امام وقت کی بددعاء سے مر جاوے۔‘‘

راقم: ’’پھر اس سفارت کا نتیجہ کیا ہوا۔‘‘

نوجوان: ’’ہیچ کیا کوئی بے موجب اور برخلاف حکم خدا ورسول اپنی بیبیوں کو اپنے سے علیحدہ کرسکتا ہے۔ایسا کون احمق ہے جو اس قسم کی دلفریب باتوں میں آجاوے؟‘‘ جزاک اللہ!

ایک اور واقعہ بھی اس پیش گوئی کے متعلق قابل تحریر ہے۔اس پیش گوئی کی معیاد کے پورا ہونے کو جب کہ صرف ڈیڑھ ماہ یا اس سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا اور یہی نوجوان جس کا اوپر ذکر ہوا۔ بمعہ اپنی اہلیہ راول پنڈی میں مقیم تھا تو حکیم مولوی نورالدین کے ایک شاگرد نے جس کو مرزا قادیانی کی بیعت کا شرف حاصل ہوکر پرانا اور خشک ہوگیا تھا۔ایک واحد العین حواری کو اس مضمون کا خط لکھا ’’کہ مجھے سخت اندیشہ لگ رہا ہے کہ مثل دیگر پیشگوئیوں کے یہ پیش گوئی بھی شاید معرض وقوع میں نہ آئے۔کیوں کہ وہ نوجوان عقد کرنے والا تو بھلا چنگا ہے بلکہ اس کی مزاج پر ایک بال بھر بھی ملال دکھائی نہیں دیتا۔‘‘

تو حواری مذکور کیا جواب دیتے ہیں کہ اے عزیز اس نوجوان نے رجوع بحق کرلی ہے اور بذریعہ خطوط اس لڑکی کے خویش واقارب مرزا قادیانی کے حضور میں روتے اور گڑگڑاتے ہیں۔ (سفید جھوٹ) پس عجب نہیں ہے کہ پیش گوئی مذکور کی معیاد اور بھی بڑھ جاوے چوں کہ آپ نے دریافت کیا ہے۔یہ اس لئے کانفیڈنشل خط آپ کو لکھا گیا ہے۔فقط

یہ خط جب راول پنڈی پہنچا تو اس کے مکتوب الیہ نے اس دشنام اور سخت الفاظ کی ایک فہرست تیار کی جو اس نوجوان کی زبان سے بحق مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے نکل رہی تھیں اور جن معتبر اشخاص کی حاضری میں یہ سخت کلمات ایک دردمند دل سے نکلے تھے۔ ان کے نام بھی فہرست مذکور میں درج کئے اور پھر واحد العین مذکور کو جتایا کہ اس نوجوان کا تو یہ حال ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ اس کی طرف سے رجوع بحق کے خطوط آرہے ہیں۔ رجوع بحق کس جانور کا نام ہے اور یہ اس کی کیسی نرالی فلاسفی ہے۔جو آپ نے چھانٹی ہے۔ آپ راولپنڈی میں تشریف لاویں اور جو کچھ میں نے اپنے خط میں لکھا ہے۔اس کی تصدیق کرلیں۔

اس کا جواب حواری موصوف نے کچھ نہیں دیا اور اگر مجھ سے پوچھو تو اس کا جواب ہو ہی کیا سکتا تھا؟

اس مقام پر چند باتیں دریافت طلب ہیں:

۱...... معافی اور رجوع بحق کا کیا ثبوت ہے؟ اگر ذرہ بھر بھی اس نوجوان یا اس کے رشتہ داروں کی طرف سے لب ہلائی جاتی تو مرزاقادیانی جو ایک کلوخ کو ایک پربت پہاڑ اور ایک قطرہ کو ایک سمندر بنا کر دکھانے والے ہیں۔ کتابوں پر کتابیں اور اشتہاروں پر اشتہار نہ لکھ مارتے۔ مگر خاموشی اختیار میں لانی پڑی۔

۲...... بی. بی متنازعہ کس کے پاس ہے؟ اور کس کے بال بچے اس کے پاس ہیں یقینی طور پر اسی نوجوان کے پاس اور اسی نوجوان کی اولاد۔

۳...... اس الہام کی نسبت کیا خیال کیا جاوے جو ''زوجنا کھا'' (انجام آتھم ص۶۰ خزائن ج۱۱ص ایضاً) کے مضمون کا مرزاقادیانی پر نازل ہوا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ کیا مرزاقادیانی وفات پاگئے ہیں یا وہ عورت مرگئی ہے۔ جس پر اب تک بھی امید کی جاتی ہے کہ مرزاقادیانی کے عقد میں آوے گی۔ یہ مرزاقادیانی کی پاک جماعت کے اکثر ممبران کے مقولے ہیں۔ حالاں کہ مرزاقادیانی اپنی لاثانی کتاب موسوم بہ انجام آتھم میں صاف بتا چکے ہیں کہ نوجوان کی طرف سے رجوع بحق ہو چکا۔ (دیکھو حاشیہ مرزاقادیانی جو اخبار شحنہ ہند کے جواب میں مرزاقادیانی نے تحریر کیا ہے)

(انجام آتھم حاشیہ ص۲۹ خزائن ج۱۱ص ۲۹)

خیر ہمیں اس سے کیا مطلب۔ ہم تو اس بات کو دیکھنا چاہتے تھے کہ اڑھائی برس گزر چکے ہیں یا ابھی کچھ عرصہ باقی ہے۔ ہم اس کا جواب لئے بنا صبر نہیں کریں گے:

ہاتھ توڑے جائیں گے یا کھولیں گے نقاب

گورداسپور کی عدالت کے سامنے آپ نے اقرار کیا تھا کہ وہ (محمدی) میرے نکاح میں آوے گی۔ مگر اب تو آپ کو دوسری دنیا سے پیغام آرہے ہیں اور بقول مولوی احمد حسن صاحب شوکت ایڈیٹر شحنہ ہند، رجولیت املی کے پتوں پر ڈنڈ پیل رہی ہے۔ ادھر منارہ اور بہشتی قبرستان تیار ہو رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

کیوں مرزاقادیانی! یہی نشانات ہیں جن پر آپ کو ناز ہے اور یہی نشانات ہیں

جن کے سواء فطرتی دین یا دین اللہ اس تیرھویں صدی میں آ کر لعنتی ہو گیا ہے۔ یہی نشانات ہیں جن پر آپ کے مشن کا انحصار ہے۔ کیا اسی نشان کو ہم آپ کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کریں۔ اگر لامحالہ وہ عورت آپ کے ساتھ بیاہ کر لیتی تو اسلام کا کیا بن جاتا۔ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی لاکھوں شادیاں ہوتی ہیں۔ اگر آپ کو ضعیف العمر سمجھ کر لڑکی کے ولیوں نے ناطہ دینے سے انکار کیا تو اس سے اسلام کا بگڑ گیا۔ کیا زمانہ سلف کے منکرین کے سامنے انبیاء علیہم السلام ایسے ہی نشانات بطور تحدّی پیش کیا کرتے تھے۔ پس اگر رسالت ایسی ہی ہوتی جس طرح پر آپ کی ہے تو سلام ایسی رسالت پر۔

مرزا قادیانی کے مرید اب اس پیش گوئی کو سچا بنانے کے لئے شاید یہ کوشش کریں گے کہ اس عورت کی اولاد سے مرزا قادیانی کی اولاد کے ساتھ رشتہ جوڑیں۔ مگر اس تاویل کو وہی لوگ تسلیم کریں گے جو ذاتی طور پر چغدیت کو اپنے ساتھ اس دنیا میں لائے ہیں۔ ورنہ جس کے سر میں ایک ذرہ بھر بھی دماغ اور عقل ہے وہ پیش گوئی مذکور کے الفاظ کے زور پر غور کرے گا۔

مرزا قادیانی کے اکثر مرید ہم کو سخت سست الفاظ سے یاد کریں گے اور بعض تو مغلظ گالیاں دیں گے۔ جیسے ایڈیٹر الحکم وغیرہ۔ مگر ہم کو اس کی ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمیں مرزا قادیانی کے ساتھ کوئی ذاتی عناد یا خانگی رنجش نہیں ہے بلکہ ہمارا صرف یہی مدعا ہے کہ وہ سب مسلمانوں کی کوتاہی نہ سمجھیں بلکہ ایسے دلائل سے اپنی رسالت کو پیش کریں۔ جس کے ساتھ ہی کوئی روشن دلیل بھی ہو۔ فرض کرو کہ جس طرح آپ کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قرآن مجید اب پرانی کتاب ہوگئی ہے اور اسلام میں کچھ جان باقی نہیں ہے۔ تیرہ کروڑ مسلمان گمراہی پر ہیں۔ (الذکر الحکیم نمبر۴ ص۶،۷ مندرجہ احتساب قادیانیت ج۶۰ ص۳۱۳،۳۱۴) مگر کیا آپ کی مذکورہ بالا ابلہ فریبیاں قابل تسلیم ہیں؟ ہرگز نہیں:

کس نیاید بزیر سایہ بوم　　　در ہما از جہاں شود معدوم

دنیا کا قاعدہ ہے کہ ایک دمڑی کی چیز خریدنی ہو تو اس کو ہزاروں دفعہ ٹھوک بجا کر دیکھتے ہیں۔ پس کیا حال ہوگا سب سے پیاری چیز مذہب کا۔ جس پر انسان کی دونوں جہاں کی زندگی کا دارومدار ہے۔ کیا فطرت یا آزادی کو فروخت کر کے غلامی خریدی جاوے جو سراسر لعنت ہے۔ فتدبر!

اس خط وکتابت (ذکر الحکیم نمبر۴ص۸ مندرجہ احتساب قادیانیت ج۶۰ص۳۱۶) کے ایک مقام پر مسیح الزمان اپنے مُرید مَرید کو یوں ارشاد فرماتے ہیں:

’’آپ کہتے ہیں کہ ہر شخص جو یہود اور نصاریٰ اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لاوے اور اپنے طور پر نیک عمل کرے تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اس کے لئے کافی ہے۔ اگر ان آیات کے یہی معنی ہیں تو گویا آں حضرت ﷺ نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کے لئے زمین میں خون کی نہریں چلادیں۔‘‘

ڈاکٹر مولوی عبدالحکیم صاحب نے جیسا کہ مرزا قادیانی نے فرمایا ہے ’’آپ کہتے ہیں الخ‘‘ خود بذاتہ کچھ نہیں کہا۔ بلکہ قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں۔ پس مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ اپنے نئے قرآن میں جس میں پرانے قرآن کو (معاذ اللہ) کلام مردہ خیال کیا ہے۔ ان آیات کی اصلاح کردیں۔ ان آیات کا ہم پھر اس مقام پر اعادہ کرتے ہیں۔

۱…… ’’انّ الذین آمنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون‘‘ (بقرہ:۶۲)

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ جو ایمان لائے ہیں اور جو لوگ یہودی ہوئے اور عیسائی اور صابئین جس نے یقین کیا اللہ اور اخیر دن پر اور اچھے عمل کئے تو ان کے لئے ان کی مزدوری ان کے پروردگار کے پاس اور نہ ان کو کچھ اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۲…… ’’ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والصابئون والنصاریٰ من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون‘‘ (مائدہ:۶۹)

بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابی اور عیسائی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور اخیر دن پر اور عمل کرے اچھے تو ان پر کچھ خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۳…… ’’وقالوا لن یدخل الجنۃ الّا من کان ھوداً او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عندہ ربہ ولا خوف علیھم ولاھم یحزنون‘‘ (البقرہ:۱۱۱،۱۱۲)

اور انہوں نے کہا کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہیں جائے گا بجز یہودیوں اور عیسائیوں

کے۔ یہ ان کی تمنا ہے (اے پیغمبر تو ان سے) کہہ دے کہ تم اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ یہ نہیں ہے جو انہوں نے کہا، ہاں جس کسی نے تابعداری سے اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور وہ نیکی کرنے والا ہے تو اس کا ثواب اس کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ ان پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

۴…… ’’قل یا اهل الکتاب تعالوا الٰی کلمة سواءٍ بیننا وبینکم الّا نعبدالّا اللّٰہ ولا نشرک به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباب من دون اللّٰہ‘‘ (آل عمران:۶۴)

کہہ دے اے پیغمبر کہ اے اہل کتاب یعنی اے عیسائیوں! آؤ ایک بات پر جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے کہ ہم کسی کی پرستش نہ کریں بجز خدا کے اور ہم کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور نہ ٹھہرائیں آپس میں ایک دوسرے کو (اپنا) رب، خدا کے سوا۔

۵…… ’’انّ اللّٰہ لایغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالک لمن یشآء ومن یشرک باللّٰہ فقد افتری اثماً عظیماً‘‘ (النساء:۴۸)

بے شک اللہ نہیں بخشتا (اس گناہ کو) کہ اس کے ساتھ شرک کیا جاوے اور بخشتا ہے اس کے سوا (تمام گناہوں کو) جس کسی کے چاہتا ہے اور جو کوئی خدا کے ساتھ شرک کرے تو بیشک اس نے پیدا کیا گناہ بڑا۔

۶…… ’’وامّا من خاف مقام ربّه ونهی النفس عن الهواء فانّ الجنة هی المأویٰ‘‘ (النازعات:۴۰،۴۱)

جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کو ہوا و ہوس سے روکتا رہے۔ پس اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔

مگر جس شخص کو اسلام کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا ہے اور ختم نبوت کے بعد اپنی من گھڑت نبوت اور رسالت کا سکہ جمانا ہے۔ وہ مذکورہ بالا آیات کو کب خیال میں لاسکتا ہے۔ مسیح الزمان یا کرشن جی مہاراج کی زندہ مورت جب تک اپنے فدایوں کے دلوں میں یہ نقش نہ جمالیں کہ آں حضرتﷺ نے دین کی دعوت میں خون کی نہریں بہا دیں۔ وہ اپنے قلمی جہاد کی پٹڑی کیوں کر جما سکتا ہے۔ مسیح الزمان نے جو اس شرمناک حملے اور سخت کمینہ حیلہ سے آں حضرتﷺ پر خون کی نہریں بہانے کا الزام لگایا

ہے۔ وہ کچھ انوکھا اور نرالا الزام نہیں ہے بلکہ پہلے بھی اسلام کے دشمنوں نے ایسے ہی بے باکانہ حملے کئے ہیں۔ جن کے جواب میں سینکڑوں کتابیں اہل اسلام کے محققین نے لکھی ہیں۔ مگر یہ دشمن اسلام ایک اندرونی دشمن ہے اور دوست نما دشمن ہے۔ اس شخص نے دوستی کے پیرایہ میں اس قسم کے حملے کئے ہیں اور سچ کہا ہے سعدیؒ:

زخم دندان دشمنی تیز است   کہ نماید بخشم مردم دوست

کس قدر افسوس ہے کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے محقق تو ہزاروں صفحات کی کتابیں لکھ کر پبلک میں پیش کریں اور بیّن ثبوت دیں کہ اسلام نے بجز حفاظت خود اختیاری کے کبھی اپنی تلوار نیام سے نہیں نکالی۔ مگر مرزا قادیانی اسی الزام کو از سر نو ہمارے ہادی برحق سلام علیہ پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اے ناظرین! خدا کے لئے انصاف کرو کہ اس قسم کے الزام ہمارے پیغمبرﷺ پر لگانے والے (مرزا قادیانی) ہمارے خیرخواہ ہیں یا گادفری ہینکس، جان ڈیون پوٹ، کارلائل کوئیم، آرنلڈ وغیرہ جنہوں نے مبسوط اور شرح محققانہ کتابیں اسلام کی تائید اور اسلام میں لکھ کر رحمت للعالمین ہونے کی تصدیق کی۔ کیا مسلمانوں کی دل آزاری نہیں ہے کہ مرزا قادیانی آں حضرتﷺ کو خون کی نہریں بہانے والے لکھتے ہیں۔ دراں حالیکہ قرآن مجید جو خود بذاتہ ایک ناطق کلام ہے۔ ان الزاموں کی گنجائش ہی اپنے میں نہیں پاتا۔

۱...... ’’لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرشد من الغیّ‘‘ (بقرہ:۲۵۶)

دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ بلاشبہ ہدایت ظاہر ہوگئی ہے گمراہی سے۔

۲...... ’’ولو شآء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعاً افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین‘‘ (یونس:۹۹)

اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو ایمان لے آتے جو زمین پر بستے ہیں سب کے سب۔ کیا پھر تو جبر کرسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجائیں۔

۳...... ’’فلعلّک باخع نفسک علٰی آثارھم ان لم یؤمنوا بھٰذا الحدیث اسفاً‘‘ (کہف:۶)

اے پیغمبر! اگر یہ لوگ ایمان نہ لاویں تو تم شاید مارے افسوس کے ان کے پیچھے اپنی جان ہلاک کر ڈالو گے۔

۴…… ’’لعلک باخع نفسک الّا یکونوا مؤمنین‘‘ (الشعراء:۳)
اے پیغمبر تو شائد اپنی جان ہلاک کرے گا کہ وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔
۵…… ’’فلاتذھب نفسک علیھم حسرات ان اللہ علیم بما یصنعون‘‘ (فاطر:۸)
اے پیغمبر ان کے حال پر افسوس کر کے اپنی جان ہلاک نہ کر ڈال۔ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے خوب واقف ہے۔
۶…… ’’انّا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین النّاس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیماً‘‘ (النساء:۱۰۵)
بیشک بھیجی ہے ہم نے تجھ پر کتاب برحق تاکہ تو لوگوں میں اس کتاب کے ذریعہ فیصلہ کرے اس چیز سے کہ دکھائی ہے تجھ کو تیرے پروردگار نے اور خیانت کرنے والوں کے لئے تو جھگڑنے والا نہ ہو۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی آیات بیّنات قرآن مجید میں درج ہیں۔ جن سے روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ اس رحیم وکریم مالک ارض وسماء کا خاص منشاء اور دلی ارادہ آسودگی عامہ خلائق ہے نہ بذریعہ انبیاء علیہم السلام خون کی نہریں بہانا۔ جس طرح پر کہ مرزا قادیانی اسلام پر الزام لگاتے ہیں۔ کیوں کہ خداوند تعالیٰ سراسر پیار اور نری محبت ہی محبت ہے۔ بیت:

خداوند گارے کہ عیدے خرید بدارد فلیف آنکہ عید آفرید

نزول قرآن کے زمانہ میں تمام دنیا کی حالت عموماً اور ملک عرب کی خصوصاً جیسی خراب اور قابل نفرت تھی۔ اس کا خاکہ قرآن مجید نے دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔
۷…… ’’واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرّقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعدآء فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخواناً وکنتم علیٰ شفا حفرة من النارفانقذکم منھا کذالک یبیّن اللہ لکم آیاته لعلکم تھتدون‘‘ (آل عمران:۱۰۳)
اور تم سب مل کر دین اللہ (قرآن مجید) مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے۔ پھر تمہارے دلوں میں ملاپ

کر دیا۔ پھر تم اس کی نعمت سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارہ پر تھے۔ پھر تم کو اس سے بچایا۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ اپنی آیات بیان کرتا ہے۔ تمہارے لئے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

قرآن مجید تو دشمنوں کے حق میں بھی نیک کلمات کہنے کا حکم دیتا ہے اور غصہ پی جانے اور آپس میں صلح کا سب سے بڑھ کا حکم دیتا ہے اور آں حضرت ﷺ سب سے اوّل مسلمان ہیں۔ جو ان احکام کی خود اطاعت کرنے والے ہیں۔ چنانچہ مفصلۃ الذیل آیات تمام دنیا کے سامنے موجود ہیں۔

۱...... ’’**ادفع بالتی ھی احسن فاذالذی بینک وبینه عداوة کانه ولیٌّ حمیم وما یلقّٰھا الّاالذین صبروا وما یلقّٰھا الّا ذوحظ عظیم**‘‘

(حم السجدہ:۳۴،۳۵)

جواب میں تو اس سے بہتر کہہ پھر جس شخص کے ساتھ تیری دشمنی ہے وہ تیرا ایسا دوست ہوجاوے گا گویا ناطہ دار اور نہیں نزدیک کئے جاتے اس خصلت کے مگر وہی لوگ جنہوں نے صبر کیا اور نہیں نزدیک کئے جاتے اس خصلت کے مگر وہی لوگ جو اچھے نصیب والے ہوتے ہیں۔

۲...... ’’**والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللّٰہ یحب المحسنین**‘‘

(آل عمران:۱۳۴)

اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔

۳...... ’’**لاخیر فی کثیر من نجوٰھم الّا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذالک ابتغاء مرضات اللّٰہ فسوف نوتیه اجراً عظیما**‘‘

(نساء:۱۱۴)

کچھ بھلائی ان کے بہت سے مشوروں میں نہیں ہے۔ مگر (اس شخص کے مشورہ میں بھلائی ہے) جو خیرات کرنے کو یا کوئی نیک بات کرنے کو کہے یا لوگوں میں اصلاح کرادے اور جو شخص خدا کی رضامندی چاہنے کے لئے ایسا کرے تو ہم جلد اس کو بڑا اجر دیں گے۔

۴...... ’’**والذین صبروا ابتغاء وجه ربھم واقاموالصلوٰة وانفقوا ممّا رزقنٰھم**

سرّاً وعلانیة ویدرء ون بالحسنة السیئة اولٰئک لھم عقبی الدار‘‘
(الرعد:۲۲)

اور جن لوگوں نے صبر کیا اپنے پروردگار کے منہ (یعنی خاص اسی کی جانب سے) اور قائم رکھا نماز کو اور خرچ کیا اس میں سے جو ہم نے ان کو روزی دی ہے، چھپا کر یا ظاہر کر کے اور دور کر دیتے ہیں اچھی بات سے بری بات کو، وہی لوگ ہیں جن کے لئے ہے پچھلا گھر یعنی اس کی بھلائیاں۔

۵…… ’’کتب ربکم علٰی نفسہ الرحمة‘‘ (الانعام:۵۴)

اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک ذات پر رحم کو واجب کر لیا ہے۔

۶…… ’’والصلح خیر‘‘ اور صلح اچھی چیز ہے۔ (النساء:۱۲۸)

ان پاک آیات سے کیسے نیک سبق آدمی کو ملتے ہیں کہ ہم بنی نوع انسان وغیرہ کے ساتھ نیک سلوک سے پیش آئیں۔ کون ایسا سنگ دل ہے کہ ان آیات پر اس کا ایمان ہو اور پھر پبلک کو یہ بتادے کہ آں حضرت ﷺ نے خون کی نہریں بہائیں۔

خداوند تعالیٰ تو آں حضرت ﷺ کی لینت اور حلم کی تعریف کرے اور ان کو رحمت اللعالمین کہے۔ مگر مرزا قادیانی ان کو خون کی نہریں بہانے والے کہیں۔ پس یہ کس قدر شوخی اور سنگدلی ہے جو برتی جاتی ہے اور کتنی بھاری دل آزاری ہے جو مسلمانوں کے ساتھ برتی جاتی ہے ہم خیال کر سکتے ہیں کہ اتنا ظلم اس قدر حسد اور بغض کیوں کر ہمارے ہادی برحق کے ساتھ مرزا قادیانی کو ہو گیا ہے۔

۱…… ’’فبما رحمة من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لن فضّوا من حولک‘‘ (آل عمران:۱۵۹)

۲…… ’’وانک لعلٰی خلق عظیم‘‘ (القلم:۴)

اخیر پر ہم اپنا تیس برس کا تجربہ اور مشاہدہ جو مرزا قادیانی کی تصانیف اور ان کے حالات سے ہمیں ہوا ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور جس کے سننے کے کان، دیکھنے کی آنکھیں، سوچنے اور سمجھنے کے دل و دماغ ہوں، وہ ہماری لکیر دار عبارت کو غور سے پڑھیں۔

<u>مرزا قادیانی کے مشن کا اصلی منشاء دولت کمانا ہے اور مزے سے اپنی اور اپنی اولاد</u>

کے لئے روپیہ جمع کرنا۔ آپ کو قرآن مجید اور رسول ﷺ سے کوئی اصلی ہمدردی نہیں ہے۔ بلکہ وہیں تک سروکار ہے جہاں تک اپنے مشن میں امداد ملے اور اپنے گردیدگان کی طفلی تسلی ہوسکے۔

اب ہم مرزا قادیانی کے چند کاموں کا سرسید کے کارناموں سے مقابلہ کرتے ہیں۔

مقابلہ چند کاموں کا

ہمارے بزرگان کریم اور محبان صمیم ہم پر ہنسیں گے کہ یہ کیسی ناواجب بات ہے کہ سرسیدؒ کے ساتھ جو سید آل رسول علیہ السلام ہونے کے ساتھ ہی اپنے زمانہ کے ایک ہی فرد کامل اور قومی شہید گزر چکے ہیں اور جن کے عملی کارناموں کے تجربہ اور مشاہدہ سے مسلمانوں اور دیگر اہل مذاہب کو پورا یقین ہوچکا ہے کہ وہ نہ صرف کسی ایک ہی قوم کے لئے سراپا فیض وبرکت تھے بلکہ جملہ اقوام کے لئے ابر رحمت ایک ایسے شخص سے جو خودستائی، زودرنجی میں شہرہ آفاق اور مقدس بزرگان اہل اسلام زمانہ سلف وخلف کو سب وشتم کرنے میں طاق ہو اور جس نے بڑے بڑے دعوے کئے جو سراسر بے دلیل تھے اور جن کا نتیجہ ہیچ درہیچ اور جس نے مسلمانوں اور دیگر اقوام میں ایک فتنہ اور فساد ڈالنے کے سوا کوئی عمدہ کام، عوام کی بھلائی کا نہیں کیا کس لئے مقابلہ کرنے بیٹھے ہو۔ دراں حالیکہ سرسید کے منشاء کے بھی (ایسا کرنا) بالکل منافی ہے۔

کیوں کہ آپ کا طریق یہ نہیں تھا کہ خواہ کوئی شخص ان کے شان میں کیسی ہی دریدہ دہنی اور تندی سے حملہ کرے۔ اس کو جواب دیا جاوے۔ اس کے جواب میں ہم اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں بصد عجز وانکسار عرض کرتے ہیں کہ آپ کی فہمائش اور سرزنش کے ہم ہر طرح قائل ہیں اور ہمارا عذر بدتر از گناہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ واقعات نے مجبور کردیا ہے۔ مرزا قادیانی کی عادت اب طبیعت ثانی ہوگئی ہے کہ ناحق بزرگان اسلام پر نیش زنی کرتے اور مرحوموں پر بزدلانہ حملے کرکر دنیا اور دین کی روسیاہی خریدتے ہیں اور پھر مرزا قادیانی کے فدائی بڑے دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کون ہے جو ان تحریروں (بہتانوں) کا جواب لکھ سکے۔ بے شک عفو اور رحم عمدہ سے عمدہ خصائل ہیں۔ مگر وہیں تک کہ اپنے حدود کے اندر ہوں۔

فرد

کند تحمل بسیار مرا بے قدر کماں چوتن بکشیدن دہد کبادہ شود

سعدی

پسندید است بخشائش ولیکن منہ بر ریش خلق آزار مرہم

ندانست آن کہ رحمت کرد بربار کہ ایں ظلم ست بر فرزند آدم

تاہم کسی حالت میں ہم تہذیب اور متانت کو حتی المقدور ہاتھ سے نہ دیں گے۔

سرسید(۱)

خادم قوم اور خاکساری کا دعویٰ کیا تھا جو کر دکھایا اور دنیا نے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد تسلیم کر لیا ہے۔ آپ نے کبھی ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں ولی قطب، غوث، امام وقت اور مسیح موعود یا مہدی معہود ہوں۔ ایسی باتوں سے آپ کی طبیعت کو سخت نفرت تھی اور ایسے دعاوی کو بزرگان دین کے ساتھ استہزاء کرنا اور ہنسی اڑانا، یقین کرتے تھے۔ کیوں کہ قرآن مجید نے استہزاء اور مستہزئین کے لئے سخت سزا مقرر کی ہے۔ قادیانی کی ناقص نبوت کے غالباً پہلے ہی برس ایک مضمون سرمور گزٹ اخبار ناہن میں چھپا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی مسیح علیہ السلام کے منزلہ ہیں اور سرسید بمنزلہ یحییٰ علیہ السلام۔

سرسید مرحوم نے اس آرٹیکل کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور قاضی سراج الدین احمد ایڈیٹر اخبار مذکور کو حسب ذیل تحریر کیا:

مخدومی ومکرمی منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر سرمور گزٹ ناہن آپ کا اخبار مؤرخہ ۲۱/مارچ ۱۸۹۲ء کے دیکھنے سے جس میں نیرنگی زمانہ کے تماشائی کی تحریر چھپی ہے۔ نہایت رنج ہوا ہے، کیا اخباروں کی اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ ہم عصر انسانوں کے ساتھ تمسخر کرتے کرتے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی تمسخر اختیار کریں۔ کیا آپ کے نزدیک وہ تحریر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ گستاخی اور ٹھٹھ کی نہیں ہے۔ افسوس صد افسوس کہ آپ کے اخبار میں ایسے مضامین چھاپہ ہوئے جو متانت اور انبیاء علیہم السلام کے ادب کے بالکل برخلاف یا نامناسب ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ ایسا مضمون لکھنے کی ضرورت آئندہ بتلائی جائے گی۔ کوئی ضرورت ہو مگر ایسے مضمون کے لکھنے کی جس کی طرز تحریر پر ہر ایک مسلمان افسوس

کرے گا کوئی ضرورت نہیں ہوسکتی۔ امید ہے کہ آپ میرے اس خط کو اخبار میں چھاپ دیں گے‘‘ وانا بریٔ مما تقولون‘‘ والسلام

خاکسار سید احمد، علی گڑھ ۲۴؍مارچ ۱۸۹۲ء

اس خط سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سرسید کے دل میں انبیاء علیہم السلام کی کیا کچھ وقعت اور تعظیم وتکریم تھی اور کس طرح پر ان کے سچے عاشق اور فدائی تھی۔ لاہور کے ۱۸۸۸ء والے کانفرنس کے جلسہ میں قواعد کا مسودہ پیش کرتے وقت لفظ امین ان کی زبان سے نکلا کر اور ساتھ ہی آنسو کا رو بھی چل گیا اور فرمایا کہ امین تو ایک ہی تھا (رسول کریم ﷺ) اور جہاں یہ لفظ امین لکھا تھا۔ وہاں امانت دار لکھا۔

مرزا قادیانی (۱)

پہلا دعویٰ یہ تھا کہ میں نیک آدمی ہوں، جب محرری بندوبست سیالکوٹ سے علیحدہ ہوئے اور مختاری کے امتحان میں ناکام اور ہر ایک طرح سے ہاتھ تنگ ہوگیا۔ فرضی اشتہار دیا کہ ’’اسلام کی صداقت پر میں ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں اگر کوئی شخص اس کا معقول جواب لکھے گا تو میں اس کو اپنی دس ہزار روپیہ کی جائیداد دے دوں گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۱۱) (سفید جھوٹ حالاں کہ پلے ایک پیسہ بھی نہ تھا) لوگوں کو چاہئے کہ ۲۵،۲۵ روپے فی کاپی قیمت کتاب مذکور کے حساب میں پیشگی روانہ کریں جب اس حکمت عملی سے روپیہ آنے لگا تو ظاہر کردیا کہ اب مجھ کو کوئی کوئی الہام بھی محسوس ہونے لگا ہے۔

جب (عقلمند؟) لوگ اس کو بھی سہار گئے تو پھر براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں لکھ دیا کہ یہ سچ مچ کے الہامات ہیں۔ مگر یہ بعینہٖ اسی مشن کی کاپی تھی جو حسن بن صباح نے اس وقت ظاہر کیا تھا۔ جب وہ ہر ایک طرح سے مایوس ہوکر حج کو جارہا تھا اور ایک جہاز پر سوار تھا اور جہاز امواج وتلاطم کے گردابوں میں ڈوبنے کو تھا۔ حسن بن صباح نے یہ سوچا کہ اگر جہاز بچ گیا تو میرے ولی اللہ اور غوث اور قطب ہونے میں کسی کو شک نہ ہوگا اور اگر جہاز ڈوب گیا تو پھر نہ کوئی ملامت کرنے والا باقی رہے گا اور نہ سننے والا۔ اس لئے بآواز بلند پکار کر کہا کہ:

’’لوگو تسلی رکھو مجھ کو خدا نے کہا ہے کہ جہاز بخیریت تمام منزل مقصود پر پہنچے گا۔‘‘

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حسن بن صباح اپنی اس حکمت عملی سے کامیاب ہوا اور بہت سی

خلقت اس کے پیچھے ہوگئی اور پھر جو کارنامے لوگوں کو دکھائے اس سے تواریخ پر ہے۔

جب مرزا قادیانی کی اس طرح کی پٹری کتاب مذکور میں جم چکی تو براہین احمدیہ جہاں تھی وہیں رہ گئی، لوگ کتاب یا قیمت کتاب کے لئے غل مچاتے اور شور کرتے ہی رہ گئے۔ مسیح موعود کا دعویٰ ہوگیا اور حکیم مولوی نورالدین اور مولوی عبدالکریم جیسے لوگ بھی مل گئے جو اس دعویٰ کے بنانے والے تھے۔

مولوی غلام علی صاحب قصوری نے جو ایک راست باز عالم تھے۔ مرزا قادیانی کو براہین احمدیہ لکھتے وقت ہی معلوم کر لیا تھا اور بآواز بلند کہہ دیا تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اور الحق کہ مولوی صاحب مرحوم کا یہ مقولہ آب زر سے لکھنے کے قابل تھا۔ مگر ہمارے ملک کے وہ لوگ جو پیر پرستی پر مرمٹے ہیں اور جب تک کسی کے ہاتھ پر بک نہ جاویں ان کو کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا۔ سو ایسے بھیڑ چال لوگ کب کسی کی سنتے ہیں۔ جھٹ مرزا کی مریدی میں آنے لگے۔ پھر کیا تھا ازالہ اوہام، توضیح مرام، فیصلہ آسمانی وغیرہ کتابوں کیے سرورقوں پر مرسل یزدانی، مسیح موعود ربانی وغیرہ الفاظ لکھے جانے لگے اور مولوی عبدالکریم جو عرش عظیم پر جا کر جھوٹی قسم کھانے کو تلے بیٹھے تھے۔ کیوں کہ لوئر سکول کی مدرسی سے الگ ہو چکے تھے۔ نوٹ وغیرہ عمارات پر خرچ ہو گئے تھے اور چوں کہ ٹانگ، آنکھ اور ضعف دماغی کے باعث معذور بھی تھے۔ اس اپنے گزارا کی شکل کو غنیمت سمجھا اور مرزا قادیانی کے ساتھ سیدنا اور علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھنے لگے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کا لب لباب ہیں۔ آں حضرت کے دونوں بروز ہیں یعنی محمد واحمد، احمد عربی، اب احمد قادیانی کے رنگ میں ہو کر آیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر علماء وقت نے ایسے دعاوی کو سراسر کفر اور گمراہی ثابت کیا تو مرزا قادیانی دو تین قدم پیچھے ہٹ گئے کہ میں حقیقی رسول نہیں ہوں بلکہ منہاج نبوت پر ہوں، ظلی ہوں، بروزی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

(ازالہ اوہام ص۱۷۸، خزائن ج۳ ص۱۸۵) میں تو اپنے قصیدہ میں یہ کہا ''من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب۔''

اور (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶) میں یہ دکھایا مفہوم ''کہ بعض وقت میرے مرید لوگ میری پیغمبری کا مخالفین کے سامنے انکار کر جاتے ہیں۔ حالاں کہ میں واقعی

رسول ہوں۔‘‘ پھر آپ نے سیالکوٹ والے لیکچر (ص۳۳،۳۴ خزائن ج۲۰ ص۲۲۸،۲۲۹) میں اپنی ذات کو کرشن جی کا اوتار ثابت کیا ہے جس سے اسلام کو کچھ سروکار نہیں۔

راقم: پس اہل انصاف بزرگان فیصلہ کرلیں کہ وہ شخص گمراہ ہے جو خداوند تعالیٰ کو واحد بے ضدوند یقین کرتا ہے۔ آں حضرتﷺ کو اپنا ہادی برحق مانتا اور قرآن مجید کو بلفظ وحی من اللہ یقین کرتا ہے یا وہ شخص گمراہ ہے جو ختم نبوت کے بعد خود دعویٰ نبوت کرتا۔ قرآن مجید کی آیات کو توڑ کر ان میں اپنی عبارت ملاتا اور اس قسم کی تحریف لفظی کر کر اس کو اپنے الہاموں کے نام سے ظاہر کرتا ہے اور جس نے اصلی اسلام کو خیرباد کہہ کر اپنا نیا مذہب قائم کیا ہے۔

سرسید (۲)

سرسید سے جہاں تک ہوسکا قومی تفرقوں کے مٹانے میں سعی بلیغ سے کام لیا اور ایک حد کامیاب بھی ہوا۔ سنی اور شیعہ کا یکے بعد دیگرے علی گڑھ کالج کی عظیم الشان جامع مسجد میں ہرروز نمازیں پڑھنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ سرسید کا ’’انما المؤمنون اخوۃ الایۃ‘‘ پر پورا پورا یقین اور ایمان تھا اور اس نے عمل کر کر دکھا دیا۔

مرزا قادیانی (۲)

مرزا قادیانی نے اغراض نفسانی کو عزیز رکھ کر سخت قومی تفرقہ ڈال دیا ہے اور اسلام کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا ہے جس کو اپنے نام سے احمدی جماعت پکارتے ہیں۔ حالاں کہ غلامی جماعت پکارنا چاہئے تھا اور باقی کل اسلامی دنیا کو کافر کہتے ہیں۔ اپنے مریدوں میں صاف اعلان کر دیا کہ غیرمرزائیوں کے ساتھ نماز پڑھنا، جمعہ اور جنازہ میں شامل ہونا گویا کفر میں پڑنا ہے۔ (انوار خلافت ص۸۹تا۹۱، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۷تا۱۴۹)

راقم: پس جو شخص ’’فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ‘‘ پر اپنی زندگی کا دارومدار رکھتا ہے وہ گمراہ ہے یا وہ شخص گمراہوں کا سرتاج ہے جس نے ایک گروہ کو تارک الجماعۃ بنا دیا ہے اور اسلام میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا ہے۔

سرسید(۳)

سرسید ایک محقق اسلام تھے ان کی تصانیف، علمی تحقیقات، تجربہ اور مشاہدہ، اقوال بزرگان سلف وخلف اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس مرحلہ میں وہ قرآن مجید سے کسی وقت بھی علیحدہ نہیں ہوتے۔

مرزا قادیانی(۳)

سیکنڈ ہینڈ الہاموں، اضغاث احلام اور بعض کے نزدیک علم رمل پر آپ کا دارومدار ہے جس کے ذریعہ سے بہت سا دوزخ کا ایندھن جمع ہورہا ہے۔ **قل متاع الدنیا قلیل!**

سرسید(۴)

اپنے تئیں ایک عاجز بندہ یقین کر کر خداوند تعالیٰ کی حمد گاتے تھے۔

مرزا قادیانی(۴)

اپنے فخر، غرور، شیخی اور تعلّی پر نازاں ہوکر یہ فقرات الاپتے ہیں:

’’**یحمدک اللّٰہ من عرشہ**‘‘ یعنی خداوند تعالیٰ اے مرزا! عرش بریں پر تیری حمد گاتا ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۳۷،۳۸ طبع چہارم، براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۲۴۰ خزائن ج۱ ص۲۶۶ حاشیہ درحاشیہ نمبر۱)

پھر آپ کا خدا یوں کہتا ہے ’’**انت منی وانا منک**‘‘ (تذکرہ ص۳۴۵ طبع چہارم، دافع البلاء ص۷ خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) اگر اس عربی فقرہ پر غور کی جاوے تو اس کے مدعی میں کمال درجہ کی دہریت پائی جاتی ہے۔

سرسید(۵)

سواء ورنیکولر علم ادب کے انگلش لٹریچر اور علوم جدیدہ سے بھی پورے واقف تھے اور اردو زبان کی جو اس زمانہ میں کایا پلٹ ہوئی اس کے بانی ہونے کا تاج آپ کے سر پر ہے۔ آپ نے اردو علم ادب میں از سر نو جان ڈالی اور تازہ روح پھونکی بایں ہمہ فیوض وبرکات خاکساری کا دعویٰ۔

مرزا قادیانی (۵)

سواء چند فارسی کتابوں کے اور پنجابی اردو لکھنے کے سب میں عاری ہیں، عربی لٹریچر کا بڑا بھاری دعویٰ ہے۔ مگر ایک الہام کی یہ عبارت ہے۔ ’’صح زوجتی‘‘ جس پر ضمیمہ شحنہ ہند میں تمام وکمال لکھا گیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کا عجیب حال ہے کہ کبھی مرزا قادیانی کو اپنا بیٹا کہتا ہے ’’انت منی بمنزلة ولدی‘‘ (تذکرہ ص۵۴۸ طبع چہارم، حقیقت الوحی ص۸۶ خزائن ج۲۲ ص۸۹) اور کبھی مرزا قادیانی کی بی. بی کو اپنی بی. بی کہتا ہے اور عربی کا مذکورہ بالا فقرہ بولتے وقت تذکیر وتانیث کا لحاظ نہیں رکھتا۔

(دیکھو ضمیمہ مذکور ج دوم ص۱۰۴، اخبار الحکم ج۵ نمبر۳ ص۵ کالم۳ مؤرخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء)

ناظرین! جائے غور ہے، خداوند تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ کہلانا شرک اور گمراہی ہے یا خدا کا بیٹا بننا صریح ضلالت اور کفر میں داخل ہے۔ حالاں کہ قرآن مجید میں صاف صاف لکھا ہوا پاتے ہیں۔

’’تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخرّ الجبال هدّا ان دعوا للرحمن ولداً وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولداً‘‘ (مریم:۸۹تا۹۱)

قریب ہے کہ (اس بات سے) آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ کانپ کر گر جائیں اس سبب سے کہ ان لوگوں نے رحمٰن کے لئے فرزند ثابت کیا۔ حالاں کہ رحمٰن کو شایاں نہیں ہے کہ وہ فرزند رکھے۔

’’قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد‘‘ (الاخلاص:۱تا۴)

اے نبی کہہ دو کہ وہی اللہ ایک ہی ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

سرسید (۶)

سرسید نے ایک عرصہ دراز کے تجربہ اور مشاہدہ اور محنت سے تفسیر القرآن لکھی اور دوراز کار باتوں، توہمات کو جنہوں نے اسلام کے نورانی چہرہ پر بدنما دھبے لگا دیئے تھے، دور کیا۔ جس سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے بعض ممبروں نے فوائد حاصل کئے بالخصوص

حکیم مولوی نورالدین نے جو اپنے حلقہ درس تدریس میں انہیں نیچری خیالات سے اپنی تقریر کو مؤثر اور دلچسپ بناتے ہیں۔ اگرچہ مولوی صاحب بظاہر ان دنوں مرزا قادیانی کے ہم آہنگ ہوکر سرسید کو کوستے بھی ہیں۔ مگر ذخیرہ وہی ہے اور اس کی وہی مثال ہے جو حکایت کے پیرایہ میں ہم اپنے کسی مضمون میں لکھ چکے ہیں اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس مقام پر اس کا اعادہ کرتے ہیں۔

حکایت

ایک ہندو افسر سررشتہ تعلیم جو سنسکرت کے علم سے بھی کچھ واقف تھا، گوشت کھانے سے پرہیز کرتا تھا۔ اس نے اپنا کھانا پکانے کے لئے ایک برہمن لڑکے کو نوکر رکھا۔ مگر دینا ناتھ کو ماس بھکشن سے کچھ پرہیز نہ تھا۔ ادھر اپنے آقائے کے لئے دال بھات پکاتا۔ ادھر دوسرے تیسرے دن چھوٹی سی ہنڈیا میں اپنے لئے پیسہ دو پیسہ کا گوشت تیار کر لیتا۔ اس لڑکے کو سکول کے طالب علموں سے کھیلنے کا شوق ہوا۔ اس لئے ہنڈیا کا عمدہ انتظام نہ کر سکتا تھا تو بعض اوقات اپنی ہنڈیا میں سے ایک چمچ شوربا کا نکال کر ماسٹر صاحب کی دال میں ملا دیتا۔ جس کے ملنے سے دال بہت لذیذ ہو جاتی اور ماسٹر موصوف جنہوں نے کبھی ماس کا مزہ نہ چکھا تھا۔ متوالے ہوکر تناول فرماتے۔ مگر جس دن دال میں شوربا نہ ملتا اس لڑکے کی شامت آجاتی کہ بدذات، نمک حرام تو کھیلتا رہتا ہے اور کھانا پکانے کی طرف دل نہیں لگاتا۔

ایک دن جب کہ لڑکا اپنے لئے گوشت نہ پکا سکا اور ماسٹر جی کو دال کا مزہ نہ آیا تو لڑکے پر ہاتھ صاف کرنے لگے۔ اب لڑکا کیا جواب دیتا ہے کہ جناب فرصت کے وقت اس سامنے کی پہاڑی پر ایک بوٹی لینے جایا کرتا ہوں۔ اس کو توڑ کر دال میں ڈالتا ہوں، آپ کا کام زیادہ ہے اور میں وہاں ہر روز نہیں جا سکتا تو ماسٹر جی کیا فرماتے ہیں کہ ”میں نے تیرے کو کہا ہے تو میرے کو دھوکا نہ دیا کر۔“ سب کام چھوڑ کر بوٹی لینے جایا کرو۔ قصہ کوتاہ ایک دن جلدی کے مارے شوربا دال میں ملاتے وقت ایک چھوٹی سی ہڈی بھی چلی گئی۔ جب ماسٹر صاحب کو وہ ہڈی نظر آئی تو لڑکے کو کوسنا شروع کیا کہ تو نے ہمارا دھرم بھرشٹ کر دیا۔ لڑکے نے اصل حال بتا دیا۔ اس پر ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھا یہی (گوشت) پکا لیا کرو مگر خبردار فاش نہ ہو۔ بیت:

وجد و منع بادہ اے صوفی چہ کافر نعمتی ست منکر مے بودن و ہمرنگ مستاں زیستن

اچھا اگر یہی مصلحت ہے تو اس راز کو پوشیدہ رکھ کر سربستہ کو کوسا کرو۔ مگر دائی سے کہاں پیٹ چھپایا جاوے گا۔ بیت:

پنیر آب شاید ندادن بیش کہ یابد رو قطرہ خون خویش

مرزا قادیانی (۶)

اب تک تو کسی نے تفسیر القرآن نہیں لکھی۔ آئندہ دیکھئے لکھنے کا وقت کب آوے۔ کیوں کہ اب تو دوسری دنیا سے پیغام آرہے ہیں۔

ناظرین! یقین جانو، مرزا قادیانی کو تفسیر لکھنے کا مادہ ہی نہیں۔ چند آیات کے تحت میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے سراسر فضول اور غلط ہے۔ ہم نے آپ کی تفسیر دانی کا نمونہ ضمیمہ شحنہ ہند میں پبلک کو دکھا دیا ہے۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ مفصل اس پر لکھنے کا ارادہ ہے۔ بشرطیکہ خداوند تعالیٰ نے حیات مستعار کے چند انفاس باقی رکھے۔ ورنہ ہم اپنی عمر بھوگ چکے ہیں کوئی شیر بہادر ہمارے قائم مقام کھڑا ہو جاوے گا جو ہم سے بہت اچھا لکھے گا۔ ہاں ڈاکٹر عبدالحکیم ہی ساری جماعت مرزائی سے ایسے نکلے۔ جنہوں نے چند سورتوں کی تفسیر لکھی مگر کورانہ تقلید میں پڑھ کر اور جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ مرزائی مشن سے خارج۔

سرسید (۷)

اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ایام غدر میں لاکھوں مسلمانوں کی جانیں بچائیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کی تمام بدظنیوں کے دھبوں کو جو اسلام کے دشمنوں اور گورنمنٹ کے حاسدوں کی طرف سے مسلمانوں پر لگائے گئے تھے دور کرایا اور ان ہولناک اور سخت تحریرات کی جو یورپین اہل قلم نے مسلمانوں کے حق میں ناواقفی سے تحریر کی تھیں۔ اس عالی دماغی، خداداد سنجیدگی اور متانت اور مستقل مزاجی سے تردید کی کہ اپنوں اور بیگانوں نے مرحبا اور احسنت کے نعرے بلند کئے۔ مثلاً ڈاکٹر ہنٹر کے مقابلہ میں ''اسباب بغاوت ہند'' اور سرولیم میور اور دیگر فضلاء یورپ کے جواب میں ''خطبات الاحمدیہ'' وغیرہ کتابوں کے ذریعہ اسلام کی حقیقت اور اصلی و سچی تصویر دکھائی کہ بایدو شاید اور روز روشن کی طرح دکھایا کہ وہابی مسلمان گورنمنٹ انگلشیہ کے سچے خیرخواہ اور پکے ایماندار ہیں اور پرلے درجہ کے راست باز وغیرہ۔

مرزا قادیانی (۷)

اپنا اعتبار جمانے کے لئے از سر نو ان بدظنیوں اور شکوک کو گورنمنٹ انگلشیہ کو باور کرانے کی کوششیں کیں جو خداوند تعالیٰ نے خاک میں ملا دیں۔ وہابیوں کو بدمعاش، کور باطن، نبی سے بغض رکھنے والے، وغیرہ کلمات۔ اپنی تصانیف میں لکھ رہے ہیں۔ (دیکھو آئینہ کمالات ص۱۹۱،۱۹۲ خزائن ج۴ ص ایضاً) اور گورنمنٹ انگلشیہ کو جماعت مسلمانوں کے برخلاف یہ کہہ کر بھڑکایا کہ تمام مسلمان مجھ سے اس وجہ سے مخالفت رکھتے ہیں کہ میں جہاد کے مخالف ہوں اور کسی خونی مہدی کا قائل نہیں۔ مگر خدا کا ہزار شکر ہے کہ ہماری گورنمنٹ ایسی پالیسی کو خوب سمجھتی ہے اور ہر ایک بات کی تہہ تک پہنچ جاتی ہے۔ پس مرزا قادیانی کی ایسی تحریروں کی اس نے کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو عام مسلمانوں سے ہرگز ہرگز کچھ ہمدردی نہیں ہے۔ ان کا مشن اصلی اسلام سے جدا ہے ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر، جہنمی اور کاٹے جانے کے قابل ہیں وغیرہ وغیرہ۔

سرسید (۸)

ہزاروں روپے صرف کر کے یورپ کا سفر کیا اور اس سفر میں بیشمار تجربے کئے اور زمانہ اقامت لنڈن میں خطبات احمدیہ انگریزی میں ترجمہ کرائی۔ اپنے دہلی والے جدی مکانات فروخت کر کر چھپوائی۔ جس کی اشاعت سے اہل یورپ پر صاف کھل گیا کہ اسلام جو ہمارے ملک میں غلطی سے بت پرستوں کا مذہب مشہور ہوگیا ہے۔ دراصل یہی ایک سچا مذہب ہے جو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ کتاب دنیا کے تمام براعظموں میں مشتہر ہوچکی ہے۔

مرزا قادیانی (۸)

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۶ خزائن ج۵ ص۳۰۶، انجام آتھم ص۲۱و۲۴ خزائن ج۱۱ ص ایضاً حاشیہ، فیصلہ آسمانی ص۱۹ خزائن ج۴ ص۳۴۱،۳۴۲) وغیرہ میں جن گالیوں کے انبار ہیں۔ کچھ

مسلمانوں کے بزرگان سلف وخلف کو، کچھ غیر مذاہب کے پیشواؤں کو اور چوں کہ حضرات مولوی صاحبان زیادہ تر قابل ادب ہیں۔ اس لئے ان کو زیادہ حصہ ملا ہے اور ایک مولوی صاحب کو حلال زادہ کہا گیا ہے جس کو موٹے قلم سے ایک سے لے کر دس تک لعنتیں دی ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۹۵ خزائن ج ۵ ص ایضاً) اور ڈکشنری سب وشتم تیار کردہ منشی الٰہی بخش صاحب مؤلف (عصاء موسیٰ ص ۱۴۴ تا ۱۴۶، مطبوعہ محاسبہ قادیانیت ج ۱ ص ۱۳۵ تا ۱۳۷)

راقم: ناظرین خوب اندازہ لگائیں کہ وہ شخص جو اپنی جان، اپنا مال، اپنی جدی جائیداد، اشاعت اسلام میں تصدق کردے۔ وہ گمراہ ہوسکتا ہے یا پاک اور مقدس لوگوں کو گالیاں دینے والا اور گالیاں بھی کیسی۔ مغلظ اور ناحق بے موجب۔

سرسید (۹)

اپنی بے نظیر تصانیف کے ذریعہ سے ہندوستان کے تمام لوگوں کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً اصلاح کی۔ جن میں سے چودہ جلد تہذیب الاخلاق، مکمل لیکچرز آخری مضامین اور دیگر کتابیں ہیں۔ ان کتابوں میں تجربات ومشاہدات کا ایک خزانہ بھرا پڑا ہے۔

مرزا قادیانی (۹)

قادیانی اشتہارات جو جھگڑوں، فسادوں اور لعنتوں سے لبریز ہیں۔ ایک اشتہار میں صاف ذکر ہے کہ ''مجھے مراق کی بیماری ہے جو مالیخولیا ہے۔'' (سیرت المہدی حصہ سوم ص ۳۰۴، روایت نمبر ۹۶۹ قدیم سیرت المہدی ج اوّل حصہ سوم ص ۸۲۲ روایت نمبر ۹۶۹) ایک چھوٹے سے رسالہ میں ایک سے لے کر پورے ایک ہزار تک لعنتیں کی گئی ہیں۔ (نورالحق حصہ اوّل ص ۱۱۸ تا ۱۲۲ خزائن ج ۸ ص ۱۵۸ تا ۱۶۲) جس سے گویا مراقی مالیخولیا کا ثبوت دیا ہے۔

سرسید (۱۰)

جو جوان محض مذہب کی ناواقفیت اور صرف عقلی تعلیم کی بدولت، اسلام سے نکل چلے تھے ان کو اپنی زبردست دلائل سے روک لیا اور اسلام کی خوبیاں ان کے دلوں میں

جما دیں اور ہندوستان میں یہ عزت پہلے اس زمانہ میں آپ ہی کو حاصل ہوئی۔

مرزا قادیانی (۱۰)

سواء اپنی جماعت کے چند مریدوں کے باقی اسلامی دنیا مرزا قادیانی کے نزدیک کافر ہے۔غور سے ملاحظہ کرو (ذکرالحکیم نمبر۴ص۲۳ مندرجہ احتساب قادیانیت ج۶۰ص۳۴۱ تذکرہ ص۵۱۹طبع چہارم) اور حقیقت المہدی کو جو خاص مرزا قادیانی کے نفس ناطقہ اور اوّل المؤمنین کی لکھی ہوئی ہیں۔

سرسید (۱۱)

اپنی زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی مرزا قادیانی سے گالیاں کھائیں۔(دیکھو آئینہ کمالات ص۲۲۶ خزائن ج۵ص۲۲۶) اور کھا رہے ہیں اور قصورِ جمیل پر عمل کیا اور زیادہ تر آپ کا یہ جرم ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے وفات مسیح علیہ السلام والا مسئلہ کیوں لکھ دیا اور تفسیر القرآن میں شائع کر دیا۔

مرزا قادیانی (۱۱)

بے موجب ایک نیک اور مصلح قوم مسلمان کے حق میں اپنی زبان کو زہر آلود کیا۔ مگر بمصداق الہام منشی الٰہی بخش صاحب ''ردت الیہ لعانہ'' سرسید کا ان گالیوں نے کچھ نہیں بگاڑا۔ بلکہ مرزا قادیانی کے شاگردوں کے وسیلہ سے مرزا قادیانی پر ہی ہے۔لوٹائی جاتی ہیں۔غور سے دیکھو مضمون شیطانی رگ۔ (ذکرالحکیم نمبر۴ص۶۵)

سرسید (۱۲)

انسانی وملکی وقومی ہمدردی گورنمنٹ انگلشیہ کی خیرخواہی اور انگریزی خدمات کے صلہ میں کے.سی.ایس.آئی اور لیجس لیٹو کونسل کی ممبری کے صلہ میں خطاب آنریبل اور علمی دنیا کی خدمات میں ڈاکٹر وغیرہ کے خطابات آپ کو عطا ہوئے۔شاہی تمغے آپ کی تصاویر کے ذرس سے دیکھ لو۔قومی خدمات کے صلہ میں جو ملکی سوسائٹیوں، اسلامی انجمنوں وغیرہ نے

ایڈریس پیش کئے۔ وہ سب کے سب کتابوں، اخباروں وغیرہ میں درج ہیں اور علمی دنیا کے سامنے ہیں۔ عیاں راچہ بیان۔

مرزا قادیانی (۱۲)

سیالکوٹ کی محرری سے علیحدہ ہوئے (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۹) مختاری کے امتحان میں فیل ہوئے۔ (سیرت المہدی ج۱ ص۱۵۶ روایت نمبر۱۵۰ قدیم، سیرت المہدی ج اوّل حصہ اوّل ص۱۴۲ روایت نمبر۱۵۰ جدید) براہین احمدیہ کے شائع کرنے کے لئے جو چندہ لوگوں سے وصول کیا۔ اس کو شیر سمجھ کر پی گئے۔ وعدہ متعلقہ کے پورا کرنے میں ناقابل ثابت ہوئے اور سرکاری اعزاز کے ثبوت میں اپنے باپ کے سرٹیفکیٹ ہر جگہ پیش کرتے ہیں بطور شہادت جس سے پایا جاتا ہے۔ سرکار کی خیرخواہی کا ذاتی ثبوت نری خیر ہی خیر ہے۔

سر سید (۱۳)

اگر چاہتے تو لاکھوں اشخاص منتخب روزگار آج کے دن آپ کے مرید ہوتے۔ کیوں کہ وہ سید آل رسول ﷺ تھے۔............

مرزا قادیانی (۱۳)

اس گئے گزرے نالائق طریقے کو جس کے اختیار کرنے سے انسان حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اور جس نے مسلمانوں کی قوم کو تباہ و غارت کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ مرزا قادیانی نے اپنی ذاتی ضروریات سے تنگ آکر باوجود خود کسی کے مرید نہ تھے۔ اس سلسلہ کو سخت کوشش سے جاری کیا اور حمقاء سے ٹکے وصول کر رہے ہیں۔ اپنی جماعت سے ۳۱۳ آدمیوں کے نام گنوائے ہیں کہ یہ مجاہدین ہیں تاکہ آپ کی نبوت کی تکمیل اور مشابہت ہو جاوے۔

راقم: اب اگر مسلمانوں کی قوم میں احمق بے تمیز لوگ ہیں تو خدا کے فضل سے معاملہ فہم بھی بہت ہیں جو ایسی حکمت عملیوں کو خوب سمجھتے ہیں۔

سرسید (۱۴)

بیشمار تجارب کو ساتھ لے کر کاسہ گدائی ہاتھ میں لیا اور ایسی مستقل مزاجی اور ہمت کے ساتھ کہ اس کوشش کو خاک میں ملا دینے کے لئے سخت سے سخت مخالفت کی گئی۔ مگر مرتے دم تک ہمت نہیں ہاری۔

مرزا قادیانی (۱۴)

دکان نکالی، اپنے ذاتی فائدوں کے لئے مثلاً رہن شدہ اراضی کے چھوڑانے، سنہری جڑاؤ زیورات کے بنوانے یا قوتیوں کے مزے اڑانے، بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤ پکوانے وغیرہ کے لئے۔

راقم: سبحان اللہ! انہیں اوصاف پر مرحوموں کو گمراہ کہا جاتا ہے اور اپنے تقدس اور مسیحائی کو جتا کر بیعت پر زور دیا جاتا ہے۔ شعر:

نصیحتم چہ کنی ناصحا نمی دانی
کہ من نہ معتقد مرد عافیت جو ام

سرسید (۱۵)

مسلمانوں کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے ایم.اے.او کالج تیار کیا جس سے بیشمار نوجوان، انٹرنس، ایف.اے، بی.اے، .ایم.اے، ایل.ایل.بی وغیرہ ہر سال نکلتے ہیں۔ یہ ایسا بےنظیر اور بھاری کالج ہے کہ ہندوستان بھر میں نہ کوئی قومی، نہ کوئی سرکاری کالج اس کا ہم پلہ ہے۔ گویا ایک نئی دنیا کا نمونہ ہے۔ اس کالج کی نسبت گورنر جنرلوں تک کی یہ رائے ہے کہ انڈیا بھر میں اپنی وضع کا یہ ایک ہی کالج ہے۔ خداوند تعالیٰ جلد اس کالج کو یونیورسٹی کے درجہ تک پہنچاوے۔ کیوں کہ مسلمانوں کی ترقی کا صرف یہی ایک سچا ذریعہ ہے اور یہی سرسیدؒ کا منشاء تھا۔ حال ہی میں جو تخمینہ آمدنی اس کالج کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تنخواہوں کا لگایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ لاکھ روپیہ سالانہ سرکاری خزانہ سے یہ لوگ وصول کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی(۱۵)

ایسے کاموں سے سخت نفرت ہے کیوں کہ ان میں کچھ گھر سے بھی دینا پڑتا ہے۔ ہاں منارہ اور قبرستان کے بہانہ مریدوں سے روپیہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے اپنی جماعت کو بہشت میں داخل کیا جاوے۔ اس عمل سے نادان مریدوں کو از دست مفلس بنایا جاتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کو کسی کے افلاس اور استغناء سے کیا غرض ہے۔ ان کو اپنے ذاتی کاموں کے لئے بہت کچھ مل جاتا ہے اور کیسا سچا مقولہ ہے۔

تا کہ احمق ہست باقی در جہاں مرد دانا کے خود وتشویش نان

سرسید(۱۶)

سرسیدؒ نے اس قومی چندہ میں اپنی خاص جیب سرسید محمود کے پاکٹ اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے اس قدر روپیہ عطا کیا کہ گھر میں سواء خدا اور سول کے نام کے کچھ بھی نہ رکھا۔ کاغذات، رجسٹرات وغیرہ سب کے سامنے موجود ہیں اور سرسید کی علمی زندگی اور موت اس کی شہادت دے رہی ہے کہ مرتے وقت دفن کے لئے کفن بھی گھر سے نہ نکلا۔

مرزا قادیانی(۱۶)

مرزا قادیانی نے جو اپنے مریدوں وغیرہ سے چندہ وصول کیا ہے اس میں اپنی طرف سے تو صرف ہونا ہی تھا۔ بی بچوں کی طرف سے بھی ایک حبہ تک نہیں ہے۔ کیا کہنا جو لوگ منہاج نبوت پر ہوتے ہیں ان میں ایسی کفایت شعاری پائی جاتی ہے جو الــذیــن یبخلون کے درجہ تک پہنچ گئی ہو۔ خوب ہی احسن کما احسن اللہ کی دادی جاتی ہے۔

سرسید(۱۷)

ہر ایک قسم کے چندہ کا حساب کتاب رکھتے تھے اور اس کو پبلک میں شائع کرتے۔

مرزا قادیانی(۱۷)

لنگر اور سکول وغیرہ مدوں کا جو روپیہ آتا ہے۔ جب اس کا حساب پوچھا جاوے تو

جواب ملتا ہے کہ میں کوئی بنیا بقال نہیں ہوں کہ حساب رکھا کروں۔

سرسید(۱۸)

۸۴ برس کی عمر تھی جب سرسید کے گھر سے فوت ہوئے۔ مگر سرسید موصوف نے اپنی باقی عمر ۴۰ برس نہایت عفت پاک دامنی اور پارسائی کے ساتھ بحالت تجرید، قومی خدمات، اسلامی خیرخواہی میں صرف کی اور اس مشن میں ایسے غرق ہوئے کہ ازواج مطہرات کا عالیشان مضمون لکھتے لکھتے خاتمہ بالخیر ہوا۔ انا ﷲ وانا الیہ راجعون!

مرزاقادیانی(۱۸)

موجودہ بیبیوں پر قناعت نہ کرکر ۶۰ برس کی عمر میں اشرافوں کی کنواری لڑکی پر دندان آز تیز کئے اور اس کو اپنے عقد میں لانے کے لئے اس کے شوہر کی مرگ کے الہام ظاہر کئے۔ جب مراد بر نہ آئی تو اس کے مربیوں اور رشتہ داروں کو اپنی پیش گوئی پورا کرانے پر آمادہ کیا اور جب کچھ ہاتھ نہ آیا تو پہلی بی. بی کو طلاق اور معزز بیٹوں کو عاق کر دیا۔ اب مرگ کے پیغام آرہے ہیں اور یہ حسرت دل میں ہی رہتی نظر آتی ہے۔

سرسید(۱۹)

ایک مدت مدید سرکاری جج رہے اور خاص کر ایک قومی اور نیم سرکاری اخبار انسٹیوٹ گزٹ علی گڑھ کے ایڈیٹر اور ان سب خدمات کو عرصہ ۴۰ برس اس خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ کوئی حرف ان پر کسی قسم کا کسی طرف سے نہیں آیا بلکہ قوم اور ملک نے اور خاص کر گورنمنٹ انگلشیہ نے ان قابل قدر اصلاحات پر عمل کیا اور گورنر جنرلوں اور لفٹننٹ گورنروں نے نہ صرف آپ کی روشن رائے اور عالی دماغی کی تعریف ہی کی بلکہ نہایت وقعت اور تعظیم کے ساتھ آپ کے شکریہ اداء کئے۔

مرزاقادیانی(۱۹)

اپنی منہ پھٹ اور دل آزار تحریروں کی بدولت بزمرۂ ملزمان بذریعہ وارنٹ

عدالتوں میں طلب کئے گئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی والے مقدمہ میں خونی پیش گوئیاں اور قاتل الہام ضبط سرکار ہوئے مولوی کرم الدین صاحب والے ہتک عزت کے مقدمہ میں ابتدائی عدالت سے پانچ سو روپیہ جرمانہ ہوا۔ جو عدالت العالیہ نے بعد سماعت اپیل واپس کیا اور اس طرح پر مقدمہ بازیوں میں مریدوں کا ہزار ہا روپیہ برباد ہوا اور اثناء مقدمہ میں جو الہاموں کی مٹی خراب ہوئی اس کو سب لوگ جانتے ہیں۔

سرسید(۲۰)

لین دین کے معاملات میں نقد دام نقد کام کے مصداق تھے اگر کسی نے ایک روپیہ دیا تو اس کے عوض میں جب تک چار پانچ نہ واپس کئے، صبر نہ آیا۔

مرزا قادیانی(۲۰)

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار — کہ پیدا نہ شد تختہ برکنار

سرسید(۲۱)

جب تک کوئی شخص صلاح نہ پوچھتا اس کے پرائیویٹ معاملہ میں دخل دینا بدتہذیبی میں شمار کرتے۔

مرزا قادیانی(۲۱)

اپنے مریدوں کی لڑکیاں اور لڑکوں کا ایک رجسٹر رکھا گیا ہے اور ان کے ناموں کی بقید ولدیت وقومیت وسکونت فہرستیں طلب کی جاتی ہیں تاکہ سب کے ناطے دینے دلانے کا اختیار آپ ہی کے ہاتھ میں رہے۔ اس موقعہ پر ایک لطیفہ خوب پھبتا ہے۔

لطیفہ

ایک ظریف نے ایک برہمن سے سوال کیا:

ظریف: آپ کی تعریف؟

برہمن: ہم مہنت ہیں۔

ظریف: مہنت کس کو کہتے ہیں؟

برہمن: جو ایک شریف کی بیٹی کا کسی بھلے مانس کے ساتھ رشتہ کردے۔

ظریف: تو پھر سیدھا یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم دلّال ہیں۔

سرسید(۲۲)

ایک سمندر ناپیدا کنار کی طرح حوصلہ رکھتے تھے۔

مرزاقادیانی(۲۲)

ایک ادنیٰ سی بات پر غضب میں آجاتے ہیں۔ بیت:

دریائے فراواں نشود تیرہ بسنگ عارف کہ بر نجد تلک آبست ہنوز

سرسید(۲۳)

نہایت عمدہ محققانہ ثبوت دے کر ایک آسامی خالی کی۔ دیکھو(تہذیب الاخلاق قدیم جلد ہفتم اور تفسیر القرآن جلد دوم، سورہ آل عمران۔)

مرزاقادیانی(۲۳)

فوراً اس آسامی پر قبضہ کرلیا اور اپنے محسن استاد کا احسان ماننے کے بجائے ان کو گالیوں سے پیش آتے ہیں۔

راقم: اس باب میں ہم بہت کچھ ضمیمہ شحنہ ہند اور وکیل اخبار میں لکھ چکے ہیں یعنی جیسا کہ اکثر بزرگان سلف اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ پیدا ہوئے اور چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہیں نہ کسی عقلی دلیل کی ضرورت ہے نہ قوانین قدرت کو پیش کرنا پڑتا ہے۔

اب اگر مرزاقادیانی ان کو بلا باپ مانتے ہیں تو کیا جس شخص کو خداوندتعالیٰ بلا باپ بھی پیدا کرسکتا ہے اس کو ہمیشہ زندہ نہیں رکھ سکتا۔ کیا ایسے شخص کے لئے ایک وسیع دنیا میں زندہ رکھنے کے لئے خدا کے پاس ایک آدمی کے لئے جگہ نہیں مل سکتی۔

سرسید (۲۴)

تادم واپسیں آپ کے ہوش وحواس قائم تھے۔ دیکھو سرسید کے آخری مضامین مضمون قوم کی زندگی وموت۔

مرزاقادیانی (۲۴)

دیکھو وہ اشتہار جس میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو مراق کی بیماری ہے جس کو مالیخولیا کہتے ہیں۔ (ریویو آف ریلیجنز ج۲۴، نمبر۴، ص۴۵ ماہ اپریل ۱۹۲۵ء)

سرسید (۲۵)

سرسید کے ایک لیکچر کے وقت ہزاروں اشخاص منتخب روزگار موجود ہوا کرتے تھے جن میں سے اکثر مسلمان، بعض اہل ہنود اور خال خال یورپین بھی ہوتے تھے اور لیکچر سنتے وقت ایک عجیب قسم کا نظارہ ہوتا تھا۔ جب وہ قوم کی حالت سابقہ اور آئندہ کا مقابلہ کرتے تھے تو سامعین پر ایک بیخودی کا عالم طاری ہوجاتا تھا چوں کہ الفاظ ان کے دل سے نکلتے تھے۔ اس لئے دلوں پر اثر کرتے تھے اور الحق کہ وہ قوم کے فدائی اور سچے عاشق تھے۔

مرزاقادیانی (۲۵)

مرزاقادیانی کو خدا کے فضل سے مجلس میں بولنا ہی نہیں آتا۔ تحقیقات مذاہب والے لیکچر میں لوگوں کو بڑی امید تھی کہ خود تشریف لاویں گے اور لکچر سناویں گے۔ مگر چوں کہ بولنا آتا ہی نہیں۔ اس لئے اپنے لنگڑے حواری کو بھیج دیا۔ اسی طرح پر پیر مہر علی شاہ صاحب کے مقابلہ میں واقعات پیش آئے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اپنے بیت الفکر میں بیٹھ کر اپنے فدائیوں کو خوب پیتا لیتے ہیں۔

سرسید (۲۶)

سرسید نے اپنا مال وجان وغیرہ سب کچھ قومی ہمدردی میں تصدق کردیا اور وفات کے وقت رہنے کے لئے مکان اور دفن کے لئے کفن بھی اپنے پاس سے نہ نکلا۔

مرزا قادیانی (۲۶)

مرزا قادیانی نے مریدوں کی آمدنی سے لاکھوں روپیوں کی جائیداد، جڑاؤ زیورات، مکانات تیار کرائے ہیں اور چھما چھم روپیہ برس رہا ہے کیوں نہ ہو، منہاج نبوت پر جو ہوئے۔

سرسید (۲۷)

سرسید کا سلسلہ خاندان نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے

مرزا قادیانی (۲۷)

مرزا قادیانی کا سلسلہ چنگیز خان کی طرف جاتا ہے۔

سرسید (۲۸)

سرسید نے قوم اور ملک کی خاطر سمندر پار ملکوں کا سفر کیا اور بیشمار تجربے اور مشاہدے ساتھ لائے جن سے افراد قوم کو آگاہ کیا۔

مرزا قادیانی (۲۸)

مرزا قادیانی نے جب دہلی سے شکست کھائی تو پھر کبھی گھر سے قدم باہر نہ رکھا۔ ہاں ضلع گورداسپور کی عدالت میں جاتے رہے۔ وہ بھی ہتک عزت والے مقدمہ میں۔

سرسید (۲۹)

سرسید کے دوست تمام ملک کے عموماً اور مسلمانوں کی قوم کے خصوصاً ہمدرد ہیں اور تمام اہل قبلہ کو اپنے بھائی یقین کرتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

مرزا قادیانی (۲۹)

اپنے گروہ کے سوا باقی سب کو کافر اور کاٹے جانے کے قابل بتاتے ہیں اور بالخصوص سرسید سے ذاتی بغض وعناد ہے برخلاف آیات قرآن مجید۔

راقم: جو شخص تمام مسلمانوں کو جہنمی اور کاٹا جانے کے قابل اور کافر بتاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کو ہدایت دے اور توبہ اس کے نصیب کرے۔ آمین! (باقی آئندہ)

راقم: امام الدین گجرات (پنجاب)

۲۴/جولائی ۱۹۰۶ء

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صداقت محمدیہ

جناب ملاّ محمد بخش قادری

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

لاجواب بے بدل

صداقت محمدیہ

یعنی

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی مشتہرہ ۲۱-نومبر ۱۸۹۸ء کی (جسکی تاریخ میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء کو ختم ہو چکی ہے) تکذیب

اور

اشتہار مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۹۹ء (مشتہرہ مرزا غلام احمد قادیانی) کا مفصل جواب

جسکو

خادم قوم ملا محمد بخش صاحب قادری ملہم ربانی مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور نے

فروری ۱۹۰۰ء میں

مطبع مجیدی لاہور محلہ سادھواں میں چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

تمہید	۱۰۲
مرزاقادیانی کی ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ءوالی پیشین گوئی بھی خاک میں مل گئی	۱۰۴
قرارنامہ	۱۰۹
جواب شق اوّل	۱۱۳
جواب شق دوم	۱۱۴
جواب شق سویم	۱۱۷
جواب شق چہارم	۱۱۹
جواب شق پنجم	۱۲۲
جواب شق ششم	۱۲۳
جواب شق ہفتم	۱۲۱
التماس	۱۲۶
ذلتوں کی فہرست	۱۲۶
شکریہ	۱۳۴
مرزا کی ایک سوایک ذلتوں کی فہرست کا ضمیمہ	۱۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

بعد حمد وصلوٰۃ کے خاکسار ملا محمد بخش منیجر اخبار جعفرزٹلی ساکن لاہور جملہ محققین کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ باعث تحریر ہذا کچھ یہ نہیں کہ مجھ کو خواہ مخواہ مرزا قادیانی سے عداوت قلبی ہے کہ اس نے میرا ملک دبایا ہوا ہے یا میں ہی اس کی کوئی جاگیر وغیرہ ضبط کئے بیٹھا ہوں۔نہیں نہیں ہرگز نہیں۔اگر عداوت ہے تو محض خالصۃً للہ ہے کیوں کہ اس نے خلاف عقائد اسلام دیدہ ودانستہ ایک ایسا طریقہ اختیار کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنا شروع کیا جو اسلام کے بالکل برخلاف تھا اور جہاں تک مجھ سے ہوسکا میں نے محض خیرخواہی اسلام کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں کو اس کی دام تزویر سے بچانے کے لئے حتی المقدور کوشش کر کے اس کی مخالفت کی۔ورنہ مجھ کو اس سے کوئی ذاتی پرکاش نہیں۔

اگرچہ اس نے میری نسبت کئی دفعہ الہام وغیرہ جتا کر یہ کوشش کی کہ کسی طرح مجھ کو کچھ نقصان پہنچائے۔مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان بیہودہ الہاموں اور بددعاؤں وغیرہ کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔مگر وہ (ملعون قادیان) اپنی طرف سے باز نہ آیا اور اپنی عادت قدیمہ کے مطابق اس خاکسار یعنی راقم الحروف اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ابوالحسن صاحب تبّتی کی نسبت ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۶۰) کو ایک پیشین گوئی میعاد ۱۳ماہ اور کردی کہ اگر یہ تینوں صادق ہوں گے تو میں (مرزا) ذلیل ہوں گا ورنہ یہ ذلیل ہوں گے۔

چوں کہ اس پیشین گوئی میں ہم تینوں کو اس نے مخاطب بنایا ہے۔اس لئے اس کے جواب میں مجھ کو نظر باظہار حقیقت امر...... باقی دو صاحبان اعنی مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی ابوالحسن صاحب تبّتی کے متعلق اس پیش گوئی میں ذکر کرنا لازمی ولابدی ہوا۔گو ان دونوں صاحبوں میں سے کسی صاحب کی یہ مرضی نہ ہو کہ مرزا کو جواب دینے کے وقت یہ

ضروری نہیں کہ ان کا نام بھی لکھا جاوے یا کسی موقعہ پر ان کا ذکر بھی آوے۔ کیوں کہ وہ ایسے شخص کو مخاطب بنانا نہیں چاہتے تو میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ میں نہ تو مولوی محمد حسین صاحب کا مرید ہوں اور نہ اس کا تابع فرمان ہوں کہ اس کے دباؤ میں آجاؤں اور نہ میں ان کا ہم مذہب اور علی ہذا القیاس نہ انہوں نے کوئی پیری مریدی کا سلسلہ رکھا ہوا ہے اور ایسا ہی حال مولوی ابوالحسن صاحب کا خیال کرنا چاہئے اور اگر مولوی محمد حسین صاحب اور ابوالحسن صاحب تبّتی کو کوئی کسی طرح کا ضرر مرزا کے (اشتہار ۱۷/دسمبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹۲ تا ۲۱۷) سے پہنچا ہو تو وہ خود سمجھ لیں گے، مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔

غرض کہ مرزا نے جب کہ تینوں کو پیش گوئی میں مخاطب بنایا ہے تو جواب میں بھی تینوں کا تذکرہ ضرور آئے گا اور چوں کہ مرزا پیش گوئی میں آپ ہی ذلیل ہوا ہے اور اس کا فریق مخالف صادق نکلا ہے اور میرا نام بھی محمد بخش ہے۔ لہٰذا اس رسالہ کا نام بھی میں نے صداقت محمدیہ رکھا ہے۔ امید ہے کہ ناظرین انصاف پسند اس کو غور سے پڑھ کر میرے حق میں دعائے خیر کریں گے اور ایک ہی دفعہ (مرزا کے متعلق) کہیں گے۔ **لعنة الله علی الکاذبین!**

خاکسار: خادم قوم ملّا محمد بخش حنفی قادری

مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور ۲۰/فروری ۱۹۰۰ء

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیکھ لی مرزا قادیانی سب نے شہسواری آپ کی
ہوگئی ظاہر جہاں میں بیقراری آپ کی
پنجۂ جعفر سے ہوگی کس طرح تم کو نجات
کام آئے گی نہ ہرگز آہ وزاری آپ کی

مرزا قادیانی کی ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء والی پیشین گوئی بھی خاک میں مل گئی

اس بات کو کون نہیں جانتا کہ جب سے مرزا قادیانی نے عقائد اسلام اور صریح قرآن شریف اور احادیث نبویہ کے برخلاف اپنے آپ کو ''نبی اور رسول'' (ملفوظات جدید ج۵ ص۴۴۷) بلکہ ''رسولوں سے بھی بڑھ کر'' (نزول المسیح ص۹۹ خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) کہنا اور لکھنا شروع کیا اور اس کے سوا بعض اولوالعزم رسولوں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس نے شوخ چشمی کر کے یہاں تک لکھا کہ معاذ اللہ! ''وہ چور تھا، پاگل تھا، کم عقل تھا، شیطان کا پیرو تھا۔'' پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی لکھا کہ اس کی تین دادیاں اور نانیاں معاذ اللہ پناہ بخدا زناکار اور کسبن عورتیں تھیں جن کے خون سے مسیح علیہ السلام کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔

جس کو شک ہو وہ مرزا کی (ضمیمہ انجام آتھم کا ص۵ تا۹ خزائن ج۱۱ ص۲۸۹ تا ۲۹۳) دیکھے اور اسی طرح (ازالہ اوہام ص۶۲۹ خزائن ج۳ ص۴۳۹) پر لکھتا ہے کہ:

''۴۰۰ نبیوں نے معاذ اللہ جھوٹ بولا تھا۔''

اور پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ:

''قرآن شریف میں خدا نے تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ درج فرمایا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل حاشیہ ص۷۷ خزائن ج۳ ص۱۴۰)

اور نیز یہ لکھتا ہے کہ:

''قرآن شریف میں جو خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا تھا ''ومبشراً برسول یأتی من بعده اسمه احمد'' اس کا میں ہی مصداق ہوں کیونکہ آں حضرت کا نام تو احمد اور محمد تھا اور میرا نام صرف احمد ہے۔ اس لئے یہ آیت شریف میرے لئے ہی ہے نہ کہ آں حضرت کے لئے اور میں ہی اس کا مصداق ہوں۔''

(ازالہ اوہام حصہ۲ ص۶۷۳ خزائن ج۳ ص۴۶۳)

اور پھر اس پر بس نہیں کی بلکہ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۲۵۳ خزائن ج۳ ص۲۲۷، ۲۲۸)

پر یہ اس طرح لکھتا ہے کہ:
’’میں حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت یوسف، حضرت عیسیٰ حتی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا بھی مثیل ہوں۔‘‘

اور بعض جگہ ان سے بھی برتری کا دعویٰ کیا ہے۔

اور (ازالہ ص۲۹۱ خزائن ج۳ ص۴۷۳) پر لکھتا ہے کہ ’’بعض باتیں آں حضرت کو بھی نہیں بتائی گئیں جن کا علم مجھ کو دیا گیا ہے۔

جیسا کہ لکھتا ہے کہ ’’آں حضرت ﷺ کو معراج نہیں ہوا تھا بلکہ وہ ایک کشف تھا جس میں میں صاحب تجربہ ہوں یعنی حضرت ﷺ کو تو ایک دفعہ ایسا کشف ہوا تھا اور میں ایسے ایسے کشفوں میں تجربہ کار ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل حاشیہ ص۴۸ خزائن ج۳ ص۱۲۶)

اور پھر قرآن شریف کی آیت ’’ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ‘‘ کی نسبت لکھتا ہے کہ ’’یہ میرے لئے ہی ہے جو بطور پیش گوئی پہلے ہی سے کلام الٰہی میں درج ہے کیوں کہ میرے سوا اس کا کوئی دوسرا شخص مصداق نہیں بن سکتا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۹۳ خزائن ج۳ ص۱۹۳، حصہ دوم ص۶۷۵ خزائن ج۳ ص۴۶۴)

اور جگہ اپنے اشتہاروں وغیرہ میں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ’’جدھر میرا منہ ہے ادھر ہی خدا کا منہ ہے‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۷۰) اور اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ ’’تو میری شان ہے اور تو ہی سب سے اوّل مومن ہے‘‘ (تذکرہ ص۱۷۶ طبع چہارم) اور ’’میں تیری تعریف عرش پر کرتا ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۷۶ خزائن ج۱۳ ص۱۰۱)

پھر ایک شخص کریم بخش نام کا ایک خط اپنی تائید میں درج کر کے لکھتا ہے کہ ’’اس کو ایک شخص گلاب شاہ نام فقیر نے کہا تھا کہ عیسیٰ اب جوان ہوگیا ہے (مرزا) اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۷۰۸ خزائن ج۳ ص۴۸۲)

اور پھر بہت سی آیات قرآن شریف کو اپنے مطلب کے مطابق تحریف بھی کر لیتا ہے جیسا کہ آیت ’’ما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون‘‘ کو جو اپنے حق میں نازل ہونا لکھتا ہے تو اس میں دوسری ’’وما کان اللہ‘‘ کے پیچھے جو لفظ ’’معذبھم‘‘ قرآن مجید میں ہے اس کو ’’لیعذبھم‘‘ سے بدلا دیا ہے۔

(براہین ص۵۱۴ خزائن ج۱ ص۶۱۳، ۶۱۴ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

پھر آیت ’’وکذالک مکنا علٰی یوسف لنصرف عنہ السوٓء والفحشاء‘‘ کو اپنے حق میں نازل لکھ کر اخیر میں اس کے ترجمہ کے لکھتا ہے کہ ’’اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز (مرزا) مراد ہے اور اس آیت میں لفظ مکنّا کو مننّا سے تحریف کر دیا ہے اور اسی محرف لفظ کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم نے یوسف پر احسان کیا۔ انتہیٰ

(براہین احمدیہ ص۵۵۵ خزائن ج۱ ص۶۶۱،۶۶۲ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴)

اور اسی طرح اور بہت سی آیات قرآنی کو تحریف کیا ہے جو باعث طوالت قلم انداز کی گئی ہیں۔ غرضیکہ کوئی کلمہ کفر کا باقی نہ رہا ہوگا جو اس کی زبان اور قلم سے نہ نکلا ہو۔ اسی وجہ سے اس کو علماء عرب وعجم نے کافر قرار دیا ہے اور پھر یہ کمال بے باکی سے لکھتا ہے کہ ’’نبوت کا دروازہ ابھی تک بند نہیں ہوا۔‘‘ (توضیح مرام ص۱۹ خزائن ج۳ ص۶۰)

گویا یہ شخص آں حضرت ﷺ کو خاتم النّبیین نہیں مانتا جو صریح نص قرآن شریف کے برخلاف ہے[۱]۔

اس کے علاوہ اسی قسم کی اور سینکڑوں کفر کی باتیں ہیں جن کو مدنظر رکھ کر محض عوام الناس کو گمراہ ہونے اور اس کے دام تزویر سے حتی المقدور بچانے کے لئے یہ خاکسار تب سے ہی کمربستہ ہے اور بفضل خدا اس وقت سے تا ایں دم اس کی ردّ وقدح میں سرگرم ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی رہے گا۔ کیا کوئی دعویٰ سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے ان عقائد کی آڑے ہاتھوں خبر نہیں لی۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں اور ایک بھی نہیں جو یہ کہہ سکے۔ کیا میری سنان قلم کے جوہر آبدار کو مرزا بذات خود اور اس کے بعض چیدہ چیدہ مرید دل ہی دل میں نہیں بلکہ علانیہ نہیں مان گئے ہیں۔ بیشک بجان ودل ہزار جان سے مان گئے ہیں۔ ثبوت کے لئے (دیکھو مرزا کی کتابیں اور ہمارے خلاف خفیہ میموریل جو مرزا نے گورنمنٹ عالیہ دام اقبالہا کی خدمت میں روانہ کئے) مگر بقول سعدیؒ:

راستی موجب رضائے خداست ؎ کس ندیدیم کہ گم شد از راہ راست

ہم کو آج تک کسی نے پوچھا ہی نہیں اور مرزا کے سب میموریل ودیگر اسی قسم کی عرضداشتیں وغیرہ جو خلاف دین وآئین محض جھوٹ اور افتراء کی بنیاد پر تیار کر کے بھیجی گئی تھیں۔ وہ سب

[۱] اس کا مرید نور دین بھیروی (الحکم ۲۴/۸۹، نومبر) میں لکھتا ہے کہ ’’اب دھوکہ کی کیا ضرورت ہے۔ مرزا مرسل ہیں اور مرزا بھی اپنے آپ کو مرسل سمجھتے ہیں۔‘‘

کی سب ہمارے سچے اور پاک رسول کی برکت سے وہاں ردی کے ٹوکروں میں ڈال دی گئیں اور کیوں نہ ردّی کے ٹوکروں میں فضول کاغذات ڈال دیئے جاتے کہ ہماری عادل اور خیر خواہ گورنمنٹ اچھی طرح سمجھتی اور بخوبی جانتی ہے کہ یہ شخص عیسائیوں اور اہل رعایا گورنمنٹ عالیہ کو ان کے صریح عقائد کے برخلاف محض اپنی شہرت کے واسطے تنگ کرتا ہے۔ کیا عیسائیوں اور اہل اسلام کے لئے یہ کچھ کم صدمہ کی بات ہے کہ ان کے پیشوا اور ان کے اولوالعزم رسول کی نسبت اس نے اپنی کتابوں میں لکھا کہ:

''یسوع مسیح کی دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبن عورتیں تھیں۔ بلکہ یہ بھی لکھا کہ ان کے خون سے ہی یسوع مسیح کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵تا۹ خزائن ج۱۱ص ۲۸۹تا۲۹۳)

اور اسی طرح مسیح کی نسبت اور بہت سے کلمات غیر مہذبانہ لکھے ہیں جیسا کہ ''وہ ایک شعبدہ باز تھا۔'' وغیرہ وغیرہ (ازالہ اوہام ص۳۱۲ خزائن ج۳ص ۲۵۹)

اور یہ بدیہی امر ہے کہ جب ہم نے ایسی ایسی خرافات اور دل شکن تحریریں اس کی بلاکم وکاست اس کی کتابوں میں سے پبلک پر ظاہر کریں تو ہماری زبردست مدلل، موثر تحاریر اور تائید ایزدی کے مقابلہ پر جب کہ اس سے کچھ نہ بن سکا تو اپنے معدودے چند مریدوں کی تسلی اور تشفی کے لئے کہ کہیں یہ بھی رہی سہی (جیسا کہ اس کے بعض مرید توبہ کر کے اور اس سے دلی نفرت کا اظہار کر کے زمرۂ اسلام یعنی ہماری پاک جماعت میں داخل ہوگئے ہیں) فرنٹ نہ ہوجاویں تو بجبوریٔ تمام بحالت ناکام بخیال خام حاصل کلام عادت قدیمہ کے مطابق ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ کو ایک پیش گوئی بمصداق گوزشترنہ برآسمان نہ برزمین میعادی ۱۳ ماہ از ابتدائے ۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء تا ۱۵/جنوری ۱۹۰۰ء بدیں مضمون شائع کی کہ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی ابوالحسن صاحب تبّتی اور حضور فیض گنجور یعنی حضور ایجانب راقم الحروف اعنی ملّا محمد بخش قادری حنفی سہ کس صاحبان ذیشان رفعت مکان کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور پناہ بخدا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ایسی ذلت پہنچے گی کہ وہ اپنے ہاتھ کاٹیں گے کہ کیوں ہم نے ایسا لکھا اور اس پیش گوئی میں اس نے یہ بھی لکھا کہ اگر یہ تینوں صاحبان فی الواقع سچے ہیں اور میں ہی جھوٹا ہوں (یعنی مرزا) تو مجھ کو ذلت پہنچے گی۔ چنانچہ اس پیش گوئی کا خلاصہ آپ ہی مرزا نے یہ لکھا ہے:

’’یہ خداتعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جس کا ماحصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جن کا ذکر اس اشتہار میں ہے یعنی یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں۔ ان میں سے جو کاذب ہے وہ ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چوں کہ الہام کی بناء پر ہے اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہوکر ہدایت کی راہ ان پر کھولے گا۔ اس فیصلہ کو خدا نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اگر میں جھوٹا اور ظالم اور دجال ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا اور اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔ وہ خدا ہر ایک کا خدا ہے جھوٹے کی کبھی تائید نہیں کرے گا۔ اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ میں آ گیا، خداتعالیٰ سچوں کو فتح بخشے۔ آمین!‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص۶۱ ج۳)

اب پبلک غور فرمائے کہ پیش گوئی کے مطابق ۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء سے لے کر ۱۵/جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت اس فریق کو پہنچنی مقصود تھی جو فریق کاذب اور گمراہ تھا خواہ دونوں فریق میں سے کوئی کیوں نہ ہو۔

چوں کہ ۱۵/جنوری ۱۹۰۰ء تک اس پیش گوئی کی میعاد خود ہی مرزا نے ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں مقرر کردی تھی تو اب جب کہ وہ مقرر کردہ تاریخ گزر چکی ہے اور اس میعاد کے اندر اندر جس قدر خداوند کریم نے جس کا فضل وکرم ہمیشہ ہمارے شامل حال ہے۔ مرزا قادیانی کو ذلیل اور رسوا کیا ہے۔ کیا مرزا بذات خود ان ذلتوں کا انکار کرسکتا ہے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ کیا یہ اس کے لئے منجملہ اور ذلتوں کے جو ہم اسی اشتہار کے اخیر میں علیحدہ علیحدہ نمبروار لکھیں گے کچھ کم ذلت ہے کہ ۱۵/ہی تاریخ دسمبر ۱۸۹۸ء کو جس روز سے پیش گوئی کی معیاد شروع ہی ہونی تھی۔ اسی روز میاں مرزا مقدمہ فوجداری میں اسی پیش گوئی کی بناپر ملزم بن کر زیر دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری عدالت میں طلب ہوا اور اس مقدمہ میں مدعی سرکار ہوئی اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ بمصداق خودکردہ راعلاجے نیست۔ وہاں دوتین مہینہ کی خواری اور خجالت اور ذلت مزیدی برآں سینکڑوں کی زیرباری کے بعد خود مرزا کو ہی مفصلہ ذیل اقرارنامہ لکھ کردینا پڑا اور پھر کہیں رہا ہوا۔

نقل اقرارنامہ مرزاغلام احمد قادیانی بمقدمہ فوجداری، اجلاسی مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور:

مرجوعہ ۵/جنوری ۱۸۹۹ء۔ فیصلہ ۲۵/فروری ۱۸۹۹ء۔نمبر بستہ قادیان۔ نمبر مقدمہ ۲/۱۔سرکار دولتمدار بنام مرزاغلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ملزم الزام زیردفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

اقرارنامہ

میں مرزاغلام احمد قادیانی بحضور خداوندتعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

۱...... میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو، ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس اپیل (فریادودرخواست کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص (یعنی مسلمان ہوخواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔جس کا یہ منشاء ہو یا ایسا منشاء کہنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہوخواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۴...... میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست یا پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال، کافر، کاذب، بطالوی نہیں لکھوں گا (بٹالوی کے ہجے بٹالوی کئے جانے چاہئیں جب یہ لفظ بطالوی کرکے لکھا جاتا ہے تو اس کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے) میں ان کی پرائیویٹ زندگی یا ان کی خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہ کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

۵...... میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تاکہ وہ ظاہر کرے فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے نہ میں ان کو یا ان کے کسی

دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیش گوئی کرنے کے لئے بلاؤں گا۔

۶...... جہاں تک میرے احاطہ وقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر۱ و نمبر۲ و نمبر۳ و نمبر۴ و نمبر۵ و نمبر۶ میں اقرار کیا ہے۔

العبد گواہ شد

مرزا غلام احمد بقلم خود خواجہ کمال الدین بی.اے.ایل.ایل.بی

دستخط: جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴/فروری ۱۸۹۹ء

کیا یہ اقرار نامہ مرزا کے لئے کچھ کم ذلت ہے۔ اگر اس کو خدا کی طرف سے الہام ہوتے تھے اور یہ خدائی سلسلہ تھا تو کیا باعث کہ مرزا نے مارے خوف کے خدا کے حکم کی بھی پرواہ نہ کر کے اپنے قلم سے خود لکھ دیا کہ میں آئندہ کسی کی نسبت حتیٰ کہ چوہڑے اور چمار کے لئے بھی کوئی الہام یا پیش گوئی نہ کروں گا۔ یہاں تک کہ خدا کے پاس اس کے لئے درخواست بھی نہ کروں گا۔ کیوں کوئی ہے جو دم خم سے کہے کہ یہ باتیں مرزا کے لئے موجب ذلت نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بندش اس کے لئے ذلت سے بھی بدرجہا بڑھ کر ہے۔

پھر دیکھئے مرزا کا ۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء کو عدالت میں ملزم بن کر جانا کیا اس کے لئے تھوڑی ذلت ہے کیوں کہ یہ وہی ۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء کا دن تھا جس روز سے پیش گوئی کی معیاد شروع ہوکر ۱۵/جنوری ۱۹۰۰ء تک ختم ہونی تھی اور اسی معیاد کے درمیان یعنی ۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء سے لے کر ۱۳ماہ کے اندر اندر ۱۵/جنوری ۱۹۰۰ء تک فریق کاذب کو مرزا کی ہی پیش گوئی کے مطابق ذلت پہنچنی مقصود تھی۔ پس جب کہ تائید ایزدی ہر دم ہمارے شامل حال ہے تو ذلت مرزا کو ہی پہنچی اور ہم کو آج تک خدا کے فضل سے کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ تمہارے منہ

۱؎ ہمارے بیدار مغز حاکم مسٹر ڈوئی صاحب بہادر نے اپنی دانائی اور ذہانت طبع سے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس کا سلسلہ الہامی یوں ہی بناوٹی کارخانہ ہے اور اسی الہام کی آڑ میں لوگوں کو جو رعایا سرکار انگلشیہ میں تنگ کرتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس سے اس قسم کا اقرار نامہ لیا کہ آئندہ یہ اپنے رنج دہندہ الہاموں سے رعایائے سرکار کا دل نہ دکھائے ورنہ حکام ہمارے مذہبی فرائض میں جو عین قرآن شریف اور اسلام کے مطابق ہیں اپنی نیک نیتی کے باعث کبھی بھی دست اندازی نہیں کرتے اور نہ کسی کو تنگ کرتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ ہر ایک فرقہ آزادی سے اپنے مذہبی فرائض کو بہ اطمینان ادا کرتا ہے۔

میں کتنے دانت ہیں۔ **ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء!**

اب پبلک خود موازنہ کرے کہ مرزا کا عدالت میں مارے مارے پھرنا اور دربدر خوار وخجل ہونا اور پھر سینکڑوں کا زیر بار ہوکر اور اس پر بھی عدالت سے ناکام لوٹنا اور آئندہ کے لئے تادم مرگ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے یہ اقرار نامہ حاکم کے سامنے بصد خفت لکھ دینا کہ میں پھر کسی شخص کی نسبت خواہ وہ کسی فرقہ کا ہو کبھی بھی الہام نہ کروں گا کیا کچھ کم ذلت ہے اور اس پر طرّہ یہ کہ ایسا اقرار نامہ لکھ دینے پر بھی رہا کیا گیا نہ کہ بری۔ یہ باتیں مرزا کے لئے ڈبل ذلت کا باعث نہیں ہیں؟ اور اس قسم کی اور بہت سی ذلتیں مرزا کو میعاد مقررہ کے اندر اندر پہنچی ہیں جن کو ہم اخیر میں نمبروار لکھیں گے۔

مگر اب ہم کو یہ امر پبلک پر واضح ولائح کرنا ہے کہ مرزا نے اب جب کہ اخیر تاریخ پیش گوئی کی یعنی ۱۵؍جنوری ۱۹۰۰ء قریب آگئی اور اس پیش گوئی نے ہمارا بال تک بھی بیگا نہ کیا اور نہ مرزا ہمارا کچھ اکھاڑ سکا (؟؟؟) تو اب کھسیانے ہوکر محض پبلک کو مغالطہ دہی کی غرض سے مرزا نے پیش بندی کر کے بذریعہ اشتہار مؤرخہ ۱۷؍دسمبر ۱۸۹۹ء (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۱۹۲ تا ۲۱۷) اپنی جانب سے کوشش کر کے مفصلہ ذیل باتوں کو موجب ذلت قرار دیا ہے۔

اوّل: مولوی محمد حسین صاحب کا مہدی کے آنے سے انکار کرنا اس کے لئے موجب ذلت ہے۔

دوم: مولوی محمد حسین صاحب کا عدالت میں جانا اور وہاں اقرار کرنا کہ میں آئندہ قادیان کو چھوٹے کاف سے نہ لکھوں گا وغیرہ وغیرہ یہ بھی اس کے لئے موجب ذلت ہے۔

سوم: عربی الہام میں ایک فقرہ اتعجب لا امری کو مولوی محمد حسین صاحب نے غلط کہا یہ بھی اس کے لئے ایک ذلت ہے۔

چہارم: مولوی محمد حسین نے اپنی نسبت عدالت کے فیصلہ کے مطابق تو بری کہا اور میری نسبت (یعنی مرزا کی نسبت) رہا کیا گیا کہا۔ اگر دیکھا جاوے تو رہا کے معنی بھی بری کے ہی ہیں۔ پس مولوی محمد حسین صاحب نے جو ایک بڑا عالم کہلاتا ہے ایسے معنی کرنے میں سخت غلطی کھائی ہے۔ پس اس لئے یہ بھی اس کے لئے ایک ذلت ہے۔

پنجم: ملاّ محمد بخش مینیجر اخبار جعفر زٹلی کی بھی قلمیں ٹوٹ گئیں کہ اب وہ کچھ نہیں لکھتا۔ پس یہ اس کے لئے موجب ذلت ہے۔

ششم: میرے گھر میں چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا ہے اور وہ میرے (یعنی مرزا کے لئے تو موجب برکت اور فریق مخالف کے لئے باعث ذلت ہے اور اس لڑکے کا پیدا ہونا عبدالحق صاحب غزنوی کی حین حیات میں ہی لکھا تھا اس لئے یہ ان کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا۔

ہفتم: مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب[1] امرتسری کی معرفت معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب کو سرکار انگلشیہ کی طرف سے چار مربع زمین ملی ہے پس زمین کا ملنا بھی ان کے لئے موجب ذلت ہے۔ کیوں کہ زمیندار لوگ معاملہ اور دیگر پروانہ جات سرکار کی نوشت خواند اور اس کی تعمیل نہ کرنے میں خوار اور ذلیل ہوتے ہیں بلکہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ کھیتی کا لوہا اور آلہ کسی قوم میں نہیں آتا۔ جو اس قوم کو ذلیل نہیں کرتا۔ پس مولوی محمد حسین صاحب کو سرکار کی طرف سے زمین کا ملنا گویا اس کے لئے موجب ذلت ہے۔''

اب پبلک خود انصاف کرے کہ یہ شخص یعنی مرزا کسی قسم کے لایعنی اوہام اور خیال والا آدمی ہے۔ کیا جن جن باتوں کو اس نے ذلت قرار دیا ہے۔ جہان گواہی دیتا ہے کہ فی الواقع وہ ذلتیں ہی ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ افسوس صد افسوس اس کے ایسے لکھنے پر اور لاکھ افسوس جو اس کی ایسی ایسی دور از عقل و نقل باتوں کو خدائی الہام سمجھ کر مانیں۔ یہی باعث ہے کہ اب لوگ جوق در جوق اس کی اس قسم کی تحاریر کو دیکھ دیکھ کر اس سے ہٹتے چلے آرہے ہیں اور بصد خوشی توبہ کر کے زمرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ مرزا خود جانتا ہے اور اس کو بخوبی معلوم ہے کہ اب جلسہ الوداعی پر اس کے کتنے مرید آئے اور اس کے لئے کس قدر زر چندہ بھی ساتھ لائے۔ اب وہ خواہ کتنا ہی لطائف الحیل اور دم دلاسہ سے مریدوں کی اس پیش گوئی کے پورا ہونے کی تاویلات رکیک سے دعویٰ کرے۔ مگر دانا تو سمجھ گئے ہیں اور تاڑ نے

[1] مولوی صاحب موصوف نے ۲۳؍نومبر ۱۸۹۹ کے اخبار عام میں مرزا کی پیش گوئی کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا جس میں یہ ذکر بھی تھا کہ مرزا کی پیشین گوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب کو ایک ریاست سے وظیفہ ملا اور سرکار سے چار مربع زمین ملی۔ کیا یہی ذلت مولوی صاحب پر آئی جس سے پیش گوئی کا صدق سمجھا جاوے۔ اس کے جواب میں مرزا نے لکھا تھا کہ زمین کا ملنا بھی ایک قسم کی ذلت ہے۔ ہمیں اس ذلت کے پہنچنے کی خبر نہ تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے لکھنے سے معلوم ہوا: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

والے تاڑ گئے ہیں لیکن بے وقوفوں کا کچھ ذکر نہیں۔ بعض حضرات نے تو مرزا کے مریدوں میں سے ہمیں مل کر کان کو ہاتھ لگایا ہے کہ آئندہ قادیان کا نام تک نہ لیں گے۔ ایسی پیش گوئی اور یہ کچی تاویلیں جن پر ایک طفل مکتب بھی ہنستا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں **لعنة الله علی الکاذبین**! کہو جی مرزا آمین!

اب ہم پبلک پر ہر ایک شق کا جس کو مرزا ذلت کے نام سے نامزد کرتا ہے جواب دے کر یہ ثابت کریں گے کہ آیت کریمہ کے مطابق **لعنة الله علی الکاذبین** کا کون مورد بنتا ہے۔

جواب شق اوّل

کیوں مرزا قادیانی اگر بفرض محال بصد قیل وقال کوئی شخص مہدی کے آنے کا انکار کرتا ہے تو کیا تم اسی مہدی کے آنے کا اقرار کرتے ہو۔ اگر تمہارا ابھی انکار اور اسی عقیدہ پر اصرار اور دارومدار ہے جیسا کہ تمہاری کتابوں سے آشکار ہے تو افسوس ہے تمہاری اس نوشت وخواند پر دعویٰ تو کرنا کہ ''میں مثیل مسیح ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

مگر افسوس کہ مسیح کی نصیحت پر تمہیں عمل نصیب نہ ہوا۔ دیکھو انجیل میں مسیح کیا کہتا ہے کہ ''اے یار پہلے اس شہتیر کو جو تیری آنکھ میں ہے نکال پھر تو دوسرے کا تنکا بآسانی نکال سکے گا۔'' کیوں سچ کہنا کیسے پتہ کی بتائی ہے۔ اگر اب بھی ہمارے جواب کو جواب نہ مانو اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آؤ تو ہم کہتے ہیں کہ **لعنة الله علی الکاذبین**! اور کہو جی مرزا آمین!

جواب شق دوم

مولوی محمد حسین صاحب کا عدالت میں جانا تو تم نے ذلت کے نام سے نامزد کیا مگر تم جو زیر الزام دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری بحیثیت ملزم طلب ہوئے تو اس ذلت کا نام ہی نہیں اور پھر لطف یہ کہ وہاں جو تم نے مچلکہ لکھ دیا کہ میں آئندہ تادم زیست کسی شخص کی نسبت کبھی بھی الہام یا پیش گوئی نہ کروں گا۔ اس ڈبل ذلت کا خیال ہی نہیں۔ شرم، شرم، شرم۔ ہم تو کہتے ہیں کہ **لعنة الله علی الکاذبین**! کہو جی مرزا آمین!

پھر لیکھرام کے قتل کے متعلق جو تمہاری خانہ تلاشی ہوئی (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۸۱) جو ایک شریف اور بھلے مانس آدمی کے لئے تو باعث سبکی اور بے عزتی اور اوّل درجہ کی ذلت

خیال کی جاتی ہے۔ مگر تم اس کو ذلت نہ سمجھو اور مولوی محمد حسین صاحب کا عدالت میں سرکاری حکم کی تعمیل کو بجالانے کے لئے جانا تو تم ذلت لکھو اور اس کی دلیل یہ بیان کرو کہ شریف آدمی کبھی اس طرح کچہری نہیں جاتے اور جب تم خود ملتان میں ایڈیٹر صاحب ناظم الہند کے مقدمہ میں بلائے گئے اور وہاں وکلاء کی جرح میں ذلت اٹھائی، اس کا نام ہی ندارد۔ کیا یہ سب باتیں جھوٹ ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین! کہو جی مرزا آمین!

جواب شق سویم

مولوی محمد حسین صاحب کا تمہاری من گھڑت عربی کے ایک الہامی فقرہ کو تمہارے ہی قول کے مطابق غلط کہنا جس کا تمہارے پاس کچھ بھی ثبوت نہیں کہ انہوں نے ایسا کہا بھی ہے یا نہیں۔ اس میں تو ان کی ذلت سمجھی جاوے اور تم جو فی الواقع ہی غلط لکھو تو اس کی کچھ پرواہ ہی نہیں۔ اس کا شاید تمہارے پاس اگر جواب ہوگا تو یہی ہوگا کہ جس طرح مجھ کو الہام ہوا ہے میں نے بلاکم وکاست لکھ دیا ہے۔ پس اپنے لئے تو یہ تاویل اور دوسروں کے لئے وہ خیال۔ افسوس۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

تمہاری عربی عبارت میں اس قدر غلطیاں پائی گئی ہیں کہ اگر چاہو تو ایک مکمل فہرست اغلاط تیار کر کے شائع کردی جائے جس سے یہ معلوم ہوگا کہ تمہارا ایک بھی فقرہ عربی عبارت کا غلطی یا کم از کم ضعف وسقم سے خالی نہیں جو واقعی زبان کی ناواقفی کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔ ان شاء اللہ اگر آئندہ ضرورت محسوس ہوئی تو ہم نہایت وسعت سے آپ کی بعض عربی عبارات اور اشعار کا موازنہ کر کے بتلائیں گے۔ بھلا آپ کے رسالہ حمامۃ البشریٰ کے اخیر میں جو قصیدہ ثبت ہے اس کے مطلع کے پہلے مصرع کو کسی عروضی وزن کے معیار پر تو جانچیں پھر اسے اگلے صفحہ کے شروع پر جو یہ شعر ہے:

علی اجدر الاسلام نزلت حوادث   وذاک بسیئات تذاع وتنشر

(حمامۃ البشریٰ ص۹۸ خزائن ج۷ ص۳۲۶)

اوّل: اس شعر میں اوّل تو اجدر جمع جدار بمعنی دیوار لکھی گئی ہے جس کے لئے کوئی کتاب لغت شہادت نہیں دیتی۔ کیوں کہ لفظ جدار کی جمع جدر بمعنی جدران آئی ہے۔ اجدر نہیں آئی۔

دوم: ازروئے وزن عروض نزلت کے جو صیغہ ماضی مؤنث ہے ساکن العین کیا

گیا ہے بھلا کیوں؟ کیا کسی اہل زبان نے فَعَلَتُ کو فَعُلَتُ بضرورت شعری لکھا ہے۔ سند عرب عاربہ کی کلام سے مطلوب ہے۔

سوم: سیئات جمع سیئۃ کی ہے جو مہموز اللام ہے مگر آپ کے شعر مذکور میں باسقاط ہمزہ و بہ تشدید یاء پڑھیں تو وزن درست ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ مگر اس طرح پڑھنا لفظ کی ساخت کو خلاف قیاس وخلاف طریق زبان بگاڑنا ہے۔ پھر آگے آپ ایک شعر میں لکھتے ہیں ''ورکب لمنا یاقددناهم الخ'' (حمامۃ البشریٰ ص۹۸ خزائن ج۷ص۳۲۷) کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ کبھی دنا یدنو بلا صلہ من استعمال ہوا ہے۔ البتہ من محذوف ہوسکتا ہے جیسے دنــــیٰ فتــدلّٰی مگر بلا حرف من متعدی الیٰ غیر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ اہل زبان کی کلام میں دنا منہ دیکھا گیا ہے دناہ کہیں نہیں پایا گیا۔

اسی قصیدہ میں سینکڑوں اور اغلاط واسقام بھی موجود ہیں پھر تم کس برتے پر مولوی محمد حسین صاحب پر مضحکہ اڑاتے ہو۔ کیوں ابھی تسلی نہیں ہوئی؟ اچھا آئندہ فہرست اغلاط پیش کرنے سے آپ کو مطمئن کیا جائے گا۔ اگر مولوی محمد حسین کے لئے بقول تمہارے بفرض محال ایک فقرہ کے معنی غلط بیان کرنے پر (کیوں کہ ایک ایسے جلیل القدر اور مقتدر عالم کا ایک الہامی فقرہ کو (پھر وہ فقرہ بھی کس کا؟ مرزا کا) غلط قرار دینا باعث ذلت ہے تو تم نے جو ایسی غلطیاں کی ہیں جن کا ایک شمہ ابھی بیان ہوا ہے۔ کیا یہ تمہارے لئے موجب ذلت نہیں۔ کیا عربی میں تمہاری یہی لیاقت ہے جس پر ایک طفل مکتب بھی ہنستا ہے۔

لیجئے اب فارسی میں دیکھئے کہ اس میں آپ نے کیا درافشانی کی ہے۔ بھلا مرزا قادیانی! تم نے جو عریضہ فارسی میں بخدمت ضیاء الملۃ والدین امیر المؤمنین ہز ہائینس امیر عبدالرحمٰن خان والی دولت خداداد افغانستان روانہ کیا ہے۔ علاوہ اور سینکڑوں غلطیوں اور اعتراضات کے جو کسی دوسرے وقت معرض تحریر میں لائی جائیں گے۔ تمہارا یہ فقرہ ''آں مردم سخت خطا میکند کہ ایں چنیں می فہمند کہ گویا عیسیٰ علیہ السلام تاہنوز برآسمان زندہ است حاشا وکلا ہرگز نیست'' کب صحیح اور درست ہے۔ اس تمہاری ایک سطر سے بھی کم عبارت میں تم ہی کہو کس قدر غلطیاں ہیں۔ اب بغور ہوش سنئے۔ لفظ ایں، گویا، تا۔ کس لئے تم نے بے محل لکھے

ہیں کیا تم اسی لیاقت علمی پر ناز کیا کرتے ہو[1]۔ سچ ہے:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا — جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

واہ میاں مرزا! کیوں نہ ہو اونچی دکان اور پھیکا پکوان۔ سچ کہنا، کچھ بھی شرم کرو گے یا نہیں۔ میاں مرزا قادیانی گویا تو بیچارہ گلا پھاڑ پھاڑ بلا سر اور تال گا رہا ہے کہ میری اس عریضہ میں خصوصاً اس سطر میں کچھ بھی ضرورت نہیں۔ پھر ایسے شخص کے روبرو جو امیر المؤمنین ہے۔ تجھے کچھ بھی شرم نہ آئی۔ فارسی دان تو بخوبی سمجھ گئے ہیں کہ گویا کے پہلے جو کاف ہے جب وہی بذات خود بیانیہ ہے تو تمہارا اس کے بعد پھر گویا لکھنا کیا ہی زیب دے رہا ہے۔ پرائمری فیل شدہ بھی اس پر ہنستا ہے چہ جائیکہ ایک عالم۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں مرزا قادیانی بڑے مولوی ہیں۔ بڑے عالم ہیں، فاضل ہیں، یہ ہیں، وہ ہیں۔

اب ان کو چاہئے کہ چلّو بھر پانی تلاش کریں۔ بھلا اس گویا کو جانے دیں۔ اس کے سر پر خاک ڈالیں جس نے تم کو ایسا ذلیل کیا کہ تم اس وقت اپنے ہاتھ کاٹتے ہو کہ کیوں ان ہاتھوں نے ایسا لکھا۔ اب تم ہی کہو (اور علم والے اور صاحب ادراک وفہم غور فرماویں) کہ تم نے لفظ ایں کو کیسا بے محل لکھا ہے۔ خدارا ناظرین انصاف فرماویں کہ کیا یہ شخص فارسی میں کچھ بھی دسترس رکھتا ہے جس نے بڑے فخر سے یہ لکھا ہے کہ ’’ایں چنیں می فہمند‘‘ میں کہتا ہوں کہ اب ان اشخاص کو جنہوں نے بلا سوچے سمجھے اس کا دماغ بانس پر چڑھا دیا ہوا ہے۔ اس کی ایسی لیاقت علمی کو دیکھ کر چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔ اب دیکھئے مرزا کا لکھنا ’’تا ہنوز برآسمان‘‘ میں پوچھتا ہوں کہ مرزا کو اس جگہ ہنوز کے پہلے تا لکھتے کچھ بھی غیرت نہ آئی؟ سوچنے کا مقام ہے کہ جب ہنوز کے ہی معنی بذات خود اب تک ہیں تو تا کے لکھنے کا کیا فائدہ۔

کیا مرزا قادیانی اسی لیاقت پر بے فائدہ ناز کیا کرتے ہو؟ جب تمہارے فارسی لیاقت کا یہ

[1] مرزا کہا کرتا ہے کہ میں فارسی نژاد ہوں (کتاب البریہ ص۱۳۴ خزائن ج۱۳ ص۱۶۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ) کیا جو شخص فارسی الاصل ہو وہ ایسی ہی گورداس پوری فارسی لکھا کرتا ہے۔ زبان دان اور عالم تو کما حقہ سمجھ گئے ہیں کہ یہ فارسی تو عجیب قسم کی ہے۔ اگر اس فارسی کا نام قادیانی فارسی لکھا جاوے تو روا ہے اور خانگی بولی جائے تو بجا ہے ورنہ یہ اصل فارسی تو نہیں۔ ہاں لدھیانہ کی بولی ہو تو خبر نہیں۔ کیا فارسی الاصل ایسی ہی فارسی لکھا پڑھا کرتے ہیں۔ لعنة اللہ علی الکاذبین!

حال ہے تو بس ہمارا فقط یہ سوال ہے کہ کیوں تم نے کبھی اہل زبان سے ہی اصلاح نہ لے لی کہ اب تم کو پبلک میں ڈبل ذلت اٹھانی پڑی۔ جو لوگ مرزا کو عالم فاضل سمجھتے ہیں۔ اگر اب تک مرزا کی ان ذلتوں کو بھی دیکھ کر چلو بھر پانی میں نہیں ڈوب مرے تو ان کی بھی ایسی زندگی پر حیف ہے کہ مرزا نے بڑی مشکل سے سالہا سال کے جدوجہد سے اگر ایک سطر فارسی میں لکھی بھی تو اس میں بھی اور غلطیوں کے علاوہ تین بڑی اور ڈبل غلطیاں پائی گئیں اور غلطیں بھی کیسی جن پر پرائمری فیل شدہ بھی زور زور سے قہقہہ لگاتا ہے۔

اب مرزا یا کوئی اس کا معاون کہہ سکتا ہے کہ یہ مرزا کے لئے ذلت نہیں۔ ہاں یک ذلت نہیں بلکہ اس ایک سطر کے لکھنے میں تین ذلتیں اور ذلتیں بھی کیسی ڈبل۔ اگر کوئی پوچھے کہ ڈبل کیوں تو اس کا جواب صاف یہ ہے کہ مرزا کو جب اس مختصر سے علم پر اس قدر ناز ہے کہ اس کے ساتھ اس نے اپنے آپ ہی محدث اور مجدد کی پخ لگائی ہوئی ہے اور با ایں ہمہ دعویٰ ایسی غلطیں تو پھر ڈبل ذلت نہ ہوئی تو اور کیا۔ کیوں سچ کہنا میاں مرزا اب کس کی ذلت ہو رہی ہے۔ اگر تم کو اس اپنی ذلت پر بھی شک وشبہ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ **لعنة اللّٰہ علی الکاذبین**! اور کہو جی مرزا آمین!

جواب شق چہارم

جب کہ یہ دو لفظ ''رہا'' اور ''بری'' قانونی الفاظ ہیں اور واضعان قانون نے انکا علیحدہ علیحدہ محل انہیں الفاظ کے معنوں اور مفہوم کے مطابق سوچ سمجھ کر ہزار غور و پرداخت اور سینکڑوں طرح کی چھان بین کے بعد الگ الگ نام رکھے ہیں تو جس مقدمہ میں تم زیر دفعہ (۱۰۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری ملزم بنائے گئے تھے۔ پس اس مقدمہ میں چوں کہ تم کو سرکار نے اقرار نامہ لے کر ''رہا'' کیا تھا نہ کہ ''بری'' تو تمہاری نسبت ''رہا'' کا لفظ لکھنا جب کہ فیصلہ کے مطابق عین صحیح ہے تو پھر تمہارا ''رہا'' کے معنی ادھر ادھر کی ہیرا پھیری سے ''بری'' کر کے اس سے فریق مخالف کی ذلت نکالنے کو کون صاحب عقل تسلیم کرے گا اور تمہاری اس بے جا تاویل پر کون سا عقل مند ہے جو نہیں ہنستا اور یہ ظاہر اور بدیہی امر ہے کہ تمہارا اپنی سمجھ کے مطابق نہیں نہیں دیدہ ودانستہ ''رہا'' کے معنی ''بری'' کرنا گویا واضعان قانون اور بالادست حکام کو (جو ان دونوں لفظوں سے اپنے اپنے محل پر کام لیتے ہیں اور انہیں الفاظ کے مطابق

لاکھوں مقدمات ان کے ہاتھوں سے انفصال پاتے ہیں) ان ڈائیرکٹ جھوٹا کہتا ہے۔ حالاں کہ واضعان قانون وہ بیدار مغز اعلیٰ حکام اور بعض انہیں بڑے بڑے جلیل القدر ممبر پارلیمنٹ بھی ہیں کہ جن کے نام نامی سننے سے مرزا قادیانی تھرّ اجائیں بلکہ ان کے مقرر کردہ حکام وہ ہیں کہ جن کے سامنے مرزا کے منہ سے کیا طاقت کہ بات بھی نکل سکے اور کیا تاب کہ ان کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر دیکھ سکے لیکن اپنی چار دیواری میں ہی بیٹھ کر اپنے آپ کو سچا کرنے کے لئے ان عالموں اور فاضلوں اور داناؤں مذکورہ بالا کی مقرر کردہ الفاظوں کو غلط قرار دینا اپنے آپ کو اس شعر کا مصداق بنانا ہے:

آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالدہر بماند

اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی تم فقط یہ کوشش کرتے ہو کہ فریق مخالف کسی طرح ذلیل ہو خواہ اس میں جلیل القدر حکام بلکہ بعض ممبران پارلیمنٹ پر بھی کیوں نہ حرف آئے۔ افسوس صد افسوس اور پھر یہ دعویٰ کہ میں گورنمنٹ کا خیر خواہ ہوں۔

واقف کار اور قانون دان تو کما حقہ سمجھ گئے ہیں کہ یہ تو تمہاری اچھی عقل ہے کہ ''رہا'' کے معنی ''بری'' کئے ہیں اور یہی باعث ہے کہ تم مختاری کے امتحان میں بھی فیل ہو گئے تھے۔ (سیرت المہدی ج۱ ص۱۵۶ روایت نمبر۱۵۰ قدیم، سیرت المہدی ج اوّل حصہ ص۱۴۲ روایت نمبر ۱۵۰ جدید) سچ ہے جو ''رہا'' کے معنی ''بری'' کرے کیا وہ اس لائق ہے کہ امتحان مختاری میں پاس ہو جاوے۔ ہرگز نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین!** کہو جی مرزا آمین!

پبلک پر واضح ہو کہ مرزا اس مقدمہ فوجداری میں جو اس پر زیر دفعہ (۱۰۷) ضابطہ فوجداری دائر ہوا تھا۔ جس کا ذکر پہلے ہی ہم کر چکے ہیں۔ اس میں یہ اس شرط پر رہا ہوا تھا کہ اس نے اقرار کیا تھا کہ آئندہ میں الہام وغیرہ نہ کروں گا (جیسا کہ اوپر اقرار نامہ پورا پورا حال درج کر دیا گیا ہے) پس اگر وہ پھر کسی شخص کے لئے الہام یا پیش گوئی وغیرہ کرے گا تو اسی دفعہ (۱۰۷) کے مطابق پکڑا جائے گا۔ اس لئے سرکار نے اس کو رہا کیا ہے۔ کیوں کہ جرم ابھی قائم ہے۔ فقط شرائط اقرار نامہ پر کہ میں آئندہ ایسے جرم کا مرتکب نہ ہوں گا، چھوڑا گیا۔

اب اس الزام سے جو رہا کے لفظ کا مفہوم ہے اپنے آپ کو مریدوں میں ذلیل ہونے سے بچانے کے لئے اور پبلک کو مغالطہ دینے کے لئے رہا کے معنی تاویلات رکیکہ سے بری کرتا ہے۔ مریدوں کو چاہے کچھ ہی کہہ سن کر اپنی مخلصی کر لے مگر یار لوگ کب مانتے ہیں۔

کیوں سچ ہے یا نہیں۔ہم تو کہتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین! اور کہو جی مرزا آمین!

جواب شق پنجم

یہ جو تم نے لکھا ہے کہ ’’ملاّ محمد بخش جعفر زٹلی کی قلمیں ٹوٹ گئیں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۳۲،خزائن ج۱۵ص۴۳۵) کیا یہ سچ ہے افسوس ہزار افسوس یہ تو وہی مثل ہوئی کہ دروغ گویم برروئے تو۔ہم تو کہتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین! کہو جی مرزا آمین!

حضور این جانب کے قلم خارا شگاف کا حال اپنے دل سے پوچھئے اور اپنے مریدوں باصفا و بے صفا سے پوچھئے جنہوں نے مع تمہارے ہمارے برخلاف ہمارے حریر قلم سحر کار سے چونک کر خفیہ ہی خفیہ طرح طرح کے منصوبہ باندھے۔الحکم کو دیکھئے جو تمہاری طرف سے ہمارے سنان قلم جوہر دار کا زخم کھائے ہوئے۔ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ رورو کر زہر اگلتا تھا۔خصوصاً ہماری اور تحاریر کو چھوڑ کر اسی اشتہار کو دیکھئے کہ کیا تمہیں شرمندہ و ذلیل اور جھوٹا کرنے کے لئے کچھ کم ہے[1]۔نہیں نہیں ہرگز نہیں۔تمہیں چاہئے کہ پہلے بات کو تولو اور پھر منہ سے بولو اور ہم تو کہتے ہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین! کہو جی مرزا آمین!

کدھر ہیں وہ لوگ جو بن دیکھے اور بن سوچے یہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا ایک بڑا عالم ہے بلکہ علامہ دہر ہے۔اب وہی لوگ جو اس کی کاسہ لیسی کیا کرتے ہیں بھلا بتائیں تو سہی کہ کیا یہی میاں مرزا کی فضیلت اور علمیت ہے کہ ہماری نسبت لکھتا ہے کہ ’’ملا محمد بخش کی قلمیں ٹوٹ گئیں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۳۲،خزائن ج۱۵ص۴۳۵)

اے ناظرین اور اے انصاف پسند پبلک برائے خدا انصاف سے کہنا کہ ایسے شخص کو جسے قلم کی تذکیر و تانیث تک کا علم نہیں اور اس سے بھی بے بہرہ اور محض ناواقف ہے ایک عالم کہنا خلاف عقل مندی اور بے انصافی ہے یا نہیں؟ صاحبو! کیا ہم اس کو ایک طفل مکتب سے بھی گیا گزرا نہ سمجھیں گے؟ جس کو اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ قلم کیا شئے ہے۔کیا مرزا کو شرم نہ آئی کہ اس نے لکھا کہ ’’ملا محمد بخش کی قلمیں ٹوٹ گئیں۔‘‘ (ایضاً) اور اس پر یہ دعویٰ کہ ہمچو من دیگرے نیست۔کیا اس کی ایسی تحریر سے یہ ثابت نہیں ہوگیا کہ اس کو عربی اور فارسی تو کجا علم مروجہ میں بھی جس سے ہماری مراد اس وقت ہندوستان کی بول چال ہے ہرگز کچھ بھی

[1] کسی جلاہے کو تیر جالگا تھا تیر کو نکال لہو پونچھ پونچھ کر کہتا جاتا تھا کہ خدا جھوٹ کرے تیر نہ لگا ہو۔

دسترس نہیں۔ قلم کو بڑے بڑے نامی عالموں اور فاضلوں نے بصیغہ تذکیر لکھا ہے۔

دیکھئے مولانا ابراہیم ذوق لکھتے ہیں:

ہوا حمد خدا میں دل جو مصروف رقم میرا الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

خیال کرنے کی جگہ ہے کہ اگر مرزا کچھ بھی علم رکھتا ہوتا تو وہ قلم کو کبھی بھی بصیغہ تانیث نہ لکھتا جیسا کہ اس نے لکھا ہے کہ ''ملا محمد بخش کی قلمیں ٹوٹ گئیں'' جس شخص کو ان الفاظ کی جن کو ہم لوگ اردو زبان میں روزمرہ استعمال کرتے ہیں کچھ خبر نہیں۔ پھر عالم کہلا کر اور اس پر اسی ملک کا باشندہ ہوکر افسوس صد افسوس۔ کیا ایسے شخص کو عالم اور فاضل سمجھنا محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟ اب ان لوگوں کو جو اپنی نادانی اور کم سمجھی سے اس کو مولوی یا منشی بھی خیال کرتے ہیں۔ یہ چاہئے کہ اس بے علم مولوی کا ساتھ چھوڑیں اور قادیاں کو دونوں ہاتھوں سے خیر باد کہیں اور اگر مرزا قادیانی تمہاری ایک نظیر سے تسلی نہیں ہوئی تو لیجئے دوسری اور نظیر موجود ہے۔ بہادر شاہ ظفر لکھتے ہیں:

لکھتا ہوں تیرے حسن خداداد کی تعریف ہے کلک[1] میرے ہاتھ میں جبریل کے پر کا

کیوں سچ کہنا اب کون ذلیل ورسوا ہورہا ہے۔ اس علمیت پر فخر کیا کرتے ہو جس کی آج مٹی پلید ہورہی ہے جو لوگ تمہاری نسبت یہ کہا کرتے ہیں کہ وہ ایک جیّد عالم ہے۔ کیا اب ان کے ڈوب مرنے کا وقت نہیں۔ اگر ان کو ایک ذرہ بھر بھی غیرت ہوگی تو آئندہ کان کو ہاتھ لگادیں گے۔ نہیں تو چلو بھر پانی میں ڈوب مریں تو ان کے لئے اس زیست سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ اب اگر دوسے بھی تمہاری تسلی نہ ہو تو تیسری دلیل بھی موجود ہے:

قلم بھی رہ گیا ہر بار نقطے دے کے ناخن پر
نہ سوجھی جب کوئی تشبیہ روے شبہ کے خانوں کی

حوالہ کے لئے دیکھو(اخبار عام مؤرخہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۰ء ص۵ کالم سوئم)

کیا مرزا قادیانی اب بھی اتنی ڈبل ذلت کے بعد پھر بھی کبھی لکھو گے کہ ''قلمیں ٹوٹ گئیں۔'' ہم کہتے ہیں کہ اگر تمہاری ان تینوں سے بھی تسلی نہ ہو تو چوتھا شعر اور سنئے:

قلم نے لوح پر نام محمد جب لکھا ہوگا خوشی سے بڑھ کے فوراً شاخ طوبیٰ بن گیا ہوگا

کیوں جی مرزا اب بھی کچھ شک وشبہ ہے تو لیجئے ایک اور پانچواں نمونہ فارسی میں

[1] کلک بمعنی قلم۔

پیش کرتا ہوں جو چھوٹے بچے تک بھی جانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ تم کو اب تک اس قدر بھی خبر نہیں:

قلم گوید کہ من شاہ جہانم قلم کش را بدولت میرسانم

چھٹا اور سنئے:

قلم کہتا ہے میں شاہ جہاں ہوں مجھے جو لکھ سکے سلطان بنادوں

اب بھی اگر تم یہ کہو اور لکھو کہ ''ملا محمد بخش کی قلمیں ٹوٹ گئیں'' تو بریں عقل و دانش بباید گریست۔

ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ تمہارے مرید محمد علی ایم.اے نے (اخبار عام مؤرخہ ۱۲/اکتوبر ۱۸۹۹ء ص۵ کالم اوّل سطر ۳۷) پر منشی امام الدین صاحب کو مخاطب کر کے یہ لکھا تھا ''اگر آپ کی اس قدر واقفیت تھی تو قلم ہی کیوں اٹھائی تھی۔'' جس پر منشی صاحب موصوف نے اخبار عام مؤرخہ ۱۳/نومبر ۱۸۹۹ء کے (ص۴ کالم اوّل) پر اس کو ایسا دندان شکن جواب دے کر لکھا تھا کہ تمہیں ایم.اے کی ڈگری حاصل کر کے بھی اس وقت تک یہ خبر نہیں کہ قلم اٹھائی لکھنا ہے یا قلم اٹھایا۔ کاش کہ مرزا قادیانی اگر تم منشی امام الدین صاحب کا وہ جواب بخوبی پڑھتے جس کے جواب الجواب میں میاں محمد علی ایم.اے بھی ساکت ہوگیا تھا اور آج تک اس سے اس کا کچھ جواب نہ بن سکا تو اس وقت تم ''قلمیں'' ٹوٹ گئیں لکھ کر کبھی اپنی ایسی ذلت نہ کراتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ میرا کانشنس کہتا ہے کہ تم نے بیشک وہ جواب منشی امام الدین صاحب کا ضرور پڑھا ہوگا۔ مگر تم کو اس سے سبق حاصل نہیں ہوا۔ بقول شخصے:

تہی دستاں قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

مولوی محمد حسین کی نسبت آپ نے اپنے آپ ہی یہ لکھ کر کہ اس کو عربی فقرہ کی (جو تمہارا ہی غلط بلکہ اغلط الہام تھا) معنی نہیں آئے۔ یہ کہا کہ اس کی ذلت ہوگئی اور خود بدولت نے اردو لکھنے میں صریح اپنے ہی اشتہار میں ایسی غلطی کی کہ تذکیر و تانیث میں فرق نہ پہچانا۔ اس کا ذکر ہی نہیں۔ کیوں مرزا قادیانی، سچ کہنا کہ اب بھی حضور ایں جانب کے تیغۂ قلم کا جوہر مانو گے یا نہیں۔ مگر یاد رہے کہ سب سے مقدم بات یہی ہے کہ ہم کہتے ہیں۔ **لعنة اللہ علی الکاذبین!** اور کہو مرزا قادیانی آمین!

جواب شق ششم

مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کے لکھنے پر مرزا قادیانی تم کو معلوم ہوا کہ مولوی محمد حسین صاحب کو زمین ملی ہے جس پر تم نے لکھا کہ یہ بھی ان کے لئے موجب ذلت ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۷) ہم پوچھتے ہیں کہ زمین کا ملنا جو تم کو مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کے لکھنے پر معلوم ہوا اور اس سے پہلے تو تم کو خبر ہی نہ تھی۔ جیسا کہ تم نے لکھا ہے اور اسی وجہ سے تم مولوی صاحب موصوف کے مشکور بھی ہو کہ تم کو انہوں نے اس ذلت سے آگاہی دی۔ پس تمہارا الہام تو تمہارے ہی ہاتھوں سے خاک میں مل گیا۔ کیوں کہ تم کو تو ذلت کے لوازمات تک کا علم نہ ہوا اور اس پر دعویٰ کہ ''میں ملہم ہوں۔'' (نزول المسیح ص۵۷ خزائن ج۱۸ص۴۳۵) افسوس ہے تمہارے ایسے ایسے جھوٹے الہاموں پر۔

لطف تو جب تھا کہ پیش گوئی کرنے کے وقت یہ بھی کہہ دیتے کہ فلاں فلاں ذلتیں فریق مخالف کو پیش آئیں گے۔ اب ناحق تاویلات رکیکہ سے میاں مرزا قادیانی کام نہیں چلتا۔ اگر زمین کا سرکار کی طرف سے ملنا بھی موجب ذلت ہے تو تم نے کیوں[1] موازی ۶۵ کنال اراضی قیمتی تخمیناً مبلغ پانچ ہزار روپیہ جس کا سرکاری معاملہ مبلغ بتیس روپے بارہ آنے ہوتے ہیں اپنے پاس ناحق رکھ چھوڑی ہے۔ کیا یہ تمہارے لئے موجب ذلت نہیں۔

اگر تم کہو کہ میں نے یہ زمین اپنی جورو کے پاس ۲۷/جون ۱۸۹۸ء کو گروی رکھ کر رجسٹری کرادی ہے۔ (سیرت المہدی ج۲ص۵۲ روایت نمبر۳۶۶ قدیم، سیرت المہدی ج اوّل حصہ دوم ص۳۳۸ روایت نمبر۳۶۸ جدید) اب میرا اس سے کچھ تعلق نہیں تو کیا تمہاری جورو کی ذلت تمہاری ذلت نہ تصور کی جائے گی اور یہ زمین جو تم نے جورو کے پاس گروی رکھی ہے کیا پہلے گروی رکھنے کے تم اس ذلت میں مبتلا تھے یا نہیں اور کیا یہ زمین تم کو وراثت پدری سے ملی ہے یا نہیں۔ اگر آباؤ اجداد سے ملی ہے تو کیا تمہارے والد صاحب کو باوجود یہ کہ تم دعویٰ سے اپنی کتابوں میں لکھتے ہو کہ وہ بھی بڑے فاضل تھے، معلوم نہ تھا کہ زمین کا اپنے پاس رکھنا موجب ذلت ہے۔ اگر معلوم تھا تو اس ذلت کو تمہارے لئے کیوں چھوڑا اور خدا اور رسول کے حکم کی بھی پرواہ نہ کی اور اگر ان کو یہ چھوٹا سا مسئلہ بھی معلوم نہ تھا تو تمہارا ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ایک

[1] بلکہ اس کے علاوہ تمہارے پاس اور بھی زمین ہے کیا وہ تمہارے لئے باعث ذلت ہیں۔

عالم تھا کس طرح صحیح سمجھا جاوے گا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر خدا اور رسول کے نزدیک زمین کا ہونا بھی ایک شخص کے لئے موجب ذلت ہے اور تمہارے مذہب میں روا نہیں تو کیوں تم وہ زمین مالیتی پانچ ہزار بلکہ اس سے زیادہ کا مال مرزا احمد بیگ کے داماد کے حوالہ نہیں کر دیتے کہ ایک تمہارا نام ہوگا دوسرا تم ذلت سے بچو گے۔ بلکہ اس ذلت سے تمہاری جورو بھی بچ جاوے گی۔ تیسرا تمہارے مرنے کے بعد کوئی تنازعہ نہ پڑے گا۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔

پبلک خیال کرے کہ یہ شخص بڑے دم خم سے کہا کرتا ہے کہ ''میں سرکار انگریزی کا خیرخواہ ہوں۔'' (ضمیمہ شہادت القرآن ص۳ خزائن ج۶ ص۳۸۰)

خیرخواہ سرکار ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ جب سرکار نے اپنی شاہانہ مہربانی سے کسی کو زمین عطا کی تو اب گورنمنٹ کے اس عطیہ کو اس شخص کا ذلت نام رکھنا گورنمنٹ کے فعل کی عین اہانت کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں لعنة اللہ علی الکاذبین اور کہو جی مرزا آمین!

جواب شق ہفتم

جون ۱۸۹۹ء میں جو تمہارے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کے پیدا ہونے پر تم ناحق یہ گمان کر کے کہ ''یہ میرے لئے باعث برکت اور موجب عزت ہے۔'' (تریاق القلوب ص۴۱ خزائن ج۱۵ ص۲۱۷) اس لئے اس کا نام مبارک احمد رکھ کر خوشی سے بغلیں بجاتے پھرتے ہو۔ عجب مضحکہ آمیز وہم ہے جو تمہارے کھوپڑی میں سمایا ہے۔ کچھ ہوش کرو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب ڈاکٹر محمد حسین خان صاحب کے علاج سے ابھی تک تمہاری بدقسمتی سے تمہاری دماغی بیماری کو کچھ بھی افاقہ نہیں ہوا کہ ایسے ایسے بے معنی خیالات اسی دماغ سے نکال کر نفیس دماغوں کو ہی پراگندہ کرتے ہو۔ اصل بات کبھی چھپائے سے بھی چھپتی ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ سچ پوچھو تو یہ لڑکا تمہارے لئے مبارک نہیں بلکہ نامبارک ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جس وقت یہ رحم مادر میں ابھی مضغہ ہی تھا۔ سچ کہنا کہ تمہیں کن کن مصیبتوں کا سامنا درپیش آیا اور کتنی ذلتیں تمہارے نصیب ہوئیں۔

۱...... کیا تم انہیں دنوں میں زیر دفعہ (۱۰۷) ضابطہ فوجداری ملزم بن کر عدالت میں حاضر نہیں ہوئے۔

۲...... کیا تم نے عدالت میں یہ اقرار نامہ نہیں لکھ دیا اور کان کو ہاتھ نہیں لگایا کہ میں

بھول گیا اور آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہوں کہ کسی شخص کے لئے کبھی بھی تادم واپسیں الہام یا پیش گوئی وغیرہ نہ کروں گا۔

۳...... کیا تم نے وہاں یہ لکھ کر نہیں دیا کہ میں پھر کبھی مولوی محمد حسین صاحب کو بطالوی نہ لکھوں گا بلکہ بٹالوی لکھوں گیا۔

۴...... کیا تم نے وہاں یہ لکھ کر نہیں دیا کہ میں آئندہ مولوی محمد حسین صاحب کے دوستوں تک کو بھی مباہلہ وغیرہ کے لئے تادم موت نہ بلاؤں گا۔

۵...... کیا تم نے وہاں عدالت میں یہ اقرار نہیں کیا کہ میں اپنے مریدوں کو بھی باز رکھوں گا کہ وہ بھی میری طرح بجائے خود اس طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے اقرار کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۱۳۴ تا ۱۳۶)

پس تمہارا اقرار نامہ لکھ دینا فریق مخالف کے لئے تو باعث خوشی اور عین موجب عزت ہے اور تمہارے لئے تادم موت ان باتوں کا دروازہ بند ہو جانا اور دوکان داری میں فرق آنا اور اسی باعث بعض نامی گرامی معتقدین کا تم سے برگشتہ ہو جانا کیا تمہارے لئے کچھ تھوڑی سی ذلت اور خرابی ہے۔ پھر اسی مقدمہ میں متواتر دو تین مہینہ ادھر کے ادھر یعنی قادیان سے پٹھان کوٹ اور وہاں سے دھاریوال پھر بٹالہ اور کبھی گورداسپور کبھی یہاں اور کبھی وہاں ادھر ادھر مارے مارے پھرنا اور خلق خدا سے منہ چھپانا اور خفیہ رونا اور آہ وزاری کرنا۔ کیا اس میں تمہاری کچھ کم ذلت ہوئی ہے اور اس پر ہزاروں روپیہ کا خرچ سے زیر بار ہونا اور **حسبنا اللہ ونعم الوکیل** پر بھروسہ نہ کر کے اور اس کے دروازہ کو چھوڑ کر اور اس اصل وکیل سے منہ موڑ کر اور کلمۂ توکل بر خدا سے دل برداشتہ ہو کر دنیوی وکلاء کے دروازوں پر اچھی طرح سے ناک رگڑ رگڑ کر اور اس پر ہزاروں منتیں اور خوشامدیں کر کے اور اس کے علاوہ سینکڑوں روپیہ ان کی نذر چڑھا کر پھر بھی کچھ نہ بنتا۔ اگر ہوا تو یہ ہوا کہ تم نے وہاں بصد ذلت اور خرابی اور جگ ہنسائی کے بعد یہ اقرار نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا کہ میں آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ آخر اس طرح کی معافی مانگنے کے بعد تمہاری مخلصی ہوئی۔ کیا یہ باتیں تمہارے لئے کچھ کم ذلت کا موجب ہیں؟ نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔

یہ ذلتیں اس لڑکے کے باعث ابھی جب کہ وہ مضغہ ہی تھا تو تمہیں نصیب ہوئیں اور اسی طرح جب کہ یہ لڑکا ابھی بحالت جنین تھا تو انہیں دنوں تم پر ایک مقدمہ گوڑ گانوں میں

قائم ہوا۔ جس پر سینکڑوں کا خرچ آ گیا اور پھر بھی بصد منت وخوشامد کہیں مخلصی تمہارے نصیب ہوئی۔ کیا یہ سب صدمات اور ذلتیں جب کہ یہ لڑکا ابھی رحم مادر میں ہی تھا تمہیں پیش نہیں آئیں۔ کیا تم انکار کر سکتے ہو؟ حاشا وکلاّ ہرگز نہیں۔

لیجئے اور سنئے۔ جب اس بچہ نے قدوم نحوست لزوم طبقۂ دنیا پر رکھے۔ یعنی جب پیدا ہوا تو وبائے قحط کو ساتھ ہی لیتا آیا حتی کہ تم نے بھی اس قحط سے سخت تنگ آ کر مریدوں سے بہ ہزار لجاجت چندہ مانگا مگر اسی بچہ کے قدموں کی برکت سے ایک حبہ بھی تمہیں وصول نہ ہوا۔ دیکھو اپنا اشتہار مؤرخہ ۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء (الاشتہار والانصار مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۱۵۱تا۱۶۶)

قدم نامبارک عالی چوں بدریا رود شود خالی
قدم نامبارک مولود گر بدریا رود برآرد دود

پھر تم نے لوگوں خصوصاً اپنے بعض خاص مریدوں کی طعنہ زنی سے اس بچہ کا عقیقہ اتوار کو مقرر کیا اور اس روز اپنے کنبہ کے لوگ اور بعض مرید جو کسی قدر دور فاصلہ سے آئے ہوئے تھے معہ تمہارے ایسی نیند سوئے کہ خواب خرگوش بھی اس نیند کے آگے ہیچ سمجھنا چاہئے اور پھر ایسے وقت پر بیدار ہوئے کہ اس وقت کچھ نہ بن سکتا تھا۔ سچ ہے:

جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم تھا خزاں کا

اور وہ بیچارے مرید جو دور سے سفر کر کے آئے ہوئے تھے ایک تو تکان سفر سے ان کی آنکھ نہ کھلی۔ دوم پہلے ہی سے ان کو اثناء سفر میں پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوا تھا اور دو ایک دن کے فاقوں سے ان کا پیٹ پشت سے لگا ہوا تھا۔ اس لئے وہ مارے ضعف وناتوانی کے اپنی جگہ سے بیچارے ہل بھی نہیں سکتے تھے کہ تیسری مصیبت ان پر یہ پڑی کہ نحوست طالع بچہ کے باعث تمہیں تاریخ عقیقہ (جو شرعاً بھی خلاف ہے) بدلنی پڑی اور سب لوگ بھوکے رہے۔ کیوں سچ کہنا کیا یہ واقعہ عقیقہ کا بھی جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ ہے تو ہم کہتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کہو جی مرزا آمین!

تمت

☆☆☆☆☆

التماس

ہم اپنے معزز ناظرین بالخصوص علماء دین متین واڈیٹران اخبارات سے امید رکھتے ہیں کہ اس رسالہ کو پڑھ کر اس کے متعلق اپنی اپنی قیمتی آراء سے ہمیں مطلع فرماویں تاکہ ہم ان کو ایک جگہ جمع کر کے باضابطہ پبلک کی خدمت میں پیش کریں۔

المتلمس ملامحمد بخش حنفی قادری مالک اخبار جعفرزٹلی لاہور ۲۰/فروری ۱۹۰۰ء

ذلتوں کی فہرست

مرزا کی پیش گوئی مؤرخہ ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء کے مطابق فریق کاذب کو ذلت پہنچنی مقصود تھی اور مفصلہ ذیل ذلتیں مرزا کو ہی پہنچی ہیں جن سے مرزا ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔ پس نتیجہ ظاہر ہے کہ مرزا اپنی پیش گوئی کے مطابق آپ ہی ذلیل ہوکر کاذب دجال اور ظالم بنا۔

۱...... پیش گوئی ہی ایسی کی کہ اسی پیش گوئی کی بنا پر مرزا کا خود ہی فوجداری مقدمہ کی لپیٹ میں آنا۔

۲...... چوں کہ ۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء سے پیش گوئی کی میعاد شروع ہونی تھی قدرت ایزدی سے اسی روز عدالت میں مرزا کا ملزم بن کر جانا۔

۳...... دوران مقدمہ میں مرزا کا بحیثیت ملزم کبھی دھاریوال، کبھی پٹھانکوٹ اور کبھی گورداسپور میں طلب ہونا۔

۴...... مرزا کا حسبنا اللہ ونعم الوکیل سے روگردان ہوکر دنیاوی وکلاء کی منت وخوشامد کرنا اور پھر کچھ نہ بننا اور ناکام لوٹنا۔

۵...... مقدمہ کا حسب منشاء فریق مخالف انفصال پانا۔

۶...... اختتام مقدمہ پر عدالت کے باہر ایک نوجوان جنٹلمین کا مرزا کو للکار کر کہنا کہ کیوں مرزا اب بھی آئندہ شرم کروگے یا نہیں۔

۷...... مقدمہ میں سینکڑوں کا زیر بار ہونا اور پھر کچھ نہ بننا۔

۸،۹...... مرزا کا عدالت میں اپنے ہاتھ سے آپ ہی اقرار نامہ لکھ دینا کہ آئندہ میں ایسی

پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے معنی یہ ہوں یا ایسے معنی کرنے خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان کو) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۱۰...... میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی ہندو) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۱۱...... میں ایسی پیش گوئی کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی عیسائی کو) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۱۲...... میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (علاوہ مسلمان ہندو اور عیسائی کے خواہ وہ کسی فرقہ کا ہو) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۱۳...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان کو) ذلیل کرنے سے یا ایسی شان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۱۴...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد ودرخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی ہندو کو) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی سے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۱۵...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد ودرخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی عیسائی کو) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۱۶...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد ودرخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (علاوہ مسلمان ہندو اور عیسائی کے خواہ وہ کسی فرقہ کا ہو) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۱۷...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۱۸...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی ہندو ہو) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۱۹...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی عیسائی ہو) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲۰...... میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں۔

۲۱...... میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کے کسی دوست کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں۔

۲۲...... میں کوئی ایسی تحریر یا تصویر نہ شائع کروں گا جس سے مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو درد پہنچے۔

۲۳...... میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کے کسی پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں۔

۲۴...... میں اقرار کرتا ہوں کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کی ذات کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال، کافر، کاذب نہ لکھوں گا۔

۲۵...... میں اقرار کرتا ہوں کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کے کسی دوست کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال، کافر، کاذب، بطالوی نہ لکھوں گا۔

۲۶...... میں اقرار کرتا ہوں کہ مولوی ابوسعید محمد حسین کے کسی پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل

دجال، کافر، کاذب نہیں لکھوں گا۔

۲۷...... میں مولوی ابوسعید محمد حسین کی پرائیویٹ زندگی کی نسبت کچھ شائع نہ کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

۲۸...... میں مولوی ابوسعید محمد حسین کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہ کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

۲۹...... میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تاکہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳۰...... میں مولوی ابوسعید محمد حسین کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیش گوئی کرنے کے لئے نہ بلاؤں گا۔

۳۱...... میں مولوی ابوسعید محمد حسین کے کسی دوست کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیش گوئی کرنے کے لئے نہ بلاؤں گا۔

۳۲...... میں مولوی ابوسعید محمد حسین کے کسی پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیش گوئی کرنے کے لئے نہ بلاؤں گا۔

۳۳...... جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے اقرار کیا ہے۔

۳۴...... آخرالامر مقدمہ میں مرزا کا رہا ہونا (نہ کہ بری)

۳۵...... گوڑگانون میں مرزا کے برخلاف مقدمہ کا دائر ہونا۔

۳۶...... گوڑگانون والے مقدمہ میں سینکڑوں زیر بار ہونا اور ہزار لجاجت منت وخوشامد سے وکلاء کو وہاں بھیجنا۔

۳۷...... عدالت گوڑگانون میں مرزا کا اپنی کتابوں رسالوں اور اشتہاروں کے برخلاف

اپنے بچاؤ کی خاطر یہ جھوٹ لکھانا کہ یسوع کو مسیح علیہ السلام سے کیا تعلق یعنی یسوع اور مسیح دو علیحدہ علیحدہ آدمی ہیں۔

۳۸...... اخبار عام میں منشی امام الدین صاحب پراچہ ساکن لاہور محلہ پیر گیلانیاں کا علانیہ پبلک میں یسوع اور مسیح کو ایک ہی شخص مرزا کی ہی کتابوں وغیرہ سے ثابت کر کے مرزا کو ایسا ذلیل کرنا کہ مرزا سے آج تک کچھ جواب نہ بن سکا۔

۳۹...... مرزا کا اگست ۱۸۹۹ء میں ایک کتاب بنام ستارۂ قیصریہ اس امید پر کہ میں کسی نوازش آمیز کلمہ سے یاد کیا جاؤں ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں روانہ کرنا۔ مگر وہاں کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ یہ کون شخص ہے۔ کیا یہ مرزا کے لئے کم ذلت ہے۔

۴۰...... ڈاکٹر بورنجان صاحب کے خلف الرشید کو مرزا کا کہنا کہ تمہارے لئے خاص طور پر دعا کی گئی ہے کہ تم امتحان بی.اے میں پاس ہو جاؤ گے۔ مگر وہ فیل ہوگیا۔ کیا مرزا کے لئے یہ کم ذلت ہے۔

۴۱...... مرزا کا گورنمنٹ کی خدمت میں میموریل مؤرخہ ۲۷؍ستمبر ۱۸۹۹ء اور ۲۳؍اکتوبر ۱۸۹۹ء روانہ کرنا اور وہاں وہ ردی کے ٹوکروں میں ڈال دیئے جانا اور وہاں سے ایک کا جواب بھی نہ آنا۔ کیا مرزا کی اس میں سبکی نہیں اور کیا یہ کم ذلت ہے۔

۴۲...... کیا فلاسفر کا قصہ مرزا کے لئے کم ذلت ہے جس کو قادیان کا بچہ بچہ جانتا ہے۔

۴۳...... ملتان کی طرف سے ایک سید کا آنا اور ایک میراسی کا اس سے ایک مقدمہ پر دست بگریبان ہونا اور مرزا کا جان بوجھ کر اس معاملہ میں چشم پوشی کرنا اور راز کا ظاہر ہونا۔ کیا یہ مرزا کے لئے کم ذلت ہے۔

۴۴...... مرزائی جماعت کے واعظ مولوی غلام محی الدین کا مرزائی عقائد سے توبہ کر کے سچا مسلمان ہو جانا۔

۴۵...... اخبار جامع العلوم مراد آباد میں مرزا کی ذلت۔

۴۶...... اخبار نیر اعظم مراد آباد میں مرزا کی ذلت۔

۴۷...... اخبار اودھ لکھنؤ میں مرزا کی ذلت۔

۴۸...... اخبار اودھ پنچ میں مرزا کی ذلت۔

۴۹...... اخبار پنچ بہادر بمبئ میں مرزا کی ذلت۔

۵۰...... کشف الاخبار بمبئ میں مرزا کی ذلت۔

۵۱...... جھنگین اخبار سکھر میں مرزا کی ذلت۔

۵۲...... اخبار عام میں مرزا کی ذلت۔

۵۳...... اخبار پاؤنیر میں مرزا کی ذلت۔

۵۴...... کلمہ فضل رحمانی میں ان خطوں کا شائع ہونا جو خفیہ ہی خفیہ مرزا نے اس عورت کی نسبت ادھر ادھر لکھے جس کی بابت الہام کیا تھا کہ خدا نے کہا ہے کہ تیرے نکاح میں آ گئی بلکہ خدا نے آسمان پر نکاح بھی مرزا کے ساتھ باندھ دیا تھا اور اب وہ دوسرے شخص کے گھر آباد ہے۔

۵۵...... مرزا کی مختصر سی جماعت کو جو سرینگر میں مسیح کی قبر تلاش کرنے گئی زدوکوب۔

۵۶...... جناب رسالدار بہادر وردی میجر امیر شاہ صاحب درباری لاٹ صاحب بہادر کی کتاب (۱) ''خلاف بیانی جماعت قادیانی'' میں مرزا کی ذلت۔

۵۷...... مرہم عیسیٰ کا لاہور کے ڈپٹی کمشنر بہادر کے حکم سے بند ہونا اور اس کی نسبت شائع شدہ اشتہارات کا در و دیوار سے اتروایا جانا۔

۵۸...... کتاب بنام (۲) ''دو مسلمانوں کا حلفی بیان'' میں مرزا کی ذلت۔

۵۹...... وزیرآباد میں مرزائیوں کا مسجد سے نکالا جانا۔

۶۰...... جناب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا مرزا سے قطع تعلق۔

۶۱...... جناب ڈپٹی فتح علی صاحب کا مرزا سے قطع تعلق۔

۶۲...... جناب عبدالحق صاحب اکونٹنٹ پنشنر کا مرزا سے قطع تعلق۔

۶۳...... جناب حافظ محمد یوسف صاحب کا مرزا سے قطع تعلق۔

۶۴...... ملک افریقہ میں ڈاکٹر رحمت علی مرزائی کا ایک مولوی صاحب ساکن چھچھ ہزارہ سے ۱۳؍شعبان ۱۳۱۷ھ، ۱۸؍دسمبر ۱۸۹۹ء کو مباہلہ کرنا اور ۱۴؍شعبان کو ڈاکٹر مذکور کے گھر لڑکا

پیدا ہونے پر مرزائی پارٹی کا خوش ہونا کہ ہم مباہلہ میں کامیاب ہوئے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کا اس خوشی میں تین سو روپیہ خرچ کرنا مگر ۱۵؍شعبان کو اس لڑکے کا فوت ہونا اور مرزائی جماعت کا مع ڈاکٹر صاحب کے مباہلہ کا اثر محسوس کر کے خاموش ہونا۔ کیا یہ مرزا کے لئے کم ذلت ہے۔

۶۵...... جلسہ الوداعی پر لجاجت سے چندہ مانگنا اور مریدوں کا نہ دینا۔

۶۶...... جون ۱۸۹۹ء میں مرزا کے لڑکا پیدا ہوتے ہی وہ وبائی قحط کو ساتھ لیتا آیا۔

۶۷...... مرزا کا اپنے لڑکے کا عقیقہ اتوار کو مقرر کرنا اور پھر خواب غفلت میں مریدوں سمیت ایسا سونا کہ جاگنے پر کچھ نہ بن سکنا اور تاریخ عقیقہ کی خلاف شرع محمدی کے بدل کر سب لوگوں میں ذلیل ہونا اور اتوار کے روز سب مریدوں کا بھوکا مرنا۔

۶۸...... محمد حسین امروہی کا مرزا سے قطع تعلق۔

۶۹...... غلام قادر فصیح سیالکوٹی کا مرزا سے قطع تعلق۔

۷۰...... کتاب (۱)''خیالات قاسمی'' کے شائع ہونے سے مرزا کی ذلت۔

۷۱...... عنایت اللہ مدرس کا مرزائی عقائد سے توبہ کرنا۔

۷۲...... حبیب اللہ (واعظ) مرزائی عقائد سے توبہ کرنا۔

۷۳...... سیالکوٹی مرزائیوں کو مباحثہ میں شکست۔

۷۴...... مرزا کے عقائد کے خلاف مولوی عبداللہ چکڑالوی کا مسجد چینیاں لاہور وعظ کرنا اور مرزا کے عقائد کو عقائد کفار ثابت کرنا۔

۷۵...... سید سرور شاہ مرزائی مدرس جامع مسجد ایبٹ آباد کا مولوی نور محمد واعظ سے مباحثہ کرنے کے بعد مرزائی عقائد سے توبہ کرنا۔

۷۶...... پٹیالہ میں مرزائیوں کو مباحثہ میں شکست۔

۷۷...... فیروزپور سے ایک میرزائی مدرس کا مدرسہ سے نکالا جانا۔

۷۸...... امام الدین پیشوائے لال بیگاں کی کتاب (۲)''گل شگفتہ'' میں مرزا کی ذلت۔

۷۹...... راولپنڈی کے اسلامیہ سکول سے دو مرزائی مدرسوں کا نکالا جانا۔

۸۰...... لدھیانہ میں مرزائیوں کو مباحثہ میں شکست۔

۸۱...... رسالہ ''درۂ محمدی'' میں مرزا کی ذلت۔

۸۲...... قاضی عبدالاحد ساکن راولپنڈی کی کتاب ''سیف المسلول'' میں مرزا کی ڈبل ذلت۔

۸۳...... رسالہ ''درۂ اسلام لاہور'' میں مرزا کی ذلت۔

۸۴...... امرتسر میں مرزائیوں کو مساجد میں جانے کی ممانعت۔

۸۵...... انجمن حمایت اسلام میں مرزا کے لیکچر وغیرہ کی ممانعت۔

۸۶...... کتاب تائیدالاسلام میں مرزا کی ذلت۔

۸۷...... کتاب شمس الہدایت میں مرزا کی ذلت۔

۸۸...... منشی امام الدین کا لیکھرام کی نسبت مرزا کی پیش گوئی اخبار عام میں غلط ثابت کرنا۔

۸۹...... خاکی شاہ کا جو پہلے مرزا کی طرف سے واعظ تھا مسجد وزیر خان میں مرزائی عقائد کے خلاف وعظ اور مرزا کے چشم دید حالات اور خفیہ کارروائیوں پر عام پبلک کو اطلاع اور مرزا کی ذلت۔

۹۰...... مدراس میں مرزائیوں کا مرزا کی مریدی سے انحراف۔

۹۱...... راولپنڈی کے گمنام بزرگ کی مرزا کے بدعقائد پر تقریر۔

۹۲...... مولوی عبدالحق صاحب کے اشتہار میں مرزا کی ذلت۔

۹۳...... اخبار عام میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مضمون اس میں مرزا کی ذلت۔

۹۴...... عبدالسبحان مرزائی کا بوقت انتقال مرزا کے عقائد سے تائب ہونا۔

۹۵...... راولپنڈی کے مولوی ہدایت اللہ صاحب کا ''رسالہ رفع الالتباس بین الناس'' اور کئی اشتہاروں میں مرزا کی ذلت۔

۹۶...... ڈاکٹر اسماعیل کا علماء سے مرزا کے لئے فتویٰ کفر کا لکھوانا۔

۹۷...... مرزا کا ایک سطر سے کم فارسی عبارت میں تین غلطیوں کا پایا جانا۔

۹۸...... مرزا کی عربی عبارت میں سینکڑوں غلطیوں کا پایا جانا اور ان کے اظہار سے مرزا کی ذلت۔

۹۹...... ہرچند مرزا نے اپنی جانب سے کوشش کی کہ ملا محمد بخش کو اس مقدمہ میں بلوائے جس میں مرزا زیر دفعہ (۱۰۷) ملزم بنا تھا۔ مگر وہ اس ارادہ میں ناکامیاب رہا۔

۱۰۰...... مرزا کے محمد امام الدین ساکن علاقہ منٹگمری مصنف ’’فاتح الکتاب المبین‘‘ کے ساتھ خط وکتابت اور آخرالامر مرزا کی اس سے شکست اور گریز۔ تمت

شکریہ

ہم ان اصحاب کا جنہوں نے ہمیں پیش گوئی کی میعاد کے اندر اور اب جب کہ وہ گزر چکی ہے ہر طرح سے مدد دی ہے۔ خصوصاً وزیرآباد والے مخلص، پٹیالہ، لاہور، امرتسر، لدھیانہ والے دوستوں اور نیز ایڈیٹر صاحب اخبار عام لاہور کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ ان سب دوستوں اور ہمارے دلی خیرخواہوں کو جزائے خیر دے اور نیک کاموں کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

خادم قوم ملا محمد بخش حنفی قادری مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور محلہ سادھوآں

مرزا کی ایک سو ایک ذلتوں کی فہرست کا ضمیمہ

مرزا کا اپنے بھائی امام الدین پیشوائے لال پگیاں کے آگے یہ شکایت کرنا کہ لوگ ہمیں نماز میں تنگ کرتے ہیں اور رسی سے جوتا باندھ کر مارتے اور پھر کھینچ لیتے ہیں۔ مگر مرزا امام الدین کا اصل حال بتانا کہ یہاں درخت پر جس کے نیچے تم لوگ نماز پڑھتے ہو اسی درخت پر ایک جانور از قسم الّو (بطوری) رہتا ہے اور اس نے وہاں بچے دیئے ہوئے ہیں۔ رات کے وقت جب وہ آدمیوں کی آواز سنتا ہے تو اس کو گمان یہ ہوتا ہے کہ مجھ کو اور میرے بچوں کو شاید یہ لوگ تکلیف دیں گے تم لوگ تو نماز میں مشغول ہوتے ہو اور وہ چوں کہ زور سے اڑ اور اپنی جانب سے تمہیں ہٹانے کے لئے آتا ہے تو اس کے بازو تمہاری پشتوں اور سروں سے زور کے ساتھ لگتے ہیں تو تمہیں جوتے معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ جوتے کوئی نہیں مارتا۔

مگر میں حیران ہوں کہ تم کو الہام میں تو اتنا دعویٰ کہ ’’ہمچو من دیگرے نیست‘‘ جوتے اور جانور کے بازوؤں میں فرق نہیں معلوم کر سکتے بریں عقل و دانش بباید گریست۔ کیا اس مسئلہ کے سمجھنے میں مرزا کی کم ذلت ہے۔

خادم قوم ملاّ محمد بخش ملہم ربانی حنفی قادری مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

لعنت آسمانی

برابلیس قادیانی وبر جماعت شیطانی

مولانا غلام احمد امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا اے مرزائے کادیانی ۔ بیا بنگر نشان آسمانی
خلاف آشناء بحر تجرید ۔ خور تاباں چہارم آسمانی
حلول دیوشد در جسم ناپاک ۔ و یا ابلیس را روح در دانی
بیک نان زحمت دوناں کشیدی ۔ مگر تو دالہ ر شیدائے نانی
چگویم وصف تو شیطان ہستی ۔ اگر دجال گویم ہمچنانی
شدی روپوش بایں بے حیائی ۔ مثال ستر اندام نہانی
بدام خویش آوردی زناں را ۔ بزعم ووہم خود کاذب تو زانی
معاف گوئی ہا لاف وگزاف است ۔ کنی تاویل قرآن کافرانی
عجب آید کہ از جہل مرکب ۔ نمیدانی ومیدانی کہ دانی
الا اے میرزا پیری وصدعیب ۔ کنی گو کارہائے نوجوانی

اس اشتہار میں نائب الشیطان اول سے مراد سکین بھیروی یعنی نورا نائب الشیطان ثانی سے مراد رہیف دلۃ یعنی ھسنا امروہی اور نائب الشیطان ثالث سے مراد صابی آبی یعنی کریما گنجا (جس کا دوسرا نام کریما لنگا اور تیسرا نام کیما کانا ہے) اور نائب الشیطان رابع سے مراد خرنق حریق یعنی نبوارائیں عرف ججو بٹالوی ہے۔ (مشتہر)

(شیطان سے مراد مرزا قادیانی، نائب الشیطان اوّل سے مراد حکیم نورالدین، نائب الشیطان ثانی سے مراد حسن امروہی، نائب الشیطان ثالث سے مراد عبدالکریم سیالکوٹی اور نائب الشیطان رابع سے مراد عبدالمجید بٹالوی ہے۔ (ازمرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

قذاف کادیانی علیہ اللعنۃ اور نائب الشیطان علیہ اللعنۃ نے شور تو بہت مچایا تھا، ان کا گمان تھا کہ ان کی بکواس کو علماء کرام کی توجہ کے قابل نہیں۔ عوام جو کالانعام ہیں کثرت سے دام تزویر میں آجاویں گے۔ سو یہ خیال ان کا غلط نکلا اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم تفسیر لکھنے پر آمادہ ہوئے اور شیطان کادیانی اور خبیث لاثانی کے مکر شیطانی یعنی نکاح آسمانی کے رازہائے نہانی کے منکشف ہونے پر اس پر چاروں طرف سے لعنت کی بارش ہونے لگی۔ نیز علمائے کرام نے مباحثہ کی دعوتیں دینا شروع کردیں حتی کہ حضرت پیر صاحب تفسیر لکھنے کے واسطے حسب قرارداد تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ گئے اور شیطانی اخبث یعنی پلید کادیانی کا انتظار کرنے لگے۔ مگر اجدع (ناک کٹا) کادیانی (جو مردود ازلی اور مقہور بارگاہ لم یزلی ہے) کادیان میں جورو جان کی بلائیں لیتا رہا۔ گو ضعف پیری کے باعث نوجوان جورو کی نگاہ میں بالکل نہیں جچتا۔ مگر یہ اس پر قربان ہونے میں پس وپیش نہیں کرتا۔

لاہور جاتا تو کس طرح جاتا؟ ’’عشق است ہزار بدگمانی‘‘ علاج تو سہل تھا کہ اس کو اپنے ساتھ گاڑی میں سوار کر کے لاہور لے جاتا۔ مگر کیا کرتا وہاں ملاّ جعفر زٹلی کا خیال کہ:

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

مجبور تھا، معذور تھا۔ ’’نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن‘‘ آخر سب ذلتیں سر پر سہنے کا مصمم ارادہ کر کے اس سے جدا نہ ہوا۔ جماعت شیطانی اس پر بھی ساکت نہ ہوئی اور اس امر کی خواہاں ہوئی کہ کادیانی حد سے زیادہ ذلیل اور رسوا ہو اور اس کی روسیاہی علانیہ نظر آجاوے۔ اس لئے ہم نے اس کو دعوت دی تھی کہ امرتسر یا لاہور میں آکر مریضوں کو ہمارے مقابلہ میں صحت یاب کرے اور ہم بھی اس کے مقابلہ میں اتنے ہی مریضوں کو باستثنائے نائب الشیطان ثالث (عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی) کے اچھا کریں گے۔ اس کے واسطے ایک ہفتہ کی معیاد تھی جو گزر گئی اور ابلیس ثانی مقہور بارگاہ یزدانی جورو کے زانو کے پاس ہی بیٹھا رہا۔

اب اس کی روسیاہی کی انتہا ہو چکی اور جماعت شیطانی کی آرزو پوری ہوگئی۔ اب اگر اس کی جماعت کے دل میں کچھ زیادہ ہوس ہے تو اس کو گدھے پر سوار کر کے گدھے کی دم

بجائے لگام ہاتھ میں دیویں اور توے کی سیاہی پر ذرا تیل ڈال کر اس کے منہ پر لیپ کر دیویں یا اگر لک (تارکول) کا استعمال کریں تو اور بھی بہتر ہے۔ کیوں کہ وہ پائیدار ہوتا ہے اور بٹالہ، امرتسر، لاہور اور سیالکوٹ میں اس کو پھراویں اور ایک نائب الشیطان ہر ایک چوک میں ٹھہرا کر اس کے سر پر دس دس جوتے رسید کرتا رہے اور آخری جوتے کے ساتھ ہی بڑے زور سے آواز دے دیا کرے کہ ''تلک عشرۃ کاملہ'' اور باقی جماعت طبلہ بجاتی جاوے اور یہ پڑھتے جاویں:

مرسل یزدانی وعیسیٰ نبی اللہ شدی — بازمے گوئی کہ دجالت نخوانند اے حمار[1]

کفش ہا برسر خوری از افترائے ناسزا — روسیہ گشتی میان مردم قرب وجوار

جن کو فارسی زبان نہ آتی ہو وہ یہ شعر پڑھتے جاویں:

اڑاتا خاک ہے سر پر گدھے پر خوب بیٹھا ہے — یہ کھاتا جوتیاں سر پر مرا دیوانہ آتا ہے

اس طریق سے اس کی جماعت کی سیری ہوجاوے گی۔ ملعون کادیانی کے ملعون ہونے میں تو کوئی شک وشبہ نہیں رہا۔ لیکن شیطان مذکور کے امرتسری مرید کچھ نہ کچھ شک کرتے ہی رہتے ہیں۔ ان کی تسلی ہم نے اچھی طرح سے کردی تھی۔ جس سے اب خود تو وہ رہ چکے۔ مگر ساتھ ہی انہوں نے ایک ڈھگا کرایہ پر منگوالیا۔ مجھے ان کے حال زار پر سخت افسوس آتا ہے اگر وہ کوئی معمولی ٹٹو کرایہ پر لے آتے تو شاید ان کو دو تین میل تک تو پہنچا دیتا۔ یہ ڈھگا ان کو اٹھا کر ایک قدم بھی نہ چل سکا اور اپنے پاؤں پر ہی گر پڑا۔ ان کے کرایہ کے ڈھگے (نائب الشیطان رابع) نے ایک اشتہار لکھ کر بظاہر جماعت شیطانی کو خوش کردیا۔ لیکن وہ غمگین بھی جلدی ہوں گے۔ چوں کہ ہم نے ذمہ اٹھایا تھا کہ ابلیس کادیانی نے جو قرض اہل اسلام پر لگا رکھا ہے اس کو باقساط ادا کرتے جاویں گے۔ لیکن درمیان میں یہ قرض فالتو آگیا ہے۔ اس لئے ممکن نہیں کہ ہم اس کو ادا نہ کریں۔ ہم نہ صرف قرض مذکور ادا کریں گے بلکہ سود بھی دیں گے۔ کیوں کہ شیطان کادیانی نے بنگہ کی تعمیر کے واسطے جو روپیہ بے وقوفوں سے ٹھگا ہے اس کو معہ سود (موہومی) ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم بھی سود دیا کریں۔

[1] مولانا ابوالحسن تبتیؒ کی پیشین گوئی صادق نکلی۔ خود ہی مرزا کے مرید نائب الشیطان ثانی کی تحریر سے مرزا حمار ثابت ہوگیا۔ جیسا کہ (اشتہار فتح اسلام) میں ہم اس کی تصریح کر چکے ہیں۔

۱...... جماعت شیطانی نے نائب الشیطان رابع یعنی کرایہ کے ڈھگے سے جو پہلا کام لیا وہ یہ ہے کہ اہل کشمیر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور فخر العلماء حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب لازالت شموس برکاتہم وفیوضہم کے اسم شریف کو بے ادبی سے لکھا۔ اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ مہ نور مے فشاند وسگ بانگ مے زند۔ جب اس ناپاک سرشت جماعت کے گرو گھنٹال اعظم الدجال نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان مبارک میں سخت بے ادبی کی ہے اور لکھا ہے۔ (معاذ اللہ) کہ:

''ان کی دادیاں اور نانیاں فاحشہ اور کسبی عورتیں تھیں۔'' وغیرہ ذالک من خرافات الواھیہ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

تو اگر مولوی صاحب کے اسم مبارک میں تکسیر کردی گئی تو کون سی بڑی بات ہے۔ امرتسری جماعت نے اپنے کرایہ کے ڈھگے سے لفظ کشمیری اگر اسی خیال سے لکھوایا ہے کہ اہل کشمیر حقارت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کشمیریوں کے گھر میں پیدا ہونے کا حد سے زیادہ رنج ہوگا۔ میں نے سنا ہے کہ کسی ایک کا والد اب تک طوائف کا دلال ہے۔ اس لئے وہ اس کو اپنا باپ ظاہر کرنے میں تامل کرتا ہے۔ مگر افسوس کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ وہ کون ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو بشرط صحت اس امر کے میں اس کو سمجھا دیتا کہ کوئی پیشہ قوم پر منحصر نہیں۔

بہرحال ہم کو اپنے کشمیری ہونے میں حد سے زیادہ فخر ہے۔ اگر جماعت شیطانی کے کشمیری ارکان اس کے برخلاف ہیں تو ان کا اختیار ہے وہ جو چاہیں بن جاویں۔ کوئی حجام سے قریشی ہاشمی بن جاوے اور کوئی کچھ اور بن جاوے کون پوچھتا ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ حضرت مسیح کو تو کشمیر میں مدفون مانیں اور کشمیریوں کی حقارت کریں۔ سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔

۲...... اشتہار حماقت وشقاوت آثار کا مشتہر لفظ موسیٰ سے کیوں ڈر گیا اور اخگر سے کیوں جل گیا ہے۔ لفظ موسیٰ اس لئے استعمال کیا گیا کہ ''لکل فرعون موسیٰ'' جب یہ ہے تو اخگر ضرور چاہئے تاکہ مشابہت تامہ کے علاوہ شیاطین کے خرمن امید کو جلا کر خاکستر کرنے کی ضرورت پوری ہوتی رہے۔'' فافہم وتدبّر ان کنت بصیراً قال اللہ تعالیٰ وھل اتٰک حدیث موسیٰ اذراٰ ناراً فقال لاھلہ امکثوا انّی اٰنست ناراً لعلّی آتیکم

منها بقبس او اجد علی النار هدی فلمآ آتٰها نودی یا موسٰی انی انا ربک‘‘

۳...... ہم نے اپنے اشتہار (فتح اسلام) میں جماعت شیطانی امرتسری کی دلی آروزو پوری کرنے کے واسطے ان کو دعوت دی تھی کہ اگر کوئی ایسا شخص ان میں ہے جو عربی سمجھ سکے تو اس سے ہم مباحثہ کریں گے۔ عربی دانی کی شرط اس لئے لگائی تھی کہ بلا عربی دانی کے مضامین قرآن شریف پر مباحثہ نہیں ہوسکتا۔ اگر نائب الشیطان اوّل یا ثانی یا ثالث مباحثہ کے واسطے پیش کئے جاتے تو بھی موزوں نہ تھے۔ کیوں کہ علوم عربیہ سے پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ شیطان کادیانی پر ان کا ایمان لے آنا ہی اس امر کی کافی دلیل ہے۔ لیکن ہم منظور کر لیتے کیوں کہ یہ تینوں جماعت شیطانی کے سرمایۂ ناز ہیں۔

مگر برخلاف ہماری تحریر کے نائب الشیطان رابع اپنے آپ کو پیش کرتا ہے جو نہ تو عربی دان ہے اور نہ اخوان الشیاطین میں معروف۔ اس پر لطف یہ کہ اپنے گروگھنٹال کی طرح بڑہانک دی کہ علم معانی اور لغت اور صرف وغیرہ میں امتحان دے گا۔ لیکن اس کی عربی دانی کا امتحان اس کی اپنی تحریر سے ہوگیا۔ اس کے پہلے اشتہار میں جو املاء کی غلطی تھی اس کو سہو کاتب کا بہانہ کر کے ٹالتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ یہ عذر قابل سماعت نہیں۔ کاتب سے جو غلطیاں رہ جاتی ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ اس کے لئے نئے اشتہار ’’سفاہت آثار‘‘ میں بصفحہ اوّل بئس کو بئیس لکھا ہے اور بصفحہ ۶ سطر ۵ لفظ ’’میں‘‘ سہو کاتب سے رہ گیا ہے اور بصفحہ ۵ سطر ۱۵، شہتیر کے بدلے سہو کاتب سے شیر لکھا گیا ہے وغیر ذالک۔

یہ صریحاً کاتب کی غلطیاں ہیں۔ ان پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ’’کزب‘‘ کاتب کی غلطی نہیں اور اسی واسطے اس لفظ پر نظر پڑی کہ کاذب کا کذب علی الاعلان بصورت ’’کزب‘‘ زبان حال سے گواہی دے رہا تھا کہ مشتہر کاذب ہے۔ پس دیکھنے والے کس طرح نہ دیکھتے۔ لیکن اس کی تسلی کے لئے شاید یہ غلطی ناکافی تھی۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے شیطان کادیانی کی طرح اس کی روسیاہی بھی ایسے صاف اور صریح طور پر کردی کہ اس کو چوں وچرا کی گنجائش نہ ملی اور نئے اشتہار میں اس کی ایسی غلطی ظاہر ہوگئی کہ اس کی عربی دانی کا امتحان بھی ہوگیا۔ قدرت نے اس کا یہ عذر بھی باقی نہ رکھا کہ سہو کاتب ہے۔ کیوں کہ یہی ایک غلطی ایک جگہ نہیں دوجگہ نہیں تین جگہ نہیں بلکہ چار جگہ موجود ہے۔ جس جملہ میں اس نے صریح

غلطی کی ہے وہ ایسا مشہور ہے کہ اس میں غلطی کا امکان بھی نہیں۔ مسجدوں پر لکھا ہوا ہے، زبان زد خاص وعام ہے اور طرفہ یہ ہے کہ مشتہر اس کے معانی بیان کرنے لگا۔ جا بجا لکھا ہوا نظر آتا ہے **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ!**

اب دیکھو کہ مشتہر نے کس طرح لکھا صفحہ۲ سطر۲۳ میں ۲ جگہ اور سطر۲۴ میں ایک جگہ اور صفحہ۳ سطر۱۳ میں ایک جگہ ''**محمد الرسول اللہ**'' کیوں میاں جیجو! اسی عربی دانی پر ناز ہے:

لطف پر لطف ہے املاء میں مرے یار کے یار
حائے حطی سے گدھا لکھتا ہے ہنوز سے حمار

ہم تو تمہیں مجلس میں نالائقی کا سرٹیفکیٹ دیتے، مگر تم نے بقول نائب الشیطان ثانی، الکاتب حمار! پر عمل کر کے جلدی سے کلمہ طیبہ کے معنی لکھنے چاہے[۱] تھے۔ تاکہ بیوقوف لوگوں کے نزدیک سچا ہو جانے کا موقع ملے۔ حالاں کہ میری شرط کے خلاف کارروائی تھی۔

مجلس میں تم پر کچھ جرح[۲] کرتے، جن کا جواب نہ دینے پر تم کو نالائقی کا سرٹیفکیٹ دیا جاتا۔ لیکن تمہاری سب دور اندیشی خاک میں مل گئی۔

۱؎ تم نے اشتہار بطالت آثار کو جھوٹ ہی سے شروع کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ہم نے حسب ارشاد کلمہ طیبہ کے معنی لکھ دیئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ''**لعنت اللہ علی جماعۃ الکاذبین ولعنۃ الملائکۃ والناس اجمعین**'' اگر تم عربی میں لائق ثابت ہو جاتے تو مجلس میں تم سے کلمہ طیبہ کے معنی پوچھے جاتے۔ اب تم تو اپنا سا منہ لے کر رہ گئے ہو۔ اب اور کوئی تمہارے قائم مقام آوے مجلس میں اسی سے کلمہ طیبہ کے معانی دریافت کئے جاویں گے۔ ہمارے اشتہار میں کہاں ہے کہ کوئی شخص جورو کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ کے معنی لکھے؟

۲؎ تمہاری تسلی کے واسطے ہم تمہارے ترجمہ پر ذیل کی جرح کرتے ہیں۔ اگر تم پھوٹ نہ نکلتے اور حکل (کچا) راشن نہ بنتے تو مجلس میں تمہاری عربی دانی لوگوں کو دکھا دی جاتی۔ خیر تاہم جرح میں سے کچھ پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی ضمر ان دلہ تمہارا قائم مقام نکلے تو وہ خیال رکھے کہ کس قسم کی جرح کی جاوے گی۔ قولہ اللہ اصل میں الٰہ تھا۔ صحیح یوں ہے کہ اللہ اصل میں الالہ تھا۔ (قولہ الف لام تعریفی ہے) اس کا لام تعریفی تو کہا یہ نہ بتایا کہ لام تعریف کے متعدد اقسام سے یہاں پر کون سا قسم مراد ہے؟ جنسی یا استغراقی یا عہد خارجی ویا عہد ذہنی بر تقدیر اوّل وثانی کلمہ توحید کا دال بر توحید نہ ہونا اظہر من الشمس ہے اور یہ خلاف اجماع ہے۔ بر تقدیر ثالث ورابع معہود مستفسر ہے کہ وہ فرد معین یا منتشر تعین وقید ما سے کیا نسبت رکھتا ہے۔ عینیت کی یا کلیت ویا معروضیت کی۔ پہلی صورت میں قاعدۂ کلیہ مسلمہ عند جمیع العقلاء (کل جزئی حقیقی فہو جزئی اضافی) باطل ہو جاتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور خداوند کریم نے تمہارے ہاتھ سے تمہاری نالائقی کا سرٹیفکیٹ لکھوا دیا۔ دیکھا **الحق یعلو ولا یعلیٰ. جاء الحق زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا** ۔قاعدہ نحوی تو میں تمہیں بتاتا نہیں کیوں کہ تم میرے شاگرد نہیں ہو۔ مگر محمد رسول اللہ کی مثال تمہاری تسلی کے واسطے قرآن شریف سے پیش کرتا ہوں۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) دوسری صورت میں مع ذالک واجب کی ترکیب وفاقہ الی الاجزاء لازم آتا ہے اور ثالثہ میں واجب کا اختصار الی العارض الزاید جو اس کے وجوب کا منافی اور امکان کا داعی ہے، ثابت ہو جاتا ہے اور یہ بھی بدیہات سے ہے کہ ارتفاء جمیع موارد شئے سے شئی بھی مرتفع ہو جاتی ہے۔ بنابریں الف لام کو تعریفی قرار دینا بھی صحیح نہیں ٹھہرتا ہے تو قائل مذکور پر اپنے مدعا کے اثبات پر کہ الف لام تعریفی ہے اقامت دلیل لازم ہوئی۔ پھر اسی تحریر میں اللہ کو اسم ذات قرار دیا۔ سو اس تقدیر پر یہی استفسار ہوتا ہے کہ اسم اللہ کی وضع بازائے ذات تو مسبوق ہے علم بالذات سے۔ چنانچہ وضع کا مقتضی الذات یہی ہے اور موضوع لہ کی ذات بحث کا علم وادراک شرعاً **کما قال به العرفاء ما عرفناک حق معرفتک. وعقلاء کما قال به العلقاء فی اسفارهم** مستحیل وناممکن ہے۔ پس اسم اللہ کا ذات بحث کے لئے موضوع ہونا اور اللہ کا اسم ذات بایں معنی ہونا بھی مستحیل ہوگا۔ نیز استفسار کیا جاتا ہے کہ اسم مذکور مع الالف واللام موضوع للذات ہے یا مجرد ازاں بر شق ثانی لفظہ الٰہ کا اطلاق معبود باطل پر باطل ہوتا ہے اور یہ امر اطلاقات قرآنیہ کا صریحاً مخالف ہے اور بنا بر شق اوّل الف لام اسم اللہ کی جز ٹھہرتا ہے اور الف لام تعریفی نفس کلمہ سے زاید ہوا کرتا ہے نہ جز۔ پس اس حال میں بھی الف لام مذکور تعریفی نہ بنا۔ قولہ تمام صفات الٰہیہ پر مشتمل ہیں الیٰ آخرہ۔ اس اشتمال سے اشتمال الکلی علی افرادہ مراد ہے یا اشتمال لکل علی اجزاءٗ، بر تقدیر اوّل صفات اربعہ کلیات اربعہ ٹھہرے اور باقی صفات ان کے افراد۔ اس صورت میں بوجوہ حقیقی باقی صفات جن کو مشمولہ قرار دیا گیا موجود ہوں گے اور صفات اربعہ حقیقۃً معدوم اور اعتباراً موجود و **هل یتقول به احد**۔ علاوہ بریں یہ افراد یا تو افراد نوعیہ ہیں و یا شخصیہ بر ہر تقدیر دونوں قید عام اس سے کہ قید النوع ہو و یا قید الشخص جو مابہ الامتیاز النوعی و مابہ الامتیاز الشخصی ہیں، داخل نوع و داخل فرد نہ ہوں گے اور یہ مستلزم ترکیب ہے ورنہ محال اور یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ صفات اربعہ شاملہ اور باقی صفات مشمولہ کو ممتنع بالذات قرار دیتا ہے یا ممکن بالذات یا واجب بالذات بر تقدیر اوّل لازم آتا ہے کہ کل صفات شاملہ و مشمولہ ذات بحث سے ضروری السلب ہوں اور قضیہ **اللہ لیس برحمن ولا رحیم ولا غیرهما من الصفات واجب الاعتقاد** ہو، اور اس کا استحالہ بدیہی ہے اور بر تقدیر ثانی اگرچہ سلب ضرور نہ ہوگا مگر جواز سلب قدرتو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سورۂ فتح کا آخری رکوع نکال کر دیکھو۔ **محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار** (ترجمہ) حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں (یعنی مسلمان) کفار (یعنی مرزائیوں عیسائیوں یہودیوں وغیرہ) کے مقابلہ میں ڈٹے رہتے ہیں۔ اب تو تمہارا امتحان ہو چکا۔ اب اپنے اقرار کے مطابق ستر گز کی زنجیر بنوا کر پاؤں میں ڈالو اور ایک طوق گلے میں ڈالو اور بیک بینی ودوگوش ہمارے کرم فرماء شیخ محمد عمر صاحب بیرسٹرایٹ لاء کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور ان کو سنادو کہ امتحان میں ناکامی کا نتیجہ اپنے اقرار کے مطابق حاصل کر لیا۔ باقی رہا مفردات کا لکھنا۔ سو ہم لوگ مرزائی جماعت کی طرح بیوقوف نہیں ہیں کہ ایک ادنیٰ سی بات پر روپیہ خرچ کر دیویں۔ مفردات کا لکھنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر تمہارے نزدیک کوئی مشکل بات ہے تو تم الفاظ کو متعین کرو اور بحساب پندرہ روپیہ جس قدر انعام ہوتا ہے اس کی باضابطہ دستاویز اسٹامپ پر لکھ کر بھیج دو کہ یہ الفاظ پیش کئے ہیں۔ ان میں سے جس وقت غلام احمد سات سات اسماء مشتقہ شائع کر دے گا اسی وقت اتنا روپیہ ادا کر دوں گا۔ اگر ادائے روپیہ میں کچھ عذر کروں گا تو نامبردہ کو اختیار ہوگا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ضروری ہے اور بر تقدیر ثالث تعدد الآلہہ جو رافع توحید ہے لازم آتا ہے اور اگر مراد ازیں اشتمال الکل علی اجزاۂ ہے اس تقدیر پر بقیہ صفات اجزاء ٹھہرتی ہیں اور صفات اربعہ کل اور بوجہ وجوب **اقتصار الکل الی الاجزاء وتقدم الاجزاء علی الکل** مشمولہ اصل ٹھہرتے ہیں اور شاملہ فرضیہ فرع نہ عکس واین ہذا من ذالک! باوجودان صفات شاملہ میں ترکیب الٰہی لازم آتی ہے اور اگر اشتمال سے تلازم مراد ہے اس میں بھی تشقیق بدیں نہج جاری ہے کہ تلازم صدقاً باعتبار اتحاد مصداق کل ہے ویا تلازم بحسب الوجود والتحقق الواقعی فی مرتبۃ العنوان ویا لازم وجودی بحسب العنوان والمفہوم ہے۔ بنا براوّل چنانچہ صفات شاملہ فرضاً مشابہ مشمولہ ہیں۔ مشمولہ فرضیہ بھی شاملۃ الشاملہ ہیں۔ پس احد المتلازمین بدوں متلازم آخر کیوں کر باسم مشتمل احق ہوسکتا ہے ورنہ ترجیح بلامرجح لازم ہے اور تقدیر ثانی پر بھی یہی محذور لازم ہے اور صورۃ اخیرہ میں عدم تلازم خود ظاہر ہے اور نفی تلازم جس تلازم اشتمال مراد ہے۔ رفع اشتمال کو مستلزم ہے۔ پس باوجودیکہ اشتمال کلیاً مرتفع ہے۔ اشتمال کا قائل ہونا اجتماع نقیضین کا قائل ہونا ہے۔

بذریعہ نالش میری ذات وجائیداد سے وصول کرے۔ جس وقت تمہاری یہ دستاویز میرے پاس پہنچ جاوے گی۔ میں مفردات معینہ میں سے اسماء مشتقہ بذریعہ اشتہار شائع کردوں گا۔

یا ایہاالبوم! تمہارے لئے کتنی شرم کا مقام ہے کہ مفردات میں سے اسماء مشتق کرانے کی اجرت پر روپیہ خرچ کرنا چاہتے ہو۔ مگر اپنے گرو کی غلطیاں درست نہیں کراتے۔ حالاں کہ ہم نے ان کی اجرت بھی زیادہ مقرر نہیں کی۔ شرم! شرم! کیوں نہیں اپنے گرو کے کذبوں کی ترمیم کراتے؟ وہ متواتر جھوٹ بولتا رہتا ہے اس کو تو یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا لکھ چکا ہے۔ مگر تم کیسے نالائق مرید ہو کہ اس کو آگاہ کر کے اسے الزام سے بری نہیں کراتے۔ جب اس نے پیر مہر علی شاہ صاحب ودیگر علمائے کرام کو دعوت دی تو کیوں تم نے اس کو یاد نہ دلا دیا کہ تم (انجام آتھم ص۲۸۲ خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں وعدہ کر چکے ہو کہ آئندہ علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔ سچ ہے ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' اب اس کی تاویل منقولی مباحثہ سے کرتا ہے۔ مگر: من خوب مے شناسم ابلیس کادیان را۔ اوّل تو تاویل غلط کیوں کہ لفظ خطاب ہے لیکن اگر بفرض محال مان لیا جاوے تو ۴۰ علماء مل کر اس کے ساتھ کیا کرتے۔ سچ ہے: دروغ گو راحافظہ نباشد!

''امرتسری مرزائیو! کرایہ کا ڈھگا تو پہلے ہی قدم پر گر پڑا۔ اب کسی ٹٹو کو کرایہ پر لے آؤ۔ اگر وہ امتحان عربی میں پاس ہو جاوے گا تو اس کے ساتھ مباحثہ بھی کروں گا مجھ کو منظور ہے کہ وہ صرف قرآن شریف[۱] سے دجال کادیانی کے مسیح ہونے کے دلائل پیش کرے میں نہ صرف تردید کروں بلکہ قرآن شریف سے اس کے دجال اور شیطان ہونے کا ثبوت پیش کروں گا۔

۱؎ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''ان تنازعتم فی شئ فردّوہ الی اللہ ورسولہ'' (النساء:۵۹) اس لئے ضروری تھا کہ ہر ایک تنازعہ کے رفع کرنے کے لئے کلام خدا اور کلام رسول کو درمیان رکھا جاوے لیکن جب یہ لوگ مسلمان ہی نہیں اور کلام رسول کو باعث طوالت تنازع قرار دیتے ہیں تو خیر ہم صرف قرآن شریف کو مجلس میں لاویں گے۔ لیکن اہل اسلام ان کے اس عقیدہ کو کبھی نظرانداز نہ کریں۔

شرم ہوے تا غرق ہوجاویں پر علموں کنگال | سروسر کھاون کچھ وجاون جیوں بیشرم نقال
ایہ منہ کالے مرزے تائیں چک مسیح بناون | اللہ اتے نبی سچے تے ناحق کوڑ جماون
آیات قرآنی بے موقع تے لیاون ایہہ خبیثاں | لعنت تے پھٹکار دے وارث منن ناں حدیثاں
ساڈی را ایہہ اپنی آہی وہلیاں ڈھنگ بنایا | کرسن ایہ فساد پورا جے کوئی ویلا آیا
بے وقوفاں تاں سمجھاوے ایہہ کرامت میری | یاد رکھیں او مرزے جھوٹے ڈبے بیڑی تیری

فریقین کی تقریروں پر محاکمہ کرنے کے واسطے کوئی عالم فاضل منصف ضرور ہونا چاہئے جو نہ تو جماعت سرعانی (تیز رفتار) میں سے ہو اور نہ ہمارے واقفوں میں سے بلکہ بہتر ہوگا کہ انہیں منصفوں سے کسی کو طلب کرلو جو تمہارے گرو نے قبول کئے ہوئے ہیں۔ جو عالم بغرض محاکمہ کسی دوسرے شہر سے منگوایا جاوے گا اس کی آمد ورفت کا خرچ نیز اس کے دوسرے اخراجات ہمارے ذمہ ہوں گے۔ تمہارے وکیل کا اختیار ہوگا کہ منصف کو شرعی قسمیں دے لیوے کہ محاکمہ میں انصاف کو مدنظر رکھے۔

۴...... مشتہر نے نائب الشیطان ثالث کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت رسول خداﷺ نے بھی کسی ایسے عضو کو درست نہیں کیا تھا۔ یہ غلط ہے بلکہ حضرت فداہ ابی وامی نے ایک اندھے کو دعا سکھلائی وہ بینا ہوگیا۔ اس کی شہادت حدیث میں موجود ہے۔ مگر یہ فطری منافق فرقہ احادیث پر یقین ہی نہیں رکھتا تو اس کا حوالہ ہی کیا دیا جاوے۔

۵...... مشتہر نے لکھا ہے کہ ڈپٹی آتھم نے حضرت رسول خداﷺ کی نبوت پر ایمان ظاہر کیا تھا۔ بظاہر یہ غلط ہے۔ کیوں کہ اس کی ایک تحریر شائع ہوئی تھی جس میں اس نے اپنے آپ کو دین مسیحی اور عقیدہ سابقہ پر قائم رہنے کا اقرار کیا ہے۔ شاید آتھم نے کسی خاص وقت میں رکیک کادیانی کے پاس تخلیہ میں اس امر کا اظہار کیا ہو اور سوائے اس کے اور اس کی جورو جان کے اور کوئی آدمی اس بھید سے واقف نہ ہو۔ اگر مشتہر کو کچھ بھی شرم ہوتی تو آتھم کا نام بھی نہ لیتا۔ کیوں کہ اس کا نام ہی بصیر اعمیٰ کی روسیاہی کو تازہ کرنے کے لئے عمدہ سیاہ وارنش ہے۔ مگر شرم چہ کنی است کہ پیش مرزائیاں بیاید؟

۶...... لیکھرام کی موت مطابق پیشین گوئی کے واقع نہیں ہوئی، علاوہ برآں کوشش شیطانی اور وقاحۃ ضمرانی (بے حیا ضمیر) کے قراین کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جب آتھم کے مارنے کے واسطے عملی کوشش جاری رکھی گئی تو اس کے واسطے بھی ضرور رکھی گئی ہوگی۔ احمد بیگ کا مرنا اتفاقی تھا ورنہ کیا وجہ ہے کہ آتھم کو پندرہ مہینے اور لیکھرام کو چھ برس رجوع الی الحق کی مہلت دی جاوے اور احمد بیگ کے ساتھ وعدہ بھی کیا جاوے کہ اتنی مدت تک وہ مرے گا مگر وعدہ خلافی کی جاوے کہ صرف ۳ ماہ کے بعد اس کو مار دیا جاوے۔ یہی اس امر کا ثبوت ہے کہ پیشین گوئی خدا کی طرف سے نہیں۔ خدا تو لوگوں کو ہدایت کرتا ہے: ’’**واوفوبالعقود**‘‘ (المائدہ:۱) نیز ’’**ان العهد كان مسئولاً**‘‘ (الاسراء:۳۴) مگر خود باوجودیکہ ایک مدت مقرر کرے اور پھر اتمام حجت نہ ہونے دیوے اور خلاف وعدہ جلدی سے اس کا پیمانہ عمر لبریز کر دیوے۔

۷...... شیطان کادیانی کی منکوحہ آسمانی کا شوہر زمینی اب تک زندہ اور صحیح وسالم ہے۔ اس کی موت کی پیشین گوئی کسی شرط سے مشروط نہیں۔ (آئینہ کمالات ص۳۲۵ خزائن ج۵ ص ایضاً) اس کی موت کا باعث صرف مسماۃ محمدی کا نکاح ہے اور پیشین گوئی کا ماحصل یہ ہے کہ اڑھائی برس تک وہ لطف صحبت حاصل کر کے اس جہان سے چل دے گا۔ اس میں شرط کیسی اور رجوع الی الحق کیسا؟ جس جرم کے باعث اس کو موت دکھائی گئی۔ اس کا وہ برابر مرتکب ہو رہا ہے۔ دختر احمد بیگ کو اپنی عورت منکوحہ سمجھتا ہے۔

میاں جیجو! تم ہزار اصلیت کو چھپا کر ہاتھ پاؤں مارو! مگر ’’عاقلاں[۱] خود مے دانند‘‘ تم کہتے ہو کہ منکوحہ آسمانی کا شوہر اشتہار دیوے کہ وہ اللہ سے نہیں ڈرتا۔ یہ تمہاری غلطی ہے کون مسلمان ہے جو اللہ سے نہ ڈرتا ہو۔ اس میں اللہ سے ڈرنے یا نہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ اس کی طرف سے کسی اعلان کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ وہ اپنی منکوحہ کو منکوحہ سمجھتا ہے

[۱] اس کی تشریح لسّو سے پوچھو کیوں کہ وہ پشاور سے ہو آیا ہے اور وہاں کی روزمرّہ بول چال اور محاورات سے خوب واقف ہے۔ یہ محاورہ بھی پشاور کا ہے۔ اس لئے وہ اس کی تشریح اچھی طرح سے کر دے گا۔

اورحقوق زوجیت ادا کررہا ہے۔ بس یہی اس کا جرم ہے جس پروہ قابل موت تھا۔ اگر تمہارا گروکوئی ایسی بات نکالنے کی جرأت بھی کرے کہ وہ اس کو منکوحہ نہیں سمجھتا یا دل میں ڈر کر اس کے پاس تک نہیں پھٹکتا تو غلط ہے کیوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ اولاد دے رہا ہے۔

۸...... مشتہر نے امرتسر کے سکھوں کے متعلق بھی کچھ لکھا ہے۔ یہ اس لئے کہ **کل شئی یرفع الی اصلہ** !اہل اسلام بانیان مذہب سکھاں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ البتہ شیطان کادیانی کا اس سے تعلق ہے جس کی شہادت میں کتاب ست بچن موجود ہے۔ علاوہ بر آں اب اکال بنگہ کی نقل بھی بنانے لگا ہے۔ مگر یہ اس کی غلطی ہے۔ اگر اس کو گھنٹہ گھر پر چڑھنے کے شوق نے اس قدر تنگ کیا ہوا تھا وہ امرتسر آجاتا۔ ہم اس کو گھنٹہ گھر پر چڑھا دیتے۔ مگر جوروکی فرمائشوں کے پورا کرنے کے واسطے روپیہ کہاں سے آتا۔ اب کہو کون سکھ ہے۔

۹...... آخر میں نائب الشیطان رابع نے ایک نوٹ میں یہ ظاہر کیا ہے کہ ہم عیسائیوں کے مؤید ہیں۔ اس کے جواب میں صرف اسی قدر کافی ہے کہ اگر تم لوگ مسلمان ہو جاؤ اور منافقانہ مذہب چھوڑ دو تو تم کو خود بخود معلوم ہو جاوے کہ عیسائیوں کے دلائل الوہیت مسیح کو کس طرح رد کیا جاتا ہے۔ شاید تم کو لاہور کے جلسہ کا حال اچھی طرح معلوم نہ ہوگا۔ جب تمہارے گرو کا مضمون پڑھا جانے لگا تو لفظ لفظ پر چاروں طرف سے لعنتیں پڑنی شروع ہوگئیں۔ اصل تو یہ ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو، شیطان کے تابعدار ہو۔ اس لئے تم کو خدا کی باتیں معلوم نہیں یا تو صاف مسلمان بن جاؤ پھر تو خود ہی تم کو ہدایت حاصل ہو جاوے گی۔ ورنہ صاف لفظوں میں اپنے کفروالحاد کا اقرار کروتا کہ تم کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاوے۔ تب تک ہم تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اسلامی بہروپ میں ہو۔ تم کہتے ہو کہ عیسائیوں کو ہمارے عقائد سے مدد مل رہی ہے۔ سو ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھو بالکل فیل اعمیٰ (اندھا ہاتھی) یعنی کادیانی کی طرح نہ بنے رہو۔

دیکھو کہ ہمارے عقائد پر عیسائی بطیّب خاطر ایمان لا رہے ہیں اور نومسلموں کی تعداد کس قدر روز افزوں ہے۔ لیکن تمہارا گرو اپنے آپ کو ظاہر تو کرتا ہے کہ خنزیر طبیعتوں کو

قتل کرے گا اور صلیب پرستی کو توڑے گا۔ حالاں کہ تمہارے جیسے تھوڑے سے آدمی شق اوّل کے قابو میں چڑھا سکا اور شق ثانی کا یہ حال کہ پہلے ہی جھپٹے میں اس کی جورو کا خالہ زاد بھائی اور چند اور چیلے چانٹے عیسائی ہوگئے تھے۔اب کہو تمہارے اخبث فرقہ سے عیسائیوں کو مدد ملی یا ہمارے مقدس عقیدہ سے؟ علاوہ بریں تمہارے خیالات بھی تو کفارہ سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔تم اپنے اشتہار خباثت آثار کے (ص ۵) میں اپنی حماقت یوں ظاہر کرتے ہو کہ ’’ممکن ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تمہاری بداعمالیوں اور گالیوں کے سزا کے لئے اور تم کو ذلیل کرنے کے لئے جلد اس کو (یعنی شیطان کادیانی کی آسمانی منکوحہ کے خاوند کو) موت دے دے۔‘‘ جب ہماری بداعمالیوں سے اس بیچارہ کو موت آسکتی ہے تو کیوں نہیں جلد گرجا میں جاکر بپتسمہ لے لیتے؟ تم کو کون سا امر مانع ہے؟ وہاں بھی تو یہی عقیدہ ہے کہ عیسائیوں کے گناہ کے بدلے مسیح نے دکھ اٹھایا۔جلدی اسلام کو پاک کرو اور اپنی خباثت باطنی کسی اور فرقہ میں جاکر پھیلاؤ۔

۱۰...... مشتہر اپنے گرو کی کتاب براہین کو پھر بیچ میں لے آیا ہے۔ حالاں کہ ہم اشتہار فتح اسلام میں ثابت کر چکے ہیں کہ اس کتاب کی باتیں خود اس کے مصنف نے گوزشتر بنادیں۔وہ کتاب مردود، اس کا مصنف رجیم، اہل اسلام کی ضرورت نہیں۔ چوں کہ مشتہر نے اس کو نظر انداز کردیا ہے۔اس لئے ہم اس کو قلم انداز کرتے ہیں۔لیکن اگر اس کو زیادہ شوق براہین کا ہے تو مسیح علیہ السلام کے متعلق ہم کو اس کا فیصلہ منظور ہے۔مگر یہودیوں کی طرح آخر تم بھی براہین کو گالیاں دوگے جس طرح انہوں نے حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں ناشائستہ کلام کیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ میں نے میاں جیجو کا قرض معہ سود ادا کردیا۔لیکن **حکم الانسان مرکب الخطاء والنسیان** اگر غلطی سے کوئی پیسہ باقی رہ گیا ہو تو جماعت شیطانی کے تقاضاء پر انشاء اللہ وہ بھی ادا کردیا جاوے گا، مطمئن رہیں۔

ایک اور بات کا ظاہر کرنا ضروری ہے کہ ایک مرزائی مسمی امام الدین چاہتا ہے کہ

کسی مرزائی عربی دان کے سامنے قرآن شریف سے باستثنائے احادیث[1] حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی اور بجسدہ العنصری ان کا صعود الی السماء ثابت کیا جاوے تو وہ تائب ہو جاوے گا وہ تسلیم کرتا ہے کہ کوئی عالم منصف بنایا جاوے جو نہ مرزائی ہو اور نہ ہمارا واقف کار۔ میں نے اس کی یہ دعوت زبانی منظور کی تھی۔ مگر اس نے کہا کہ اشتہار میں شائع کرو۔ سو میں حسب وعدہ بذریعہ اشتہار ہذا اس کی دعوت قبول کرتا ہوں بشرطیکہ پہلے دعویٰ مسیحیت کا ثبوت قرآن سے ہو جاوے۔ وہ اپنی مرضی سے کسی عربی دان کو مقرر کرے۔

اور تاریخ ومقام تجویز کرے اور اپنی مرضی سے جس عالم کو چاہئے منصف مقرر کرے بشرطیکہ وہ نہ تو مرزائی ہو اور نہ ہمارا واقف کار۔ میں قرآن شریف سے ثابت کردوں گا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور بجسدہ العنصری آسمان پر تشریف لے گئے۔ اس کا وکیل تردید کرے گا۔ بعدہٗ میں جواب الجواب دوں گا۔ اگر اس کا وکیل مناسب سمجھے تو جواب الجواب دیوے۔ بعد ازاں منصف فیصلہ کرے کہ کون فریق حق پر ہے اور کون جھوٹ پر؟

بالآخر ہم ایک صریح اور بیّن آسمانی فیصلہ شیطان کادیانی کے واسطے شائع کرتے ہیں تاکہ دنیا پر یہ روشن ہو جاوے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے۔ میں خدائے واحد کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے ایسا ہی الہام ہوا ہے۔ خواب میں نہیں بلکہ بحالت بیداری میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں اس میں جھوٹا نکلوں تو میں وہ سب سزائیں عملاً اٹھانے کو تیار ہوں جو شیطان کادیانی نے آتھم کی پیشین گوئی کے عدم وقوع پر علماً اٹھائیں تھیں۔

غرضکہ فیصلہ یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ مرزائے کادیانی کو ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۰ء سے مدت بضع سنین کے اندر ایک عجیب وغریب موت کے ساتھ ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ موت ایسی ہوگی جو انسانی طاقت سے باہر ہو۔ بشرطیکہ وہ اپنے دعاوی باطلہ سے نادم ہوکر راجع الی الحق نہ ہو۔ میں نے موت کے

[1] ''واذا قیل لھم تعالوا ما انزل اللہ والی الرسول رأیت المنٰفقین یصدّون عنک صدوداً'' (البقرہ:۱۷۰)

عجیب وغریب ہونے پر کچھ تعجب کیا تھا کہ واللہ اعلم! وہ کیسی موت ہوگی؟ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا نقشہ میرے تصور میں کھینچ دیا۔ جس کے متصور ہوتے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ یعنی کادیانی کا پیٹ اتال کی طرح پھولا ہوا ہے، آنکھوں کی سفیدی زردی سے مبدل ہوگئی ہے، ناک عریض ہوکر اخنس کی طرح بیٹھ گئی ہے اور ہونٹ آگے کو بڑھ گئے ہیں اور کان بھی کسی قدر لمبے ہوگئے ہیں۔ بات کرنا چاہتا ہے مگر زبان سکڑ کر اندر کو کھنچ گئی ہے اور بات نہیں کرسکتا۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا، زمین وآسمان ٹل جاویں مگر خدا کی باتیں نہیں ٹل سکتیں۔ اس روز بہت سے بے ایمان ایماندار بن جاویں گے اور بہت سے مردود زمرہ مقبولین میں شامل ہونے کی خواہش کریں گے۔ فقط وما علینا الا البلاغ!

وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین!

المشتہر

خادم المسلمین غلام احمد عافاہ اللہ وایدالذی ھو بمنزلة الموسیٰ فی مقابلة فرعون الکادیانی

امرتسر قلعہ بھنگیاں

۲۰/ستمبر ۱۹۰۰ء

تقاضا

مرزائیو! ایمان سے کہو کہ نکاح آسمانی کے متعلق جو خطوط ہم نے شائع کئے تھے وہ تحقیقات سے اصلی ثابت ہوئے یا جعلی؟ افسوس! کہ تم نے اس رسالہ کی طرف توجہ نہ کی ورنہ شاید ہدایت پا جاتے۔

✡✡✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تقلیع ہفوات الاربعین لاتمام حجۃ علی اعداء الدین

مولانا غلام احمد امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ

امابعد! حضرات اہل اسلام پر مخفی نہ رہے کہ موضع کادیان کے رہنے والے مرزا قادیانی نے یکے بعد دیگرے چالیس اشتہار شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سے دونمبر اب تک شائع ہوچکے۔ اس سلسلہ کا نام اس نے ''اربعین[۱] لاتمام الحجۃ علی المخالفین'' رکھا ہے۔ مرزا قادیانی نے ان اشتہاروں میں قریباً وہی باتیں لکھی ہیں جو وہ ابتدائے زمانہ دعویٰ سے آج تک کہتا آیا ہے تعجب ہے کہ اس نے یہ سلسلہ شروع کیوں کیا ضرور ہے کہ اس سلسلہ کی تہ میں کوئی نہ کوئی منصوبہ مخفی ہو۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور مجھے اس کا تجربہ ہے کہ مرزا قادیانی بڑا چال باز آدمی ہے۔ اس کی دور بینی ایک زمانہ میں مشہور ہے۔

اس لئے ''اربعین'' سے اتمام حجت مراد لینا غلطی ہے کیوں کہ ایک تو کوئی نئی بات اس میں نہیں جو باتیں اس میں کہتا ہے وہ آگے اس کی لکھی ہوئی موجود ہیں۔ علاوہ برآں اگر مخالفین پر

۱؎ یہاں مرزا کو اس کے مرید بڑا عالم اور فاضل ظاہر کرتے ہیں ہر چند کہ مرزائی جماعت کو بارہا توجہ دلائی گئی کہ مرزا قادیانی کی تصانیف میں کثرت سے غلطیاں ہیں۔ مگر یہ لوگ خیال تک نہیں کرتے۔ لفظ ''اربعین'' بھی مرزا قادیانی کے علم وفضل کا ایک نمونہ ہے۔ مرزا قادیانی سنو! عدد ۴۰ کو عربی میں اربعون کہتے ہیں اور حالت رفعی میں اربعون وحالت نصبی وجری میں اربعین استعمال کرنے کا قاعدہ ہے۔ تم نے جو لفظ ''اربعین'' لکھا اس میں دو غلطیاں ہیں۔ کیوں کہ اربعین مرفوع المحل مبتدأ ہے۔ ایک غلطی یہ ہے کہ حالت رفعی میں اعراب نصبی وجری کا استعمال کیا جو خلاف قواعد نحو کے ہے۔ دوسری یہ کہ مبتدأ کو نکرہ چھوڑا گیا:

لطف پر لطف ہے املاء میں میرے یار کے یار حائے حطی سے گدھا لکھتا ہے ہوز سے حمار

غور کرو اور دیکھو کہ یہ لفظ یوں چاہئے تھا ''الاربعون لاتمام الحجۃ علی المخالفین'' ہاں شاید تم نے قافیہ بندی کے خیال سے صریح غلطی کی ہوگی۔ مگر یاد رہے کہ عدم تطابق قوافی غلطی نہیں ہے۔ علاوہ برآں اس کی کیا پرواہ تھی۔ دیہاتیوں کی قافیہ بندیاں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں۔ ''تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولہو'' تم بباعث خود پسندی کے احسان تو نہیں مانو گے مگر ہم یہ تمہاری غلطی درست کرادیتے ہیں۔ آئندہ اس طرح لکھا کرو ''ھذہ الرسالۃ المسماۃ بالاربعین لاتمام الحجۃ علی المریدین''

حجت تمام کرنے کے لئے یہ سلسلہ ہوتا تو ضرور تھا کہ مخالفین کے پاس بھی بھیجا جاتا۔ حالاں کہ ایسا نہیں ہوا۔ میں نے امرتسر کے علماء کرام سے دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ اربعین ان کے پاس بھی نہیں پہنچا۔ اگر کسی مسلمان کو اس کے دیکھنے کا خیال پیدا ہو تو اسے نہیں ملتا۔ مرزائی لوگ مسلمانوں کو یک بیک مستعار بھی نہیں دیتے۔ چنانچہ میں نے بھی بڑی مشکل سے ابتدائی دونمبر حاصل کئے۔ پس ثابت ہوا کہ اتمام حجت نہیں بلکہ کوئی چال بازی ہے۔ جس کا نتیجہ اخیر میں نکلے گا۔ مرزا قادیانی کو لازم ہے کہ بجائے مخالفین کو مریدین لکھا کرے۔ کیوں کہ مریدین کے پاس ہی بھیجا جاتا ہے۔ اگر مخالفین پر حجت تمام کرنے کا ارادہ ہے تو مستورات کے متاع قلیل کی طرح چھپاتے نہ پھرو۔

ہم نے محض بغرض رضا مندی خدائے عزوجل واتباع حضرت رسول کریم ﷺ ارادہ کرلیا ہے کہ اس سلسلہ کا جواب نمبروار لکھا جاوے بشرطیکہ ہمارے پاس پہنچتا رہے۔ جوابی سلسلہ کا نام ’’**تقلیع الهفوات الاربعین لاتمام الحجة علی اعداء الدین**‘‘ ہوگا۔ ناظرین کو لازم ہے کہ اس سلسلہ کو جمع کرتے جاویں اور اخیر میں ایک پوری کتاب بنالیں۔ وباﷲ التوفیق!

خوارق اورادعیہ

(اربعین نمبر۱ حاشیہ صفحہ اوّل خزائن ج۱۷ ص۳۴۳) میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ’’اگر کوئی مخالف مقابل میں آ کر نشان دکھلاوے گا تو اشتہارات کا شائع کرنا بند کردوں گا۔‘‘ مگر خدا جانے مرزا قادیانی کیسے نشانات دکھلاتا ہے کہ فریق ثانی بھی دکھلاوے۔ کیا عبداللہ آتھم کے ۱۵ ماہ کے اندر اندر مرنے کی طرح کوئی نشان؟ کیا نکاح آسمانی جیسا کوئی نشان؟[1] کیا منکوحہ آسمانی کے شوہر

[1] ایک مرزائی دوست نے مجھے کہا تھا کہ تم لوگ ظاہر بین ہو پیشین گوئیاں جو بمنزلہ خواب کے ہوتی ہیں، ظاہری معنوں پر دلالت نہیں کرتیں بلکہ ان کی تعبیر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی چابیاں مجھے دی گئیں۔ حالاں کہ جناب کے دست مبارک سے پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ صحابہ کبار کے ہاتھ چابیاں آئیں۔ مگر مرزا قادیانی سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کے نکاح آسمانی کی پیشین گوئی کو بھی ہم ایسی ہی پیشین گوئی سمجھیں کہ آپ تو پوری نہ کرسکیں آپ کا کوئی حواری پوری کرے گا۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ اگر ایسا ہے تو کسی اشتہار میں اس کی تصریح کردینا تاکہ تمہارا کوئی مرید تاک میں لگا رہے اور ہم بھی آئندہ اعتراض کرنے سے باز آجاویں۔

زمینی کے اڑھائی سال کے اندر مرجانے کی طرح کوئی نشان؟ کیا اس بیٹی کے پیدا ہونے کی طرح کوئی نشان جو بیٹے کے بدلے پیدا ہوئی؟ کیا اس بیٹے کے پیدا ہونے کی طرح کوئی نشان جو دوسرے حمل میں پیدا ہوا تھا اور جس کی شان میں تھا کأن اللّٰہ نزل من السماء اور پھر بحالت معصومی دارفانی سے کوچ کر گیا؟

کیا بالمقابل تفسیر نویسی کی طرح کوئی نشان؟ کیا طاعون کی پیشین گوئی کی طرح فریق مخالف بھی کوئی پیشین گوئی کرے؟ اوّل تو اہل اسلام سرے سے تمہارے جیسے مدعی نبوت کو کافر سمجھتے ہیں تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ خود بھی ایسا ہی دعویٰ کریں اور تمہارے جیسے نشانات موہومہ دکھانے کے مدعی ہوں۔ علاوہ بر آں جب کریم سیالکوٹی قادیانی کو پیش کیا جاتا ہے تو اس وقت تم بغلیں جھانکتے ہو۔ کیوں کہ ایک ہی نشان دکھلا دیتے کہ مخالفین مغلوب ہوجاویں۔ شق القمر جب کافروں کی خواہش کے مطابق ہوگیا تو کریما (قادیانی) کے عیوب بدنی کیوں نہیں ہٹ سکتے۔ استقرار یا قانون قدرت کو آڑ بنا کر اب تم شق القمر سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ تمہارا اقرار موجود ہے۔ یہ تو تمہارے فوق العادات نشانات کی تصریح ہو چکی۔ اسی میں دعاؤں کا قبول ہونا بھی شامل ہے۔ کیوں کہ نشانات کے ظاہر ہونے کے لئے تم رات دن دعا مانگتے رہتے ہو مگر نتیجہ ٹائیں ٹائیں فش!

پاک تعلیم

مرزا قادیانی کو اپنی پاک تعلیم پر بڑا ناز ہے اس لئے اس کی پاک تعلیم کا خلاصہ ہم لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں۔ بڑی تعلیم معلم کا طرز عمل ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی خود کس

۱ مرزا قادیانی اندھا دھند اشتہارات تو شائع کر دیتا ہے مگر اس کو یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا لکھ چکا ہوں۔ دو برس گزرے کہ آخری اور قطعی فیصلہ کے صادر ہونے کا اشتہار تھا۔ جب معیاد ختم ہونے لگی اور خیال آیا کہ اب مضحکہ اڑے گا تو چیف کورٹ کے مقدمات کی طرح ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۱۷۴تا۱۷۹) کو تین برس کی تاریخ بڑھا دی۔ جس میں سے ایک برس گزر گیا۔ اب نئے نئے اشتہارات شائع کر کے مرزا قادیانی اپنے ۵؍نومبر کے اشتہار کو فراموش کرانا چاہتا ہے۔ مگر وہ یاد رکھے کہ ہم ۵؍نومبر کے اشتہار کو نہ تو بھولے ہیں اور نہ بھولیں گے اور نہ لوگوں کو بھولنے دیں گے۔

قماش کا آدمی ہے۔ خوردسالہ بھانجی پر اس کا عاشق ہونا کوئی چھپی چھپائی بات نہیں۔ علاوہ برآں اس کا دستور ہے کہ ہر روز اپنے سب مریدوں کی عورتوں کو ساتھ لے کر سیر کو جایا کرتے ہیں نہ تو خاوندان عورتوں کے ہمراہ ہوتے ہیں اور نہ اور کوئی رشتہ دار۔ زیورات سے لدی ہوئی اور پوشاک سے سجی ہوئی عورتیں اور مرزا قادیانی ان میں اس طرح جیسے گوپیوں میں کاہن[1]۔ کیوں مرزا قادیانی! یہی پاک تعلیم تم اپنی جماعت کو دیتے ہو۔ شاید کوئی مرزائی ہمارے اس بیان پر شبہ کرے جیسا کہ خطوط متعلقہ نکاح آسمانی پر شک تھا تو اس کو لازم ہے کہ پہلے قادیان میں جاکر دریافت کرے۔ پھر اگر اس کی رائے میں ہمارا بیان غلط ہو تو اعتراض کرے۔

دین کے لئے تلوار اٹھانا

یہاں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ’’میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جاویں۔‘‘ (ملخص مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۲۹۵) اس سے شبہ پڑتا ہے کہ کہیں مرزا قادیانی فی الاصل عیسائی تو نہیں۔ یقیناً عیسائی ہوگا ورنہ اسلام پر یہ حملہ نہ کرتا۔ کیوں کہ اس تحریر سے اس قدر پتہ ضرور چلتا ہے کہ اب تک مذہب اسلام میں دین کے واسطے خواہ نخواہ تلوار اٹھانا جائز تھا اور خدا کے بندے ناحق قتل کئے جاتے تھے۔ مرزا قادیانی! سنو! اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ مذہب کے واسطے تلوار چلاؤ اور صرف مذہب قبول کرانے کے واسطے خون ناحق کرو۔ ہاں البتہ اگر کفار لوگ اہل اسلام کو تکلیف پہنچاویں اور امن میں خلل اندازی کریں اور مسلمانوں کے ساتھ محاربہ روا رکھیں تو اس صورت میں اسلام بدلہ لینے کی اجازت دیتا ہے۔ جب امن ہو جاوے تو لڑائی ممنوع ہے۔ دیکھو آیات ذیل:

’’لآ اکراہ فی الدین. (البقرہ:۲۵۶)

ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به. (النحل:۱۲۶)

[1] مثال کے طور پر جیسے کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں لکھتا ہے کہ ’’مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔‘‘ (انجام آتھم ص۴۱ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین.
(البقرہ:۱۹۰)

قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ. (البقرہ:۱۹۳)

ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا'' (الاعراف:۵۶۲)

اسلام ابتداء ہی سے یہی تعلیم دیتا ہے کہ امن کی حالت میں جہاد مت کرو۔ چنانچہ علماء اسلام نے سرحدی جہلاء کے فاسد خیال کی اصلاح کے واسطے بارہا فتوے جاری کئے کہ بموجب تعلیم اسلامی گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے عہد سلطنت میں کسی غیر اسلامی کا قتل خون ناحق ہے اور قاتل واجب التعزیر ہے۔ پس تم سے اس مسئلہ کو کون سی خصوصیت رہی۔ البتہ تمہاری چالبازیوں سے ہمیں ضرور ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم بغاوت نہ کر بیٹھو۔ ظاہر تمہارا گو صلاحیت پر ہے لیکن باطن میں تمہارے لچھن قابل غور ہیں۔ تم نے اپنے مریدوں کا نام فوج رکھا ہے۔ لیکن گورنمنٹ عالیہ اپنے خداداد اقبال سے اس موہومی فوج کا قلع قمع آناً فاناً کر سکتی ہے۔ بہرحال منصوبہ بازیوں سے امیر زماں تو ہو گئے ہو اب ڈر لگتا ہے کہ کہیں دماغ میں اور کوئی ہوا نہ سما جاوے اور کہیں اس سے بھی دو بانس اور چڑھ بیٹھو۔

مرزا قادیانی کے ظاہری ارادے

مرزا قادیانی نے ظاہر کیا ہے کہ اس کے مشن کے اغراض یہ ہیں کہ مسلمان سے غلطیوں کا دور کرنا پاک اخلاق کا پھیلانا، بردباری، حلم، انصاف اور راست بازی کی راہوں کی طرف بلانا، شرک، ظلم، بدعملی، ناانصافی، بداخلاقی وغیرہ سے بیزاری اور نوع انسان سے محبت۔ لیکن یہ سب مرزا قادیانی کی ظاہری باتیں ہیں۔ اس کا طرز عمل ایسا خراب ہے کہ سوائے فساد پھیلانے کے اور کچھ اس کا مدعا ہی نہیں۔ اس کی اصلی غرض دنیا طلبی اور اسلام کو نقصان رسائی ہے۔ یہ غلط ہے کہ وہ صلاحیت پر ہے۔ مسلمانوں میں جو غلطیاں وہ ظاہر کرتا ہے وہ خود اس کی اپنی غلطی ہے۔

مسلمان اسی بات پر قائم ہیں جو رسول خدا ﷺ نے سکھائی۔ البتہ مرزا قادیانی برخلاف تعلیم قرآنی کے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ حالاں کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت رسول

خداﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ مرزا قادیانی کے اخلاق کا نمونہ دیکھنا ہو تو اس کی پلید کتاب (انجام آتھم مندرج خزائن ج۱۱) کو دیکھ لو جس میں نہ صرف علماء کی نسبت بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی گالیاں لکھیں کہ الامان۔ تعجب ہے کہ اس کے مرید باوجود اس کی بدزبانی کے کس قدر بے باکی سے لکھ دیتے ہیں کہ گالیاں دینا شریروں، بدمعاشوں، شیطانوں، چوہڑوں، چماروں اور کنجروں کا کام ہے۔ مرزا قادیانی کی صداقت بھی عام طور پر ظاہر ہے کہ کبھی سچ بولتا ہی نہیں تو کس طرح یقین ہو کہ وہ ایسا ہی خیال رکھتا ہے جیسا کہ ظاہر کرتا ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ عبدالدرہم والدینار ہے، دین وایمان سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس کا بیان غلط ہے۔

چمکتا ہوا ہیرا اور شاہی سکہ

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے معدن سے چمکتا ہوا ہیرا پایا اور جو درہم ودینار وغیرہ میرے پاس ہیں ان پر سلطانی سکہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ سو واضح ہو کہ حضرت رسول خداﷺ کو معدن میں سے سچا ہیرا مل گیا اور لوگوں کے استعمال کے لئے اس قدر زروجواہر رکھا گیا ہے کہ قیامت تک نہ ختم ہو اور نہ زنگ آلود ہو بلکہ ہر وقت چمکتا ہی نظر آوے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام سے ہماری بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ دیکھو: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' (المائدہ:۳)

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیینؐ[1]''

(الاحزاب:۴۰)

غرض کہ نہ تو کوئی نعمت باقی رکھی اور نہ نبوت کا سلسلہ قائم رکھا بلکہ سب نعمتیں اپنے

[1] جب کہ سلسلہ نبوت ورسالت حضرتﷺ کی ذات پر ختم ہے تو کسی شخص کا مدعی نبوت ہونا صریح دلیل ہے کہ وہ ان تیس کذابوں میں سے ہے جن کی نسبت حضرت رسول کریمﷺ نے فرما دیا ہوا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ آیا مرزا قادیانی نبوت کا مدعی ہے یا نہیں۔ اس کی بابت اس کی تصانیف میں تصریح موجود ہے۔ اشتہار معیار الاخیار (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۲۷۰) میں لکھتا ہے ''یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا'' اگر مرزا قادیانی کی مراد رسالت بغرض ہدایت ہے تو نبوت ہوتی۔ ہاں اگر رسالت بغرض ضلالت ہے تو بحکم ''انا ارسلنا الشیطین الایہ'' اس پر ہمارا بھی صاد ہے۔

پیارے حبیب پر تمام کردیں۔ اب قرآن شریف کے مقابلہ میں جو سلطانی ضرب ہے کسی دوسرے سکہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں مرزا قادیانی اپنے بنائے ہوئے سکہ کو قرآنی سکہ بتاتا ہے۔ اس میں جب لوگوں کو شبہ پڑا کہ کہیں جعلی تو نہیں کیوں کہ جعلی سکہ تو اصل کے مشابہ ہوتا ہے۔ پس اس کو محک قرآنی سے پرکھنا شروع کیا تو خالص پیتل کا نکلا۔ ’’قل ھل انبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضلّ سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا اولٰئک الذین کفروا بآیت ربھم ولقآئہ فحبطت اعمالھم ولا نقیم لھم یوم القیامۃ وزناً ذالک جزاء ھم جھنم بما کفروا واتخذوا آیتی ورسلی ھزوا‘‘ (کہف:۱۰۲تا۱۰۶)

جب مرزا قادیانی کی طرف سے یہ عذر پیش کیا گیا کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو یہ اس عذر اس کا بذریعہ فیصلہ جات آسمانی مردود ٹھہرایا گیا۔ کیوں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے جن تیس کذابوں کی پیشین گوئی کی ہوئی ہے۔ ان کی نسبت صاف فرمادیا کہ من امتی یعنی میری امت میں سے ہوں گے۔ علاوہ برآں فرمان خداوندی دیکھو: ’’اذا جاء ک المنٰفقون قالوا نشھد انک لرسول اللّٰہ واللّٰہ یعلم انک لرسولہ واللّٰہ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون‘‘ (المنافقون:۱)

پس مرزا قادیانی کی نمازیں اور اس کا ظاہری مسلمان ہونا قابل حجت نہیں۔

اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم

مرزا قادیانی ظاہر کرتا ہے کہ وہ اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حکم مقرر کیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ابتداء زمانہ براہین سے آج تک بارہا گرگٹ کی طرح رنگ بدلے۔ پہلے تو مسیح کے آسمان پر سے اترنے کا اقرار تھا۔ پھر خود ہی مسیح اور خود ہی مہدی بن گیا۔ جب مسائل مشہور میں اختلاف ڈال کر مقدس اسلام میں رخنہ اندازی پر کمر باندھی تو وہ قرآن اور احادیث سے دو طرح پر بزعم خود استدلال کرنے لگا۔ جب قرآن شریف کی تفسیر کسی حدیث کے حوالہ سے کی جاوے تو کہہ دیا کہ قرآن شریف کو کیوں حدیث کا

تابع بناتے ہو؟

چنانچہ سورۃ زلزال کی تفسیر اور جب کہیں بتاویلات رکیکہ اپنے مطلب کے واسطے کسی حدیث کو توڑ مروڑ کر مطلب نکالنا مدنظر ہوا تو کہہ دیا کہ قرآن شریف کے معانی جو کچھ احادیث سے ہوسکتے ہیں وہی صحیح ہیں۔ لیکن اب یہ خطرہ لاحق ہوا کہ بعض احادیث جو اس کے مطلب سے بالکل متناقض حتی کہ اسے دجال اور کذاب ثابت کرتی ہیں تو اب بقول ''مان نہ مان میں تیرا مہمان'' خود ہی حکم بن بیٹھے۔ چنانچہ اس کے مریدوں نے بالمقابل بیماروں کے شفایاب کرنے کے واسطے جو اشتہار دیا اس میں لکھ دیا کہ مرزا قادیانی احادیث کی صحت وضعف کے واسطے حکم ہے تاکہ مخالف احادیث کو ضعیف یا موضوع بنا دینے میں آزاد رہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو حکم کس نے بنایا؟ قرآن شریف اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ رسول خدا ﷺ اسے کذاب کا خطاب دے چکے ہیں پس وہ حکم نہیں۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ گورنمنٹ ایک طرف تو مشتہر کر دیوے کہ تانتیا بھیل بڑا ڈاکو اور رہزن ہے اس کا اعتبار نہ کرنا اور دوسری طرف اس کو کسی قافلہ کا مقدمۃ الجیش بنا دیوے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔

پادریوں کو خطاب

اخیر میں مرزا قادیانی نے پادری صاحبان کو مخاطب کیا ہے اور حضرت محمد ﷺ کی پاک زندگی کی طرف ایماء کیا ہے۔ مگر ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کوئی غیر مذہب والا اس کو مقدس اسلام کا وکیل نہ سمجھے۔ اس نے اسلام کی آڑ میں ابلہ فریبی کرنے کا طرز اس لئے اختیار کیا ہے کہ جاہل لوگ اس کو مسلمان سمجھ کر اپنا دین وایمان غارت کرائیں۔ ہم صاف طور پر اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ جب کسی غیر مذہب والے صاحب کو مرزا قادیانی کی تردید کرنا منظور ہو تو وہ اسلام کو ہرگز مخاطب نہ کرے بلکہ مرزا قادیانی کو خارج از اسلام سمجھ کر اسے الگ خطاب کرے۔ کیوں کہ اسلام کا دستور العمل یعنی مقدس قرآن اور نبی کریم کے پاک کلمات جن کو احادیث کہا جاتا ہے اس کی تکفیر میں متفق اللفظ ہیں۔ پس کس قدر بے انصافی ہوگی کہ اسے مسلمان سمجھا جاوے۔

ایہا المسلمون!

بالآخر ہم اہل اسلام کی خدمت میں ادب سے التماس کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ لوگوں کو اپنے پیارے حبیب کی امت میں پیدا کر کے ’’کنتم خیر امة ‘‘ کے معزز وممتاز لقب سے ملقب فرمایا۔ جس کا ہم کتنا ہی فخر کریں تو بجا ہے۔ پس آپ لوگوں کو لازم ہے کہ آپ اسی عقیدہ پر قائم رہنے کی کوشش کریں جو خود رسول کریم ﷺ نے سکھایا اور ان کے وصال کے بعد خلفائے راشدین اور تابعین اور تبع تابعین وزاں بعد صلحائے امت ائمہ دین رضی اللہ عنہم نے سکھایا۔ حضرت ﷺ نے اپنی زبان معجز بیان سے صاف طور پر فرمادیا ہوا ہے کہ ’’سیبعث فی امتی دجالون کذابون ثلثون کلهم یزعمون انه نبی الله وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی ‘‘یعنی امت میں تیس دجال جھوٹے اٹھیں گے اور ہر ایک ان میں سے خیال کرے گا کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ حالاں کہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس لازم ہے کہ کسی شخص کو ظاہری مسلمان دیکھ کر یہ خیال نہ کرلو کہ وہ سچا ہے۔ کیوں کہ اگر وہ مسلمانوں میں سے نہ ہو تو نبی اکرم ﷺ کے فرمان واجب الاذعان کی تصدیق کیوں کر ہوسکتی ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ بھی پیشین گوئی کر گئے ہیں کہ:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نشاید داد دست

ختم ہوا پہلا نمبر تقلیع ہفوات الاربعین کا۔ اللھم انی اعوذبک من شرور دجال الکادیانی واحفظنا یا ربنا من عقائده الباطلة وآخر دعوانا الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد وآله وصحبه اجمعین

الراقم الراجی الیٰ رحمة ربه الاحد غلام احمد عافاه الله وایّد الذی هو بمنزلة الموسیٰ فی مقابلة فرعون الکادیانی

ازامرت سر قلعہ بھنگیاں

✡✡✡✡✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی

یا

نکاح آسمانی کے راز نہانی

مولانا غلام احمد امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہاں انتظار وصل وہ آغوش غیر میں	قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

....

اب کون ہے مرزا جو کرے چوں میرے آگے	تحریر میں تقریر میں ہے جوں میرے آگے
گو زہر ہلاہل سے بھرا بیٹھا ہے افعی	کیا دخل جو بل کھا کے کرے فوں میرے آگے
بولے ہے میرا خامہ کس کس کو میں باندھوں	بادل سے چلے آتے ہیں مضمون میرے آگے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ رب العالمین! والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد خاتم النّبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین. امابعد!

ناظرین پر مخفی نہ رہے کہ مرزا قادیانی کے مریدوں نے جب بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کے علاج یا دفع مصیبت کی لاف زنیاں کیں تو اہل اسلام نے عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی کو جو لنگڑا اور کانا اور گنجا ہے مرزا قادیانی کے پیش کیا۔ اس میں دو صفتیں موجود تھیں بیمار بھی تھا کیوں کہ دو اعضاء اس کے معطل اور مصیبت زدہ بھی۔ کیوں کہ ان دونوں اعضاء کے معطّلی ہونے کی وجہ سے غم خوردہ اور مرزا قادیانی کے ٹکڑوں پر پیٹ پالنے والا:

سر سے گنجا پا سے لنگڑا نصف بینائی نہیں	مدتوں سے منتظر اب تک شفا پائی نہیں
کیا ملا اس کو بھلا مرزا پرستی کا صلہ	کام کچھ آئی یہاں مرزا کی مرزائی نہیں

مگر مرزا قادیانی کی طرف سے ٹائیں ٹائیں فش! آخر مرزا قادیانی نے علماء کرام کو مباحثہ کے لئے طلب کیا۔ گو یہ ان کی روباہ بازی ہے کہ چالیس (۴۰) مل کر آویں۔ اس کی تردید ہم اپنے سابقہ اشتہار میں کر چکے ہیں اور ثابت کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی ہرگز مجاز نہیں کہ وہ ۴۰ علماء کے متفق ہونے کے بعد مباحثہ کے لئے تیار ہو۔ بلکہ ہر ایک عالم مجاز ہے کہ تنہا اس سے مباحثہ کرے۔

چنانچہ حضرت مولانا جامع المعقول والمنقول حاوی فروع اصول جناب مولوی غلام رسول صاحب مفتی امرت سرلازالت شموس فیوضہم کی طرف سے مرزا قادیانی کو مباحثہ کی دعوت دی اور جواب کے واسطے ۱۲/اگست مقرر کی۔

۱۳/اگست کا دن بھی (۶/ستمبر کی طرح) گزر گیا اور مرزا قادیانی نے کروٹ نہ لی۔ یہ تو ہم جانتے تھے کہ مرزا قادیانی محض اپنا چرچا بڑھانے کے واسطے اشتہار بازی کرتے ہیں۔ ورنہ انہیں صداقت سے کیا کام۔ پبلک پر بخوبی روشن ہوگیا ہے کہ مرزا قادیانی صرف دارالتفکر میں بیٹھ کر فضول اور لایعنی تحاریر کے سوا نہ تو کچھ کر سکتے ہیں اور نہ کریں گے۔ اس لئے اب ہم ان کو آئندہ کے لئے ناقابل خطاب سمجھتے ہیں اور ان کو تنبیہ کرتے ہیں کہ جب وہ مباحثہ کے نام سے جی چراتے ہیں اور آئے دن صاف دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں تو اب ان کا کوئی حق نہیں کہ آئندہ کبھی شور مچاویں۔ اگر انہوں نے اپنی شیطانی جماعت کو خوش کرنا ہو یا کوئی رقم چندہ وصول کرنی مقصود ہو تو جھوٹی باتیں الہام کے پیرایہ میں ان کو سنا دیا کریں وہ اسی میں خوش ہو جایا کریں گے۔

عوام چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے اصلی حالات سے ان کو مطلع کیا جاوے۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی کے ذاتی حالات کی اشاعت کا سلسلہ آج سے شروع کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص کیسا پاک طینت ہے۔ چنانچہ سردست ہم اس کے اس نکاح آسمانی کی حقیقت کھولتے ہیں جس سے اس کو سوائے حسرت جاودانی اور ابدی پشیمانی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک بھانجی (کیوں کہ مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا قادیانی کی چچازاد ہمشیرہ ہے) مسمات محمدی جب سن بلوغ کو پہنچنے لگی تو مرزا قادیانی کے جذبات نفسانی نے زور مارا، اور دل میں ٹھن گئی کہ کسی طرح اس شکار کو پھانسیں۔ مگر دقّت یہ تھی کہ ادھر بباعث پیری کے ان کے انجر پنجر ڈھیلے اور ادھر وہ بیچاری عصمت پناہ خوردسال:

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا تم الٹے بات الٹے یار الٹا

آخر سوچ سمجھ کر یہ تجویز نکالی کہ خدا نے الہام کے ذریعہ مجھ پر ظاہر کر دیا کہ اس لڑکی کا نکاح مجھ سے ہوگا۔ بلکہ آسمان پر ہو چکا۔ مرزا قادیانی کا خیال تھا کہ اپنی برادری ہے اور وہ لڑکی بھی بھانجی ہے فوراً الہام کے دباؤ سے نکاح ہو جاوے گا۔ جب لڑکی کے والدین نے سنا تو انہوں نے صاف انکار کیا۔

اس پر مرزا قادیانی نے پرائیویٹ کارروائی شروع کی۔ مرزا قادیانی کے بیٹے فضل احمد کی زوجہ بھی مرزا احمد بیگ کی بھانجی ہے۔ اس لئے پہلے یہ دھمکی دی کہ اگر مرزا احمد بیگ اپنی لڑکی کی شادی میرے ساتھ نہ کرے گا عزت بی. بی زوجہ فضل احمد کو طلاق دلا دوں گا اور اگر فضل احمد طلاق دینے سے انکار کرے گا تو اس کو عاق کر دوں گا۔

جب اس تجویز میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر علی الاعلان موت کی پیشین گوئیاں شائع کر دیں۔ ہم اس مختصر مضمون میں مرزا قادیانی کے وہ مضمون درج کریں گے جن کو ہم نے پرائیویٹ کارروائی کہا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم ناظرین کو ان خطوط کے مطالعہ کی تکلیف دیں ضروری ہے کہ اس اشتہار کی طرف متوجہ ہوں جو ۹/اگست کو ایک شخص مسمی لسہ بابا کے نام سے شائع ہوا۔ انصاف پسند لوگوں نے بلا کسی تردید کے یہ نتیجہ نکال لیا کہ ہمارے پہلے اشتہار کے صفحہ اوّل کالم اوّل میں جو کچھ لکھا گیا تھا فی الواقع صحیح ہے اور اس پاک سرشت جماعت کا اس کے سوا اور کچھ کام نہیں کہ حق کو چھپاویں، بے دینی اور کفر کو پھیلاویں اور علماء کرام کی شان میں برا بھلا کہہ کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کریں۔ ضرور نہیں تھا کہ اس بیہودہ اور لغو تحریر کی طرف توجہ کی جاوے۔ چوں کہ قادر ذوالجلال نے اس شیطانی جماعت کے اپنے ہی اشتہار سے ان کے لئے روسیاہی ظاہر کر دی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ اس کا بھی کچھ تذکرہ کیا جاوے۔

ا...... مشتہر نے راقم کی نسبت لکھا ہے کہ ’’وہ حکاکوں کے ایک معمولی منشی ہیں۔‘‘ میں ان کا حد سے زیادہ شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میری نسبت ایسے الفاظ لکھے۔ اگر وہ مجھے

معمولی ملازم لکھ دیتے تو میں بہت خوش ہوتا۔ کیوں کہ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ دانا آدمی اپنی تعریف کو پسند نہیں کرتے۔ یہ مرزا قادیانی کا ہی خاصہ ہے۔

مشتہر صاحب! آپ مرزا قادیانی کی تعریف اچھے لفظوں میں کر دیا کریں۔ کیوں کہ احمق راستائش خوش می آید۔ میں اپنے آپ کو جیسا کہ میں ہوں ویسا ہی جانتا ہوں۔ میں اپنے آپ کو ایک گنوار دیہاتی کی طرح رسالت اور مسیحیت کے قابل نہیں ٹھہراتا۔ میں ایک غلط عربی بولنے والے کی طرح احسن المناظرین نہیں بننا چاہتا۔ میں ہرگز اپنے منہ میاں مٹھو بننا پسند نہیں کرتا کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مصرعہ خودستائش پیشۂ شیطان بود:

ثنائے خود بخود گفتن نمے زیبد بکس صائب ۔۔۔ چوزن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد

بیشک میں منشی ہوں اور مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ انشا کی اجرت کھاتا ہوں، فریبیوں اور مکاریوں سے لوگوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کا پیسہ بلطائف الحیل حاصل کر کے پیٹ نہیں پالتا۔ لیکن بے ادبی معاف آپ کے پیرومرشد کی عربی[۱] تصانیف میں جو صریح نحوی غلطیاں ہیں۔ اگر وہ شاگرد[۲] بننے کا وعدہ کریں تو سمجھانے کو تیار ہوں۔ صرف اس قدر لیاقت رکھتا ہوں کہ نحوی غلطیاں صاف دکھادوں اور یہ کوئی بڑا کام نہیں ہے۔ معمولی نحوی جو ہدایۃ النحو پڑھتا ہوا ان صریح غلطیوں کو پکڑ سکتا ہے۔

۲...... مشتہر صاحب لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے الہام الصحیح کا جواب لکھا جس کا نام ''اتمام الحجۃ'' ہے۔ کاش مشتہر صاحب اگر اپنی لیاقت سے مضامین اشتہار پر حاوی نہیں

۱؎ صرف عربی تصانیف میں ہی نہیں بلکہ ان کی فارسی حتی کہ اردو کا بھی یہی حال ہے۔ چنانچہ دعوت کے اشتہار میں شرط کی جمع اشراط لکھی ہے۔ کیوں نہ ہو بڑے علم والے ہیں۔

۲؎ مرزا قادیانی کو تو شرم دامن گیر ہوگی اس لئے شاید وہ شاگرد بننے کی تجویز کو نہیں مانے گا۔ لیکن ہم بھی یوں ہی غلطیاں درست نہیں کراتے۔ اگر ہم غلطیاں نکالیں تو وہ آئندہ کو درست بھی کرے گا اور احسان بھی نہیں مانے گا۔ ہاں اگر اس کا کوئی باغیرت مرید ہمارے اس کہنے کو مبالغہ سمجھے تو وہ فی غلطی کم از کم ۸ مقرر کرے اور بذریعہ اشتہار مطبوعہ اقرار کرے کہ فی غلطی ۸ دوں گا، ہم غلطیاں نکالیں گے اور مرزا قادیانی کی طرح پہلے ہی انعام نہیں مانگیں گے۔ بلکہ اگر ان غلطیوں کو اہل علم تسلیم کریں گے، پھر انعام کا مطالبہ کریں گے۔

ہوسکتے تھے تو کسی فہمیدہ شخص سے اس کا مطلب سمجھ لیتے تو ان کو ندامت اٹھانے کی تکلیف گوارانہ کرنی پڑتی۔ میں نے تو اقرار کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے الہام الصحیح کے شائع ہونے پر اپنی عادت قدیمہ کے مطابق اس کے مصنف کو دل کھول کر گالیاں دے دیں۔ (دیکھو ہمارا اشتہارص اوّل کالم اوّل سطر۲۰) اتمام الحجۃ از سرتا پا گالیوں سے بھری ہوئی ہونے کے باعث صریح طور پر شہادت دیتی ہے کہ مرزا قادیانی کو سوائے گالیاں دینے کے اور کچھ نہیں آتا۔ آپ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے لوگوں کو دکھا دیا کہ کس طرح مولوی صاحب کے دلائل غلط ہیں اور کس طرح توڑ مروڑ کر آیات قرآنیہ کا مطلب نکالا ہے۔

اس کے جواب میں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ مرزا قادیانی نے جواب نہیں لکھا۔ گالیاں دینے کے بعد ہزار روپیہ کی طلبی تھی جو نفس پروری اور لئیم الطبعی کا ایک پورا ثبوت ہے۔ نیز وعدہ تھا کہ الہام الصحیح کا جواب لکھوں گا۔ آپ تو نو مرید ہیں۔ سابقہ کارروائیوں کی آپ کو کچھ خبر نہیں۔ اتمام الحجۃ کو غور سے پڑھیں۔

۳...... مشتہر صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے خواہ مخواہ سفید رنگ میں نل زنگاری ونل فیروزی داخل کیا ہے۔ برادر من! نل، پن اور بوت کی قدر ومنزلت آپ کو کیا معلوم، البتہ اگر آپ کے والد مرحوم زندہ ہوتے تو آپ کو سمجھا دیتے۔ کیوں کہ نل زنگاری اور نل فیروزی کی حالت میں ہی انہوں نے آپ کی سرشت قائم کی تھی۔ عاقل را اشارہ کافی است۔ مگر ساتھ ہی ہم آپ کو دوستانہ مشورہ دیتے ہیں کہ یہ طریقہ نہ اختیار کریں۔ اس طریقہ کو ہم معیوب خیال کرتے ہیں۔ کس قدر بری بات ہے کہ کہا جاوے کہ فلاں شخص حجام تھا اور اب وہ اپنے آپ کو ایسا اور ویسا خیال کرتا ہے۔ کس قدر بری بات ہے جو کہا جاوے کہ مرزا قادیانی کے والد ماجد بے روزگاری کے باعث کشمیر تک ٹھوکریں کھاتے پھرے اور بمشکل وہاں ایک جمعدار کے پاس پانچ روپیہ ماہوار اور دووقتہ روٹی پر ملازم ہوئے یا یہ کہا جاوے کہ مرزا، امتحان مختاری میں فیل ہونے کے بعد ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اور لوگوں سے رشوتیں لیتے تھے۔ کیا ضرور ہے کہ یہ ظاہر کیا جاوے کہ ایک رشوت خور آدمی کا کیا حق ہے وہ نبوت کا دعویٰ کرے۔ ہمیں ان باتوں سے کیا غرض:

ما را چہ ازیں قصہ ہ گاؤ آمد وخر رفت

۴...... مشتہر صاحب مجھ پر الزام لگاتے ہیں کہ میں مولوی ولی محمد والے جھگڑے میں دیگر نااہلوں کے ساتھ شامل ہوکر مولوی صاحب کی شان میں نامناسب الفاظ استعمال کرتا تھا۔ سو واضح ہو کہ کسی ولدالحلال کا یہ کام نہیں کہ کسی پر تہمت تراشے اور افترا باندھے۔ اگر مشتہر صاحب سچے ہیں تو ثابت کریں کہ میں ان ایام میں امرت سر میں موجود بھی تھا؟ کاش کہ آپ اپنے پیرومرشد کی طرح بے سوچے سمجھے جھوٹ نہ لکھتے اور کم ازکم خالو عبدالرحمٰن، عرف جیون بٹ صاحب (جو آج کل قلعہ بھنگیاں کے مرزائیوں کے سرگروہ بنے ہوئے ہیں) اتنا تو دریافت کر لیتے کہ مولوی ولی محمد کے جھگڑے کے وقت غلام احمد امرت سر میں موجود تھا تو آپ کو اپنے پیرومرشد کی طرح یہ ذلت ورسوائی نہ اٹھانی پڑتی۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین الذین یکتمون الحق ویفترون علی الناس کذبا. فویل لهم مما کتبت ایدهم وویل لهم مما یکتبون** کیوں نہ ہو۔ گروجہاں دے پٹنے چیلے جان شڑپ!

۵...... مشتہر صاحب! پہلے تو لاف مار چکے ہیں کہ الہام الصحیح کا جواب اتمام الحجۃ موجود ہے۔ لیکن ساتھ ہی بمصداق ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' یہ بڑہانک دی کہ اگر ایک ہزار روپیہ کسی کے پاس جمع کیا جاوے تو پھر دیکھو کہ جواب کیا ہو۔ کیوں صاحب! آپ خود ہی فرمائیے کہ جواب ہوگیا تو پھر کون سا جواب باقی ہے۔ میں پھر دوبارہ آپ کو دوستانہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اپنے پیرومرشد کی طرح جلدی نہ کیا کریں اور بات کو ذرا سوچ سمجھ کر کیا کریں تا کہ انجام کار ذلت ورسوائی وروسیاہی حاصل نہ ہو:

تامل بیش کن دانا کہ نہ کنی کار نادانی — چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

بھلا صاحب یہ تو فرمائیے کہ الہام الصحیح کا جواب تو بغیر ایک ہزار[1] روپیہ اینٹھنے کے مرزاقادیانی نہیں دے سکتا تو حضرت شمس العارفین قدوۃ السالکین جناب پیرمہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الهدایہ کا جواب کیوں نہ دے سکا اور خواہ مخواہ تفسیر بازی کا بہانہ کرنے لگے۔ مرزاقادیانی تو درکنار حکیم نورالدین جیسے آدمی الہام الصحیح (احتساب قادیانیت ج۴۲ ص۶۲۷) اور شمس الهدایہ کے مضامین کو نہ سمجھ سکیں تو جواب کیا دیں۔

[1] اگر مرزاقادیانی جواب لکھ کر انعام چاہتے تو ایک باقاعدہ بات تھی۔ لیکن وہ بلاجواب مانگتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ ہاں اگر ان کو ضرورت ہے تو مجلس ولیمہ نکاح آسمانی میں بطور تنبول ایک ہزار نہیں دو ہزار روپیہ دیا جاوے گا۔

۶...... حج کے بارہ میں مشتہر کے پاس کوئی کافی جواب نہ تھا تو صرف اس قدر لکھ دیتے کہ آسمانی نکاح میں ناکامیاب ہونے کے باعث ضرورتاً مرزا قادیانی نے مرزا فضل احمد کو عاق کر دیا اور احکام الٰہی کو بالائے طاق رکھا اور حقوق زمینداری اپنی چہیتی بی. بی کے نام منتقل کر دیئے۔ اس لئے مفلس قلاش ہوگئے۔ یہاں تک کہ بنگہ یا گرجا یا گھنٹہ گھر بنانے کے واسطے بھیک مانگنے کی ضرورت پڑی۔ اس صورت میں ان پر حج کس طرح سے فرض ہوا۔ ہم بیشک اس جواب کو صحیح سمجھتے بلکہ اس پر صاد بھی کر دیتے۔

مگر انہوں نے غلط جواب لکھا۔ کیا انہوں نے نہیں سنا ہے کہ حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے صرف اسی رکن کے ادا کرنے کے لئے کفار مکہ سے صلاح کی تھی۔ مگر تعجب ہے کہ قادیان (جہاں دیوار بنانے والوں پر مقدمات فوجداری دائر کئے جاتے ہیں اور فرضی خدا جو مرزا قادیانی کے ساتھ رہتا ہے وہ بھی خبر نہ دیوے کہ کامیابی نہ ہوگی۔ بلکہ الٹی روسیاہی حاصل ہوگی) وہ تو دارالامن ہو اور مکہ معظّمہ جس کی نسبت کلام الٰہی شاہد ہے کہ **من دخلہ کان آمنا** وہاں امن نہ ہو۔

افسوس ایسی سمجھ پر: پڑیں پتھر سمجھ پر ان کی وہ سمجھے تو کیا سمجھے۔ علاوہ بر آں اگر اب[۱] کفر کا فتویٰ ہے تو قبل از فتویٰ مذکور کونسا امر مانع تھا۔ جب کہ براہین کے جواب کے لئے دس ہزار روپیہ انعام تجویز ہوا تھا۔ مشتہر صاحب اگر دانا ہوتے تو ہمارے ممنون ہوتے۔ کیوں کہ ہم نے مرزا قادیانی کو مثیل مسیح بن جانے کا ایک عدد لٹکا بتا دیا تھا مگر:

تہی دستاں قسمت را چہ سود از رہبر کامل   کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

۷...... مشتہر صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب، مرزا قادیانی سے سبق پڑھیں۔ یہ بھی ان کو خوب سوجھی مگر یہ خیال نہ کیا کہ: چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

۱؎ ہاں جب مکہ والوں نے مرزا قادیانی کو کافر قرار دیا اور اس پر کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں تو بیشک مکہ کسی کافر بے دین کے لئے دارالامان نہیں ہوسکتا۔ ورنہ ہر مسلمان اس فرض کی ادائیگی کا مجاز ہے اور اگر مرزا قادیانی اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہا تو اس میں کسی اور کا کیا قصور ہے۔ یہ تو ان کی اپنی ہی شامت اعمال ہے۔ ایکہ تو خود کردہ را درمان چیست۔ الا من تاب و آمن!

میاں جی! پہلے اپنے سرمایہ ناز مرزا قادیانی کو کہو کہ علم نحو پڑھیں تاکہ ان کی عربی عبارت غلط نہ ہو جایا کرے۔ پھر ایسی بڑ ہیں ہانکنا۔ مشتہر صاحب کے اس کلام سے یہ ثابت ہو گیا کہ مرزائی جماعت اپنے پیرومرشد کے اقوال کو گوزشتر سے زیادہ وقعت نہیں دیتی۔ مشتہر صاحب شرم کرتے کہ ان کا پیرومرشد تو حضرت مولانا صاحب کو مباحثہ کے لئے مدعو کرے اور ان کو مخاطب کرے۔ اگر ابھی مولوی صاحب قابل تعلیم حاصل کرنے کے ہیں تو ان لوگوں کے خیال میں مرزا قادیانی کا ان کو مخاطب کرنا کس قدر بیہودہ ہے۔ ہاں پہلے مرزا قادیانی سے اس بیہودگی کا اعتراف کرالو۔ پھر ایسی بات کہو۔ پھر شاید یہ کوئی خرمحض تمہاری اس لاف زنی کو صحیح سمجھے۔ اس وقت تو بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی اس کو بکواس سے زیادہ نہیں سمجھتا۔

۸...... مشتہر صاحب نے ہمارے حق میں ڈگری دی ہے کہ مرزا قادیانی نے پہلے ایک عربی مسافر کے خط کی بنیاد پر مسیح کی قبر یروشلم میں بتائی تھی۔ اب واقعات صحیحہ سے ثابت کر کے کشمیر میں ظاہر کی۔ بہرحال مرزا کی دونوں باتوں میں سے ایک ضرور جھوٹی ہے۔ علاوہ برآں میں نے مرزا قادیانی کے ایک سفید اور شفاف جھوٹ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ یعنی:

''کشمیر میں مسیح کی قبر مشہور ہے بیشک اہل کشمیر سے دریافت کرلو۔''

(الہدیٰ ص۱۰۹ خزائن ج۱۸ ص۳۶۱ و اتمام الحجہ ص۱۸ خزائن ج۸ ص۲۹۶)

اسی جھوٹ کے واسطے میں نے لکھا تھا کہ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ مگر مشتہر صاحب اپنے پیرومرشد کی عادت ذمیمہ کے مطابق اس سے چشم پوشی کر گئے۔ لیکن ہم مشتہر صاحب کی تسلی کے لئے ذیل کی نظریں پیش کرتے ہیں۔ اگر وہ ایمانداری کا مادہ اپنے جسم میں رکھتے ہیں تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی واقعات صحیحہ سے کبھی کوئی بات اخذ نہیں کرتا بلکہ جیسی ضرورت دیکھتا ہے ایسا ظاہر کر دیتا ہے اور یہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ پہلے اس نے کیا کہا تھا کیوں کہ قاعدہ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

(الف) (براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹ خزائن ج۱ ص۵۹۳ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) کا ماحصل یہ ہے کہ ''غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں

آوے گا اور جب مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جاوے گا۔'' براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت مسیحیت کا جنون دماغ میں نہیں سمایا تھا ورنہ مسیح کے دوبارہ آنے کا اقرار نہ کرتے۔

(ب) (براہین احمدیہ ص۳۶۱، خزائن ا ص۴۳۱ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) میں اقرار کرتے ہیں کہ ''حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔''

اور (براہین احمدیہ ص۵۱۹، خزائن ج۱ ص۶۲۰ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳) میں ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' کے معنی کرتے ہیں کہ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔'' اب فرمائیے اس وقت کا ملہم آپ کے پیرومرشد کا اب اپنے عہدہ سے معزول ہوگیا ہے جو دوسرے ملہم نے اس کے برخلاف الہام بازی شروع کر دی۔ اس وقت تو حکیم نورالدین بھی اسی میں ہاں ملاتے تھے۔

چنانچہ (تصدیق براہین احمدیہ ص۸) میں ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' کے معنی کرتے ہیں کہ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔''

اور فصل الخطاب میں مسیح کے دوبارہ آنے کا صاف اقرار کرتے ہیں۔

(ج) (ازالہ ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳) ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہوگیا۔'' لیجئے مشتہر صاحب ایک قبر گلیل میں ہے دوسری قبر بلاد شام میں۔ دیکھو (ملخصاً ص۱۶۴ حاشیہ ست بچن خزائن ج۱۰ ص۳۰۲ تا ۳۰۷) (اس سے ثابت ہوا کہ میرا خیال صحیح ہے کہ عربی مسافر کو رشوت دے کر مسیح کی قبر کے یروشلم میں ہونے کی جھوٹی شہادت پیدا کی گئی نہ کہ عربی مسافر کی شہادت کے بھروسہ پر۔ کیوں کہ عربی مسافر کے خط سے پہلے گلیل اور بلاد شام میں ظاہر کر چکے تھے)

تیسری قبر کشمیر میں ہے اور خدا جانے کہاں کہاں ہوگی۔ مگر ہمیں پختہ یقین ہے کہ انجام کار قادیان ہی میں بن جاوے گی۔ جس طرح مسجد اقصیٰ تو بن چکی اور منارۂ دمشق بننے والا ہے۔ اب فرمائیے آپ کے پیرومرشد کی کون سی بات سچی مانی جائے اور کون سی جھوٹی؟

(د) (انجام آتھم ص۲۸۲ خزائن ج۱۱ ص ایضاً) میں لکھتے ہیں کہ ’’اور قصد کرلیا گیا کہ ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔‘‘ اسی طرح عیسائیوں کے ساتھ جن دنوں میں مباحثہ تھا۔ مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ **دعھم وانصارھم** مگر سچ بولنے کی تو انہیں عادت ہی نہیں یا یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا کہہ چکا ہوں۔ اس لئے پھر علماء اسلام کو مخاطب کیا۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ مرزائیو! اب تو کہو آمین!

(ہ) ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ عیسائیت اور تثلیث کو مٹانے آیا ہوں اور دوسری طرف (ازالہ ص۵۶۱ خزائن ج۳ ص۴۰۲) میں یہ وصیت: ’’اے میرے دوستو میری اخیری وصیت سنو کہ عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنا چھوڑ دو۔‘‘ اس سے چار سال کے بعد خود عبداللہ آتھم سے مباحثہ کیا۔ ’’**اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب**‘‘

(و) امام الدین منصف پنشنر کے ساتھ ایک خط میں وعدہ کیا کہ تمہارے سوالات کے جوابات براہین احمدیہ میں دوں گا۔ مگر براہین احمدیہ میں جواب ندارد۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین!**

مشتہر صاحب! بہت سے کذب مرزا قادیانی کے مجھے معلوم ہیں۔ اس وقت مندرجہ بالا نمونے پیش کئے ہیں۔ اگر اب بھی آپ اسے اکذب الناس نہ سمجھیں تو اچھی طرح سے اس کی قلعی کھول دی جاوے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

۹...... لفظ ’’عباد‘‘ پر بھی مشتہر نے اپنی لیاقت کا پورا ثبوت دیا۔ تیمناً یا ادباً دوسرے کو صیغہ جمع بولتے ہیں یا اپنے منہ میاں مٹھو (چوں کہ یہ عباداللہ صاحب کے متعلق ہے جو میرے مخاطب نہیں اس لئے میں اس بارہ میں زیادہ کچھ نہیں کہتا) نیز کسی صحابی کو اصحاب اور کسی ولی کو اولیاء اللہ کہنا مرزائی مولویوں کا کام ہوگا۔ اہل علم صیغہ واحد کو بصیغہ جمع نہیں بولتے۔ بے علموں کی اصطلاح ہو تو وہ دوسری بات ہے۔

۱۰...... آخری بات اس اشتہار میں یہ ہے کہ مولوی صاحب کسی مرزائی سے مباحثہ کریں۔ مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ ان سے مباحثہ کرنے والا مرزائی کتم عدم سے وجود میں آچکا ہے یا ابھی مدت حمل کے کچھ دن باقی ہیں۔ واضح ہو کہ خود مرزا قادیانی تو بھاگتے پھرتے ہیں

اور میدان مباحثہ میں آنے کی جرأت نہیں کرتے۔ علاوہ برآں خود تو اسے علم نحو پڑھنے کی ضرورت ہے جس کا پڑھانا ایک ادنیٰ طالب علم کا کام ہے۔ کسی مرزائی کا مولوی صاحب کے مقابلہ میں آنا مرزا قادیانی کی عزت کو خاک میں ملانا ہے۔ جب مرشد کو لیاقت نہیں تو مرید کو کس طرح ہوگی۔

آخر میں ہم اپنے نادیدہ دوست کو نصیحت کرتے ہیں کہ مرزائے قادیانی کا مرید ہوکر آپ نے کیا لے لیا۔ سوائے اس کے کہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے اور خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ٹھہرے۔ اس سے بہتر تھا کہ امیرالدین کو اپنا پیرومرشد بنا لیتے تاکہ سعادت دارین حاصل ہوتی۔ کیونکہ اس کی طفیل آپ کی وہ عادت ذمیمہ چھوٹ گئی جس کے باعث آپ کی دوسری بیوی کو طلاق لینے کی ضرورت پڑی تھی اور تیسری سے بگاڑ پیدا ہوچکا تھا۔ خیر امیرالدین نے اس بات پر عمل کیا کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے مجبوراً آپ کو اس کے کہنے پر عمل کرنا پڑا۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ مرزائی جماعت کی مزاج پرسی کو ہروقت تیار رہیں گے۔

اب ذیل میں وہ خطوط ہیں جن کا وعدہ ہم نے ابتدائی مضمون میں کیا تھا۔ امید ہے کہ ان خطوں کے مطالعہ کے بعد صرف وہی لوگ مرزا قادیانی کے معتقد رہ جاویں گے جو ازل سے مردود ہیں اور جو لوگ ذرہ بھر بھی ایمان دار ہیں اور طالب حق ہیں وہ تائب ہوکر نجات آخری حاصل کریں گے۔

خطوط مذکورہ کے بعض بعض فقرات پر جو ہم نے نوٹ کئے ہیں ناظرین کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔

’’وھو ھذا بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی. مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آن مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا اس لئے عزاپرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا

صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطا کرے اور عزیزی مرزا احمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی[1] نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف[2] ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔

میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو[3] جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدائے تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس[4] عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدائے تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ[5] ہوگا۔ کیوں کہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں

[1] دیکھنا مرزا ہوش کرو پاؤں پھسل رہا ہے کہیں ٹھوکر نہ کھانا۔ خدا میں مسیح کو آسمان پر زندہ اٹھانے کی طاقت نہیں۔ اس کلام سے تم جھوٹے ہوتے ہو۔ علاوہ برآں منکوحہ آسمانی آپ کو ملنے کی نہیں۔

[2] گربہ مسکین اگر پر داشتے تخم کنجشک از جہاں برداشتے
ایں دد شاخ گاؤ گر خر داشتے مردماں را در جہان نگذاشتے

[3] خاص مقصود اس چاپلوسی سے یہی ہے کہ اپنی لڑکی مجھ کو دے دو۔[4] یہ تو فرمایئے کہ کہیں:
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد
کا سا معاملہ تو نہیں۔

[5] ہے تڑپے وصل کو کیا قادیانی بڑھاپے میں ہے یہ جوش جوانی
پیرے کہ دم زعشق زند بس غنیمت است۔ مرزا قادیانی:
وقت پیری شباب کی باتیں ایسی ہیں جیسی خواب کی باتیں

نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا[1] اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرماویں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خداتعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا جو آپ کے خیال[2] میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی[3] ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہوچکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشین گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری[4] ہو لیکن[5] یقیناً خدائے تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا[6] اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جاکر معلوم کیا کہ ہزاروں[7] مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشین گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں[8]۔

۱؎ ہر کہ دار و یکے دلا رامے جز بوصلش نیابد آرامے

شب بہ بستر طپد ز فرقت یار ہمہ خلقت بخواب او بیدار

پھر بھلا ظاہر کیوں نہ کرتے۔

۲؎ اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا بخال ہندوش بخشم سمرقند وبخارا را

۳؎ ہو تو ہو آباد کیوں کر ہمہ دل خانہ خراب عشق غارت گر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

۴؎ اب آپ کی یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی تو ان کا پلہ بھاری ہوا یا نہیں اور اب بھی کچھ شبہ رہا کہ یہ الہام نہ تھا بلکہ یاروں کی من گھڑت تھی۔ افسوس کہ اگر آپ کے خدا کا یہ الہام تھا تو اس میں آپ کو اس کے وعدے پر اعتبار کیوں نہیں۔ پرائیویٹ کوشش کیوں کرتے ہیں۔

۵؎ انتظار یار میں جو چشم ہوجاوے سفید مردمک اس میں کہاں گر داغ حسرت ہو تو ہو

۶؎ خود ہی انصاف فرمائیں کہ ان کو رسوا کیا یا آپ کو۔

۷؎ کیوں جھوٹ بولتے ہو مسلمان نہیں بلکہ مرزائی۔ ۸؎ لعنت اللہ علی الکاذبین!

سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے (لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر ایمان لایا ہے[۱] ویسے ہی خدائے تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدائے تعالیٰ کی برکتیں[۲] آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کرسکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز[۳] بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے[۴] اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے[۵]۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں آپ کو خدا تعالیٰ عطا فرماوے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نالائم[۶] لفظ ہو تو معاف فرماویں[۷]۔ والسلام خاکسار احقر عباداللہ غلام احمد عفی عنہ ۱۷/جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ۔''

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی . مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ

۱؎ من خوب مے شناسم ایں پیر پارسا را۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

۲؎ ہماری بات بنتی ہے تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ مسیلمہ کی طرح مہر کے بدلے ایک نماز معاف ہونے کی خوشخبری دی ہوتی آخر آپ اسی مشرب کے تو ہیں۔

۳؎ مگر یہاں بدل گیا اور نکاح کا اثر کرۂ ہوا سے نیچے نہ اترا۔ مرزا قادیانی افسوس آپ کا یہ منتر تو پتلا پڑ گیا۔

۴؎ ہاں اوروں کو جی کھول کر عطا کرتے جایئے خواہ خود سراسر محروم ہی سہی۔

۵؎ کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے | حوروں پر مر رہا ہے وہ شہوت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہئے معنی پرست ہو | آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے

۶؎ محبت سے ذرا گر موم ہو اس دل شکن کا دل | دل بشکستہ میرا اپنے حق میں مومیا سمجھے

۷؎ کیا نالائم کے سر پر سینگ ہوا کرتے ہیں، عزا پرستی میں اظہار عشق۔

تھا[۱] اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں[۲] لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے[۳] گا۔ مگر میں محض[۴] للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہورہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے[۵] اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔

اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں[۶]۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام[۷] کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین[۸] کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے[۹]، ذلیل کیا جائے[۱۰]، روسیاہ[۱۱] کیا جائے[۱۲]۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار

۱؎ اے میاں ایسی چکنی چپڑی باتوں سے مرزا علی شیر بیگ کب دانو میں آنے لگے۔

۲؎ بیشک ۳؎ رنج کیوں نہ گزرے کوئی معمولی معاملہ تھوڑا ہی ہے بلکہ یہ آپ کی داؤدی کرشمہ کی نظیر ہے مگر قرآن شریف کا داؤد نہیں بائبل کا داؤد۔

۴؎ تف ایسی رسالت پر۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح نہ کرایا اور آپ اپنے بیٹے سے اس کی زوجہ کو طلاق دلانے کی کوشش کریں۔ بھلا اس میں کون سی للہیت ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی، نانی خصم کرے نواسہ چٹی بھرے۔

۵؎ ’’ہیر تے لے گئے کھیڑے مجھیاں میں چاریاں‘‘

۶؎ کیوں نہیں دشمن تو ضرور ہیں کیوں کہ آسمان کا نکاح نامہ ان کی کوشش سے پھٹا جاتا ہے:

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو — یہ رنج وہ ہے کہ دشمن کے بھی نصیب نہ ہو

۷؎ یہ غلط ہے بلکہ یہ لوگ اسلام کے دوست ہیں کیوں کہ آپ کے عاشقانہ الہام کی قلعی کھول کر آپ کو رسوا کرنے میں کامیاب ہوئے، عفت اسلام کے نام سے کیوں لوٹ مچا رکھی ہے:

حافظا مے خور رندی کن خوش باش ولے — دام تزویر مکن چوں دگراں قراں را

۸؎ دین کا اس میں کچھ تعلق نہیں، جھوٹ نہ بولو۔ ہاں دین ہی نے تو ایسے افعال کو مذموم اور مکروہ ٹھہرایا ہے۔ ۹؎ لاریب فیہ ۱۰؎ الحمدللہ ۱۱؎ آمین ۱۲؎ ان کا خیال ٹھیک ہے مرزا قادیانی: ایں عاشقی بالائے غمہائے دیگر، بے شک ایسے عشق کے بندوں کے ساتھ ایسا ہونا چاہیئے۔

چلانے لگے ہیں[1]۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچالے گا[2]۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں[3] چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہوگئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے۔ مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری[4] وارث ہو وہی میرے خون کی پیاسی وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیاہ کرے[5] مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے[6] ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو[7] خدا تعالیٰ سے خوف[8] کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔

۱؎ اگر دانستہ می روز ازل داغ جدائی را　　نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

اس کا ترجمہ ہندی میں کسی نے خوب کیا ہے:

جو میں ایسا جانتا کہ پیت کئے دکھ ہوئے　　نگر ڈھنڈھورا پھیرتا پیت نہ کریو کوئے

۲؎ یقیناً آپ اس کے نہیں تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کو اس نے نہیں بچایا۔

۳؎ ایسی کرتوتوں والا چوہڑا چمار سے بھی بدتر، مرزا قادیانی آپ نہ چوہڑے تھے نہ چمار، نقص صرف یہ تھا کہ آپ پیر ہشتاد سالہ اور وہ بیچاری معصوم خورد سالہ۔ گو آپ یاقوتیاں بنابنا کر کھائیں اور ہزار اس شعر کے مصداق ہوں:

زیادہ ہوتا ہے پیری میں فربہ نفس امارہ　　یہ بالوں کی سفیدی شیر ہے اس یار رہزن کو

مگر پھر بھی آپ بوڑھے تو ضرور ہیں۔ اس کا کیا علاج (بیوی سیج جوگی میاں قبر جوگا)

۴؎ آپ کی طرح بندہ درہم و دینار ہوتے تو اس بھرے میں آجاتے۔

۵؎ چنانچہ الحمدللہ! آپ کو کردیا۔ ۶؎ بیشک العشق نار تحرق ماسوی اللہ:

اے مسیح در عشق بازی کم زہند وزن مباش　　کو برائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را

۸؎ مجھ جیسے ہشتاد سالہ دلہا اور کہاں ملیں گے۔

۹؎ آپ تو ضرور خدا کا خوف کرتے ہیں۔ آپ کا خدا ایسا عاجز ہے کہ ان کے دلوں کو نہ پھیر سکا اور آپ کو نکاح کا سبز باغ دکھاتا رہا۔ علاوہ بر آں آپ کو بھی اس پر پورا اعتبار نہیں (توہ ٹھگ مینگن ٹھگ) (اس کا ترجمہ لسہ بابا سے پوچھو) یہی وجہ ہے کہ آپ بہو کو طلاق دلانے کی دھمکی دے کر عشق پرستی میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں:

سندرے گل پیکرے دل تمبلا وتہہ سود کیا　　ملک دل ویرانہ کرت وپتہ دن پت رود کیا

بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی. بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بیشک وہ طلاق دے دیوے۔ ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف[1] مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں[2]۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا مگر کوئی جواب[3] نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے، مرتا مرتا رہ گیا ابھی مرا بھی ہوتا[4]۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں، بے شک میں ناچیز ہوں، ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ[5] میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت[6] ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنا ارادہ سے باز نہ آویں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا[7]۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا

۱؎ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو، سچ ہے:

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد ذرا پنج انگشت یکساں نہ کرد

۲؎ ہمچنیں بہ زندگانی مردہ بہ۔ ۳؎ کس نمے پرسد کہ ''بھیا کون ہو۔ ایک ہو یا ڈیڑھ ہو یا پون ہو۔''

۴؎ اتنی جلدی کیوں مرنے لگا۔

۵؎ بے شک سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نتیجہ خلاف امید نکلا جس سے ثابت ہو گیا کہ خدا کو آپ کی ذلت ورسوائی ہی منظور تھی:

سر را کہ قہر تو از سر فگند بپا مردی کس نگردد بلند

۶؎ بھلا یہ کون سی عقل ہے کہ نئے رشتے کی درخواست نامنظور ہو تو سابقہ رشتہ بھی توڑ دیا جاوے۔

۷؎ آپ کچھ بھی کریں مگر یہ امر مقدر میں نہیں۔ آپ نے خدا پر تہمت باندھی تھی کہ اس نے ایسا الہام سنایا۔ اس لئے آپ کی کچھ پیش نہ گئی اور سخت ذلت اور رسوائی بلکہ روسیاہی نصیب ہوئی۔

تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق[1] دے دے گا اگر نہیں دے گا تو میں عاق اور لاوارث[2] کردوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کروگے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دوگے تو میں بدل وجان حاضر ہوں[3] اور فضل احمد کو جواب میرے قبضے میں ہے ہر طرح سے درست کرکے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال[4] ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں[5]۔

اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کردیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کرکے روک[6] دیوے ورنہ مجھے خداتعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں[7] گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث[8] بننا چاہتا ہے

۱؎ منہ دھو رکھیں۔ ۲؎ یہ تو آپ کو بھی معلوم تھا کہ ایک لائق فائق لڑکا ایسے جنوں انگیز حکم کی تعمیل نہیں کرسکتا۔ اس لئے ساتھ ہی اس کو عاق کرنے کی دھمکی بھی دے دی۔ کیوں مرزاقادیانی آپ جیسے سنگدل بے رحم ظالم کو بھی کبھی خدا بخشے گا۔ دیکھئے اس نفس امارہ کی متابعت نے آپ سے کیا کیا کروایا۔

۳؎ اک حلاوت ہے عداوت میں بھی اس ظالم کی کہ اگر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا ان کو

۴؎ دولت کے بھرے میں وہ نہیں آتے وہ خوب جانتے ہیں کہ:

دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید موذی وہ دے گا کیا کہ جو دولت پرست ہے

۵؎ بس جی وقت سنبھل چکا۔ مصرعہ: زدست رفتہ ہما باز کے بدست آید۔

۶؎ بھلا یہ کس خدا کا حکم ہے کہ ایک شخص کو مجبور کیا جاوے کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح اپنی مرضی کے مطابق نہ کرے وہ بھی محبت سے نہیں بلکہ لڑائی سے۔ ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحريق. ان بطش ربک لشدید۔

۷؎ آپ قسم کیوں کھاتے ہیں جوش عشق میں اتنا زور کیوں دکھاتے ہیں۔ فضل احمد ایسی واہی باتوں کی پرواہ نہیں کرے گا۔

۸؎ وہ وارث بننے سے باز آیا۔ آپ سب کچھ اپنی چہیتی بی۔ بی کو دیدیویں وہ آپ کی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کے واسطے خدا اور سول کی نافرمانی نہیں کرتا۔

دین وایمان خود چو زر دانی راندہ بارگاہ یزدانی
سرمتاب از غلامی احمد گر تو در زعم خود مسلمانی

تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست[1] ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

۴/مئی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی ۔ والدہ عزت بی. بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو میں نے مولوی نور دین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی. بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک

[1] آپ کے ساتھ تو ہر وقت خدا رہتا تھا اور غیب کی خبریں دیتا رہتا تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس پاک خط کے لکھنے کے وقت وہ بھی آپ سے بیزار ہو کر آپ کو چھوڑ گیا۔ ورنہ آپ کو بتا دیتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ اب آپ صبر کریں اور محمدی کے خاوند کو عالم تصور میں زیر نظر رکھ کر یہ شعر پڑھا کریں:

واہ قسام ازل صدقے ہم اس قسمت کے — جام عشرت اسے اور داغ تمنا ہم کو

نیز یہ ورد بھی رکھیں:

یاں انتظار وصل وہ آغوش غیر میں — قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

یا ایلی ایلی لما سبقتانی چلایا کریں تاکہ دعوے مسیحیت کو کچھ اور تقویت ہو جایا کرے۔

پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔

سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آ جاوے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ (محمدی) کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے (محمدی) کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے عزت بی. بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو (محمدی) کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی. بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔

سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک آنہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی. بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی[۱] نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے، جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی. بی کا نکاح باقی نہیں[۲] رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

۴ رمئی ۱۸۹۱ء

۱ کون کہتا ہے کہ کچی بات لکھی جوش عشق میں آپ کسی کا خون کر دیویں تو تعجب نہیں۔ بہو کو طلاق دلانا یا بیٹے کو عاق کر دینا تو آپ کی اختیاری بات ہے۔

۲ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم آپ نے ناحق جھوٹی قسم کھائی۔ محمدی کا نکاح دوسری جگہ ہو گیا۔ مگر عزت بی. بی کا نکاح باقی کا باقی ہے۔ اب آپ وصیت کر جاویں کہ آپ کے مرنے کے بعد:

خط توام سے لکھو گور پہ تاریخ وفات	کہ رہی وصل کی تامرگ تمنا ہم کو

ازطرف عزت بی. بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ (اس خط پر مرزا قادیانی کی طرف سے یہ ریمارک ہے) ''جیسا کہ عزت بی. بی نے تاکید سے کہا ہے کہ اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلاتوقف عزت بی. بی کے لئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو تاکہ اس کو لے جاوے۔ فقط۔''

(کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی ص۱۲۳ تا۱۲۸)

اب ناظرین خود ہی انصاف کر لیویں کہ ایسا نفس پرست اور مغلوب الشہوۃ شخص مامور من اللہ ہوسکتا ہے۔ آپ نے دیکھ لیا۔

یہ ہے مرزا قادیانی کے نکاح آسمانی کا فوٹو۔ شرم شرم شرم! اگر ہمارے نادیدہ دوست لسہ بابا کو اب بھی کچھ شک وشبہ ہو تو وہ مطمئن رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے پیرومرشد کی سب کرتوتیں یکے بعد دیگرے ظاہر کر دی جاویں گے۔ **اللھم انی اعوذبک من فتن الدجال الذی ظھر فی القادیان، لعنت اللہ علیہ وعلیٰ خادمہ وجماعتہ واحبابہ اجمعین.**

اللھم احفظنا من شرور نفسہ ومن اثر سیئات اعمالہ. اللھم ثبتنا علی القول الثابت اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم من النّبیین والصدیقین والشھداء والصالحین غیر المغضوب علیھم من المرزائین وغیرھم ولاالضالین آمین. وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین.

الراقم غلام احمد عافاہ اللہ وایدازامرت سرقلعہ بھنگیاں

مؤرخہ ۱۶/اگست ۱۹۰۰ء

انا خاتم النبیین لانبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آئینہ قادیانی

جناب عبدالرحمٰن فیروزپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

مرزا قادیانی کے اپنے قول کے مطابق اور اسلامی شریعت سے صادق ہونے کے دلائل			۱۸۶
دلیل نمبر۱	۱۸۶	دلیل نمبر۲	۱۸۶
دلیل نمبر۳	۱۸۷	دلیل نمبر۴	۱۸۷
دلیل نمبر۵	۱۸۸	پیش گوئی نمبر۱	۱۸۸
دلیل نمبر۶	۱۹۰	دلیل نمبر۷	۱۹۳
دلیل نمبر۸	۱۹۳	دلیل نمبر۹	۱۹۴
دلیل نمبر۱۰	۱۹۴	توہین آنحضرت ﷺ	۱۹۵
توہین حضرت مسیح علیہ السلام	۱۹۵	توہین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۱۹۶
دلیل نمبر۱۱	۱۹۷	دلیل نمبر۱۲	۱۹۷
دلیل نمبر۱۳	۱۹۸	دلیل نمبر۱۴	۱۹۸
دلیل نمبر۱۵	۲۰۱	دلیل نمبر۱۶	۲۰۱
دلیل نمبر۱۷	۲۰۲	دلیل نمبر۱۸	۲۰۴
دلیل نمبر۲۰	۲۰۵		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوں کہ آج کل دین کی جانب سے حد درجہ کی غفلت اور گمراہی کے زمانہ میں پنجاب کے کئی ایک شہروں میں چند نہایت سرگرم مرزائی صاحبان ’’خاتم النبیین ولا نبی بعدی‘‘ کی سد پر بے باکانہ حملے کرنے والے مرزا قادیانی کے مخالف اسلام مذہب کی اشاعت کرتے ہوئے بعض بعض کم علموں، کم فہموں، زمانہ سازوں اور روٹیوں پر ایمان بیچنے والوں کو مرید بنا لینے میں کس قدر کامیاب کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے حامیان سنت بھی یہ اپنا نہایت ضروری فرض خیال کرتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو ان کے اپنے اصل رنگ میں ظاہر کر دیں تاکہ ہر خاص عام دیکھ لے کہ وہ اپنے دعویٰ میں کہاں تک صادق یا کاذب ہیں اور نیز ان کا مسلک اسلامی شریعت سے کس قدر قریب یا بعید ہے۔ مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیفات اور اشتہارات میں جابجا اپنے صدق اور کذب کے معیار بتائے ہیں۔

ان معیاروں کے مفہوم کے گلے پر چھری پھیر کر مرزائی صاحبان کا ان پر اپنی طرف سے حاشیہ چڑھانا مدعی سست گواہ چست کا سا معاملہ ہے جو کسی صورت میں درست نہیں ہے۔ بلکہ ایسا کرنا خود مرزا قادیانی کی تحریری شان میں گستاخی کرنا ہے۔ سو اب مرزا قادیانی کے پیش کردہ معیاروں اور اسلامی شریعت کی کسوٹی سے ان کے صدق وکذب کو جانچا جاتا ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے بہتوں کے ایمان آج کل کے ایمان سوز دجالی فتنوں سے امن میں رہیں گے اور وہ ایسے فتنوں میں مبتلاء وگرفتار شدہ شخصوں کے ہفوات باطلہ کو سننا ایمان کی قینچی سمجھیں گے۔

مسلمانوں کو ایسے لوگوں کی مجلسوں میں جانا اور ان کے اقوال سننا زہر قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ ان کے لوگوں کو پھانسنے کے…… دام…… نہایت باریک ہیں جس طرح پرلے درجہ کے چالاک دکان دار اپنے نہایت سیدھے سادھے گاہکوں کی (جو ان کی چکنی چوپڑی باتوں کے دام تزویر میں پھنس کر بآسانی اپنی گرہ کٹا لیتے ہیں) دوسروں کے سامنے بڑی تعریف کیا کرتے ہیں اور انہیں اعلیٰ درجہ کے زیرک اور سیانے کہا کرتے ہیں۔ اسی طرح مرزائی صاحبان بھی اپنے دام

افتادہ مودھو شکاروں کو افلاطون اور ارسطو اور بیکن جیسے انوکھے دماغ والے کہا کرتے ہیں۔ حالاں کہ ان جیسے عقل سے معذور دنیا میں بہت تھوڑے شخص پائے جائیں گے۔ مرزا قادیانی کو مدلل ومعقول طور پر صادق ثابت کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے کے دو کو بیس یا فرعون کو موسیٰ یا ابوجہل کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثابت کرنا۔

اگر مرزائیوں میں سے کسی کو قابلیت اور ہمت ہو تو مندرجہ ذیل دلائل کو معقول اور مدلل طور پر رد کر کے دکھلا دے مگر ایسا کرتے وقت ایسے بودے اور پانڈی دلائل کے آگے ہاتھ نہ جوڑے جو آئینہ صداقت والے نے پیش کر کے ناحق دلائل کا منہ چڑایا ہے اور نہ ہی فلسفہ مروجہ کی صف کو لپیٹ کر مرزا قادیانی کے طبع زاد فلسفہ کے آگے (جو زندہ کو مردے اور شکست یابی کو فتح یابی سے موسوم کیا کرتا ہے) سر جھکائے۔ کیوں کہ ایسے فلسفہ کے رو سے تو احمق ترین شخص بھی ارسطوئے زمان اور افلاطون دوران کہلانے کا استحقاق رکھ سکتا ہے۔

مرزا قادیانی کے اپنے قول کے مطابق اور اسلامی شریعت سے صادق ہونے کے دلائل

دلیل نمبر۱

(انجام آتھم ص۳۱ خزائن ج۱۱ ص۳۱ حاشیہ) پر لکھتے ہیں:

’’کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے (یعنی منکوحہ آسمانی جس کے حاصل کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے مختلف طرح کے دنیوی حیلے بھی بھرتے تھے کہ خاوند کی موت ضرور واقع ہوگی) اس کی انتظار کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو ضرور خداتعالیٰ اس کو بھی ایسا ہی پوری کردے گا۔‘‘

یہ پیش گوئی جو پوری نہیں ہوئی۔ مرزا قادیانی کے اپنے قول کے رو سے کاذب ہونے کی ایک بیّن دلیل ہے۔

دلیل نمبر۲

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۷)(سہ سالہ پیش گوئی) مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار

مؤرخہ ۵/نومبر ۱۸۹۹ء میں تین سالوں کے اندر یعنی جنوری ۱۹۰۰ء سے لے کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کسی نہایت زبردست آسمانی نشان کے واسطے جو بطور سلطان کے ہو دعا کی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ ’’اگر یہ دعا قبول نہ ہوئی تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں گا جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔‘‘ یہاں بھی مرزا قادیانی کی برقی رفتار دعا مینڈک جیسی چال بھی نہ چل کر انہیں صادق ثابت نہ کرسکی۔

دلیل نمبر۳

(مرزا قادیانی کا اپنا قول)(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۸) مرزا قادیانی نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک پیش گوئی شائع کی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ’’اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں تو مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا۔ کیوں کہ مفتری اور کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہوتا ہے۔ لیکن اگر مولوی ثناء اللہ طاعون یا ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریوں سے میری زندگی میں نہ مرے تو خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔‘‘

اس پیش گوئی کا جو حشر ہوا سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے بہت سی حسرتوں اور ارمانوں کو ساتھ لے کر مرض ہیضہ سے جس سے مرنا وہ نہایت مکروہ موت قرار دیتے تھے اپنے نہایت جانی دشمنوں کی زندگی میں انتقال کیا اور اپنی نہایت نامراد موت سے قرآن کریم کی بزرگ پیش گوئیوں یعنی ’’قد خاب من افتری‘‘ (یعنی مفتری نامراد موت مرتا ہے) اور ’’ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون‘‘ (یعنی مفتری فلاح نہیں پاتے) کی تصدیق کر گئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب دام فیضہ تاحال زندہ وسلامت ہیں اور انہوں نے مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد مرزائیوں کو رام پور کے میدان پر ایک بڑی بھاری شکست دی۔

دلیل نمبر۴

مرزا قادیانی کا قول (اخبار بدر قادیان ج۲، نمبر۲۹ص۴، کالم نمبر۲ مؤرخہ ۱۹/جولائی ۱۹۰۶ء، ملخص مکتوبات احمدیہ ج ششم حصہ اوّل ص۱۶۲ قدیم، مکتوبات احمد ج اوّل ص۴۹۸ جدید) مرزا قادیانی نے

لکھا تھا کہ ''میرا کام عیسیٰ پرستی کے ستونوں کو توڑنا اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلانا ہے۔ اگر یہ کام مجھ سے نہ ہوسکا تو میں جھوٹا ہوں۔''

اس قول کے رو سے بھی مرزا قادیانی صادق قرار نہیں دیئے جاسکتے۔ کیوں کہ ان سے عیسیٰ پرستی اور تثلیث پرستی کا ستون ہرگز نہیں ٹوٹ سکا۔ بلکہ برخلاف اس کے ایک مرزا پرستی کا تیسرا ستون کھڑا کیا گیا۔

دلیل نمبر۵

مرزا قادیانی (آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۲،۳۲۳ خزائن ج۵ ص ایضاً) پر لکھتے ہیں کہ:

''جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔''

اس معیار کی رو سے بھی مرزا صادق ثابت نہیں ہوسکتے۔ کیوں کہ ان کی سینکڑوں مشتہر شدہ پیش گوئیوں میں سے جن میں کسی قدر نیچے درج کی جاتی ہیں ایک بھی صحیح طور پوری نہیں ہوئی۔ کسی منی آرڈر کے پہنچنے کی ایک آدھ پیش گوئی اگر کہیں اتفاقاً پوری بھی ہوگئی تو وہ ہرگز مرزا قادیانی کی خوارق میں شمار نہیں ہوسکتی۔ پیش گوئیوں کے مضمون میں اگر کوئی ممتحن مرزا قادیانی کو بہت رعایتی نمبر بھی دے تو وہ سو نمبروں میں سے فقط دو یا تین نمبر دے سکے گا۔ حالاں کہ انبیاء علیہم السلام جن کے ساتھ مرزائی صاحبان معاذ اللہ منہا! مرزا قادیانی کا مقابلہ کرتے ہیں سو میں سے ۱۰۰ نمبر ضرور حاصل کریں گے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام قابل تعریف طور پر پاس ہوں گے اور مرزا قادیانی قابل ذلیل طور پر فیل ہونے کا تمغہ حاصل کریں گے۔

نبی تو درکنار نبیوں کے ایک کمترین خادم ڈاکٹر عبدالحکیم جیسے شخص بھی اس مضمون میں مرزا قادیانی کو شکست فاش دے چکے ہیں۔ مرزا قادیانی کی کئی موٹی موٹی پیش گوئیاں جو پوری نہ ہوئیں حسب ذیل ہیں۔

پیش گوئی نمبر۱

(جنگ مقدس ص۱۸۸،۱۸۹ خزائن ج۶ ص۲۹۱ تا ۲۹۳) ۵؍جون ۱۸۹۲ء کو عبداللہ آتھم کی بابت پیش گوئی کی تھی وہ ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا مگر میعاد مقررہ کے بعد اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا، اور اس وقت خود مرزا قادیانی اور ان کی مہربانی سے ان کی جماعت کو بھی حد درجہ کی

ذلت اور رسوائی کے دن دیکھنے نصیب ہوئے اور پنجاب کی مقتدر اسلامی انجمنوں نے مرزا قادیانی کو اسلام سے خارج خیال کیا اور کئی ایک شہروں میں مرزا قادیانی کے نام نامی کو روشن کرنے کے لئے مختلف طرح کے سوآنگ نکالے گئے۔

(ملفوظات ج۴ ص۱۲، ۱۳ طبع جدید)''(۱) طاعون سے قادیان کی حفاظت (۲) مریدوں کی طاعون سے حفاظت (۳) مسٹر عبدالحکیم صاحب کی مرض موت میں مبشر الہام (۴) مولوی ثناءاللہ صاحب کے قادیان نہ پہنچنے کے متعلق۔ (آئینہ احمدیہ ص۳۵۱، ۳۵۲)

(۵) اپنی اسی سال کی زندگی کی بابت۔ (مواہب الرحمٰن ص۲۱ خزائن ج۱۹ ص۲۳۹)

(۶) ملا محمد بخش وغیرہ کی ذلت والی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷ تا ۶۲)

(۷) قیصر ہند کے شکریہ والی۔ (تذکرہ طبع چہارم ص۲۸۴)

(۸) ایک عزت کے خطاب ''ولک الخطاب العزة'' (تذکرہ ص۲۸۳ طبع چہارم)

(۹) منکوحہ آسمانی والی۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳ خزائن ج۵ ص ایضاً)

(۱۰) منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کے انجام کار موافق ہو جانے والی۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۹ خزائن ج۲۲ ص۵۷۷ واربعین نمبر۴ ص۱۹ تا ۲۲ خزائن ج۱۷ ص۴۵۱ تا ۴۵۸ حاشیہ)

(۱۱) فرزند ''کان اللہ نزل من السماء'' والی۔

(تذکرہ ص۱۱۰ طبع چہارم، رسالہ دعوت قوم ص۶۲ خزائن ج۱۱ ص۶۲)

(۱۲) عالم کباب والی۔ (تذکرہ ص۵۳۷ طبع چہارم)

(۱۳) بنگالیوں کی دل جوئی ہونے والی۔ (تذکرہ ص۵۰۸ طبع چہارم)

(۱۴) ایک ہیبت ناک زلزلہ۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۰ خزائن ج۲۲ ص۱۰۳ حاشیہ)

(۱۵) کابل پر تباہی وعذاب نازل ہونے والی۔

(۱۶) مبارک احمد والی۔ (تذکرہ ص۲۴۴ طبع چہارم)

(۱۷) ''اصلها ثابت وفرعها فی السماء'' والی۔ (تذکرہ ص۴۵ طبع چہارم)

(۱۸) مرزا قادیانی کا غلبہ فتح ونصرت ومخالفوں کی ذلت والی۔

(مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۵۹۱)

(۱۹) اخیر کی بڑی دھڑلے کی پیش گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت تھی۔
(مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۵۷تا۵۶۰)

صاحب موصوف پہلے بیس سال تک مرزا قادیانی کے مرید رہے تھے۔ مگر اس عرصہ میں مرزا قادیانی کے مخرب اسلام اور خودغرضانہ پالیسیوں سے بخوبی واقف ہوکر وہ دوسرے ازلی سعید شخصوں مثلاً صوفی عباس علی صاحب لدھیانوی، میاں عبدالعزیز صاحب بٹالوی، بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ و بابو عبدالحق صاحب اکونٹنٹ، داروغہ محمد یوسف وغیرہ کی طرح انجام کار وہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کے مخالف ہوگئے تھے اور انہوں نے مرزا قادیانی کی بابت پیش گوئی کی تھی کہ وہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ ماہ کے اندر مرجائیں گے۔

اس پر مرزا قادیانی نے کھسیانا ہوکر اپنے معرکۃ الآراء اشتہار تبصرہ میں پیش گوئی کی تھی کہ خدا نے مجھے فرمایا ہے کہ ''میں تیری عمر بڑھاؤں گا اور تیرا دشمن خود تیرے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود ہوجائے گا اور اس پر عذاب وعقوبت وارد ہوں گے اور اس میں میری فتح اور دشمن کی شکست کا نشان ہوگا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۵۹۱،۵۹۲)

نتیجہ جو ہوا وہ ایک عالم کو معلوم ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو فتح نمایاں حاصل ہوئی اور مرزا قادیانی کو دیگر کاذب نبیوں و مہدیوں اور مسیحیوں کی طرح خداوند کریم کے فرمودہ کے مطابق نامرادی کی موت چکھنی نصیب ہوئی۔

دلیل نمبر۶

مرزا قادیانی (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷ خزائن ج۵ ص ۵۷) پر فرماتے ہیں کہ ''صادق بزدلے نبود و گر بیند قیامت را۔''

مرزا قادیانی کے اس قول سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ صادق پر خواہ کیسا ہی غم والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑے اور خواہ کیسے ہی ہیبت ناک نظارے اس کے حوصلے کو پست کررہے ہوں مگر وہ ذرا نہیں گھبراتا۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی کا فقط یہ زبانی ہی دعویٰ تھا۔ امتحان کے موقع پر تو انہوں نے کبھی اپنے تئیں مرد میدان ظاہر نہ کیا۔

دہلی میں حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث مرحوم ومغفور کو خود ہی بذریعہ اشتہار کے بحث کے لئے آمادہ کیا اور وہ بے چارے باوجود پیرانہ سالی اور ضعف کے مقام بحث

پر حاضر ہوگئے۔ پولیس کی طرف سے نہایت احسن انتظام تھا۔ مگر اس وقت مرزا قادیانی کی ڈرپوک طبیعت پر یہ خوف چھا گیا کہ راستہ میں ہمیں کوئی مار ڈالے گا اور اس واسطے انہوں نے اپنی چاردیواری سے قدم باہر نہ نکالا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۸۸تا۹۰)

دوسری مرتبہ جب لوگوں نے بہت کچھ کہا سنا تو جامع مسجد میں تشریف تو لے گئے مگر علمائے اسلام کی ہیبت سے اس قدر مرعوب ہوگئے کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی لفظ زبان سے نہ نکال سکے۔

ایسا ہی سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو بالمقابل تفسیر لکھنے کے واسطے خود ہی طلب کیا اور جب وہ آپ کے چیلنج پر لاہور تشریف لے آئے تو خود بدولت نے باوجود مرزائی حامیان کے متواتر تاریں دینے اور آستانہ پر جا کر ناک رگڑنے کے بھی قادیاں سے باہر قدم نہ نکالا اور ان کے واپس چلے جانے کے بعد بذریعہ اشتہار کے یہ جواب دیا کہ سید صاحب کے ساتھ جہادی افغان تھے وہ ہمیں مار ڈالتے۔ (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۳۲۵تا۳۳۲)

ناظرین دیکھو باوجود ہزاروں مریدوں میں گھرے ہونے اور گورنمنٹ کے احسن انتظام کے مرزا قادیانی کی ڈرپوک طبیعت کو حق کے پرستاروں کا کیسا رعب پکڑ لیتا تھا۔ مرزا قادیانی سے تو بڑھ کر تقدیر پر ایمان رکھنے والا ایک غیرمسلم شخص یعنی فرانس کا نامور شہنشاہ نپولین بوناپارٹ تھا یہ نامی گرامی آدمی جس کی سطوت وجبروت کے آگے سلاطین یورپ ایک عرصہ تک زلزلہ کی حالت میں رہے۔ میدان جنگ میں لاکھوں گولیوں کی بوچھاڑ میں سرپٹ گھوڑا دوڑائے پھرا کرتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ جس گولی نے مجھے مارنا ہے وہ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔

اگر کوئی مولوی بحث کے لئے بلاتا تو فرماتے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ بحث نہ کرو۔ کیا صادقوں کی یہی علامات ہیں کیا کوئی صادق جو یہ دعویٰ کرے کہ میری خاطر زمین وآسمان پیدا ہوئے ہیں ایسا بزدل ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کی ڈرپوک طبیعت کا اثر اس کے پرستاروں پر بھی پڑا ہوا ہے۔ ان کو بھی سوائے کاغذی گھوڑے دوڑانے کے اور کچھ جرأت نہیں۔ مرزا قادیانی کی صداقت کے متعلق بحث کرنے کے لئے میدان میں آنے سے وہ ایسے بھاگتے ہیں جیسے کالی وردی پہنے ہوئے پرندے غلیلے سے۔

تحصیل زیرہ کے معززین نے مرزائی فرقہ کے چیدہ مولویوں کی خدمت میں جا کر بہتیری منتیں اور التجائیں کیں کہ میدان میں آکر شرائط کا فیصلہ کرلو، کاغذی گھوڑا دوڑانے میں

بے فائدہ بہت سا وقت ضائع ہوگا۔ مگر چوں کہ ان کی طبیعت پر شیراں بیشہ شجاعت جناب حضرت مولوی حافظ ظفر علی صاحب ومولانا مولوی محمد عظیم صاحب کے خصم کے جگر اور پتے کو پھاڑنے والے دھاڑوں سے لرزہ پڑا ہوا تھا۔ اس واسطے انہیں پولیس کو زیر حمایت بھی اپنی چار دیواری کو چھوڑنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ مابعد کی ان کی ایسی ایسی باتوں کی عقلمندوں کے نزدیک پر مگس کے برابر بھی وقعت نہیں ہوسکتی۔

اگر مرزائی مولوی فی الواقعی عربی دانی کا ہتھیار رکھتے تھے تو میدان میں نکل کر اسے کیوں استعمال نہ کیا کہ وہاں اس کے دانت کند تو نہیں ہوجاتے تھے۔ ضرور ہوجاتے ہوں گے۔ قطع نظر اس کے عربی لٹریچر میں ماہر ہونا صداقت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ ممالک یوروپ میں ایسے ایسے عربی دان عیسائی فاضل موجود ہیں جن کے سامنے مرزائی مولوی طفل مکتب سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ مرزائی صاحبان نے مرزا قادیانی کے دعاوی کے بودے قلعہ کی حفاظت کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات کی فضول بحث کا ایک سنتری کھڑا کیا ہوا ہے۔ جو حالاں کہ لودھیانہ، دہلی، امرتسر، ملتان، رام پور وغیرہ سید نواب میں سخت مجروح ہوکر نیم بسمل سا ہوگیا ہے۔ مگر مرزائی صاحب پھر بھی اس بیچارے پر رحم نہیں کرتے۔ لیکن وہ ایک طرح سے معذور بھی ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر اس سنتری کا وجود نہ رہا تو ہمارے بودے قلعہ کی (جس کے اندر کچھ بھی گولہ بارود وغیرہ سامان حفاظت نہیں) خیر نہیں۔ اس کے فی الفور دھوئیں اڑا دیئے جائیں گے۔

حالاں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ممات کی بحث کو مرزا قادیانی کی صداقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ بفرض محال اگر مسیح علیہ السلام کی وفات کو بھی تسلیم کرلیا جاوے تو بھی مرزا قادیانی کے صادق ہونے کی یہ دلیل نہیں ہوسکتی۔ کیوں کہ مرزا قادیانی کے اعتقادات واعمال مسلمانوں کے اعتقادات واعمال سے صریح مخالف ہیں۔ پہلے وہ مسلمان ثابت کئے جاویں بعدہٗ ان کے دوسرے دعوے قابل توجہ ہوسکتے ہیں۔

غیر شرع آدمی اگر آسمان پر بھی اڑ کر دکھاوے تو بھی وہ ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔ آں حضرت ﷺ کے بعد بہت سے کاذب نبی اور مفتری گزرے ہیں جن میں سے بعض بعض سے بڑے بڑے خوارق بھی ظاہر ہوئے۔ حالاں کہ مرزا قادیانی سے ایک بھی ظاہر نہیں ہوا۔ گویا مرزا قادیانی کا درجہ اپنے پیر بھائیوں میں بھی سب سے گھٹیا ہے۔

حارث دمشقی جس نے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس کا یار شیطان اس کا پاؤں زنجیر سے الگ کر دیا کرتا تھا اور کسی ہتھیار کا اس کے جسم پر اثر نہیں ہوتا تھا اور چند شخص ہوا پر سوار لوگوں کو دکھا کر کہا کرتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں اور در حقیقت وہ جن اور شیطان ہوتے تھے۔ مسلمانوں نے اسے گرفتار کر کے برچھی ماری مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس پر عبدالملک نے کہا کہ بسم اللہ پڑھ کر برچھی ماری جاوے۔ چنانچہ وہ مارا گیا۔ (دیکھو مجالس الابرار)

دلیل نمبر۷

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۵ خزائن ج۲۲ ص۵۷۳) خاتم النّبیین والی آیت اور وہ تمام احادیث نبویہ جو مسیح موعود مہدی آخرالزمان کے متعلق ہیں اور جن میں امام مہدی کا بنی فاطمہ میں سے ہونا اور اس کے وقت میں تمام روئے زمین پر اسلام کا پھیل جانا مذکور ہے۔ مرزا قادیانی کے صادق نہ ہونے کو بآواز بلند پکار رہے ہیں۔ کیوں کہ مرزا قادیانی کے وقت میں نہ تو کل روئے زمین پر اسلام ہی پھیلا ہے اور نہ ہی مرزا قادیانی بنی فاطمہ میں سے تھے۔ انہوں نے اسلام کے پھیلانے کی بجائے الٹا اسلام کے دائرہ کو تنگ کر دیا۔ (حقیقت الوحی ص۱۷۸ خزائن ج۲۲ ص۱۸۴) یعنی ان تمام سچے مسلمانوں کو جو ان کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اسلام سے خارج سمجھا۔ یعنی سوائے دس بیس ہزار مرزائیوں کے باقی سب مسلمانوں کو خواہ وہ عرب میں رہتے ہوں اور خواہ وہ مصر اور روم میں مرزا قادیانی جہنمی سمجھتے ہیں اور مرزائی صاحبان کا بھی یہی حال ہے۔

جیسا کہ حال ہی میں فیروز پور میں ایک مرزائی نے اپنے اشتہار میں حق کے قبول کرنے والے یعنی سچے اسلام کی طرف واپس آنے والے کا نام مرتد رکھا ہے۔ حالاں کہ تمام غالی مرزائیوں کو اسلامی شرع خود ہی مرتد ٹھہراتی ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ مرزا کو نبی مانتے ہیں اور قرآن مجید کے معجزات یعنی مردوں کے زندہ ہونے وغیرہ سے منکر ہیں اور نیز انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں جو کفر ہے۔ دیکھو (مالابدہ نیز شرح فقہ اکبر وغیرہ)

دلیل نمبر۸

(مرزا قادیانی کا اپنا قول) (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴ خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) پر لکھتے ہیں: ’’کہ اگر منکوحہ آسمانی کی پیش گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔‘‘

یہاں بھی مرزا قادیانی اپنے قول کے رو سے اپنے پر وہ خطاب وارد کرنے کے مستحق

ہو گئے ہیں جو صادقوں پر وارد نہیں ہو سکتے۔

دلیل نمبر ۹

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱) نبوت کا دعویٰ کرنا۔ جو جمہور علماء کے نزدیک کفر ہے۔ (دیکھو شرح فقہ اکبر، مالابدمنہ، عقائد عظیم، فتاویٰ ابن حجر مکی ودیگر کتب عقاید) فخر الاسلام حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں کہ ''جو شخص آں حضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ تمام مسلمانوں کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔''

مرزا قادیانی نے جابجا اپنی تصنیفات میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ (دافع البلاء ص ۵ خزائن ۱۸ ص ۲۲۶) میں لکھتے ہیں کہ ''تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول وفرستادہ قادیان میں تھا۔''

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسال بھیجا۔'' (دافع البلاء ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

نیز (اشتہار ۵/ نومبر ۱۹۰۱ء مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۴۳۵) میں لکھتے ہیں کہ ''میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ میرے ہی نام رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کروں۔''

نیز (انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۵۸) پر ''اپنے تئیں نبیوں کا چاند کہتے ہیں۔''

اور (تریاق القلوب ص ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴) میں لکھتے ہیں کہ:

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

جس شخص کو اسلامی شریعت کافر ٹھہرائے وہ کیسے صادق ہو سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۰

(انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنی جو کفر ہے (دیکھو مالابدمنہ، شرح فقہ اکبر، عقائد عظیم ودیگر کتب) اور کافر اسلامی شریعت کی رو سے صادق نہیں ہو سکتا) مرزا قادیانی نے انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت مسیح (جن کے ساتھ مماثلت کا آپ دعویٰ کرتے تھے یعنی ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے بنتے تھے) کی توہین کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ چنانچہ نقل کفر کفر نباشد کے خیال سے وہ کفر کی عفونت سے بھرے ہوئے کلمے نیچے درج کئے جاتے ہیں:

۱......توہین آں حضرتﷺ

’’سیر معراج آں حضرتﷺ اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۴۷ خزائن ج۳ ص۱۲۶ حاشیہ)

کثیف کے لفظ کو ملاحظہ کرو۔ گویا آں حضرتﷺ کا جسم مطہر و معطر و منور جس پر سینکڑوں عطر و کستوریاں قربان ہوتی تھیں اور جس کا سایہ بھی زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ مرزا قادیانی کے کثیف خیال میں کثیف تھا۔ آں حضرتﷺ کی شان میں ایسی بے ادبی کرنے والے کی جو سزا خود مرزا قادیانی نے تجویز کی ہے وہی انہیں مبارک ہو۔ شعر:

لعل تابان را اگر گوئی کثیف زین چہ کاہد قدر روشن جوہرے

(براہین احمدیہ حصہ اوّل ص۱۵ خزائن ج۱ ص۲۳)

شعر دوم:

طعنہ برپا کان نہ برپا کان بود خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

(براہین احمدیہ حصہ اوّل ص۱۵ خزائن ج۱ ص۲۳)

لیجئے میاں مرزا قادیانی اپنے قول کے رو سے فاجر ثابت ہوگئے۔

۲......توہین حضرت مسیح علیہ السلام

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پا بہ منبرم

(ازالہ ص۱۵۸ خزائن ۳ ص۱۸۰)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰ خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

’’یسوع نے ایک کنجری کو بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔‘‘

(نور القرآن نمبر۲ ص۴۷ خزائن ج۹ ص۴۴۹)

’’مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے (یعنی رام چندر جی) سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔‘‘

(انجام آتھم ص۴۱ خزائن ج۱۱ ص۴۱)

حضرت مسیح کی نسبت: ’’شریر، مکار، گالیاں دینے والا، بدزبان، چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ

کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔'' دیکھو (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ تا۷ خزائن ج۱۱ ص۲۸۹ تا۲۹۱ حاشیہ)

توہین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

''خدا کی قسم حسین کسی بات میں سے مجھ سے برابر نہیں وہ دشمن کا مقتول ہے اور میں محبوب۔'' (اعجاز احمدی ص۵۲ خزائن ج۱۹ ص۱۶۴) وغیرہ وغیرہ العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد۔

حضرت مسیح کی توہین کے پاداش میں بھی مرزا قادیانی اپنے ہی تجویز کردہ خطابات سزا کے مستوجب ہیں۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''کہ حضرت مسیح کے کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانے اور اس کے عطر استعمال کرنے پر اگر کوئی نکتہ چینی کرے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔''

(آئینہ کمالات ص۵۹۷، ۵۹۸ خزائن ج۵ ص ایضاً ملخص، مقدمہ حاشیہ دافع البلاء خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ ملخص)

امید کی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کے ایسی جانکاہی سے حاصل کردہ خطابوں پر مسلمان حسد کی نگاہوں سے نظر کریں گے بلکہ حق دار پر حق کے پہنچنے سے خوش ہوں گے۔ جب مرزا قادیانی سے حضرت مسیح کی شان میں ایسی بدزبانی کا سبب پوچھا جاتا تو جھٹ کہہ دیتے کہ ہماری بدزبانی یسوع کے لئے ہے۔ ''یسوع کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

لیکن مرزا قادیانی کے اس حیلہ تراشی سے بوجہ دروغ گوئی کے فائدہ اٹھانے کے۔ (الحکم مئی ۱۹۰۱، تحفہ گولڑویہ ص۹ خزائن ج۱۷ ص۱۰۰) میں حضرت مسیح اور یسوع کو ایک ہی شخص بتاتے ہیں۔ ایسا ہی (انجام آتھم ص۴۰ خزائن ج۱۱ ص۴۰ حاشیہ) پر لکھتے کہ ''یسوع کا مرتبہ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اس کی نسبت لکھا ہے۔''

دیکھو یہاں بھی دروغ گوئے را حافظہ نباشد کی مثال مرزا قادیانی پر کیسی ٹھیک طور پر چسپاں ہے۔

ایسا ہی یسوع کو یوز آسف بنا کر اسے کشمیر میں دفن کیا ہوا ثابت کرنے کی کوشش

کرتے ہیں۔(ست بچن ص ح، ز حاشیہ در حاشیہ خزائن ج۱۰ص ۳۰۷تا۳۰۹، اتمام الحجہ ص۱۸خزائن ج۸ص ۲۹۶)

دلیل نمبر۱۱

(عقائد مخالف اسلام رکھنا) اور مخالف اسلام عقائد رکھنے والا شخص صادق نہیں ہوسکتا۔

۱...... ’’عالم میں جو ہو رہا ہے وہ سیاروں کی تاثیر سے ہو رہا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۱۳۳خزائن ج۵ص ایضاً ملخص)

۲...... ’’حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں آنے والا مسیح میں ہوں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۹خزائن ج۳ص۱۲۲)

۳...... ’’امام مہدی کا آنا صحیح نہیں۔‘‘(ازالہ ص۵۱۹خزائن ج۳ص۳۷۹) مگر باوجود اس کے خود بدولت مہدی بھی بن بیٹھے۔

۴...... ’’دجال پادری ہیں۔‘‘ (ازالہ ص۴۹۶خزائن ج۳ص۳۶۶)

۵...... ’’ریل دجال کا گدھا ہے۔‘‘ (ازالہ ص۶۸۵خزائن ج۳ص۴۷۰)

۶...... ’’یاجوج ماجوج انگریز وروس ہیں۔‘‘ (ازالہ ص۵۰۲خزائن ج۳ص۳۶۹)

۷...... ’’قرآنی معجزات مسمریزم سے ہیں۔‘‘ ایسا کہنا کفر ہے۔

۸...... ’’مجھ پر ایمان نہ لانے والے جہنمی ہیں۔‘‘ وغیرہ وغیرہ

(انجام آتھم ص۶۲ حاشیہ خزائن ج۱۱ص ایضاً)

دلیل نمبر۱۲

مخالف اسلام الہامات ظاہر کرنا جو کفر ہے۔

۱...... مرزاقادیانی فرماتے ہیں کہ ’’خداوند تعالیٰ مجھے فرماتا ہے کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔‘‘ (تذکرہ ص۳۴۵طبع چہارم)

۲...... ’’تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری اولاد۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۶خزائن ج۲۲ص ۸۹)

۳...... ’’جو تو چاہے ہو جاتا ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۳۴۳طبع چہارم)

۴...... ’’جو تو چاہے کر تیرے سارے گناہ معاف ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۶۰خزائن ج۱ص ۶۶۸، ۶۶۹بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴)

۵...... ’’خدا عرش پر تیری حمد کرتا ہے۔‘‘

۶...... ’’اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔‘‘ (تذکرہ ص۵۲۵ طبع چہارم)

وغیرہ وغیرہ۔

دلیل نمبر۱۳

مرزا کے اعمال بھی صادقوں اور ایمان داروں کے اعمال کے مخالف ہیں (مثلاً باوجود (۱) مالک نصاب کے حج نہ کرنا، (۲) مقابلہ مناظرہ کے واسطے شرطیں لگانا، (۳) مولویوں کو سخت گالیاں دینا اور لعنتیں بھیجنا (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، ۴۸ خزائن ج۱۱ ص۳۰۵، ۳۳۲)، (۴) غیظ وغضب کا خوب استعمال کرنا، (۵) غیر کے معبودوں کو گالیاں دینا، (۶) اپنی کتابوں میں تصویریں جمانا، (۷) وعدہ ایفاء نہ کرنا (اربعین ص۲۲ خزائن ج۱۷ ص۴۵۸)، (۸) جھوٹ بولنا، (۹) تعلّی غرور وتکبر بہت کرنا، (۱۰) حقوق العباد ادا نہ کرنا، (۱۱) جائز وارثوں کے حقوق دبالینا، (۱۲) مختلف حیلوں سے چندہ جمع کرنا اور نہایت مسرفانہ زندگی کے نظارے پیش کرنا۔ (۱۳) جھوٹی پیش گوئیاں اور ان کے جھوٹا نکلنے کی حالت پر لایعنی تاویلیں کر کے انہیں سچا بنانے کی کوشش کرنا۔ (۱۴) مسٹر عبدالکریم سے رویا میں درازی عمر کے واسطے دعا کرانا جو مشرکوں کی علامت ہے (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۸ دیکھو الہام ریویو ج۴، نمبر۱۲، ص۴۸۰ بابت ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء)، (۱۵) قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کرنی جو دوزخیوں کی نشانی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دلیل نمبر۱۴

منافقین کی علامت کا مرزا قادیانی کے حالات پر منطبق ہونا۔ حدیث شریف میں منافق کی چار علامتیں لکھیں ہیں: وعدہ کا ایفاء نہ کرنا، امانت میں خیانت کرنا، گالیاں دینا، جھوٹ بولنا۔ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کی تالیف کے زمانہ میں بھی اس حدیث کی زد کے اندر آ گئے تھے۔ یعنی براہین احمدیہ کے سرورق کے اشتہاروں پر یہ درج کر کے یہ براہین احمدیہ سو جز کی کتاب ہے۔ براہین احمدیہ تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ بہتیرے لوگوں سے پیش گی قیمت (جن کا وصول کرنا شرعاً جائز نہ تھا) وصول کر لی اور اخیر پر چھتیس جز کی کتاب انہیں دی۔

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱ و۴۶ جدید)

اس میں دروغ گوئی، امانت میں خیانت، عدم ایفائیگی وعدہ صاف نظر آ رہے ہیں۔ چھتیس جز کی کتاب کو سو جز (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱ جدید) تین سو جز (مجموعہ اشتہارات ج۱

ص۶۴ جدید) کہنا صاف دروغ گوئی ہے۔ تین سو جز کی کتاب کا وعدہ کر کے چھتیس جز کی کتاب دینی عدم ایفائیگی وعدہ ہے۔

۲...... قیمت تین سو جز کی وصول کی گئی تھی باقی اڑھائی سو کی قیمت واپس کرنی چاہئے تھی مگر ایسا نہ کیا گیا جو صاف امانت میں خیانت تھی۔ یہ مرزا قادیانی کی اس وقت کی کارروائی ہے جب کہ انہوں نے مجددیت اور ولایت کے سٹیج پر قدم رکھا تھا۔ جب یہ داؤ چل نکلا تو آگے چل کر انہوں نے اپنے موودھودام افتادہ شکاروں کی خوب اچھی طرح حجامت کی۔

’’اور ماہوار چندوں۔‘‘ (فتح اسلام ص۵۶ خزائن ج۳ ص۳۳)

’’مکان کے وسیع کرنے کے چندوں، لنگر خانے کے چندوں، مسافروں کے زادراہ دینے کے چندوں۔ مینار کے چندوں، بہشتی مقبرہ کے چندوں۔‘‘ وغیرہ وغیرہ

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۲ تا ۲۹۷)

اور مختلف قسم کے چندوں سے بہت سی دولت جمع کر لی اور حرم سرائے کے ممبروں کو زیور سے لاد دیا اور لگے ہر وقت یاقوتیوں، کستوریوں، بادام روغن میں دم کئے پلاؤ، حلوؤں کے استعمال ہونے۔ (اہل حدیث جنوری ۱۹۱۰ء)

اور سیر کے واسطے شیشے کی گاڑی بنوائی اور نہایت مسرفانہ زندگی کے نظارے پیش کئے جو نبیوں کی شان سے بالکل بعید ہے۔ نبی کبھی سیر شکم نہ ہوتے تھے۔ مرزا قادیانی کی گالیوں کی لغات اگر کوئی ملاحظہ کرنا چاہے تو وہ (انجام آتھم وضمیمہ انجام آتھم مندرجہ خزائن ج۱۱) کو دیکھے جہاں حضرت مسیح وعلمائے دین سجادہ نشینوں کو خوب ہی کوسا ہے۔ کسی کو ملعون کہا، کسی کو شیطان، کسی کو ہامان، کسی کو فرعون وغیرہ۔

دلیل نمبر(۴) (مرزا قادیانی کی دروغ گوئیا)ں اور دروغ گو صادق نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی کی دروغ گوئیوں کا بیان طوالت چاہتا ہے مگر چوں کہ طوالت کی یہاں گنجائش نہیں۔ مشتے نمونہ خروارے صرف چند دروغ گوئیوں پر اکتفا کیا جاتا ہے:

۱...... براہین احمدیہ کے ہر ورق پر اشتہار درج کرتے رہے کہ براہین احمدیہ سو جز کی، تین سو جز کی کتاب ہے۔ حالاں کہ انجام کار تقریباً چھتیس جزء کی نکلی۔

(براہین احمدیہ حصہ اوّل ودوم فرنٹ ٹائیٹل اور ص۷ خزائن ج۱ ص۱۲و۶۷)

۲...... (ازالہ اوہام ص۶۲۹ خزائن ج۳ ص۴۳۹) میں لکھا کہ چار سو نبیوں نے ایک بادشاہ کی فتح کے بارے میں پیش گوئی کی تھی اور جھوٹی نکلی۔'' (حالاں کہ وہ چار سو نبی نہیں تھے بلکہ بت کے پجاری تھے۔)

۳...... ''یسوع نے ایک کنجری کو بغل میں دبایا۔'' (نورالقرآن نمبر۲ ص۷۴ خزائن ج۹ ص۴۴۹) حالاں کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

۴...... (ضمیمہ انجام آتھم ص۹ خزائن ج۱۱ ص۲۹۳ حاشیہ) پر لکھتے ہیں کہ ''خداتعالیٰ نے یسوع کا قرآن میں کچھ ذکر نہیں کیا۔'' مگر اس کے برخلاف (انجام آتھم ص۴۰ خزائن ج۱۱ ص۴۰ حاشیہ) پر لکھتے ہیں کہ ''یسوع کا مرتبہ اس سے زیادہ نہیں جو قرآن نے اس کی نسبت لکھا ہے۔''

۵...... (اربعین نمبر۳ ص۱۱ خزائن ج۱۷ ص۳۹۷) پر لکھتے ہیں کہ ''میں نے ڈپٹی آتھم کے مباحثہ پر قریباً ۶۰ آدمیوں کے روبرو کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔'' حالاں کہ کسی بحث کی کتاب میں اس کا مطلق ذکر نہیں۔

۶...... پھر رسالہ اعجاز احمدی میں لکھتے ہیں کہ ''آتھم کو پیش گوئی کرتے وقت تقریباً ستر آدمیوں کے روبرو سنادیا گیا تھا کہ سبب اس پیش گوئی کا یہ ہے کہ تم نے ہمارے نبی ﷺ کو دجال کہا تھا سو اگر تم اس لفظ سے رجوع نہ کرو گے تو پندرہ مہینوں میں ہلاک ہو جاؤ گے سو آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کر لیا اور کہا معاذ اللہ آں جناب کی شان میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہتا، دونوں ہاتھ اٹھائے۔'' (اعجاز احمدی ص۲،۳ خزائن ج۱۹ ص۱۰۸،۱۰۹)

''نیز میری پیش گوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں مرے گا۔''

(اعجاز احمدی ص۳ خزائن ج۱۹ ص۱۰۹)

اس تمام اعجاز احمدی والی عبارت کا جو چھ جھوٹوں کا مجموعہ ہے بحث کی کتاب جنگ مقدس میں ذکر نہیں ہے اور نہ ہی مرزا قادیانی نے پندرہ مہینوں کے اندر اپنی پیش گوئی کی معیاد کے اندر اس کا کہیں ذکر کیا تھا بلکہ آخری وقت مریدوں تک کو یہی کہتے رہے کہ آتھم پندرہویں ماہ کی آخری دن کو ضرور مر جائے گا۔ یہ ہے مختصر کیفیت مرزا قادیانی کی دروغ گوئیوں کی۔

ایک صاحب بڑے دعوے سے کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی ابتدائی ایام ہی سے راست گو ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے دعویٰ کی تائید پر سوائے ایک شہادت کے اور کچھ پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن اس ایک شہادت پر مرزا قادیانی کو ابتدائی حال میں راست گفتار بھی مان لیا جائے تو عزازئیل برصفیا زاہد، بلعم باعور کے سوائے اس امر کا ثبوت بھی پیش کرتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص جو ابتداء میں نیک چلن اور راست گفتار ہوگا وہ انتہا تک ایسا ہی رہے۔ یہ ہر سہ شخص پہلے اعلیٰ درجہ کے زاہد و عابد تھے مگر انجام کار ملعون ہوئے۔

دلیل نمبر۱۵

اکثر دعاؤں کا پورا نہ ہونا۔ قرآن کریم میں ہے ''**وما دعاء الکافرین الّا فی ضلال**'' (یعنی کافروں کی دعائیں اکارت جاتی ہیں) مرزا قادیانی کی قریباً کل دعائیں (حالاں کہ انہیں الہام ہوا تھا کہ تمہاری سب دعائیں مستجاب ہوں گی) اکارت گئیں۔ سید امیر علی شاہ سے مبلغ پانچ سو روپیہ پیشگی لے کر فرزند نرینہ کے واسطے سال بھر تک دعا کرتے رہے۔ مگر خاک بھی اثر نہ ہوا۔ سہ سال پیش گوئی میں آسمانی نشانی کے واسطے بہتیرے ہی ناک رگڑتے رہے۔ مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ آتھم کو مارنے کے واسطے ۱۵/ماہ تک معہ جماعت کے بہتیری دعائیں کیں۔ مگر تمام رد ہوئیں۔ (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲) مولوی ثناء اللہ صاحب، ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی موت کے واسطے بہتیرے دعاؤں کے تیر چلائے۔ مگر خود ہی تیر اجل کا نشانہ بن گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۵۷،۵۷۸)

دلیل نمبر۱۶

(مسلمانوں اور اکثر خلق اللہ کے نزدیک مقبول نہ سمجھا جانا) قرآن کریم اور احادیث صحیح میں ہے کہ خدا کے صالح بندوں کی محبت ایمان داروں کے دل میں گھر کر جاتی ہے اور ایسے ہی خدا کے دشمنوں کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ جو مسلمانوں کے نزدیک اچھا و نیک ہے وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا و نیک ہے۔

سو مسلمانوں کے نزدیک جو مرزا قادیانی کی وقعت ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ مرزا

قادیانی جملہ مسلمانوں کو جوان کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے، جہنمی سمجھتے ہیں اور جملہ مسلمان جو مسائل سے خبردار ہیں انہیں مرتد اور کافر خیال کرتے ہیں۔ آخر وقت پر اگر تائب ہوگئے ہوں تو اس کا علم عالم الغیب کو ہے۔ مگر ان کے اعتقادات اور اعمال پر صاف کفر لازم آتا ہے۔ بعض کم فہم اور نادان مرزائی صاحبان مرزا قادیانی کی بہت مخالفت ہونے کو ان کے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراتے ہیں۔ کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ نبیوں کی بھی اسی طرح مخالفت ہوتی تھی۔ مگر مرزا قادیانی کی تکبر و تعلّی اور مخالفت مسائل مسلمہ شریعت اور ان کی بدتہذیبی اور زبان درازی سے سب کو سب و شتم کرنے کے باعث جو نکتہ چینیاں واعتراضات ہوئے ان انبیاء علیہم السلام والی نکتہ چینی واعتراض سے نسبت کرنا بالکل غلط اور بے دلیل ہے۔

بلکہ یہ وہ اعتراضات ونکتہ چینیاں ہیں جو ہمارے علماء اسلام اور متبعین انبیاء علیہم السلام جھوٹے اور کاذب مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہ دجالین، کذابین پر کئے تھے جن کا جواب اوّل مفتریوں کے حمایتی اور مے پرانند والے فدائی کچھ نہ دے سکے اور نہ آئندہ قیامت تک دے سکیں گے۔ برخلاف اس کے نقص بصارت وبصیرت والے جاہلوں اور کافروں نے جو اعتراض اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کی ذات والا صفات پر کئے تھے ان کے جواب میں اہل حق اہل اسلام نے بتوفیق الٰہی ثابت کردیا کہ وہ اعتراض محض بے بنیاد اور غلط ہیں بلکہ جن کو وہ ضعیف النظری اور بے سمجھی سے عیب اور اعتراض سمجھے ہوئے تھے ان کی خوبی دلائل بینہ سے کردی۔

سو مرزائی صاحبان بھی اگر انہیں حوصلہ اور لیاقت ہے تو مرزا قادیانی کے متعلق اعتراضات کو کسی دلیل سے رد کر کے دکھائیں لیکن وہ رد کیا کرسکیں گے ان پر تو یہ مصیبت پڑی ہے کہ بباعث واقعات ہونے کے ان اعتراضات کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ بلکہ ان واقعی اعتراضات سے انکار نہیں کرسکتے اور بغیر مدلل معقول رد وجواب کے واہی تباہی باتوں کی کوئی سچا مسلمان مگس کے برابر وقعت نہیں کرسکتا۔

دلیل نمبر ۱۷

(مرزا قادیانی کے کارناموں کا دیگر کاذب نبیوں ومسیحیوں اور مہدیوں کے کارناموں کے ہم شکل ہونا) مرزا قادیانی سے پیشتر بھی بہت سے کاذب نبی، مہدی اور مسیح

گزرے ہیں جن میں سے بعض بعض مالکان تخت وتاج بھی ہوئے اور وہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث کی اپنی سمجھ کے موافق تاویل کر کے کچھ عرصہ تک خلق اللہ کو گمراہ کرتے رہے اور ہزاروں لاکھوں مریدوں کی جماعتیں بھی پیدا کرلیں۔ فرقہ فقہ اہل سنت والجماعت ہمیشہ ایسے بے دینوں کا رد کرتا رہا اور انجام کار یہ مفتری برسات کے مینڈکوں کی طرح صفحہ عالم سے ناپید ہوگئے اور قرآن کریم کی فرمودہ کے مطابق انہیں نامرادی کی موت چکھنی نصیب ہوئی۔

مرزائی صاحبان کو چاہئے کہ تاریخ مذاہب اسلام ورسالہ قطع الوتین ودیگر کتب تواریخ میں ان سارے مفتریوں کے سوانحوں کو بغور مطالعہ کریں صراط المستقیم کے واسطے رب العزت کی درگاہ میں گریہ زاری کریں۔ کیا عجب کہ خداوند کریم رحم فرماوے۔ خود مرزا قادیانی کی لاہور میں نہایت ذلت کی موت۔ جب کہ انہوں نے ہزاروں حسرتوں اور ارمانوں کو ساتھ لے کر اپنے نہایت جانی دشمنوں کے روبرو داعی اجل کو لبیک کہا۔ اہل نظر کے واسطے نہایت عبرت انگیز ہے۔ کاش مرزائی صاحبان اس سے عبرت حاصل کریں۔

(۱)امام مفتریاں مسیلمہ کذاب، (۲)اسود عنسی، (۳)حسن بن صباح مدت سلطنت ۲۵سال، (۴)حارث دمشقی، (۵)عبداللہ مہدی ۴۴سال، (۶)عبدالمومن ۲۳سال، (۷)حاکم باقراللہ ۲۵سال زیادہ، (۸)اکبر بادشاہ ۴۹، (۹)عیسیٰ سندھ، (۱۰)ابن ہود، (۱۱)ہیوز، (۱۲)سید محمد جون پوری، (۱۳)محمد علی بابی، (۱۴)عبداللہ بن سبا، (۱۴)لا، (۱۵)عطا، (۱۶)ابوطاہر، (۱۷)متنبّی شاعروغیرہ۔

’’لو تقوّل علینا بعض الاقاویل. لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین‘‘ سے مرزائی صاحبان کا یہ استدلال کرنا کہ ’’مفتری ۲۳سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳ خزائن ج۱۷ ص۴۰)

ٹھیک نہیں ہے۔ کیوں کہ کئی ایک مفتری جیسے حسن بن صباح، اکبر بادشاہ وغیرہ ۲۳سال سے بھی زیادہ زندہ رہے۔ اس آیت کے بس یہی معنی ہیں کہ مفتری کا تاروپود آخرکار ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا کارخانہ آخرکار تباہ ہوجاتا ہے اور وہ مضمون کی دوسری آیتوں کے مطابق

نامراد مرتا ہے۔ اخبار الحکم کے بند ہوجانے سے مرزائی کارخانہ کے بھی انجام تباہ ہوجانے کے آثار نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اگر خواجہ کمال و ماسٹر صدرالدین جیسے سرگرم مرزائی عمارت کے شکست وریخت کی مرمت میں کوشاں رہتے ہیں مگر ٹیڑھی دیواروں والی عمارت کچھ بہت عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی۔

دلیل نمبر۱۸

مرزا قادیانی کے پرستاروں (جو ان کی درخت وجود کے پھل ہیں) کے نمونے بھی ان کے صادق ہونے کے گلے پر چھری پھیر رہے ہیں۔ یعنی یہ لوگ اپنے مرشد کی طرح نبیوں اور بزرگان دین کی شان میں حد درجہ بے ادب اور گستاخ ہیں۔ سب سے اوّل مرزا قادیانی کے مے پرانند والا نمائشی پرستار مسٹر عبدالکریم (جو اگر زندہ رہتے تو اغلباً خلیفہ اوّل ہوتے) کو ہی لیتے ہیں۔ مسٹر موصوف الحکم اگست ۱۹۰۰ء میں لکھتے ہیں کہ:

’’خادم یعنی مرزا قادیانی اور مخدوم یعنی حضرت محمد صاحب ایک سے حربے اور ہتھیار لے کر آئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاوے (یعنی آں حضرت ﷺ کو مرزا قادیانی پر فضیلت نہیں)

پھر الحکم ۶/اکتوبر ۱۹۰۰ء میں لکھتے ہیں کہ ’’براہین احمدیہ کے الہامات اور قرآن شریف کی سورتوں میں کچھ بھی مابہ الامتیاز نہیں۔ یعنی ان میں مساوات کا درجہ ہے۔‘‘

ایک مرزائی صاحب (اخبار بدر قادیان ج۶، نمبر۶، ص۶، کالم نمبر۲، مؤرخہ ۱۱/اپریل ۱۹۰۷ء) میں مرزا قادیانی کی شان میں لکھتے ہیں کہ:

کل اولیاء سے بہتر بعض انبیاء سے افضل یہ مصطفیٰ ہمارا یہ دلستاں ہمارا

تیسرے ایک مرزائی صاحب جو امرتسر میں رہتے تھے اور جن کا گزارہ مرزائیوں کے ٹکڑوں پر تھا۔ ایک روز کہنے لگے کہ ’’ہمارا درجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بڑھ کر ہے۔‘‘

چوتھے ایک نہایت سرگرم مرزائی صاحب جو شاید اپنے تئیں کسی نہایت عالی خاندان سے سمجھتے ہوں گے ایک روز اپنی زبان سنگ افشان سے یوں فرمانے لگے کہ ’’حضرت موسیٰؑ قوم

کے مراسی تھے۔‘‘ جب ان سے ایک ایسے اولوالعزم نبی کی شان میں ایسی بے ادبی کی وجہ دریافت کی گئی تو یوں فرمانے لگے کہ’’ ان دنوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل حکمران قوم قبطیوں کے غلام اور خادم تھے اور چوں کہ ہمارے ملک میں خدمت گزاری کا کام مراسی کرتے ہیں۔اس لحاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مراسی کہے جاسکتے ہیں۔‘‘

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں اور بزرگان دین کی شان میں بے ادبی کرنے کی گڑتی مرزائیوں کواوّل روز ہی دی جاتی ہے۔ بہت کم مرزائی ہیں جواس مرض میں مبتلا نہ ہوں۔ظلمانی تعلیم وظلمانی صحبت کا اثر کم وبیش ہر شخص پر پڑتا ہے اورتو درکنار مولوی نورالدین جیسے مسکین طبع اوردرویش آدمی بھی اس اثر سے محفوظ نہیں رہ سکے۔مرزاقادیانی کی صحبت میں آنے سے پیشتر وہ خیروبرکت کے ایک مجسم نمونے سے اوران کی صورت شکل اوراخلاق دیکھ کر خدایاد آتا تھا۔مگر اب ان کی حالت میں بہت کچھ تغیر واقع ہوگیا ہے۔

مختصر یہ کہ مذاق وتمسخران کے رگ ریشہ میں اس قدر حلول کر گئے ہیں کہ قرآن کریم کی تفسیر کرتے وقت بھی وہ مذاق کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اورہم سب مسلمان دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم انہیں اور خواجہ کمال الدین وماسٹر صدرالدین وڈاکٹر یعقوب بیگ مرزائی صاحبان کوصراط المستقیم کی طرف ہدایت کرے اور باقی مرزائی صاحبان کی بھی چشم بصیرت وا کرے تاکہ انہیں حق نظر آجاوے اورمرزاپرستی میں ایمان جیسی بے بہا نعمت کو غارت نہ کریں۔آمین **اللھم نور قلوبھم بنور معرفتک!** مرزاقادیانی کے صادق نہ ہونے کے متعلق اوربھی بہت سے دلائل ہیں مگر عدم گنجائش کی وجہ سے فقط ایک اورپر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر۲۰

(مرزاقادیانی کا اپنا الہام مندرجہ (ریویو قادیان ج۴،نمبر۴،ص بیک ٹائیٹل بابت ماہ اپریل ۱۹۰۵ء)’’میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔‘‘ (تذکرہ ص۵۰۴طبع چہارم)

یہ الہام بھی مرزاقادیانی کے خطرناک خاتمے پر دلالت کرتا ہے اوراپنے اعتقادات اوراعمال کی شامت میں کچھ عجب نہیں کہ انہیں مرتے دم توبہ نصیب نہ ہوئی ہو۔پس جولوگ ایسے

ایمان سوز اعتقادات کی اشاعت میں سرگرم رہتے ہیں۔ وہ اخلاقی لحاظ سے دنیا میں بہت بڑا فساد کرتے ہیں اور آخرت کے دن ماخوذ ہوں گے اور تمام گمراہوں کے گناہوں کے بوجھ سر پر اٹھانے پڑیں گے جیسا کہ خود مرزا قادیانی کو اپنے تمام پرستاروں کے بوجھ سر پر اٹھا کر خدا کی پیشی میں حاضر ہونا ہوگا۔ صاحبان علم وصاحبان دولت بھی اگر مرزا قادیانی کی گمراہ کنندہ تعلیم کی اشاعت کو خاموشی کے ساتھ دیکھتے رہیں گے تو وہ حدیث شریف کے رو سے گنگے شیطان کہلائیں گے۔

اس واسطے جملہ محبان اسلام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس حدیث کے وعید سے ڈر کر مرزائی زہر کے دفعہ کے واسطے کوئی تریاق بہم پہنچائیں یعنی متفق ہوکر ایک عالم کی خدمات کو ہاتھ میں لینے کا انتظام فرماویں۔ جو مرزائی خیالات کی سرکوبی کے واسطے ہر دم مستعد رہے اور نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تاکیدی اور ضروری فرض کو بجالاوے۔ ہمارا شہر کسی محبّ اسلام عالم ورئیس کی عدم موجودگی کی وجہ سے مرزائی صاحبان کا شکار بن گیا ہے۔

ہمدردان اسلام کی توجہ اس طرف منعطف ہونی چاہئے۔ **والسلام علی من اتبع الهدیٰ! وآخر دعوانا الحمدلله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔**

نوشتہ فقیر عبدالرحمٰن عفی عنہ

مرزائی صاحبان براہ نوازش مرزا قادیانی کے صحیح صحیح حالات زندگی تاریخ پیدائش سے لے کر تاریخ رحلت تک جس میں ان کے جملہ الہامات وپیش گوئیاں بھی ترتیب وار ہوں، طبع فرما کر اسلامی دنیا کو مشکور فرمائیں۔

تمت

المشتہرین: (۱) خان محمد نواز خان رئیس اعظم ہوشیار پور (۲) مولوی غضنفر علی وکیل ریاست بہاول پور (۳) حاجی محمد صاحب میونسپل کمشنر فیروز پور (۴) حاجی محمد نواب خان میونسپل کلکٹر فیروز پور (۵) ماسٹر عبدالرحمٰن ٹیچر سکول فیروز پور (۶) حاجی عبدالغفار دندان ساز (۷) پیر حبیب اللہ صاحب مخدوم مونگیر تاجر کتب فروش فیروز پور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

سیٹھ عبداللہ قادیانی کے اعلان ایک لاکھ روپیہ انعامات کا

مکمل ازالہ

جناب میر محمد خان جالندھری

ل نبوت قادیان سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی

کے

1755

لان ایک لاکھ روپیہ انعامات

کا

مکمل ازالہ

نہایت ضروری التماس

لہٰذا خود ملاحظہ فرماکر اپنے احباب میں دست بدست پہنچائیں تاکہ اس طریقہ سے بہت احباب ملاحظہ فرماسکیں کیونکہ صرف ۲۵۰۰ کاپی طبع ہوئی ہے۔ مورخہ یکم مئی ۱۹۴۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلی فہرست

اعلان مہر نبوت از دربار سرکار رسالت			۲۱۰
پیغمبر اسلام پر مرزا کی برتری ثابت کرنے کی کوشش			۲۱۰
اقتباس از زمیندار اخبار لاہور مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء			۲۱۳
حبّی فی اللہ	۲۱۳	قرآن اور مرزائیت	۲۱۴
علامہ اقبال اور مسئلہ ختم نبوت	۲۱۵	تناقید مشتمل برمماثلت مسیح موعود	۲۱۸
تنقید نمبر ۱	۲۱۸	تنقید نمبر ۲	۲۱۹
تنقید نمبر ۳	۲۱۹	تنقید نمبر ۴	۲۲۰
تنقید نمبر ۵	۲۲۰	تنقید نمبر ۶	۲۲۰
مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کے نتائج	۲۲۰	تنقید نمبر ۷	۲۲۱
تنقید نمبر ۸	۲۲۱	تنقید نمبر ۹	۲۲۲
تنقید نمبر ۱۰	۲۲۲	تنقید نمبر ۱۱	۲۲۳
مرزا قادیانی کا مکتوب	۲۲۳	تنقید نمبر ۱۲	۲۲۴
تنقید نمبر ۱۳	۲۲۵	برطبق مسلمان کی پرکھ	۲۲۸
خلاصہ مبحث	۲۲۸	برطبق تناقید ہذا منجانب راقم اعلان حلف	۲۲۹
شرائط حلف	۲۲۹	تیسرا اعلان	۳۲۰
نتیجہ	۲۳۱	ایک سوروپیہ انعام کے لئے تین ماہ کی میعاد	۲۳۲

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان مہر نبوت از دربار سرکار رسالت

لا نبی بعدی ز احسان خدا است   پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

(اقبال)

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے سے بعد آنے والے نبیوں کے دعویٰ نبوت پر یہ مہر ثبت کر دی ہے۔ ’’**سیکون فی امتی ثلٰثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لانبی بعدی.**‘‘ اس سربمہر فرمان ذیشان کی صداقت میں تاریخی واقعات بتارہے ہیں۔ کہ سلاطین اسلام خلیفہ مامون رشید وغیرہ کے زمانہ میں بہت لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا جن میں سے بعض موت کے گھاٹ اتارے گئے اور بعض جیل خانہ کی نذر ہو گئے۔ اسی سلسلہ مہر نبوت میں نبوت قادیاں کا ظہور ہوا (چنانچہ اس نبوت کا یہ دعویٰ ہے کہ حضور ﷺ اپنے سے بعد آنے والے نبیوں کی نبوت پر مہر لگانے والے نبی ہیں) چونکہ ان کی نبوت کا زمانہ مذہبی آزادی کے لئے بالکل آزاد تھا۔ اس لئے یہ نبوت ناواقفان منصب نبوت میں خوب پھلی پھولی۔ لیکن قدرت کاملہ کو حضور ﷺ کی مہر نبوت معنون کے تحت اس نبوت کی اصلیت کا انکشاف منظور تھا۔ اس لئے اس نبوت نے خود ہی حضور کے مرسلہ مہر نبوت کے مطابق باغیانہ اعتراض کی تصدیق کر دی۔ جو ذیل میں درج ہے۔ (اقتباس از ’’احسان‘‘ لاہور مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۵ء)

پیغمبر اسلام پر مرزا کی برتری ثابت کرنے کی کوشش

(۱) مرزا بشیر الدین (انوار خلافت ص۱۸، انوار العلوم ج۳ ص۸۳) پر لکھتا ہے: ’’میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میرا ایمان ہے کہ احمدؑ کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ مسیح موعود یعنی

۱؎ یہ آیت جس کے متعلق خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین کا ایمان ہے ’’**ومبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد**‘‘ جس سے بلاشبہ ترشح یہ پیشین گوئی الٰہی حضور کے متعلق نہ تھی۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد...... نبوت مرزا قادیانی ہے نہ کہ حضرت محمد ﷺ حالانکہ قرآن کریم مرزا قادیانی پر نازل نہیں ہوا اس لئے خلیفہ دوم کا ایمان تعجب خیز ہے قرآن تو حضور پر نازل ہوا اور نبی ان کے والد ہوں عجیب خبط ہے۔ البتہ یہ خبط اس وقت ٹھیک سمجھا جاسکتا تھا کہ یہ آیہ ان الفاظ میں ہو ’’**ومبشرا برسول یاتی اسمہ غلام احمد.**‘‘

مرزا غلام احمد (ان کے والد کے متعلق ہے) (بہ تطبیق حدیث معنون مہر نبوت کی یہ پہلی صداقت ہے)

(۲) مرزا بشیر احمد کلمۃ الفضل میں لکھتا ہے: ''پس ظلّی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔''

(کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

(حدیث معنون کے مطابق یہ دوسری صداقت ہے)

(۳) مرزا غلام احمد لکھتا ہے: ''اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا ہے اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا'' (اعجاز احمدی ص۷۱ خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

(حدیث معنون میں یہ تیسری صداقت ہے)

(۴) ''مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانے میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت پر حاصل ہے۔ نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔'' (ریویو قادیان مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۳۵ طبع جدید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

(حدیث معنون میں یہ چوتھی صداقت ہے)

(۵) ''اگر محمد ﷺ زندہ ہوتے تو انہیں چارہ نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ مسیح موعود کی اتباع کرتے (یعنی مسیح موعود آقا ہوتے اور رسول صلعم (نعوذ باللہ) متبع غلام ہوتے)''

(ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ۷ جون ۱۹۳۵ء)

(حدیث معنون میں یہ آخری صداقت ہے)

مضامین اقتباس منشاء حدیث معنون پر پوری پوری روشنی ڈال رہے ہیں۔ کہ ان کا ایمان حضرت محمد ﷺ اور مرزا قادیانی کے درمیان کیا نسبت رکھتا ہے۔

افسوسناک بات ہے کہ آج تک حضور ﷺ کی شان میں کسی دشمن اسلام کافر مشرک نے بھی ایسے توہین آمیز الفاظ استعمال نہیں کئے جو حضور پر فدا ہونے کا دعویٰ کرنے والی قادیانی امت نے استعمال کئے ہیں اور پھر امتی ہونے کا ناز بھی ہے۔ کیا کوئی ایسا مسلمان ہوسکتا ہے۔ جو حضور ﷺ سے محبت رکھتا ہو اور وہ ان الفاظ کو پڑھے اور اس کے تن میں آگ نہ لگ جائے اور اگر مسلمان ہوتا ہوا اس توہین کا احساس نہ کرے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ اس

میں اور کافر میں کوئی فرق نہیں۔ پس یہ تو ہے قادیانی امت کا اصلی ایمان جو مراسلہ مہر کی منطبق میں ہے۔ اس کے خلاف یہ فرقہ جو اپنی تصانیف میں حضرت محمد ﷺ کی تعریف پر زور دیتا ہے۔ وہ محض پروپیگنڈا ہے۔ تاکہ مسلمان ان کو عاشقان رسول سمجھ کر ان کے زمرہ میں شامل ہونا سعادت سمجھیں ورنہ عقیدت ہذا کے مقابل موخرالذکر طریقہ محض ۴۲۰ ہے۔ پس ہم مضامین اقتباس کو محور حدیث معنون قرار دے کر اس نبوت کے معیار پر بہ تفصیلی روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مضامین اقتباس سے صاف عیاں ہے کہ ہر نیا آنے والا نبی اپنے سے پہلے نبی کی توہین اور تکذیب کرے گا۔ تب وہ اپنی نبوت کے پایہ کو پہنچ سکتا ہے۔ یعنی جو نبی ان کی نبوت کے بعد آئے گا۔ وہ اسی طرح ان کے نبی کی توہین اور تکذیب کرے گا۔

جس طرح انہوں نے حضور محمد ﷺ کی توہین کی ہے۔ اس رویہ سے یہ حقیقت نمایاں ہے کہ سلسلہ ''تلک الرسل فضلنا بعضهم علیٰ بعض'' قیامت تک جاری رہے گا اور نبوت کا اکمال واتمام کبھی نہ ہوگا جیسا کہ حضور کے حق میں اتمام واکمال کا مژدہ بحکم ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی'' آچکا ہے۔ لیکن سلسلہ تجدید نبوت میں اس حکم پر صاف پانی پھر گیا۔ جس کا آخرالامر نتیجہ یہی ہے کہ قیامت تک ہر آنے والا نبی ایک دوسرے کی توہین اور تکذیب کا ہی سرمایہ ہوگا اور مذہب اسلام ہمیشہ کے لئے نامکمل ہی رہے گا۔ اس سے عیاں ہے کہ جو مذہب ہمیشہ ادھورا اور نامکمل ہی رہے اور اس کے مکمل ہونے کی کبھی امید ہی نہ ہو تو کوئی ایسے ادھورے مذہب سے کیا حاصل کرے گا۔ کیونکہ جو اس میں شامل ہوگا وہ ادھورا ہی رہے گا۔ اس لئے اسلام کے مقابل ہر مذہب کو اپنی تکمیل کا دعویٰ اور اسلام کے نامکمل ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس لئے تجدید نبوت کے سلاسل میں انحطاط اسلام بہ تمام وکمال عیاں ہے۔ یہی دجالون کی تعریف ہے۔

اس بناپر ہم اس کے خلاف تحفظ اسلام کے اس تسلسل کی طرف توجہ دلاتے ہیں جس سے انحطاط اسلام کے بجائے انضباط اسلام ہو۔ وہ اس طرح کہ سلطنت اسلام میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی شہنشاہ اسلام ہیں اور آپ پر حسب فرمان ''الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی'' نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے دین قیم میں ہر وقت ایسے عارفان توحید وعاملان شریعت موجود رہتے ہیں کہ وہ اسلام کی سلامتی اور تحفظ کا سبب ہیں۔ جیسا کہ تحریف قرآن کے تحفظ صحت کے لئے ہر گوشہ اور ہر زمانہ میں حافظان قرآن موجود ہیں اور

ان محققین اسلام میں بعض ایسے عالی ہمت اور بلند پایہ ہوتے ہیں جو اپنے فیض سے ہزاروں لاکھوں کو مستفیض کرتے ہیں اوران کو ولی،غوث،قطب مجدد،مجتہدوغیرہ معزز القاب سے منسوب کیا جاتا ہے۔

منجملہ اگرکسی نے زیادہ خدمت اسلام کی اسی قدر وہ معزز خطابات کے مستحق ہوئے۔

چنانچہ یہ سلسلہ تیرہ سو برس سے اب تک جاری ہے اور قیامت تک رہے گا اور اسلام محمد ﷺ میں کوئی نیا اسلام نئی نبوت کی وجہ سے نہیں آئے گا۔ کیونکہ نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ نبی کسی شخص کا شاگرد نہیں ہوا کرتا، بلکہ نبی وہ ہوا کرتا ہے۔ جس کا استاد خدا خود ہو اس لئے جو کسی انسان کی شاگردی سے تعلیم حاصل کرے وہ نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔ بلکہ منجملہ صدر مذکورہ القاب ولی وغیرہ سے ممتاز ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ ایک بادشاہ کی مملکت میں اس کی رعایا کے کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہی کا دعویٰ کرے یا کسی ملازم کو یہ حق ہو کہ وہ اپنے آپ کو بادشاہ کے نام سے موسوم کرے۔ حتیٰ کہ وزیر اپنے آپ کو بادشاہ کے نام سے منسوب نہیں کرسکتا۔ اس لئے سلطنت محمدیہ میں کسی امتی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔

چنانچہ ہم اس ضمن میں مولانا ابوالکلام اور علامہ اقبال کے مضامین لکھتے ہیں:

اقتباس از زمیندار اخبار لاہور مورخہ۲ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب خط سید فضل شاہ صاحب مالک شاہجہان محل ہوٹل بمبئی منجانب حضرت مولانا ابوالکلام صاحب آزاد مورخہ۱۸ مارچ ۱۹۳۶ء)

حبّی فی اللہ

السلام علیکم۔ خط پہنچا۔ آپ دریافت کرتے ہیں۔ احمدی فرقوں کے دونوں گروہوں میں سے کون سا گروہ حق پر ہے۔ قادیانی یا لاہوری؟ میرے نزدیک دونوں حق وصواب پر نہیں ہیں۔ البتہ قادیانی گروہ اپنے گروہ میں بہت دور تک چلا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اسلام کے بنیادی عقائد متزلزل ہوگئے ہیں۔ مثلاً ان کا یہ اعتقاد کہ اب ایمان ونجات کے لئے اسلام کے معلوم ومسلم عقائد کافی نہیں۔ مرزا قادیانی پر ایمان لانا ضروری ہے۔ لیکن لاہوری گروہ کو اس غلو سے انکار ہے۔ وہ نہ تو مرزا قادیانی کی نبوت کا اقرار کرتا ہے نہ ایمان کی شرائط میں کسی نئی شرط کا اضافہ کرتا ہے۔ اسے جو کچھ ٹھوکر لگی ہے اس بے محل اعتقاد میں لگی ہے جو اس نے مرزا قادیانی کے لئے پیدا کرلیا ہے باقی رہے مرزا قادیانی کے دعاوی تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص جس نے اسلام کے اصول ومبادیات کو

سمجھا ہے اور عقل سلیم سے بے بہرہ نہیں یہ دعاوی ایک لمحہ کے لئے بھی تسلیم کر سکے۔ آپ نے اپنی طبیعت کے اضطراب کا ذکر کیا ہے۔ میں آپ کو ایک موٹی بات لکھتا ہوں۔ اگر غور کیجئے گا تو انشاء اللہ ہر طرح کے اضطراب وشکوک دور ہو جائیں گے۔

آپ دو باتوں پر یقین رکھتے ہیں یا نہیں؟ ایک یہ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے دوسری یہ کہ انسان کی نجات کے لئے جن جن باتوں کے ماننے کی ضرورت تھی وہ اس نے صاف صاف بتلادی ہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی اعتقاد وشرط نجات ہو اور اس نے صاف وصریح نہ بتلادیا ہو۔

اگر یقین رکھتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ رکھتے ہیں تو غور کیجئے اگر ایک زمانہ میں مسلمانوں کے لئے کسی نئے ظہور پر ایمان لانا ضروری تھا تو کیا ضروری نہ تھا کہ قرآن اس کا صاف وصریح حکم دیتا کہ کم از کم اتنی صراحت کے ساتھ جتنی صراحت کے ساتھ ''اقیموا الصلٰوۃ واٰتوا الزکوۃ'' کا حکم دیا گیا ہے؟

اچھا قرآن کی ایک ایک آیت دیکھی جائے کہیں آپ کو یہ حکم ملتا ہے کہ ایک زمانہ میں کوئی نیا نبی یا مسیح، یا مجدد، یا محدث (بالفتح) مبعوث ہوگا اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا کہ اسے پہچانیں اور اس پر ایمان لائیں؟ اگر کوئی ایسا حکم نہیں ملتا تو پھر آپ پر کون سی مصیبت آپڑی ہے کہ بیٹھے بٹھائے اس جھگڑے میں پڑیں اور ایک نئے ایمان اور نئی شرط نجات کی سراغ میں نکلیں؟

قرآن اور مرزائیت

اس بارے میں دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ تیسری کوئی نہیں۔ یا تو نجات کے لئے وہ عقائد کافی ہیں جو قرآن نے صاف صاف بتلادئے ہیں یا پھر کافی نہیں اگر کافی ہیں تو قرآن نے کہیں یہ حکم نہیں دیا ہے کہ کسی نئے ظہور پر پھر بھی ایمان لاؤ۔ اگر کافی نہیں ہیں اور نئی شرائط نجات کی گنجائش باقی ہے تو پھر قرآن ناقص نکلا اتنا ہی نہیں بلکہ وہ اپنے اعلان ''الیوم اکملت لکم دینکم'' میں صادق نہیں۔

ہر مسلمان کے سامنے دونوں راہیں کھلی ہیں جو راہ چاہے اختیار کرلے۔ اگر قرآن پر ایمان ہے تو نئی شرط نجات کی گنجائش نہیں اگر نئی شرط نجات مانی جاتی ہے تو قرآن اپنی جگہ باقی نہیں رہا۔ ''والعاقبۃ للمتقین'' (ابوالکلام)

علامہ اقبال اور مسئلہ ختم نبوت (ظفر علی خاں)

علامہ اقبال کا یہ دعویٰ کہ ختم نبوت کا عقیدہ جو دین حجازی کے آغوش میں پرورش پاکر ملت بیضا کی وحدت واتحاد کا حصار عافیت بن گیا۔ بنی آدم سے اپنا جواب آپ ہے۔ایک روشن و تابناک حقیقت ہے جسے تاریخ آج کی ثقافت کی تاریخ میں اپنے اچھوتے پن کے لحاظ تک نہیں جھٹلا سکتی توحید اور رسالت کا صحیح تصور دنیا کے سامنے پیش کرنے کی توفیق صرف سامی تہذیب کو میسر ہوئی ہے۔ یہ تہذیب جس کا دور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔کوئی پانچ ہزار سال پرانی ہے اور اس کی ورق گردانی سے مذہب کے طالبعلم کو یہ پتہ تو چلتا ہے کہ ہر نبی نے جو خدائے بزرگ و برتر کا پیغام پیش گوئی کی اور اس کی امت اپنے قوائے ذہنی واخلاقی وروحانی کو درجۂ کمال تک پہنچانیکی امید میں کسی آنے والے نبی کی آمد کی منتظر رہی۔ لیکن ہزار جستجو کے بعد بھی اس واقعہ کا سراغ ابداً نہیں ملتا کہ کسی رسول یا نبی نے یہ دعویٰ کیا ہو۔ کہ دین کامل و مکمل ہوگیا۔حق کی حجت تمام ہوگئی اور مرے بعد ابدالآباد تک کے لئے نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔ یہ دعویٰ انسان نے آج سے کوئی ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اول اول وادیٔ بطحاء میں سنا۔ جب کائنات کا ذرہ ذرہ اس آسمانی حقیقت کی شہادت دیتا ہوا پایا گیا۔ کہ ”**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**“

”ابراہیم آذر آئے اور دنیا والوں کو یہ خوشخبری دیتے گئے کہ میں (خدا) نے اسمٰعیل کی نسبت تیری سنی دیکھ میں نے اسے برکت دی ہے۔ میں اس کو بارآور کروں گا۔اس کی نسل بے شمار ہوگی۔اس سے بارہ سردار ہوں گے اور میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔“

(تورات کتاب پیدائش باب ۲۷ آیت ۲۰)

موسیٰ عمران آئے اور دین قیّم کے نور کے اتمام کا مژدہ اہل عالم کو یہ کہہ کر سناتے گئے کہ ”خداوند تیرا خدا ہے تیرے بھائیوں میں سے تیرے لئے ایک نبی میری مانند پیدا کرے گا تم اس کی سنیو اور خدا نے مجھ سے کہا کہ میں تیرے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی پیدا کروں گا۔ میں اپنا کلام اس کے بندوں تک پہنچانے کے لئے من جانب اللہ مامور ہوا۔ اس پیغام کی تکمیل کے لئے اپنے کسی جانشین کے آنے کی اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ جو کچھ میں حکم دوں گا وہ میرے نام سے ان کو سنائے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میرا کلام جو وہ نبی کہے گا نہ سنے گا میں اس سے

مواخذہ کروں گا۔ مگر جو نبی ایسی دلیری کرے گا۔ کہ میری طرف سے وہ احکام منسوب کرے گا جس کی نسبت میں نے حکم نہیں دیا یا میرے سوا کسی اور معبود کی نسبت گفتگو کرے گا وہ نبی ہلاک کیا جائے گا۔'' (تورات کتاب پنجم باب۱۵،۱۸،۱۹،۲۰)

عیسیٰ مریم آئے اور جب گئے تو اپنی امت کو یہ بشارت دیتے گئے کہ ''میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے ضرور ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط نہیں آئے گا۔ مگر اگر میں جاؤں تو میں اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔'' (انجیل یوحنا باب۱۶ آیت ۷)

اسی قسم کی اور بیسیوں منقولی شہادتوں سے جن پر معقولی دلائل کا اضافہ کیا جاسکتا ہے یہ حقیقت آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہے۔ کہ امم عالم کی کم ازکم چار ہزار سال کی تاریخ میں ختم نبوت کے عقیدہ سے کسی قوم کا دماغ آشنا نہیں ہوا۔ اس عقیدہ کے عالم وجود میں آنے کا وقت مقررہ تھا۔ وہ ساعت موقوت حضور خواجہ کون ومکاں ﷺ کے مسند رسالت پر فائز ہونے کے ساتھ آئی۔ جو حق کے نقطۂ اوج اور باطل کے نقطۂ حضیض پر پہنچنے کی ساعت تھی۔

ختم نبوت کے اس عقیدہ کو جھٹلانے کی جرأت اس ساڑھے تیرہ سو سال کے عرصہ میں اگرچہ متعدد پرستارانِ طاغوت کو ہوئی ہے۔ لیکن اس جرأت کا سب سے زیادہ بے باکانہ مظاہرہ مرزاغلام احمد قادیانی اور اس کی قلیل الانفاس ذریت کی طرف سے ہوا اور میرا پختہ یقین ہے کہ اسی تکذیب کی پاداش میں طائفہ قادیانیہ جس کی نیم وجان بدن میں حکومت وقت کے سیاسی مصالح نے تھوڑی بہت حرکت پیدا کر رکھی ہے۔ اپنے وقت پر اسی طرح گردروزگار میں دبکر ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا۔ جس طرح اس سے پہلے دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کی امتیں نیست ونابود ہوچکی ہیں۔ (زمیندار ۹ مئی ۱۹۳۵)

علاوہ ازیں جمعیت العلماء ہند نے قادیانی نبوت کی تکذیب کا فتویٰ دیا۔ بایں ہمہ اتفاق رائے اگر سیٹھ (عبداللہ قادیانی) صاحب کے نزدیک ایسی اکابر ہستیاں قابل اعتماد نہیں اور مرزاقادیانی قابل اعتماد ہیں تو ہم بآواز دہل اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر مرزاقادیانی سچے نبی ہیں تو ان کی امت میں سے جو معرفت توحید میں کامل عارف ہو وہ ہمارے بالمواجہہ مندرجہ ذیل توحید میں سے جو فضاء اسلام میں تسلیم کی جاتی ہیں۔ یعنی توحید اتحادی، توحید وحدۃ الشہود، توحید وحدۃ الوجود۔ بتائیے کہ مرزا کی نبوت کا کنکشن کس توحید سے ہے کیونکہ نبوت کی کسوٹی معرفت توحید ہی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی نبوت اور رسالت کا معیار کلمہ اور نماز میں کلمہ شہادت ''اشہد ان

لا الٰہ الا اللہ ’’ارشاد فرمایا ہے۔اس لئے نبوت اور ولدیت حتیٰ کہ ہر مسلمان کلمہ شہادت کی کسوٹی پر اسی طرح پرکھا جاسکتا ہے۔ جس طرح سونا کسوٹی پر کھرا کھوٹا پرکھا جاتا ہے۔ کیونکہ کلمہ شہادت ہی نجات کی کلید ہے۔جیسا کہ ارشاد ہے۔’’**مفاتیح الجنة شهادة ان لا اله الا الله** ‘‘اس کے بغیر نجات ناممکن اس لئے کہ بغیر کلمہ شہادت منجملہ شرک جلی، شرک خفی، شرک اخفا، شرک خفی اور اخفا دور نہیں ہوسکتے اور مشرک حسب ارشاد’’**انّ اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء.** ‘‘ہرگز نجات کا مستحق نہیں ہوسکتا۔غرض یہ کہ کلمہ شہادت نجات اور مسلمانی کا سرٹیفکٹ ہے۔اس لئے مرزا قادیانی کی نبوت مسیح موعود کا معیار نجات بھی کلمہ شہادت ہی ہوسکتا ہے۔جس پر ان کی نبوت پرکھی جاسکتی ہے۔پس جس توحید پر وہ انگلی رکھیں گے۔ وہ کلمہ شہادت کی کسوٹی پر پرکھی جائے گی۔ ہماری تنقید پر ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہنوز اس نبوت کو معیار کلمہ شہادت کی خبر تک نہیں۔ایسی حالت میں دعویٰ نبوت کیا معنی نہ کہ اس معیار نبوت کے خلاف صداقت نبوت کا معیار مالی انعامات وغیرہ ہوسکتے ہیں۔

جیسا کہ سیٹھ عبداللہ الہ دین قادیانی سکندر آبادی ہمیشہ اس اعلان انعامات مالیتی ایک لاکھ کے ذریعے اس نبوت کی صداقت کا معیار قائم کرتے ہوئے نازاں ہیں۔ چنانچہ راقم نے برطبق اعلان ماہ دسمبر۱۹۴۳ء میں ایک خط سیٹھ قادیانی کی خدمت میں دریں مضمون ارسال کیا کہ اگر واقعی آپ کو مرزا قادیانی کی نبوت کی تصدیق یا تکذیب منظور ہے تو میں آپ کو اس بارہ میں مشورہ دیتا ہوں۔کہ آپ راقم سے کلمہ توحید’’**اشهد ان لا الٰــه الا الله** ‘‘ کی بامشاہدہ معرفت حاصل کریں۔ پھر آپ خود ہی مرزا قادیانی کی نبوت کا فیصلہ کرلیں گے۔اس کے جواب میں سیٹھ نے مجھے تین پمفلٹ ارسال کئے۔جن میں مرزا قادیانی کی نبوت پر زور دیتے ہوئے اس کی تکذیب کرنے والے کے لئے ایک لاکھ روپے کے انعامات مقرر ہیں۔ان کے جواب میں راقم نے ان کو ایک کتاب موسوم بہ’’اسرار حقیقی‘‘ ارسال کی جس میں واضح کیا گیا ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نے کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں وصال الٰہی کی تعلیم فرمائی ہے اور اس کے ہمراہ ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ سیٹھ صاحب آپ اپنے دل سے حلفاً دریافت کریں۔ کہ کیا اسے اس کتاب کے مطابق کلمہ اور نماز میں مشاہدات وصال الٰہی حاصل ہیں۔اگر آپ کا دل جواب دے کہ مجھے ایسی معرفت حاصل نہیں تو میں دوبارہ آپ کو اس معرفت کی دعوت دیتا ہوں۔ جس کا جواب تاہم موصول نہیں ہوا۔

اس معلوم سے ہوتا ہے کہ ’’اسرار حقیقی‘‘ نے سیٹھ کے زعم کی ترکی تمام کردی۔ ورنہ ہمارا اعلان برملا تھا۔ جس کے معیار صداقت کے لئے اسرار حقیقی سے بہتر کوئی شہادت نہیں ہوسکتی۔ لیکن سیٹھ کو ایسی معرفت سے دلچسپی نہیں۔ نفرت ہے اس لئے ’’کل حذب بما لدیھم فرحون ‘‘ کے مطابق مذہبی خبط کس کو نہیں۔ اگر سیٹھ مرزا قادیانی کی نبوت کے متوالے ہیں تو مہاشہ رامچند ردھلوی سوامی دیانند کی صداقت کا پروانہ ہے اور کس مذہب کے پاس اپنی صداقت کے استدلال ضرورت سے زیادہ نہیں۔ مگر اسلام میں صداقت اسلام کی کسوٹی اسرار حقیقی ہی ہے۔ کیونکہ اس میں استدلال نہیں بلکہ وصال ہے۔ اس لئے ہم اپنے مہربان محترم دوست سیٹھ کی مرسلہ کتب موسوم بہ ’’ہر ایک انسان کے لئے ایک پیغام‘‘ کے مضامین مماثلت مسیح موعود پر چند استفسار بطور تناقید کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

تناقید مشتمل بر مماثلت مسیح موعود

تنقید نمبرا

حاملان نبوت قادیانی نے مرزا کی نبوت کو مسیح موعود نبوت سے تعبیر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ کی نبوت میں مسیح موعود نبی تھے۔ حالانکہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی نبوت میں یہ تناسب کہیں نہیں آیا۔ اس لئے نبوت قادیان کے لئے یہ خاص اختراع قائم کی گئی ہے۔ اس اختراع کا حوالہ دیتے ہوئے اس پر نہایت زور دیا گیا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ اسرائیلی مسیح موعود تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی حضرت محمد ﷺ کی نبوت میں اسلامی مسیح موعود ہیں۔ ہم اس اختراع کے متعلق یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا امت موسیٰ اور امت عیسیٰ دونوں واحد امت ہیں۔ یا موسیٰ کی امت اور؟ اور عیسیٰ کی امت اور؟ اور کیا ان دونوں کے عقائد آپس میں اتفاق کرتے ہیں۔ یا باہم تکذیب وتوہین کا سرمایہ ہیں؟

پس جو نتیجہ امت عیسیٰ مسیح موعود اور امت موسیٰ کے درمیان اخذ ہوتا ہے۔ وہی حشر مسیح موعود قادیانی اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان مشاہدہ ہے۔ جیسا کہ مضامین اقتباس زمیندار لاہور سے صاف ظاہر ہے۔

برطبق مسیح کے منجملہ لغوی معنی دروغ گو، جھوٹا، دجال بھی ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کی حدیث معنون کی تطبیق میں دعویٰ مسیحیت کیا حق بجانب ہے؟

تنقید نمبر۲

چونکہ قادیانی فرقہ، مرزا قادیانی کو حضرت عیسیٰؑ کی مماثل مسیح موعود تعبیر کرتا ہے۔ مماثلت کے لحاظ سے مرزا قادیانی کی مماثلت حضرت عیسیٰؑ کی مماثلت سے متصف ہونی چاہئے۔ چنانچہ منجملہ مماثلت یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ حضرت مریم سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کا بہ حیثیت مسیح موعود روح القدوس کی تصریف سے بغیر باپ پیدا ہونا ضروری تھا بلکہ فضیلت نبوت کے لحاظ سے جس طرح حضرت محمد ﷺ کی نبوت فضیلت کل کا سرمایہ ہے اسی طرح آپ کے مسیح موعود کی فضیلت مسیح موعود اسرائیلی سے فضیلت مآب ہونی چاہئے تھی۔ یعنی آپ بغیر ماں اور باپ آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ لیکن اس شہرت کے خلاف مرزا قادیانی کی پیدائش ایک ایسے ماحول میں ہوتی ہے جس کا پیوند حجاز سے بالکل الگ ہے۔ پنجاب میں افواہ عام ہے کہ ضلع ہوشیار پور نہایت چال باز ہے اور ضلع ہوشیار پور سے ضلع گورداسپور اس فن میں زیادہ خطرناک ہے۔ پس اس ماحول کی فضاء فطرت کے لحاظ سے مرزا قادیانی کی نبوت تعجب خیز نہیں۔ حدیث شریف ''**الدنیا زور لایحصلها الا باالزور**''

تنقید نمبر۳

جس طرح حضرت موسیٰؑ پر توریت نازل ہوئی تھی اور ان کے مسیح موعود پر انجیل نازل ہوئی تھی اسی طرح مسیح موعود محمدی پر قرآن کے علاوہ آسمانی کتاب کا نازل ہونا ضروری تھا۔ جس کو وہ انجیل کی طرح آسمانی کتاب تعبیر کرتے۔ لیکن ان کی تصانیف میں سوائے تالیفات اور اقتباسات کے کوئی کتاب انجیل کی طرح پیش نہیں کی گئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پہلے انبیاء کی الہامی کتابوں میں تحریف ہونے کی وجہ انحطاط ہوا اور تجدد اسلام میں بہ سلسلہ ''**فضلنا بعضهم علیٰ بعض**'' تجدید نبوت ہوتی رہی۔ چونکہ قرآن کریم اپنی تعلیم میں مکمل ہے اور اس کی تحریف مسدود کرنے کے لئے قدرت کاملہ نے مسلمانوں میں ملکہ حفظ قرآن عطا فرمایا ہے۔ اس لئے اس کی تحریف ناممکن ہے۔ بنابر تجدد نبوت بھی ناممکن ہے۔ پس اسی تعلیم کی اشاعت بذریعہ مجدد اور مجتہد وغیرہ ہوسکتی ہے نہ کہ نبوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ نبوت کی ضرورت تحریف سے ہی متعلق ہے تاہم اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو حضرت عیسیٰؑ کی انجیل کی طرح مدعی پر بھی آسمانی کتاب کا نازل ہونا ضروری ہے۔ ورنہ حدیث معنون کی نبوت ضرور ہے۔

تنقید نمبر۴

حضرت عیسیٰ نے بطور شاگرد کسی شخص سے تعلیم توحید وغیرہ حاصل نہیں کی بلکہ بذریعہ الہام وحی منجانب اللہ حاصل ہوئی اس کے خلاف یہ کھلی حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی نے باقاعدہ استادوں سے تعلیم قرآن احادیث وغیرہ حاصل کی۔اس لئے دعویٰ نبوت اصول نبوت کے خلاف ہے۔

تنقید نمبر۵

’’ہر ایک انسان کے لئے ایک پیغام‘‘ کتاب میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہر صدی میں ایک ایک مصلح کا ظہور ہوگا چنانچہ اس زمانہ میں مرزا قادیانی کا ظہور ہوا دعویٰ مسیح موعود کے لحاظ سے تیرہ صدی میں کوئی مسیح موعود نبی پیدا نہیں ہوا البتہ وقتاً فوقتاً بعض ایسی بلند ہستیاں ہوئی ہیں۔جن کو مجدد، مجتہد، غوث، قطب تعبیر کیا گیا ہے چونکہ ان ہی کے منشاء کے مطابق تیرہ سو برس میں کوئی مسیح موعود پیدا نہیں ہوا۔اس لئے ان کا سلسلہ نبوت ان کے قول سے ہی غلط ثابت ہے۔ البتہ محض نبوت کا دعویٰ کرنے والے بہت ہوئے ہیں جو جھوٹے نبی تسلیم کئے گئے جیسا کہ شروع میں ذکر ہوا۔

تنقید نمبر۶

بہ سلسلہ مماثلت مسیح موعود مرزا قادیانی سے بھی ایسے معجزے ظہور میں آنے چاہئے تھے جو حضرت عیسیٰ سے ظہور میں آئے مثلاً منجملہ اندھوں اور جزامیوں کا تندرست ہونا اور مردوں کا زندہ کرنا وغیرہ۔البتہ اس مماثلت میں رمّالوں جیسی پیشین گوئیوں پر ضرور ناز کیا جاتا ہے۔وہ بھی پایہ صداقت کو نہ پہنچ سکیں۔منجملہ حسب ذیل پیش گوئیوں کا خاص طور سے دعویٰ کیا گیا تھا غلط ثابت ہوئیں۔ان کو احسان اخبار لاہور نے شائع کیا ہے۔

مرزا غلام احمد کی پیش گوئیوں کے نتائج

(اقتباس از احسان لاہور مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۵ء)

(۱) مرزا نے (اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸) میں بہت بڑی لمبی دعا اور پیش گوئی شائع کی کہ اے خدا اگر میں سچا نبی ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کو تو مرض ہیضہ یا طاعون میں مبتلا کر کے مجھ سے پہلے ماردے اور اگر میں جھوٹا ہوں اور مولوی ثناء اللہ سچا ہے

تو مجھے مولوی ثناء اللہ سے پہلے موت دیدے۔ چنانچہ مرزا قادیانی اسی سال کے اندر مرض ہیضہ میں مبتلا ہوکر مر گئے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی تھی۔ کہ لعنتی اور ملعون طاعون اور ہیضہ سے مرے گا۔

(۲) ڈاکٹر عبدالحکیم خاں جو پہلے مرزائی تھے۔ بعد میں توبہ کرلی۔ ان کے متعلق مرزا قادیانی کی پیشین گوئی تھی۔ کہ ڈاکٹر تین سال کے اندر مرجائے گا۔ لیکن اس کے خلاف مرزا قادیانی خود تین سال کے اندر مر گئے اور ڈاکٹر زندہ رہا۔

(۳) محمدی بیگم سے نکاح کے بارے میں مرزا قادیانی نے بار بار دعویٰ کیا ''کہ آخر الامر میرا نکاح محمدی بیگم سے ہوکر ہی رہے گا۔ لیکن یہ دعاوی قبر تک پورے نہ ہوئے۔''

تنقید نمبر ۷

مماثلت مسیح موعود کے لئے مرزا قادیانی کو بھی سولی پر موت آنی چاہئے تھی۔ مگر اس کی موت ایک ایسی جگہ واقعہ ہوئی کہ جس سے نفرت اور کراہت ہوتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی موت کا واقعہ پنجابی نظموں میں عام طور پر مشہور ہے۔ اس لئے اس مماثلت میں بھی آپ بے نظیر ہیں۔ بہرحال مماثلت مسیح موعود کے لحاظ سے مرزا قادیانی میں کوئی شائبہ مماثلت مسیح موعود پایا نہیں جاتا۔ نہ پیدائش میں اور نہ موت میں نہ معجزات میں اور نہ کتاب میں۔ اس لئے مسیح موعود کا دعویٰ عجیب بے بنیاد دعویٰ ہے:

وہ کلیم بے تجلی وہ مسیح بے صلیب   نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد   توڑ ڈالی بندوں نے آقا کے خیموں کی طناب

(اقبال)

تنقید نمبر ۸

مرزا قادیانی کی نبوت کی تائید میں جو نصوص قرآن میں تاویل کی گئی ہیں۔ یہ ویسی ہی تاویلات ہیں۔ جیسی خلیفہ دوم قادیانی نے ''ومبشرا برسول یاتی اسمہ احمد'' کی تاویل اپنے والد کے متعلق کی ہے۔ جس طرح یہ بے بنیاد تاویل ہے اسی طرح وہ نصوص حضرت محمد ﷺ کے بعد آنے والے انبیاء کے متعلق نہیں۔ بلکہ اس قسم کی نصوص حضرت آدم اور حضرت محمد ﷺ

کے درمیان آنے والے انبیاء کے متعلق ہیں۔ کیونکہ حضرت آدم اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان جو زمانہ ہے۔ وہ ''تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض ''بعثت انبیاء کا ہے اور حضور کی نبوت ''الیوم اکملت لکم دینکم '' کے بعد ''بعضھم علیٰ بعض '' کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر کے مضامین اقتباس احسان لاہور سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کی نبوت حضور ﷺ کی نبوت پر فضیلت رکھتی ہے (معاذ اللہ) اور سلسلہ ''تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض '' قیامت تک جاری رہے گا۔ نبوت محمد ﷺ اس سلسلہ کی محتاج نہیں بلکہ مکمل اور اکمل ہے۔ اس لئے آپ کی نبوت میں ولی اور مجدد ہمیشہ ہو سکتے ہیں۔ نبوت کا دعویٰ ایں خیال است ومحال است وجنون۔ بفرض محال اگر نصوص محولہ نبوت قادیان صحیح تسلیم کر لی جائیں تو وہ انبیاء جنہوں نے مرزا قادیانی کے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ان سب کے حق میں نصوص محولہ یکساں ہو سکتی ہیں جس میں مرزا قادیانی بھی شامل ہے۔ پس قادیانی فرقہ ان تناقید پر ٹھنڈے دل سے غور کرے اور راستی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ ورنہ خبط مذہبی تو ہر شخص پر سوار ہوا ہی کرتا ہے۔ جس کو راستی اور ناراستی کے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بت اگرچہ خدا نہیں ہوا کرتا لیکن بت پرستوں کا کوئی علاج نہیں۔

تنقید نمبر۹

یہ لکھا جا چکا ہے کہ مجدد بہ سلسلہ شاگردنی نبوت ہوا کرتا ہے اور نبی بہ سلسلہ تلمیذ رحمانی اس لئے مجدد اپنی حیثیت سے ایک انسان لیکن مرزا قادیانی ان تین جداگانہ شخصیتوں کو اپنی ذات سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی میں ہی مہدی ہوں، میں ہی مسیح موعود ہوں، میں ہی مجدد ہوں وغیرہ یہ بھی ایک نرالی معجون مرکب مہدی داری ہے۔ جو فطرت شخصیت کے خلاف ہے۔

تنقید نمبر۱۰

مذکور الصدر مضامین سے اس حقیقت کا انکشاف بدیہی ہیکہ نبوت قادیان کا اسلام پر بہت بڑا احسان ہے کہ اسلام کے فضیلت مآب اکمال واتمام کو ہمیشہ کے لئے ایسا نامکمل کر دیا۔ کہ تاقیامت نہ خاتم النبیین ہوا اور نہ دین مکمل ہو۔ چنانچہ ان کے مضامین اقتباس احسان سے ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر مرزا غلام احمد قادیانی کو برتری کے حق حاصل ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی آقا ہوئے اور حضور ان کے غلام اگر ان دو نبوتوں کے درمیان یہی نتیجہ ہے تو اس کو کون سا مسلمان

تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟ بلکہ مرزا قادیانی کی اس برتری سے حامیان اور حاملان نبوت قادیانی کی سرکشی صاف ظاہر ہے۔ خدا ایسی عقیدت سے محفوظ رکھے۔

تنقید نمبر۱۱

یہ کھلی حقیقت ہے کہ انبیاء حرام اشیاء کے استعمال سے ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں۔ اس کے خلاف مرزا قادیانی کا پلومر ٹانک وائن جو ایک قسم کی ولائتی شراب ہے۔ استعمال کرنا ثابت ہے۔ جیسا کہ زمیندار اخبار لاہور میں تحریر ہے۔

مرزا قادیانی کا مکتوب

(اقتباس زمیندار اخبار لاہور مورخہ۲۱اگست ۱۹۳۶ء)

’’محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

’’اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد عفی عنہ)‘‘ (خطوط امام بنام غلام ص۵)

نوٹ: پلومر ٹانک وائن کی حقیقت ای پلومر لاہور کی دوکان اور چند دیگر ڈاکٹروں سے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے۔ جسے عموماً امساک کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ (زمیندار۲۱راگست ۱۹۳۶ء)

چنانچہ تطبیق اقتباس ہذا بمقدمہ سرکار بنام مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب خلیفہ دوم قادیانی نے مرزا قادیانی کا پلومر ٹانک وائن استعمال کرنا تسلیم کرلیا تھا۔ (ایضاً)

قرآن حکیم شراب خوروں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے’’یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون. انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضآ فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون. ‘‘اس آیت میں شراب حرام ہونے پر دس دلیلیں ہیں۔ پہلی یہ کہ شراب کو جوا کے برابر ذکر کیا ہے۔ دوسری بت پرستی کے ساتھ نسبت دی ہے اور بت پرستی سب حرام چیزوں کی سردار ہے جیسا کہ اس کی تائید میں حدیث شریف میں ارشاد ہے۔’’مدمن الخمر کعابد وثن ‘‘شراب پینے والا بت پرست کے برابر ہے۔ تیسرے شراب کو پلید فرمایا۔ چوتھے یہ کام شیطانی کاموں میں سے ہے۔ پانچویں شراب

سے کنارہ کرنا۔ چھٹے اس کے پرہیز کرنے پر چھٹکارا پانا۔ ساتویں اس میں خصومت اور دشمنی پیدا ہونے کا سبب ہے۔ آٹھویں یاد الٰہی سے باز رکھنے والی ہے۔ نویں نماز سے مانع ہے دسویں اس کا ترک کرنا فرض ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مجدد، مہدی، نبی تو درکنار شراب پینے والا مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔ اس پر اگر یہ کہا جائے کہ مرزا قادیانی بطور دوا مالیخولیا مراقی پلومر ٹانک وائن استعمال کیا کرتے تھے تو اس پر ہمارا یہ اعتراض ہے کہ امراض مالیخولیا وغیرہ کے لئے یونانی ادویہ مفرحات یا قوتی وغیرہ کافی مہیا ہوسکتی تھیں۔ پھر نبی ہوتے ہوئے حرام چیز کا استعمال کیا معنیٰ؟ اسی سلسلہ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے دعاوی مالیخولیا مراقی کا بیّن ثبوت ہیں۔ یعنی جس طرح آپ کو اپنے دعاوی پر استقلال نہ تھا کبھی مہدی، کبھی مسیح موعود کبھی نبوت کا دعویٰ اور کبھی اپنے آپ کو حضرت مریم کی صورت میں ماہواری ایام دیکھنے کا دعویٰ وغیرہ مالیخولیا مراقی کے کیفیات ایسے ہی ہوتے ہیں۔

تنقید نمبر۱۲

معیار نبوت کے تحت معرفت توحید کی اشاعت معیار نبوت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی نبوت پر معیار چند پیشین گوئیاں ہی ہیں۔ اس قسم کی پیشین گوئیوں کے متعلق قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔ ’’قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون. ‘‘ ترجمہ: کہہ دے اے محمد ﷺ کہ میں اپنی جان کے لئے برے بھلے کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں ایسی غیب کی بات جانا کرتا تو اپنے لئے بہت خوبیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو نقصان کبھی نہ پہنچتا بلکہ میرا کام یہی ہے کہ عذاب سے ڈراتا ہوں اور خوشخبری سناتا ہوں نیز نبوت کے حق میں ارشاد ہے’’ولا اعلم الغیب ‘‘ اگر مرزا قادیانی جیسی پیشین گوئی الہام کی حقیقت ہوتی تو حضور ﷺ کی شان میں ایسے ارشادات نہ ہوتے۔ بلکہ حضور ایسی پیشین گوئی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں’’من اتٰی عرّافا فسئلہ عن شئی لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ ‘‘ جو کوئی آوے خبر بتانے والے کے پاس اور پوچھے اس سے کچھ تو اس کی نماز چالیس دن قبول نہیں ہوتی (پوچھنے والے کے حق میں یہ تعریف ہے تو بتانے والے کا کیا حشر ہوسکتا ہے)

حاملان نبوت مرزائیت کے اس مغالطہ دہ پیشین گوئی پروپیگنڈہ کو قرآن کریم اور نبوت

آخرالزمان نے تیرہ سو برس پہلے ہی سے جھٹلا دیا ہے۔اس فیصلہ کے بعد مرزا قادیانی کی نبوت یا کسی اور دعویٰ کی صداقت کا معیار پیشین گوئی نہ رہا۔ بلکہ پیشین گوئی کا دعویٰ مسلمان بننے کے لئے بھی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ خلاف قرآن اور خلاف احادیث شیوۂ اسلام میں شامل نہیں ہے۔ اس لئے آپ کا تعلق اپنے قول وفعل کے لحاظ سے اسلام سے غیر متعلق ثابت اور تصدیق ہے۔ الہام اوروحی کی حقیقت معارف وحقائق اور تمدن سے مخصوص ہے۔ نہ کہ مرزا قادیانی کی ایسی رملی پیشین گوئیوں سے تعبیر ہوسکتا ہے۔ جو عام طور پر رمّال اور نجومی بتاتے پھرتے ہیں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے۔ کہ اگر نبوت قادیان فیض رسالت ''اشھد ان لا الا اللہ'' سے مستفید ہوتی تو حضورﷺ کی غلامی کے سوا حضور کی نبوت کا اس قدر توہین وتکذیب آمیز مقابلہ کرنے میں کبھی جرأت اور بے باکی نہ ہوتی۔ جو مضامین احسان لاہور میں کی گئی ہے۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعویٰ نبوت حدیث معنون کا دعویٰ ہے۔ تاہم اگر آپ کے موجودہ کسی قادیانی حواری کو سچی نبوت کا زعم ہوتو وہ ہمارے بالمشافہ معارف کا واقعی شہادت اظہار کر کے بریت حاصل کرسکتا ہے۔ جو معیار نبوت ومجددیت وغیرہ ہے نہ کہ رملی باتیں۔

نوٹ! ہم نے اس قسم کی غیب دانی اور پیشین گوئیوں کے معارف میں ''فلسفہ اشراقین اور اقبال'' بطور تاقید نہایت شرح اور بسط سے لکھا ہے۔ جو ہنوز طبع نہیں ہوا مسودہ مکمل ہے کاغذ ملنے پر انشاءاللہ طبع ہوجائے گا۔

تنقید نمبر۱۳

قادیانی جماعت نے اس بات پر نہایت زور دیا ہوا ہے کہ مرزا قادیانی کی جماعت ان کی نبوت کا ثبوت ہے۔ یہ دلیل صداقت نبوت کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے کہ جماعت تو بغیر ثبوت کے بھی بن سکتی ہے۔ جیسا کہ معیشت کے سلسلہ میں ہندوستان میں اور بہت جماعتیں موجود ہیں۔ مثلاً مسلم لیگ، خاکسار جماعت، جماعت احرار، کانگریس وغیرہ اسی طرح مرزا قادیانی کی جماعت بھی بہ لباس نبوت معاشرتی جماعت ہے۔جس کا انکشاف شمس العارفین سلطان المحققین مجتہد حال علامہ حضرت سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کے اشعار میں کیا ہے:

روح سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب
وہ کلیم بے تجلی وہ مسیح بے صلیب نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب

اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد　　توڑ ڈالی بندوں نے آقا کے خیموں کی طناب

کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمان جدید　　ہے جہاد اس دور میں مرد مسلمان پر حرام

علامہ صاحب کے اشعار سے مرزا قادیانی کی جماعت بندی کا شیرازہ واضح ہے۔ ناظرین ان کی تہہ کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ مرزا قادیانی نے اس تہہ کے سلسلہ میں ٹرکی کی ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں پانچ ہزار روپیہ جنگی اغراض کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بھجوادیا تھا۔ (زمیندار)

اس لئے مرزا قادیانی کی جماعت ان کی معاشرتی نبوت کا معجزہ ضرور ہے جس کی تہہ میں نبوت اسلام اور اسلام کا انحطاط اور استیصال بدیہی ہے۔ چنانچہ معاشرتی نبوت نے اس جماعت کو اپنی طرف اس قدر کھینچا کہ ان کا اصلی آقا ان کی نظروں میں کہتر اور حقیر نظر آنے لگا۔ جیسا کہ مضامین احسان لاہور سے ظاہر ہے۔ اب رہا ان کا ظاہری طور پر حضرت محمد ﷺ کی تحسین وتحمید بالمقابل مضامین احسان منافقانہ شوائب سے خالی نہیں۔ چنانچہ قادیانی جماعت نے اپنی کتاب ''ہرایک انسان کے لئے ایک پیغام'' کے صفحہ ۱۸ پر جو ''**غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**'' سے یہود اور عیسائی قوم کا تناسب بیان کیا ہے۔ اس کے مقابل شاید یہ اپنی عقیدت مضامین احسان لاہور کو بھول گئے ہیں۔ اس لئے ان کو یاد دلایا جاتا ہے کہ کیا اس عقیدت کے لحاظ سے وہی تناسب قادیانی جماعت کا حضرت محمد ﷺ کے متعلق نہیں ہے۔ جس میں شوائب منافقین ترشح ہیں۔ نیز ''**اھدنا الصراط المستقیم**'' کی شرح میں لکھا ہے کہ سیدھی راہ وہ ہے جو حضور ﷺ کے صحابہ ؓ کی راہ تھی اور اس راہ کو اپنی جماعت سے منسوب کیا ہے۔ اس لئے یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ خلیفہ دوم نبوت قادیانی کا عیش راجے اور نوابوں کے عیش سے کم نہیں۔ اس کے مقابل حضور کے صحابہ کا حال تو مشہور ہی ہے۔ اینٹیں وغیرہ بنا کر روٹی کھایا کرتے تھے۔ اس پر دعویٰ مساوات کیا خوب۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ایسی عیش پرست خلافت اور جماعت کی کس کو ضرورت نہیں ہے۔ موقعہ کے لحاظ سے یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ حاملان نبوت قادیانی نے ''**اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**'' کے معارف کو اس طرح تاویل کیا ہے کہ جو یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے تھے وہ ''**انعمت علیھم**'' میں شمار ہوئے اور جو ان پر ایمان نہیں لائے ان پر خدا کا غضب ہے اور وہ گمراہ ہیں۔ اسی طرح جو مسلمان مسیح موعود قادیانی پر ایمان لائے وہ انعمت کی تعریف میں

ہیں اور جو ان کی جماعت میں شامل نہیں ہوا وہ ولا الضالین کے غضب میں ہے۔ یہ تاویلات سراسر ان آیات کی حقیقت کے خلاف ایک قسم کا بہتان ہے۔ بلکہ ان آیات کی حقیقت یہ ہے کہ یہ آیات سورہ فاتحہ الحمد میں الحمد سے ولا الضالین تک مسلسل ہیں۔ اس لئے اھدنا الصراط سے ولا الضالین تک مراد یہ ہے کہ اے خدا ہم کو اپنی معرفت توحید کے سیدھے راستہ پر چلا۔ جس کی تعریف الحمد سے نستعین تک ہے اور تو نے یہی راستہ انبیاء اور اولیا کو انعام کیا اور شرک اور کفر سے بچا کیونکہ ان پر تیرا غضب ہے اور وہ گمراہ ہیں۔ اس میں حضرت عیسیٰ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی خصوصیت ایمان کا کیا ذکر ہے۔ البتہ ایسی تاویلات کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ اس قسم کی تاویلات سے مسلمانوں کو دھوکا دے کر اپنی جماعت میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ لیکن قادیانی جماعت کو خدا سے ڈرنا چاہئے کہ وہ مرزا قادیانی کی نبوت کے خبط میں قرآن پاک پر اس قسم کا دھوکا دے کر ظلم کرتے ہیں۔ کہ ایسی تاویلات سے تجدد نبوت کو قائم کر کے حضورﷺ کی نبوت ختم المرسلینی پر ظلم کر رہے ہیں:

احکام تیرے سچ ہیں ولے وائے مفسر تاویل سے قرآن کو بنا سکتے ہیں پازند

(اقبال)

بس اس جماعت کی فضائے عقیدت کے لحاظ سے یہ حیران کن بات نہیں کہ تیرہ سو برس کے بعد حضورﷺ سے منافقت کرنے کا احتمال نہ ہو بلکہ سلسلہ معاشرت ایک ایسی بری بلا ہے۔ کہ حضور کے زمانے میں بھی معاشرتی شوائب کے لحاظ سے منافقت موجود تھی جس کی وجہ سے اسلام میں ہر قسم کے فساد برپا ہوئے اور بہت سی برگزیدہ ہستیاں ناحق تلف کی گئیں۔ چنانچہ قرآن کریم ان منافقوں کے حق میں ارشاد فرماتا ہے ''اذا جآئک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ'' جب آتے ہیں تیرے پاس منافق کہتے ہیں کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں بے شک آپ رسول ہیں۔ جن کے متعلق یوں ارشاد ہے ''اتخذوا ایمانھم جنة فصدوا عن سبیل اللہ'' ترجمہ: منافقوں نے اپنی قسم کو قتل اور قید سے محفوظ رہنے کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے۔ چنانچہ حضورﷺ نے پہلے ہی سے اپنی امت کو ان دعاوی کے خطرات سے متنبہ کر دیا۔ ''سیکون امتی ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' اس لئے ہم مسلمانوں کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم ان کو ہر زمانے میں منافقت سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ قرآن حکیم منافقوں کو کافر اور جہنمی تعبیر کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد

ہے ''یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ومأ واھم جھنم وبئس المصیر '' ترجمہ: اے محمد جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور سختی سے ان پر جہاد کرو اور ان سب کے لئے جہنم ہے۔

برطبق مسلمان کی پرکھ

مسلمان کی یہ تعریف ہے کہ اس کے دل میں حضرت محمد ﷺ کی محبت اس ارشاد کے مطابق ہو ''ومن یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ''

حب احمد سے ہے پس وصل خدا کیوں نہیں ہوتا اے دلا ان پر فدا
مصقلہ ہے دل کا حب مصطفیٰ بے محبت کے نہ ہو دل پر جلا
جس کو حب مصطفیٰ حاصل نہیں بالیقیں وہ ہے لعین وہ ہے لعین
گرچہ وحدت کا کرے سوسو قرار بے محبت کے نہیں ہوتا شمار

حدیث شریف ''لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین '' اس کے خلاف جس کے دل میں حضور کی محبت کے مقابل کسی اور کی محبت ہو تو وہ اپنے مسلمان ہونے کا خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ برطبق ہم مثال کے طور پر کتاب ہذا پیش کرتے ہیں۔ سیٹھ (عبداللہ قادیانی) اور ان کی جماعت اس کتاب کو پڑھے گی تو ان کو ہم سے اس قدر نفرت ہوگی۔ کہ وہ ہماری صورت دیکھنے سے بھی بیزار ہوں گے۔ حالانکہ ہم نے اس کتاب کے لکھنے میں حضور ﷺ کی محبت کے اظہار کا ہی جرم کیا ہے۔ لیکن ان کی نظروں میں یہ محبت وہ جرم ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں ہوسکتا۔ پس حضور ﷺ کی تعریف اور محبت کو جرم سمجھنا اس بات کی مکمل شہادت ہے کہ ان کے دلوں میں مرزا قادیانی کی محبت کے مقابل حضور ﷺ کی محبت ہیچ ہے اور اگر ان کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت کا شمہ بھی ہوتا تو ایسے توہین آمیز لفظ کبھی تحریر میں نہ آتے اور نہ کبھی برداشت ہوسکتے ہیں۔ جو مضامین اقتباس بالا میں درج ہیں۔

خلاصہ مبحث

ہمیں اس جماعت سے کسی ذاتی نقصانات کی وجہ سے خصومت یا حسد نہیں۔ جس کی وجہ سے مضامین ہذا لکھنے کی ضرورت ہوئی ہو بلکہ ان ہی کے متضاد قول وفعل کا اظہار منظور ہے۔ یعنی ایک طرف توہین وتکذیب رسالت مآب ہے تو دوسری طرف حضور ﷺ کی غلامی کا دعویٰ اسی

طرح ایک طرف حضور ﷺ کی نبوت کے اکمال واتمام کا اظہار اور دوسری طرف تجدد نبوت سے حضور ﷺ کی نبوت کا انحطاط اس لئے ہر دو متضاد امور شوائب منافقت پر بیّن روشنی ڈالتے ہیں۔ جس کی ذمہ دار قادیانی جماعت خود ہے نہ کہ ہم۔ ہمارا مدعا تو صرف ان ہی کے قول وفعل کا اظہار ہے۔اس کے خلاف ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ اگر اس جماعت میں یہ شوائب نہ ہوتے تو اس جماعت کا مرکز عالمگیر اسلام کا محور ہوتا کیونکہ اس جماعت کا اتحاد اتفاق اور خلوص قابل تحسین ہے۔لیکن ان کے ان شوائب نے ان کی عالمگیر ترقی کو مسدود کر رکھا ہے۔اس لئے ہم ان کی جماعت کے اتحاد اور اتفاق کی تو تعریف کرتے ہیں۔لیکن ان کے مذکورہ متضاد عقائد سے ہم کو اتفاق نہیں اس لئے ہم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین (قادیانی) کے اعلان انعام حلف کے جواب میں حسب ذیل اعلان کرتے ہیں۔

برطبق تنا قید ہذا منجانب راقم اعلان حلف

محترم سیٹھ عبداللہ الٰہ دین (قادیانی) عرصہ بیس سال سے نہایت شدومد کے ساتھ اعلان کررہے ہیں کہ جو شخص برسرِ اجلاس مرزا قادیانی کی تکذیب نبوت پر حسب شرائط مجوزہ حلف کرے وہ مستحق انعام ہوگا۔اس کے جواب میں ہم حلف کا اقرار کرتے ہوئے حسب ذیل شرائط پر اعلان حلف کرتے ہیں۔

شرائط حلف

پہلی شرط: میں برسراجلاس حلف کرتا ہوں کہ اگر تنا قید ہذا مرزا قادیانی کی نبوت کی صداقت کے خلاف ہیں اور مرزا قادیانی خدا کی طرف سے واقعی سچے نبی ہیں تو اس کتاب میں مرز قادیانی کے خلاف جو مضامین تناقید ہیں ان کو قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ سے ایک گھنٹہ یا ایک دن یا ایک ماہ کے اندر بالکل مٹادے اور محض سادہ ورق رہ جائیں۔اگر اس میعاد کے اندر ایسا نہ ہو تو مضامین تناقید مقبول رب العالمین متصور ہوں گے اور مرزا قادیانی کی نبوت مصنوعی ثابت ہوگی۔

دوسری شرط: اگر مرزا قادیانی واقعی منجانب اللہ نبی ہیں تو میرے حلف کے بعد ایک گھنٹہ کے اندر اسی اجلاس میں اس کتاب کو منجانب قدرت کاملہ آگ لگ کر خاکستر ہو جائے اگر ایسا نہ ہو تو کتاب حق بجانب متصور ہوگی۔

تیسری شرط: اگر مرزا قادیانی منجانب اللہ سچے نبی نہیں ہیں تو سیٹھ عبداللہ الٰہ دین

(قادیانی) پران کی زندگی میں ایک ایسا عذاب نازل ہو جس میں آپ ایک عرصہ مبتلا رہیں۔ (غالباً سیٹھ اس شرط سے ناراض نہ ہوں گے۔ بلکہ خوش ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مجوزہ حلف میں یہی الفاظ دسروں کے لئے تجویز کئے ہیں) اگر سیٹھ قادیانی ان شرائط کو منظور فرمائیں تو راقم اول الذکر دو شرائط کی ایک ماہ میعاد کے بعد ایک لاکھ روپیہ انعام کا مستحق ہوگا۔ جو سیٹھ قادیانی کو قبل از حلف خزانہ سرکار عالی میں جمع کرانا ضروری ہوگا اور اگر وہ ان شرائط سے گریز کریں تو اس کے یہ معنی متصور ہوں گے۔ کہ سیٹھ قادیانی اپنی مجوزہ شرائط حلف ہی کو اقتدار قادر مطلق تک مسدود سمجھتے ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قادر مطلق ان شرائط پر بھی ویسا ہی مقتدر ہوسکتا ہے جیسا ان کی شرائط پرچہ جائیکہ ایسی قدرت تو ایک مسمریزم کے عامل کو بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ کتاب کو جلا ڈالے اور کتاب سے حرف کافور کردے۔ اس لئے قدرت کاملہ سے بعید نہیں کہ وہ اپنے نبی کی صداقت میں ایسا نہ کرے ضرور ہوسکتا ہے پس یہ شرائط سیٹھ قادیانی کی شرائط حلف سے اس لئے بہترین ہیں کہ انسان پر ہمیشہ اس قسم کے انقلاب ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یعنی امیر سے مفلس اور تندرست سے بیمار۔ اس لئے اہل حلف کو اس حجت کا موقعہ مل سکتا ہے کہ وہ فطرتاً بیمار ہوگیا۔ جس کی شہادت مرزا قادیانی کی موت خود اس پر دلیل ہے۔ لیکن سیٹھ (عبداللہ قادیانی) اور ان کی جماعت کو اس بارہ میں حجت باقی ہے۔ اس لئے ہمارے شرائط قدرت کاملہ کا اٹل فیصلہ ہوگا جس میں شائبہ حجت کو یارہ نہیں۔ اس لئے یہ شرائط مرزا قادیانی کی صداقت نبوت کے لئے بہترین ہیں۔ اگر سیٹھ قادیانی قدرت کاملہ کے اس فیصلہ کا اعتماد نہ کریں تو اس سے یہ تعبیر ہوگا کہ سیٹھ قادیانی نے مرزا قادیانی کی تکذیب نبوت تسلیم کر لی۔ اس لئے حلف پیش کردہ سے گریز ہے۔ ورنہ ان کے بیس سالہ اعلان کی کامیابی کا موقعہ اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے۔

تیسرا اعلان

ہم ڈنکے کی چوٹ سے مکرم سیٹھ عبداللہ الہ دین (قادیانی) کو اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے قبل ازیں ان کو بذریعہ خط فی سبیل اللہ معرفت ’’اشھد ان لا الٰہ الا اللہ‘‘ کی دعوت دی تھی۔ لیکن اب ہم اس اعلان کے ساتھ بتوفیق رب المستعان دعوت دیتے ہیں کہ آپ چھ ماہ ہمارے زیر تعلیم رہیں۔ اس عرصہ میں ان کا دل نور معرفت سے ایسا معمور ہوگا کہ ان کا کلمہ ان کی نماز ان کا حج ’’اسرار حقیقی‘‘ کے مطابق ہوگا۔ لیکن اب ان کو اس تحصیل کے لئے ضروری ہے کہ اگر

چھ ماہ کے بعد ان کو ہماری دعوت کے مطابق کلمہ، نماز، حج حاصل نہ ہوتو جلسہ عام میں اس کی تکذیب کا حلف اٹھا کر اپنا روپیہ واپس لے سکتے ہیں۔ لیکن اس حلف کے ساتھ یہ شرط ضروری ہوگی کہ ہمارے پہلے اعلان کے مطابق اپنی معرفت توحید کی صداقت برسر اجلاس کرنی ہوگی۔ اگر وہ ہماری تناقید پر کامیاب نہ ہوں گی تب بھی ہم اس روپے کے مستحق ہوں گے۔

ہماری راستی کا ثبوت اس اعلان سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے جس سے ہم کو یہ دکھانا منظور ہے کہ حضور رسالت مآب ﷺ کی ادنیٰ ترین امت میں ہنوز دہ معرفت موجود ہے۔ جس کا انکشاف ''اسرار حقیقی'' میں فرمایا ہے۔ جس معرفت کی امتِ مرزا کو خبر تک نہیں۔ اگر سیٹھ قادیانی کو ہمارے اس دعویٰ پر باور نہ ہوتو وہ اس کی صداقت میں ہماری منجملہ تصانیف فصوص الاسلام کا پہلا دفتر موسوم بہ فلسفہ اسلام اور اقبال ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ جس سے ان کو یقین ہوگا کہ ہمارا دعویٰ کس حد تک حق بجانب ہے۔ اگر ہمارے اس اعلان پر بھی سیٹھ قادیانی توجہ نہ کریں تو ہم ان کی خوبی قسمت کا کیا علاج کر سکتے ہیں۔ ''**یهدی الله لنوره من یشاء**'' اس لئے یہ ان کے بس کی بات نہیں ''**وماعلینا الا البلاغ**'' پر ختم!

نتیجہ

ہمیں پورا اعتماد ہے کہ جو حشر ہمارے اعلان پر مہاشہ راجپند ر آریہ دہلوی کا ہوا تھا وہی حشر سیٹھ قادیانی کا ہوگا۔ چنانچہ مہاشہ راجپند ر نے بزعم خود ہندوستان میں اس مسئلہ پر حشر برپا کر رکھا تھا کہ جو آریہ سماج کا عقیدہ ہے وہی قرآن کریم کی تعلیم ہے یعنی مادہ روح خدا ازلی ابدی قدیم ہیں۔ چانچہ دسمبر۱۹۳۲ء میں راجپند ر نے جالندھر شہر میں اہل اسلام سے اس مسئلہ پر مباحثہ کیا۔ لیکن مولوی صاحب اس کی تسلی نہ کر سکے اور راجپند ر کا بول بالا رہا۔ جس سے اہل اسلام کو اسلام کی سخت توہین محسوس ہوئی۔ اس پر چند احباب نے راقم کو مجبور کیا کہ اس مسئلہ کا جواب دینا چاہئے۔ میں نے اس مسئلہ قدامت تثلیث کے ازالہ میں ''آفتاب معرفت'' لکھ دی جس میں مہاشہ صاحب کو خاص طور پر سے سیٹھ قادیانی کی طرح چیلنج دیا گیا تھا۔ یہ کتاب ہندوستان میں بذریعہ دفاتر مجلس احرار تقسیم کی گئی۔ علاوہ ازیں میرے ایک دوست فتح محمد نامی ساکن نکودر ضلع جالندھر حال میونسپل کمشنر نکودر نے حسب ذیل مضمون اخبار

سیاست لاہور میں شائع کرا دیا۔ جس کو دس سال کا عرصہ ہوا مگر تاحال مہاشہ یا مہاشہ کی جماعت آریہ سماج کی طرف سے راقم کو اس اعلان کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا، اور نہ مہاشہ صاحب مکالمہ کے لئے خود تشریف لائے سب ناز وانداز جاتے رہے وہ اعلان ذیل میں درج ہے۔

ایک سوروپیہ انعام کے لئے تین ماہ کی میعاد

(اخبار سیاست لاہور مورخہ۱۴ اپریل۱۹۳۴ء)

’’جو صاحب آفتاب معرفت کی تردید بذریعہ تحریر اس طریقہ سے مکمل کر دیں گے۔ یعنی پہلے کالم میں حرف بحرف آفتاب معرفت لکھی جائے اور دوسرے کالم میں بالمقابل حرف بحرف مصنف کے منشاء اور اصول کی تردید کی جائے ایسی تردید نہیں ہونی چاہئے جو مصنف کے منشاء اور اصول کے خلاف محض توہم کا اظہار کیا جائے۔ بلکہ مکمل لفظ بہ لفظ تردید ہونی چاہئے اور تیسرا کالم جواب الجواب کے لئے خالی چھوڑا جائے ایسی تردید کرنے پر یک صدروپیہ انعام کا مستحق ہوگا۔

نوٹ! آفتاب معرفت ہر شہر میں جہاں دفتر احرار ہو مل سکتی ہے۔ (حوالہ بالا)

المشتہر: فتح محمد سب اورسیر نکودر متصل جامع مسجد ضلع جالندھر (پنجاب)

ہمیں محترم سیٹھ قادیانی سے واثق امید ہے کہ آپ ہمارے اعلان پہنچنے پر تا فیصلہ اپنے اعلان کو بند رکھیں گے اور اگر آپ نے بدستور اپنا اعلان جاری رکھا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ سیٹھ قادیانی محض ہٹ دھرمی سے ناحق لوگوں پر رعب ڈال رہے ہیں۔ ورنہ ان کے اعلان کا جواب ہمارے اعلانات کے بجز اور کیا ہوسکتا ہے۔ جس کا آپ بیس سال سے انتظار کر رہے تھے۔ تاہم ہمیں کامل یقین ہے کہ سیٹھ قادیانی ہمارے ہرسہ اعلان میں سے کسی اعلان کے لئے بھی تیار نہیں ہوں گے۔

خادم العارفین احقر میر محمد خاں ہم مشرب اقبال از جالندھر شہر محلّہ راستہ متصل چاہ مصری خاں

نوٹ! اس ہدیہ میں تکذیب نبوت قادیاں کے تین نظریے ہیں۔ پہلا نظریہ مرزائیت کے اقوال وافعال، دوسرا نظریہ تناقید، تیسرا نظریہ اعلان۔

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی مغالطے

صدر جماعت احمدیہ دہلی کے گمراہ کن رسالہ

"آئینہ" کا مدلل جواب

مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

کتب خانہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان
12578/1624

قادیانی مغالطے

صدر جماعت احمدیہ دہلی کے گمراہ کن

رسالہ ''آئینہ'' کا مدلل جواب

از

مولانا مفتی محمد سلمان منصورپوری

مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

قادیانی ریشہ دوانیوں کا جواب	۲۳۸
مسلمان ہونے کے لئے اسلام کی تمام جزئیات ثابتہ کو ماننا ضروری ہے	۲۴۲
حدیث اُسامہ کا محمل	۲۴۴
قصہ فطرتِ انسانی اور عقل سلیم کا	۲۴۵
’’لا اکراہ فی الدین‘‘ کا صحیح مفہوم	۲۴۷
ختم نبوت کا ثبوت	۲۴۸
لاعلمی اور انکار میں فرق	۲۴۹
قرآن کریم کی آیت ہے	۲۵۰
حدیث ’’امرت ان اقاتل الناس‘‘ پر اعتراض	۲۵۱
مرتد واجب القتل ہے	۲۵۲
دیگر فتاویٰ تکفیر کی حقیقت	۲۵۳
دیگر فرقوں اور قادیانیوں کی تکفیر میں فرق	۲۵۴
حقیقی فائدہ کیا ہے؟	۲۵۵
مسئلہ ختم نبوت	۲۵۷
قادیانیوں کا باطل نظریہ	۲۵۸
آیت میثاق سے مغالطہ	۲۵۹
حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین کہنے کا مطلب	۲۶۱
ارشاد نبوی ’’ابوبکر افضل ھذہ الامۃ. الخ!‘‘ سے غلط استدلال	۲۶۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ’’خاتم الاولیاء‘‘ کہنے کا مطلب	۲۶۲
ایک نہایت ضعیف حدیث سے استدلال	۲۶۳
حضرت ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان	۲۶۵
’’کنت مکتوبا عند اللہ خاتم النّبیین. الخ!‘‘ کی تشریح	۲۶۷
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد ’’لاتقولوا لا نبی بعدہ‘‘ کا پس منظر	۲۶۸
علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں کتر بیونت	۲۷۰
حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۷۱
علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا صحیح مطلب	۲۷۲
حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا صحیح مطلب	۲۷۳
امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۷۴
شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تحریر سے غلط استدلال	۲۷۶
مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا صحیح مطلب	۲۷۸
شیخ عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب	۲۸۰
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۸۱
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء	۲۸۲
حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی اور مولانا نورالحسن خان پر الزام	۲۸۵
حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی تحریر کا صحیح مفہوم	۲۸۵
مؤلف صاحب کا بدترین مغالطہ	۲۸۹
حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب پر جھوٹا الزام	۲۹۰
چوری اور سینہ زوری	۲۹۱

شرم تم کو مگر نہیں آتی	۲۹۳
اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر بہتان	۲۹۳
کفر کہاں جائے گا؟	۲۹۵
فیصلہ کیجئے	۲۹۶
دجل وفریب سے بھرپور گمراہ کن سوالات	۲۹۷
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مرزاغلام احمد قادیانی کی گستاخیاں	۳۰۲
پھر وہی تلبیس	۳۰۳
الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے	۵۰۳
مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا نظریہ	۳۰۶
اخبار ''دعوت'' اور ''تیج'' کے تبصرے	۳۰۷
کند ہم جنس باہم جنس پرواز	۳۰۸
مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان	۳۰۹
قادیانیت کی مادی ترقی؟	۳۱۱
قادیانیت اور ناگہانی حادثے	۳۱۲
مرزا قادیانی کی منہ مانگی ہیضہ سے موت	۳۱۳
اشتہار: مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ	۳۱۴
مرزا قادیانی کی موت ہیضہ میں ہی ہوئی	۳۱۴
دعوت اسلام	۳۱۶
انٹرویو مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری	۳۱۷
انٹرویو نمبر۲: حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری	۳۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی ریشہ دوانیوں کا جواب

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النّبیین، وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین. اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر قوم میں نبیوں اور رسولوں کا جو سلسلہ جاری فرمایا تھا، وہ نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر منتہی ہوگیا۔ قصر نبوت میں آخری اینٹ لگ گئی اور اب وہ عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اب آپ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا اور نہ ہی کوئی نیا رسول آئے گا۔ اب جو بھی کسی طرح کا بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے، دین کا ڈاکو ہے اور وہ ایک متوازی خودساختہ دین پیش کرنے والا قرار دیا جائے گا۔

ختم نبوت کا عقیدہ دین کا ایک اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے اور ختم نبوت اللہ کی جانب سے امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ اب قیامت کی صبح تک امت کو جھوٹی نبوتوں کے فتنہ سامانیوں سے بےخوف ہو جانا چاہئے اور جو بھی کذاب ومفتری پیدا ہو، اس کا علی وجہ البصیرت مقابلہ کرنا چاہئے اور اس کے فتنہ کو اس کی موت سلا دینا چاہئے۔ امت نے ہمیشہ ہی ایسے کذابوں کی تحریکات کا خم ٹھوک کر مقابلہ کیا ہے اور ان کے پائے چوبیں توڑ کر رکھ دیئے ہیں۔

قادیانی فتنہ جو آج سے ایک صدی پہلے پنجاب کی ایک غیرمعروف بستی ''قادیان'' سے ابھرا تھا، جس کا علمائے اسلام نے بروقت تعاقب کیا تھا اور علمی طور پر اس کی فریب کاریوں کا پردہ چاک کر دیا تھا، اس فرقہ کے مبلغین رہ رہ کر اسلام کے خلاف شوشے چھوڑتے رہتے ہیں اور مختلف قسم کی دسیسہ کاریوں کے ذریعہ کم علم اور ناخواندہ مسلمانوں کو گمراہی کی طرف دعوت دیتے رہتے ہیں۔ ابھی ماضی قریب میں انصار احمد نامی ایک شخص نے لوگوں کے سامنے ایک ''آئینہ'' پیش کیا تھا اور بزعم خود مسلمانوں کو اسلام کی سچی تصویر دکھائی

تھی۔ مگر حقیقت میں اس نے وہی پرانی لکیر پیٹی تھی اور وہی پرانی باتیں دہرائی تھیں، جن کی بار بار تردید کی جاچکی ہے۔ اس کے اس رسالہ کا جواب ایک غیرضروری امر تھا۔ جواب جاہلاں باشد خموشی پر عمل مناسب معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس صورت میں اندیشہ تھا کہ وہ لوگوں میں یہ گاتے پھرتے کہ علمائے حقانی سے ہمارے کتابچہ کا جواب نہ بن پڑا، اس لئے وہ چپ سادھ گئے۔ اس بناء پر اس کا منہ توڑ جواب دینا ضروری ہوگیا۔

یہ رسالہ درحقیقت جناب مولانا قاری محمد عثمان صاحب زیدمجدہم ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے ایک انٹرویو کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ یہ انٹرویو اس رسالہ کے آخر میں دیا گیا ہے۔ مشارالیہ (قادیانی) رسالہ جب سامنے آیا تو جناب ناظم صاحب کے برخوردار، مفتی مدرسہ شاہی مرادآباد جناب مولانا محمد سلمان صاحب منصورپوری نے قلم اٹھایا اور اس رسالہ کی ایک ایک بات کی حقیقت کھول کر رکھ دی اور پوری طرح سے اس رسالہ کا پوسٹ مارٹم کردیا۔ ’’قادیانی مغالطے‘‘ نامی اس جواب کو صوبہ دہلی کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران ڈاکٹر سید محمد فاروق صاحب اور قاضی اکرام حسن صاحب نے شائع کیا تھا اور خوب پھیلایا تھا۔ اب کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند مناسب خیال کرتی ہے کہ اس کی ازسرنو اشاعت کرے۔ اچھی بات جس قدر پھیلائی جاسکتی ہو، پھیلانی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرمائیں اور اس کے ذریعہ قادیانی مغالطوں کو دور فرمائیں اور دین حق کا بول بالا فرمائیں اور دشمنان اسلام کا منہ کالا فرمائیں۔ (آمین)

وکتبہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

ناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

مؤرخہ ۶؍جمادی الثانیہ ۱۴۲۱ھ

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا ومولانا محمد وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین. اما بعد!

۱۹۸۴ء میں جب پاکستان میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ قادیانیوں کے اسلامی شعائر استعمال کرنے پر پابندی لگائی گئی اور قادیانیوں نے سرزمین پاکستان کو اپنے لئے تنگ ہوتے دیکھا تو ان کا پیشواء مرزا طاہر پاکستان سے راہ فرار اختیار کر کے اپنے دیرینہ آقا ''برطانیہ'' کے سایۂ عاطفت میں پناہ لینے پر مجبور ہوگیا اور لندن میں مقیم ہوکر ارتدادی سرگرمیوں کی قیادت کرنے لگا۔ اسی وقت سے ہندوستان کو ''تبلیغ قادیانیت'' کے لئے خاص طور پر منتخب کیا گیا ہے اور پورے منصوبہ کے ساتھ ملک کے مختلف علاقوں میں قادیانیوں نے ارتدادی سرگرمیاں جاری کر رکھی ہیں۔

اس صورت حال کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم دیوبند میں ایک سہ روزہ ''عالمی اجلاس تحفظ ختم نبوت'' منعقد کیا گیا تھا اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے باقاعدہ تنظیم قائم کر کے قادیانیوں کے تعاقب کی تحریک زندہ کی گئی تھی جو الحمدللہ! پوری تندہی کے ساتھ زبانی اور تحریری محاذ پر قادیانیت کے تعاقب میں سرگرم عمل ہے۔ جون ۱۹۹۷ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیۃ علماء ہند کے اشتراک سے شاہجہانی جامع مسجد دہلی کے وسیع اردو پارک میدان میں ایک عظیم الشان اور عدیم المثال ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کی گئی تھی اور اس کانفرنس کی تیاری کے ضمن میں دہلی کے محلہ محلہ اور گلی گلی میں ختم نبوت کے متعلق صحیح اسلامی عقائد کی تشریح اور قادیانیوں کے باطل عقیدہ کی تردید کا کام بھی بہت عمدہ طریقہ پر انجام پایا تھا اور بحمدہٖ تعالیٰ ایسی فضا بن گئی ہے کہ اب کوئی بھی قادیانی شخص عام مسلمانوں میں جاکر اپنے باطل نظریات کی تبلیغ کی ہمت نہیں کرسکتا۔ اس درمیان دہلی کے بعض مقبول اردو اخبارات نے بھی تحفظ ختم نبوت کے متعلق صحیح مواد اپنے قارئین کو فراہم کیا اور تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران کے انٹرویو شائع کئے۔ بالخصوص ہفت روزہ ''نئی

دنیا‘‘ اور ہفت روزہ ’’راشٹریہ سہارا‘‘ میں شائع شدہ حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری استاد حدیث وناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے مفصل ومدلل انٹرویو سنجیدہ حلقوں میں صحیح مؤقف پہنچانے کا ذریعہ بنے۔ اسی طرح جمعیۃ علماء ہند کے صدر محترم حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ اور حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب کی مشترکہ پریس کانفرنس کے بیانات بھی قومی پریس میں نمایاں طور پر شائع ہوئے۔

ان بیانات سے قادیانیوں کی صفوں میں بوکھلاہٹ طاری ہونا فطری امر تھا۔ چنانچہ اوّلاً تو جوابی پریس کانفرنس کی گئی جس میں رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے علماء دیوبند پر پاکستانی ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا گیا۔ پھر ایک ۵۶ صفحہ کا کتابچہ ’’آئینہ‘‘ کے نام سے شائع کیا گیا جس میں انہی پرانی گھسی پٹی، لچر تاویلات اور رکیک دلائل کے سہارے حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے بیان کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ دجل وتلبیس سے بھرپور اس کتابچہ میں مؤلف کی جگہ پر جماعت احمدیہ دہلی کے صدر انصار احمد کا نام لکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کتابچہ میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں ہے جس کا دندان شکن جواب پہلے نہ دیا جاچکا ہو۔ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی اور علامہ خالد محمود صاحب وغیرہم کے مستند رسائل میں ان قادیانی تلبیسات کا مکمل طور پر پردہ فاش کر دیا گیا ہے جو قادیانیت کے مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ لیکن چونکہ عوام الناس عام طور پر اصل حقیقت سے آشنا نہیں ہوتے ہیں اور غلط بات کو رنگ آمیزی سے پیش کر کے ان کو بآسانی شکوک وشبہات میں مبتلا کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ ’’آئینہ‘‘ نامی اس کتابچہ کی دجل وتلبیس عوام الناس کے سامنے آشکارا کی جائے تاکہ سادہ لوح مسلمان شکوک وشبہات سے محفوظ رہیں اور ان کے ایمان میں رخنہ نہ ڈالا جاسکے۔ اس مقصد کے تحت یہ رسالہ ترتیب دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کوشش قادیانی ہفوات کا قلع قمع کرنے میں مؤثر ہوگی اور اس سے صحیح صورت حال کو سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

مسلمان ہونے کے لئے اسلام کی تمام جزئیات ثابتہ کو ماننا ضروری ہے

۱...... علماء حق کے نزدیک قادیانیوں کے کفر کی اصل بنیاد یہ ہے کہ وہ دعویٰ اسلام کے باوجود اسلام کے بعض ثابت شدہ اجماعی عقائد کو تسلیم نہیں کرتے۔ مذکورہ کتابچہ کے مؤلف نے اوّلاً اسی بنیاد کو راستہ سے ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''ایک انسان جب مسلمان ہوتا ہے تو وہ کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے کے ساتھ ہی مسلمان ہوجاتا ہے۔ الخ!'' (ص۲)

''کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے اسلام کی تمام باریک جزئیات پر عبور ضروری نہیں۔ اسلامی رو سے زبان سے اقرار کلمہ ضروری ہے۔ دلوں کے بھیدوں کو صرف خدا جانتا ہے۔'' (ص۳)

''شارع اسلام علیہ السلام نے ہر اس شخص کو مسلمان تصور کیا جس نے زبان سے اقرار کیا۔ پھر آج وہ کون سے علماء ہیں، جن کے پاس شارع اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی بڑھ کر اختیارات آگئے ہیں۔'' (ص۴)

مؤلف شاید یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کلمہ پڑھ کر اور زبانی اقرار کر کے اسلام کا ''دائمی پٹہ'' مل جاتا ہے۔ اب چاہے وہ کچھ بھی سیاہ سفید کرے، بتوں کو پوجے، مورتیاں سجائے، انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دے، اللہ تعالیٰ پر چھینٹے اڑائے، حتیٰ کہ قرآن پاک کو تختۂ مشق بنائے، دنیا کی کوئی طاقت اسلام سے باہر نہیں نکال سکتی۔ بس اسے صرف ایک کام کرنا ہوگا کہ اپنے اسلام کا ڈھنڈورا ساری دنیا میں پیٹتا رہے۔ ہمارے خیال میں شاید خود مؤلف بھی اس دیدہ دلیری کو برداشت نہ کرسکیں اور یہ کہہ کر اپنا دامن بچالیں کہ ایسا شخص تو دراصل ''موٹی جزئیات'' کا منکر ہے۔ ہم نے تو ''باریک جزئیات'' کی بات کہی ہے تو پھر ہمارا فیصلہ کن سوال ہوگا کہ: ''جناب آپ ہی فیصلہ کریں کہ عقیدہ کے سلسلہ میں کون سی جزئیات باریک ہیں اور کون سی موٹی؟ اور آخر دنیا کی وہ کون سی عینک اور دوربین ہے جس سے عقیدہ کے باریک اور موٹے ہونے کا پتہ چل سکتا ہے؟ ہم تو ابھی تک اپنے اور آپ کے مسلمہ اکابر کی تحریرات کی روشنی میں یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ ضروریات دین میں سے ہر بات موٹی ہی

موٹی ہے، جس سے صرف نظر کسی کے لئے روا نہیں ہے۔ اسی بناء پر ہمارے اور آپ کے مسلمہ عالم اور محقق (جن کے نام سے خود مؤلف نے اپنے ایک مزعومہ عقیدہ پر تائید حاصل کرنے کی ناپاک کوشش کر رکھی ہے)

ملا علی قاری اہل قبلہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اعلم المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهو من ضرورات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالى بالكليات والجزئيات وما اشبه ذلك من المسائل المهمات'' (شرح فقہ اکبر ص۱۸۹)

اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین کو مانتے ہوں۔ مثلاً عالم کا حادث ہونا اور بدنوں کا دوبارہ جمع کیا جانا اور اللہ تعالیٰ کا تمام کلیات وجزئیات کو جاننا وغیرہ۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں: ''قلت ولا بدّ مع هذا من الايمان بجميع ماجاء به رسول الله ﷺ كما جاء فى الرواية الاخرى لابى هريرة وهى مذكورة فى الكتاب حتّٰى يشهدوا ان لا اله الا الله ويؤمنوا بى وبما جئت بهٖ'' (نووی مع مسلم شریف ج۱ ص۳۹)

اس کے ساتھ ان تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے جو حضور ﷺ لے کر آئے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں ہے: ''حتّٰى يشهدوا ان لا اله الا الله ويؤمنوا بى وبما جئت بهٖ''

معلوم ہوگیا کہ محض کلمہ پڑھ کر زبانی اقرار کرنا کافی نہیں بلکہ تمام ضروریات دین سے اتفاق لازم ہے اور ضروریات دین میں سبھی ''مسائل مہمات'' شامل ہیں جن میں سے ایک ختم نبوت کی وہ تشریح بھی ہے جو قرآن وسنت کی متواتر نصوص سے ثابت ہے۔

چنانچہ بارھویں صدی کے مسلمہ مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا نام مؤلف نے ص۳۵ پر خواہ مخواہ اپنی تائید میں لکھ دیا ہے) نے صاف لکھا ہے کہ جو شخص خاتم النّبیین کے امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف من گھڑت تشریح کرے وہ کافر اور زندیق

ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں: ’’او قال ان النبی ﷺ خاتم النبیین ولکن معنی ھذا الکلام انه لا یجوز ان یسمی بعدہ احد بالنبی واما معنی النبوۃ وھو کون الانسان مبعوثاً من اللہ تعالیٰ الی الخلق مفترض الطاعة معصوما من الذنوب ومن البقاء علی الخطاء فیما یری فھو موجود فی الائمة بعدہ فھو الزندیق‘‘ (المسوی شرح مؤطا ج۲ ص۱۱۰، بحوالہ عقیدۃ الامت ص۲۳۶)

یا اس شخص نے یہ کہا کہ حضور ﷺ خاتم النّبیین ہیں۔ مگر خاتم النّبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی کے نام سے نہیں پکارا جائے گا۔ رہا نبوت کا مفہوم (یعنی انسان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا واجب ہونا، گناہوں سے معصوم ہونا اور اپنی رائے میں غلطی پر قائم رہنے سے محفوظ ہونا) تو وہ حضور ﷺ کے بعد ائمہ کے اندر پایا جاتا ہے تو وہ شخص زندیق ہے۔

دیکھئے! حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کس قدر وضاحت کے ساتھ بات صاف کر دی ہے کہ: ’’ختم نبوت‘‘ کی تشریح کا جزئیہ ایسا معمولی اور باریک نہیں ہے کہ اسے ہلکا سمجھ کر اڑا دیا جائے اور یہ کہہ کر دامن بچا لیا جائے کہ ایسی باریک جزئیات کا ماننا مسلمان ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اسلاف کے عقیدہ کے موافق ماننا ضروری ہے۔ اس کے بغیر آدمی ہرگز مؤمن نہیں کہلایا جا سکتا۔

حدیث اُسامہ کا محمل

۲...... کتابچہ کے مؤلف نے اپنے اس دعویٰ (کہ باریک جزئیات پر ایمان لانا اسلام کے لئے ضروری نہیں) پر آیت قرآنی: ’’ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلٰم لست مؤمنا (النسا:۹۴)‘‘ جو تمہیں سلام پیش کرے اسے تمہیں یہ کہنے کا ہرگز حق نہیں کہ تو مؤمن نہیں۔

اور حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما کے واقعہ کو دلیل میں پیش کیا ہے جس میں ایک جنگجو کافر کے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر دینے پر آنحضرت ﷺ کی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو فہمائش کا ذکر ہے۔ مؤلف نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کافر کو محض کلمہ پڑھنے کی وجہ سے مسلمان سمجھا اور اس کے دل میں کیا جزئیات ہیں، ان کا خیال نہ فرمایا۔

(دیکھئے کتابچہ مذکورہ ص۲،۳)

مؤلف کا یہ استدلال ’’مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ‘‘ کی مثل کا مصداق ہے۔ اس لئے کہ بحث یہاں یہ ہے کہ کوئی شخص خلاف اسلام عقائد کا اظہار کرے پھر اسے کافر کہا جائے یا نہیں؟ اور آپ دلیل میں ایسی مثال پیش کررہے ہیں جس سے اسلام کے اقرار کے بعد کوئی خلاف اقرار بات ظاہر میں نہیں ہوئی تو پھر اسے کافروں کی صف میں کیسے رکھا جاسکتا ہے؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے جس کلمہ گو کافر کو قتل کیا وہ زبان سے اسلام کا اقرار کر چکا تھا اور اس بات کا پورا امکان تھا کہ اس نے مجمل طریقہ پر ایمان کی تمام جزئیات کو بھی مان لیا ہو۔ ایسے وقت میں اس کے قتل سے رک جانا چاہئے تھا۔ تاآنکہ اس سے کوئی خلاف اسلام عقیدہ ظاہر ہو، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے ’’**ھلا شققت قلبه**‘‘ کہہ کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے جواب طلب فرمایا۔ لیکن جب کوئی شخص خود ہی اپنے قلب کی گرہ کھول کر کسی باطل عقیدہ کا اقرار کرے تو بھی وہ مسلمان ہی رہے گا؟ اس کی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہاں گنجائش نکلتی ہے۔ یہی حال اطاعت کا اظہار کر کے کسی ایسے شخص کے سلام کرنے کا ہے جس سے اسلام کے خلاف کسی عقیدہ کا اظہار نہ ہوا ہو کہ وہ شخص محض شک کی وجہ سے غیرمسلم نہیں کہا جائے گا۔ اس لئے یہ حدیث اور آیت کسی طرح بھی مؤلف اور اس کے گروہ قادیانی کے مفید مطلب نہیں بن سکتی۔

قصہ فطرتِ انسانی اور عقل سلیم کا

۳...... مؤلف قادیانی اپنی مظلومیت ثابت کرتے ہوئے کیسی گل افشانی کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں: ’’اسلام دین کے بارے میں کسی بھی قسم کی زیادتی کو روا نہیں رکھتا، بلکہ اس طرح کے ظلم وزیادتی کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اعلان فرمایا: ’’**لا اکراہ فی الدین** (البقرۃ:۲۰۷)‘‘ کہ دین کے بارے میں کسی قسم کا جبر واکراہ جائز نہیں۔ پھر فطرت انسانی اور عقل سلیم بھی کسی فرد واحد یا کسی جماعت یا تنظیم کو یہ اختیار نہیں دیتی کہ وہ کسی دوسرے فرقہ یا جماعت یا فرد کو کافر قرار دے۔ پس کسی قانون یا فتویٰ کے ذریعہ کسی فرد یا جماعت کو کافر قرار دینا فی نفسہ ایک غیراسلامی فعل ہے۔‘‘ (ص۲)

اگر یہ عبارت کتاب کے مؤلف قادیانی کی طرف منسوب نہ ہوتی تو ہم واقعی یہ یقین کر لیتے کہ یہ بیان شاید وحدت ادیان (سب مذہب حق ہیں) کے علمبردار کسی شخص نے

دیا ہے۔اس لئے کہ اس عبارت سے تو بظاہر یہ پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں کسی کو کافر کہنا ہی فطرت انسانی، عقل سلیم اور اسلام کے خلاف ہے۔گویا ساری دنیا کے لوگوں کو مومن ہی کا خطاب ملنا چاہئے۔ بھلے سے وہ کسی مذہب کے ماننے والے ہوں۔اب مؤلف صاحب ذرا کان کھول کر سنیں اور اس بات کا اطمینان بخش جواب دیں۔آپ کے بقول جب کسی کو کافر کہنے کا جواب ہی نہیں ہے اور جو کسی کو کافر کہے گا وہ فطرت انسانی، عقل سلیم اور اسلام کے خلاف کرنے والا ہوگا تو آپ کے ''حضرت صاحب'' اور ان کے خلفاء نے اپنے نہ ماننے والوں کو جو ٹوکری بھر کر کفر کی سوغات دی ہیں کیا وہ عقل سلیم، فطرت انسانی اور اسلام کے عین مطابق ہیں؟ ملاحظہ کیجئے مرزا غلام احمد قادیانی ایک اشتہار میں اعلان کرتا ہے: ''مجھے خدا کا الہام ہے کہ جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

(اشتہار معیار الاخیار ص۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

اور قادیانی خلیفہ مرزا محمود کہتا ہے: ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت از مرزا محمود احمد ص۳۵، انوار العلوم ج۶ ص۱۱۰)

اور مرزا بشیر احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے: ''ہر ایک شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

اب قادیانی مؤلف صاحب بتائیں کہ ان مقدس اکابر نے اپنے علاوہ سارے مسلمانوں کی تکفیر کر کے فطرت انسانی کے مطابق کام کیا ہے یا عقل سلیم اور اسلام کی دھجیاں اڑائی ہیں؟ شاید ''قادیانی فطرت'' کا راستہ ''فطرت انسانی اور عقل سلیم'' سے بالکل جداگانہ ہے۔جبھی تو مؤلف صاحب اپنی اصل فطرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہماری طرف سے قادیانی کی تکفیر پر تو فطرت انسانی، عقل سلیم اور اسلام کے خلاف ہونے اور آیت: ''لا اکراہ فی الدین'' کے منافی ہونے کا طعنہ دے رہے ہیں اور خود اپنے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) اور ان کے دریدہ دہن خلفاء کی طرف سے کی جانے والی تکفیرات کو

لقمہ تر سمجھ کر خاموشی سے نگل گئے ہیں۔ کیا کسی کو زبردستی مرزا قادیانی کی اتباع پر مجبور کرنا اور انکار پر کافر بلکہ پکّا کافر کا لقب دینا آپ کے نزدیک ’’لا اکراہ فی الدین ‘‘ کے خلاف نہیں ہے؟ ہمارے اظہار تکفیر پر یہ چراغ پائی اور اپنی کفر ساز مشین کی حرکتوں سے چشم پوشی آخر کہاں کا انصاف ہے؟

’’لا اکراہ فی الدین‘‘ کا صحیح مفہوم

۴…… مؤلف نے اپنے کتابچہ میں کئی جگہ یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ علماء اسلام قادیانیوں کی تکفیر کر کے آیت قرآنی: ’’لا اکراہ فی الدین ‘‘اور اس کے ہم معنی آیات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور اس بارے میں کتابچہ کے ص۲ اور ص۷ تا ص۹ سیاہ کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ان آیتوں کا اصل مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ آیتیں صرف یہ بیان کرتی ہیں کہ کسی کافر کو جبراً مؤمن نہیں بنایا جائے گا اور جو جس مذہب پر ہو اسی پر اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی کافر کو کافر ہی نہ کہا جائے۔ چنانچہ ’’لا اکراہ فی الدین ‘‘ کی تفسیر میں چھٹی صدی کے مشہور عالم اور مفسر امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’**انہ تعالٰی لمّا بین دلائل لتوحید بیاناً شافیاً قاطعاً للعذر قال بعد ذٰلک: انہ لم یبق بعد ایضاح ھٰذہ الدلائل للکافر عذر فی الاقامۃ علی الکفر الا ان یقسر علی الایمان ویجبر علیہ وذٰلک مما لا یجوز فی دار الدنیا التی ھی دارا لابتلاء اذ فی القھر والاکراہ علی الدین بطلان معنی الابتلاء والامتحان**‘‘ (تفسیر کبیر ج۴ ص۱۶)

باری تعالٰی نے جب توحید کے دلائل تسلی بخش طور پر بیان فرمادیئے جس سے تمام اعذر ختم ہوگئے تو اس کے بعد ارشاد ہے کہ ان دلائل کی وضاحت کے بعد کافر کے لئے کفر پر قائم رہنے کے سلسلہ میں کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ پس ایک ہی شکل ہے کہ زبردستی انہیں قبول کرایا جائے۔ لیکن یہ چیز دنیا میں جو دارالامتحان ہے جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ دین اسلام قبول کرنے کے لئے جبر کرنا ابتلاء وامتحان کے مضمون کے خلاف ہے۔

اب مؤلف صاحب خود غور کرلیں کہ کون اس آیت کی خلاف ورزی کر رہا ہے اور

کون اس کے مطابق عمل کر رہا ہے؟ ہم تو قادیانیوں کو زبردستی مسلمان بنانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ہم ’’لا اکراہ فی الدین ‘‘ پر ہواسی میں خوش رہو، ہمارے دین اسلام سے تعلق ہی نہ رکھو۔ مگر تعجب ہے کہ ہماری یہ وسعت ظرفی بھی قادیانیوں کو ناگوار گزرتی ہے اور وہ زبردستی اپنے کو خواہ مخواہ مسلمان ظاہر کر کے ’’لا اکراہ فی الدین ‘‘ودیگر آیات کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔

ختم نبوت کا ثبوت

۵...... اس کتابچہ میں جابجا قادیانی مؤلف نے اپنی جہالت کا کھلا ہوا ثبوت پیش کیا ہے اور خود بخود من گھڑت مقدمے قائم کر کے غلط نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب کے اس دعویٰ ’’جب تک ہر طرح کی نبوت آپ ﷺ پر ختم ہونے کا عقیدہ نہ رکھے آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا‘‘ کا جواب دیتے ہوئے مؤلف صاحب یوں دجل وفریب دینے کی کوشش کرتے ہیں: ’’کسی لمبی چوڑی بحث میں نہ جاتے ہوئے مولانا کی خودساختہ توجیہ کا سرسری جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ خاتم النّبیین والی آیت ہجرت مدینہ کے بعد نازل ہوئی۔ اس سے پہلے کسی مسلمان کے دماغ میں یہ تشریح تھی نہ ہی یہ تصویر جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس آیت کے نزول سے پہلے والا کوئی مسلمان باوجود اقرار کلمہ کے مسلمان نہ تھا۔ کیونکہ بقول مولانا سید قاری محمد عثمان وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر مولانا یہ کہیں کہ اس وقت تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ان پر عثمان صاحب کا فتویٰ جاری نہ ہوگا تو قارئین کے علم کے لئے بتادینا بھی غیرمناسب نہ ہوگا کہ فرمان مصطفیٰ ہے کہ میں اس وقت سے خاتم النّبیین ہوں جب ابھی آدم کا وجود پانی اور مٹی میں ہی تھا۔ اس لحاظ سے نعوذ باللہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کفر کی فہرست میں آجاتے ہیں۔‘‘ (کتابچہ ص۴)

اس عبارت میں مؤلف کی جہالت کی چند کھلی دلیلیں ہیں:

(۱) ختم نبوت کا ثبوت صرف آیت: ’’خاتم النبیین ‘‘ہی سے نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کی تقریباً سو آیات اور رسول اللہ ﷺ کی دوسو سے زیادہ احادیث سے صراحۃً اور دلالۃً ختم نبوت کا ثبوت ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا قطعاً بلادلیل ہے کہ آیت: ’’خاتم النّبیین ‘‘ سے پہلے مسلمانوں کے ذہن میں ختم نبوت کی تشریح نہ تھی۔

(۲) حدیث: ’’میں اس وقت سے ’’خاتم النّبیین‘‘ ہوں جب کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش بھی نہ ہوئی تھی۔‘‘ میں ختم نبوت زمانی کا نہیں بلکہ ختم نبوت کے منصب کا بیان ہے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ختم نبوت کے منصب پر فائز فرمادیا تھا اور طے کردیا تھا کہ آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لے جانے کے بعد کسی اور نبی کو مبعوث نہیں کیا جائے گا اور اسی پر تمام انبیاء علیہم السلام سے قول وقرار لیا گیا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ’’میثاق انبیاء‘‘ کے عنوان سے کیا گیا۔ اس میثاق میں خود یہ تشریح موجود ہے کہ آخری رسول آنے کے بعد پچھلے تمام انبیاء کو اسے تسلیم کرنا یا اپنی امت کو تسلیم کرنے کی ہدایت دینا ضروری ہوگا۔ چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اس میثاق کا پوری طرح لحاظ رکھا اور پہلے آنے والے بعد والوں کی اور بعد میں آنے والے پہلے آنے والوں کی تصدیق وتائید کرتے رہے۔ اب اس تفسیر میں نہ جانے مؤلف کو انبیاء کا کفر کہاں سے نظر آ گیا۔

لاعلمی اور انکار میں فرق

۶...... مؤلف کی کوشش یہ ہے کہ کسی طرح عام مسلمانوں کو علماء دیوبند سے بدظن کردیا جائے۔ چنانچہ ایک جگہ کہتے ہیں کہ: ’’جو مسلم عوام ان پڑھ اور اسلامی عقائد سے ناواقف ہیں اور اپنے کو پکّا مسلمان کہتے ہیں، علماء دیوبند کی تشریح کے مطابق یہ سب کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار پائیں گے۔‘‘ (ص۴،۵)

حالانکہ یہ بات بھی قطعاً جھوٹ اور علماء دیوبند پر بڑا بہتان ہے۔ علماء دیوبند نے ایسے سادہ لوح ناواقف عوام کو کبھی کافر نہیں کہا۔ اس لئے کہ لاعلمی کی بناء پر محض اجمالاً تمام عقائد کو ماننا بھی اسلام کے لئے کافی ہوتا ہے اور یہ مسلم عوام اجمالاً صحیح عقیدہ رکھتے ہیں، جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے پاس جاکر صاف صاف یہ کہہ دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا ہے۔ نبی ﷺ کے بعد کوئی اور نبی بھی آسکتا ہے تو کتنا ہی بدعمل مسلمان ہو وہ ہرگز ایسی بدعقیدگی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ یہی ان کے مؤمن ہونے کی علامت ہے جب کہ قادیانی لوگ ساری معلومات رکھنے کے باوجود پوری ڈھٹائی سے اسلامی عقائد کی دھجیاں اڑاتے ہیں تو ان دریدہ دہن مرزائیوں اور ان سادہ لوح مسلمانوں کو ایک درجہ میں کیسے رکھا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم کی آیت ہے

۷…… مؤلف صاحب نے اپنی عادت کے موافق کتابچہ کے ص۵ پر ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے اور خود ہی مقدمہ بنا کر غلط نتیجہ نکال دیا ہے۔ حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت کی نزاکت بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ’’جو شخص پورے قرآن کریم کو مانے مگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو قرآن کی آیت نہ مانے تو وہ مسلمان نہیں رہ جاتا۔‘‘ مولانا کے اس دعویٰ پر مؤلف صاحب کیسے بغلیں بجا رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے: ’’بہت سارے علماء بسم اللہ کو قرآن کریم کا ہی جز مانتے ہیں اور بہت سارے کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کا جز نہیں ہے۔ الخ! بعض کا کہنا یہ ہے کہ صرف سورۂ فاتحہ کا حصہ ہے، باقی سورتوں کا نہیں۔‘‘ (اس سلسلہ میں علماء کا اختلاف ہے) لہٰذا مولانا سید قاری محمد عثمان منصور پوری سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت دیوبند کے اس فارمولے پر پرکھنے کے بعد بہت سے علماء اسلام ایمان سے خالی ہوکر دائرہ اسلام سے باہر ہوگئے۔ (ص۵)

دیکھئے مؤلف صاحب نے کتنی چالاکی سے بحث کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔ جب کہ حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب نے بطور مثال صرف بسم اللہ کی آیت کا ذکر کیا تھا جس کا مصداق آیت قرآن: ’’انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (النمل)‘‘ میں مذکور بسم اللہ ہے، جس کے آیت قرآنی ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے اور بالاجماع قرآن کریم کے اس حصہ کا منکر کافر ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ’’اختلف الناس فی البسملة فی غیر النمل اذ ھی فیھا بعض آیة بالاتفاق‘‘ (روح المعانی ج۱ ص۳۹)

علماء کا اختلاف سورۂ نمل کے علاوہ بسم اللہ میں ہے اور سورۂ نمل میں تو بسم اللہ آیت کا بالاتفاق ایک حصہ ہے۔

مؤلف صاحب نے خواہ مخواہ سورتوں کے شروع میں لکھی ہوئی بسم اللہ کو مراد لے کر مسئلہ کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔

حدیث ’’امرت ان اقاتل الناس‘‘ پر اعتراض

۸…… مؤلف صاحب علماء دیوبند کے بغض میں اتنے بدحواس ہیں کہ لاشعوری طور پر کئی صفحے آنحضرت ﷺ کے ایک پاک ارشاد کی مخالفت میں سیاہ کردیئے ہیں اور یہ احساس بھی نہ ہوا کہ اس سے خود آنحضرت ﷺ کے تقدس پر کتنی زد پڑ رہی ہے۔ حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب نے ایمان کی تعریف کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا تھا کہ:

’’امرت ان اقاتل الناس حتّٰی یشهدوا ان لا اله الا الله ویؤمنوا بی وبما جئت به…… الخ!‘‘ (مسلم شریف ج۱ ص۳۷)

یعنی مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ لوگ اللہ کو ایک ماننے کی گواہی نہ دے دیں اور مجھ پر اور میری لائی ہوئی (اللہ کی) باتوں پر ایمان نہ لے آئیں۔

اس حدیث سے چونکہ قادیانیوں کے مذہب کی ساری بنیاد ہی منہدم ہوجاتی ہے۔ اس لئے مؤلف صاحب اس حدیث کے پیش کرنے پر بڑے چراغ پا ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث اسلام کو ایک جابر مذہب کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ ’’اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کو جبراً پھیلانے کا نام جہاد ہے۔‘‘ اور یہ جہاد اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ ہر غیرمسلم اسلام نہ لے آئے۔ وغیرہ وغیرہ!

سوال یہ ہے کہ آخر یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے تو پھر اس پر جو بظاہر اشکال کیا گیا ہے اس کا جواب دینے کی ذمہ داری صرف علماء دیوبند پر نہیں بلکہ ہر مسلمان کو اس کا دفاع کرنا چاہئے۔ اب رہ گیا شرعی جہاد کا مسئلہ تو اس کی شرائط وحدود مقرر ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ اسلام ہر منکر کو ہر جگہ قتل کردینے کا ہرگز قائل نہیں ہے، اور نہ کوئی جابرانہ مذہب ہے۔ یہ سب اہل مغرب کا ناپاک پروپیگنڈا ہے جسے مؤلف نے رنگ آمیزی کے ساتھ اپنے الفاظ میں نقل کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا استدلال اس حدیث میں بیان کردہ ایمان کی تعریف ’’ویؤمنوا بی وبما جئت به‘‘ سے ہے جس میں کسی اشکال کی گنجائش نہیں ہے۔ مؤلف صاحب کا اصل استدلال سے ہٹ کر ایک غیرمتعلق بحث میں الجھنا کھلی ہوئی تلبیس اور اصل

موضوع سے انحراف ہے۔ ہم اس طرح کی احادیث کی روشنی میں کسی کو زبردستی کافر نہیں بناتے بلکہ صرف اتنا کرتے ہیں کہ جو شخص ایمانی علامات اور عقائد پر پورا نہ اترے، اس کے کفر کا اظہار کر دیتے ہیں۔ کافر بنانے کی ذمہ داری ہمارے اوپر نہیں بلکہ خود کافر ہو جانے والے پر ہے۔

مرتد واجب القتل ہے

۹...... جب تک کوئی شخص اسلام نہ لائے اسلام میں جبر نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسلام کا دعویٰ کرنے کے بعد اسلام سے پھر جائے، اسلام کے کسی قطعی اور اجماعی حکم کی تائید نہ کرے تو اب وہ مرتد اور واجب القتل ہے اور یہ حکم اسلامی حکومت ہی نافذ کرتی ہے اور یہ حکم علماء دیوبند نے اپنی طرف سے نہیں گھڑا بلکہ خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسوۂ حسنہ سے ثابت ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں اسود عنسی کذاب کے دعویٰ نبوت پر سخت اقدام فرماتے ہوئے اس کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا قلع قمع کرنے کے لئے بھیجا اور اسود عنسی کے قتل پر خوشی کا اظہار فرمایا۔

پھر سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسیلمہ کذاب سے جہاد کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کے دعویٰ کے بعد اس سے اعراض کی گنجائش نہیں ہے۔ علماء دیوبند اگر یہی حکم قادیانی مرتدوں اور زندیقوں پر لگائیں اور اس کے متعلق اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسوۂ صدیقی کو پیش نظر رکھیں تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ مگر مؤلف صاحب بعض غیر متعلق قرآنی آیات اوّلاً جمع کرتے ہیں پھر ان سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں۔

’’ایسے لوگ جو کفر اختیار کریں گے یا ارتداد کے مرتکب ہوں گے ان تمام کے معاملات اللہ کے سپرد ہیں، وہی ان کے اعمال کا روز قیامت فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار کسی کو بھی نہیں دیا۔‘‘ (ص۱۱)

غور کیجئے! کتنی جاہلانہ عبارت ہے۔ کیا خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مرتد و زندیق کے خلاف جہاد ثابت نہیں ہے؟ اور کیا سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں مرتدوں سے جہاد کر کے اپنے اختیارات سے (نعوذ باللہ) تجاوز کیا تھا؟ واقعہ یہ ہے کہ

علماء کسی بھی مسلمان کو خواہ مخواہ کافر نہیں بناتے۔ بلکہ عقیدۂ کفریہ اختیار کرنے پر کفر کا اطلاق کرتے ہیں، اس میں علماء کا کوئی قصور نہیں۔قصور اس کا ہے جو غلط عقیدہ اختیار کرتا ہے۔

دیگر فتاویٰ تکفیر کی حقیقت

۱۰...... مؤلف صاحب نے علماء دیوبند کے خلاف بدظنی پیدا کرنے کے لئے اپنے کتابچے میں ص۱۲ سے ۲۰ تک دیگر فرقوں (شیعہ، رضاخانیہ وغیرہ) کے خلاف فتاویٰ تکفیر اور ان فرقوں کے علماء دیوبند کے خلاف فتاویٰ جمع کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں جو تکفیر کی جارہی ہے، اس کا تعلق بھی اسی طرح کے فتاویٰ سے ہے۔یعنی ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے، ان علماء کا کام تو صرف یہی ہے کہ ساری دنیا کو کافر بنادیں۔اس لئے یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ کسی بھی فرقے یا جماعت کی تکفیر کا مدار اس کے واقعی عقائد اور نظریات پر ہے۔اگر کسی فرد یا جماعت کا نظریہ حقیقتاً قرآن وسنت کے مطابق ہو اور خواہ مخواہ اس کی طرف کوئی غلط بات منسوب کر کے اس کے کفر کا فتویٰ دے دیا جائے۔ حالانکہ وہ اس غلط بات کا معترف نہ ہو اور نہ ہی اس سے اس کا اظہار ہو تو اس غلط فہمی پر مبنی فتویٰ سے اس فرد یا جماعت پر ہرگز کفر کا اطلاق نہ ہوگا۔اس اصول کو سامنے رکھ کر مختلف فتاویٰ تکفیر کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

(۱)شیعوں کے کفر کی جو بنیادیں قائم کی گئی ہیں، مثلاً تکفیر صحابہ، تحریف قرآن، نظریہ امامت وغیرہ ان کا خود علماء شیعہ اثنا عشریہ اعتراف کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ خود اپنے اعتراف کے بموجب کفر کے مستحق ہوئے۔اس میں کسی معتبر اہل سنت عالم کا اختلاف نہیں۔

(۲)بریلویوں کے بارے میں اوّلاً تو علماء دیوبند نے صراحۃً کفر کا فتویٰ ہی نہیں دیا اور جن عبارتوں سے ان کے کفر کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ان میں جن عقائد کو بنیاد بنایا گیا ہے، ان عقائد کے علماء بریلی معترف نہیں ہیں۔ مثلاً علم غیب کلی وذاتی وہ آنحضرتﷺ کے لئے ثابت نہیں کرتے بلکہ اسے صرف اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص مانتے ہیں تو جب وہ اس غلط عقیدے کے معترف نہیں تو انہیں کافر بھی نہیں کہا جائے گا۔

(۳)پرویزی اور چکڑالوی خود اپنی زبان سے انکار حدیث کرنے کی بناء پر کافر ہیں۔

(۴) جماعت اسلامی سے وابستہ لوگوں کے کفر پر کسی محقق عالم نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا اور جن دو علماء کی تحریریں مؤلف نے نقل کی ہیں، انہیں دیگر علماء تسلیم نہیں کرتے۔

(۵) اہل حدیث کے بارے میں بھی جن بعض متشدد لوگوں نے کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ بدگمانی اور غلط فہمی پر مبنی ہے۔ عقیدے کے اعتبار سے اہل حدیث میں کوئی بھی چیز موجب تکفیر نہیں پائی جاتی۔

(۶) غیر مقلدین نے بعض مقلدین کے خلاف اور اسی طرح بعض غیر مقلدین نے اپنے ہی بعض علماء کے خلاف جو بعض فتاویٰ دیئے ہیں وہ سب غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی فریق کسی بھی موجب کفر عقیدے کا معترف نہیں ہے کہ اسے کافر قرار دیا جاسکے۔

(۷) اسی طرح جن بعض بریلوی علماء نے علماء دیوبند کی طرف غلط عقائد منسوب کئے اور ان کی بنیاد پر عالم اسلام کے مؤقر علماء سے تکفیر کے فتاویٰ حاصل کئے وہ سب غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ علمائے دیوبند نے بارہا ان غلط عقائد سے برأت کا اظہار کیا ہے، بلکہ خود بریلی کے سنجیدہ اور اعتدال پسند علماء نے اس تکفیر پر ناگواری کا اظہار کیا ہے۔ یہ ہے ان فتاویٰ کی اصل حقیقت۔

دیگر فرقوں اور قادیانیوں کی تکفیر میں فرق

۱۱...... دیگر فرقوں کے متعلق فتاویٰ کی حقیقت آپ کے سامنے آ گئی۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ قادیانیوں کی تکفیر بھی اسی طرح کی گئی ہے یا اس میں کچھ فرق ہے۔ اس کے متعلق جب ہم گہری نظر سے دیکھتے ہیں تو دو بڑے بنیادی فرق نظر آتے ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ قادیانیوں کی تکفیر پر امت کے تمام فرقے اور جماعتیں متحد ہیں۔ ایسا اتحاد کسی دوسرے فرقے کی مطلق تکفیر میں نہیں ہے۔ یہ بجائے خود قادیانیوں کے کفر کی ایک بڑی دلیل ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے بموجب پوری امت محمدیہ کسی غلط بات پر جمع نہیں ہوسکتی۔

(۲) اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ علماء نے قادیانیوں کی تکفیر کی جو بنیادیں متعین کی ہیں، جن میں سب سے بڑی بنیاد امت کے اجماعی عقیدۂ ختم نبوت کا انکار ہے۔ اس کا خود قادیانی اعتراف کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے اجراء کو ممکن بتاتے ہیں۔ یہی غلط عقیدہ ان کے کفر کا موجب ہے۔ بالفرض اگر علماء کے فتاویٰ ان کی تکفیر پر نہ

ہوتے تو بھی وہ اپنی بدعقیدگی کی بناء پر کافر ہوتے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ مؤلف کتنے ہی دجل وتلبیس سے دوسروں کے فتاویٰ سامنے لے آئیں مگر وہ اپنے کفر سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ دوسروں کے فتاوائے تکفیر سے قادیانیوں کو کوئی فائدہ پہنچنے والا نہیں ہے۔

حقیقی فائدہ کیا ہے؟

۱۲...... مؤلف قادیانی نے ص۲۱ تا۲۳ میں بڑے شاطرانہ انداز میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قادیانیوں کے تعاقب میں جو روپیہ خرچ ہورہا ہے وہ قطعاً فضول ہے۔اس کے بجائے علماء کو کوئی تعمیری کام انجام دینا چاہئے تھا۔گویا کہ مؤلف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ قادیانیوں کی تخریب کاریوں کا پردہ چاک کرنا کوئی تعمیری کام نہیں بلکہ امت کے اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی تخریبی کوشش ہے،تو یہاں دو باتیں قابل غور ہیں۔

(۱)اوّلاً یہ کہ اتحاد میں انتشار تو اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ پہلے سے دو جماعتیں متحد ہوں اور پھر سازش کر کے انہیں الگ کردیا جائے اور قادیانیوں سے تو امت مسلمہ کا کبھی اتحاد رہا ہی نہیں۔ وہ شروع ہی سے ملت اسلامیہ سے خارج ہیں اور وہ خود بھی اپنے کو ملت اسلامیہ سے خارج سمجھتے ہیں۔

چنانچہ مرزاغلام احمد قادیانی کا لڑکا مرزابشیراحمد اپنی کتاب ’’کلمتہ الفصل‘‘ میں لکھتا ہے:’’غیراحمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں،ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے تو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔‘‘ (کلمتہ الفصل ص۱۶۹)

اور خود مؤلف کے حضرت صاحب (مرزاقادیانی) نے اپنا تعارف ایک نئے فرقے کی شکل میں کرایا ہے۔ دیکھئے مرزاغلام احمد قادیانی اپنی سرپرست حکومت برطانیہ کی خوشامد میں کیسی لجاجت سے عرض کرتے ہیں اور اپنے مذہبی اصول کو دوسرے اسلامی فرقوں کے اصول

سے الگ بتاتے ہیں۔ انہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

’’میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جانثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۷ص۱۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۵)

مؤلف صاحب اپنے حضرت اور ان کے جانشین کی تحریرات کے آئینہ میں اپنا اصلی چہرہ دیکھ کر بتائیں کہ وہ ملت اسلامیہ سے مشابہ ہے ہی کہاں کہ اسے الگ کرنے کی تخریبی کوششوں کی ضرورت پیش آئے۔

(۲) دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لئے محض مادّی اسباب ووسائل کا حصول اہم ہے یا عقیدہ کی حفاظت کر کے آخرت کی کامیابی زیادہ اہم ہے؟ جس شخص کی نظر صرف دنیا کی کامیابیوں پر ہوگی، مثلاً قادیانی لوگ تو وہ یقیناً اسی کو اوّلیت دیں گے کہ دنیا کا ہر فرد بس اپنی ہر صلاحیت دنیوی مفادات کی تکمیل میں صرف کرتا رہے، لیکن جو لوگ آخرت کی کامیابی پر یقین رکھتے ہیں اور اسی کو اصل فلاح سمجھتے ہیں، ان کی نظر میں مادّی مفادات کے مقابلہ میں عقیدے کے تحفظ کی کوشش یقیناً زیادہ اہم ہوتی ہے۔ اگر ساری دنیا کی دولت صرف کر کے چند لوگوں کے عقیدے کا تحفظ کر دیا جائے اور انہیں سچا پکا حقیقی مؤمن بنا دیا جائے تو اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کی دولتیں ہیچ ہوں گی۔ آنحضرت ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ: ’’اے علی! اگر تمہارے ہاتھ پر ایک شخص بھی ہدایت پا جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہوگا۔‘‘ (بخاری ومسلم)

بنابریں مسلمانوں کے عقیدے کے تحفظ کے لئے قادیانیوں کے تعاقب کی جو تحریک چل رہی ہے اور اس میں جو کچھ بھی خرچ ہو رہا ہے، وہ بیکار نہیں بلکہ ہزارہا ظاہری تعمیری کاموں سے بڑھ کر ہے۔ اسے بے کار وہی سمجھ سکتا ہے جو ایمان کی چاشنی اور اسلام کی حلاوت سے محروم ہو۔

اور بفضلہ تعالیٰ قادیانیوں کی تعاقب کی تحریک ہر جگہ نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ قادیانی تلبیسات کا پردہ فاش ہوتا ہے بلکہ سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو

صحیح اسلامی عقیدہ سمجھنے اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کا موقع ملتا ہے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی اور فخر کی بات ہے۔ ہم اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

مسئلہ ختم نبوت

۱۳...... کتابچے کے قادیانی مؤلف نے ص۲۳ سے ص۴۶ تک ختم نبوت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہرزہ سرائی کی ہے اور نہایت بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ بعض بزرگان امت کو اپنا ہمنوا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس کا جائزہ لیں، ختم نبوت کے متعلق اہل سنت والجماعت کے بنیادی مؤقف کو بیان کردینا ضروری ہے۔ مشہور مفکر امت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’**الاقتصاد فی الاعتقاد**‘‘ میں ارشاد فرمایا ہے: ’’**ان الامة فهمت بالاجماع من هٰذا اللفظ ومن قرائن أحواله انه افهم عدم نبی بعده ابداً وعدم رسول الله ابداً وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص فمنكر هذا لا يكون الا منكر الاجماع**‘‘ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص۱۱۳)

بے شک امت نے اس لفظ (یعنی **انا خاتم النبيين لا نبی بعدی**) اور اس کے قرائن سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور اس بارے میں نہ کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ کوئی تخصیص۔ پس اس کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو اجماع کا منکر ہو۔

اور حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء میں تحریر فرماتے ہیں: ’’**من ادعى نبوة احد مع نبينا ﷺ او بعده او ادعى النبوة لنفسه او جوّز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها وكذلك من ادعى منهم انه يوحى اليه وان لم يدعى النبوة فهو لاء كلهم كفار مكذبون للنبی ﷺ لانه اخبر صلى ﷺ انه خاتم النّبيين لا نبی بعده**‘‘ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ص۲۴۷)

جو شخص حضور ﷺ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے یا اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفاء قلب کے ذریعہ نبوت کے مرتبہ تک پہنچنے اور بذریعہ کسب اس کو حاصل کرنے کو جائز سمجھے اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی نبوت آتی ہے۔ اگرچہ صراحۃً نبوت کا مدعی نہ ہو۔ پس ایسے سب لوگ کافر اور حضور اکرم ﷺ کی

تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان دونوں اکابر کی فیصلہ کن تحریرات سے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق امت کے اس اجماعی عقیدہ کی بالکل وضاحت ہو جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد قطعاً کسی نئے نبی کے آنے کا جواز ہی نہیں ہے۔ اس میں صاحب شریعت یا غیر صاحب شریعت کی کوئی قید قرآن وسنت یا اکابر امت کی کسی عبارت سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

قادیانیوں کا باطل نظریہ

۱۴...... اس کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک طرف تو ختم نبوت کو لفظی اور ظاہری طور پر تسلیم کیا ہے اور دوسری طرف آپ ﷺ کے بعد ایک خاص قسم کی نبوت کے جاری رہنے کا بھی اعلان کیا ہے۔ چنانچہ اس عقیدہ کی تشریح کے متعلق خود مؤلف صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحریر نقل کی ہے:

’’میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور مانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل ہے اور اس کے ذریعہ ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۲۴، خزائن ج۲۳ ص۳۴۰)

قارئین! پہلے تو مؤلف کے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی درج بالا عبارت کے تضاد کو ملاحظہ فرمائیں کہ ایک طرف تو کہہ رہے ہیں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور وہیں دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ ایک قسم کی نبوت ختم نہیں ہوئی اور ثانیاً اس عبارت نے یہ بات بھی صاف کر دی ہے کہ ختم نبوت کے بارے میں مرزا قادیانی کا عقیدہ دوسرے مسلمانوں کے برخلاف ہے۔ لہٰذا مرزا کی وہ تحریرات جن میں ختم نبوت کا اقرار کیا گیا ہے وہ سب فضول قرار پاتی ہیں اور یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ قادیانی لوگ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ البتہ اس میں خود ساختہ طور پر یہ قید لگاتے ہیں کہ نیا صاحب شریعت نبی تو نہیں آسکتا لیکن آنحضرت ﷺ کا ظلی بروزی نبی آسکتا ہے۔

آیت میثاق سے مغالطہ

۱۵...... مؤلف صاحب نے اپنے اس خودساختہ عقیدہ کو (کہ امتی نبی کا آنا ممنوع نہیں ہے) ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم میں آمدہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے میثاق سے متعلق آیت کو مغالطہ دے کر غلط معنی میں رکھنے کی جسارت کی ہے۔ مؤلف نے سورۂ آل عمران کی آیت۸۲: ’’**واذ اخذ اللہ میثاق النّبیین...... الخ!**‘‘ اور سورۂ احزاب کی آیت ۸: ’’**واذ اخذنا من النّبیین میثاقھم ومنک ومن نوح...... الخ!**‘‘ کو ذکر کیا ہے اور پھر اپنا غلط مطلب نکالنے کے لئے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے حوالوں سے ان دونوں آیتوں کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ یعنی دونوں آیتوں میں جس میثاق کا ذکر کیا جارہا ہے وہ ایک ہی ہے اور اس میثاق میں عام انبیاء کے ساتھ آنحضرت ﷺ بھی شریک ہیں۔ چنانچہ مؤلف صاحب لکھتے ہیں کہ: ’’سورۂ احزاب کی آیت میں مذکور لفظ ’’**منک**‘‘ کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی یہ عہد لیا گیا ہے کہ آپ کے بعد جو نبی آئے اس پر ایمان لائیں اور اس کی تائید ونصرت کریں۔‘‘ (کتابچہ مذکورہ ص۲۸)

مؤلف کی اس دیدہ دلیری اور بے حیائی پر حیرت ہوتی ہے۔ اتنی بے شرمی سے قرآن پاک میں تحریف کی جسارت بس وہی کرسکتا ہے جس کا دل ایمان کی روشنی سے قطعاً محروم ہو اور جس کا دماغ خوف خدا سے بالکل خالی ہو۔ اس لئے کہ:

(۱) سورۂ احزاب کی آیت: ’’**واذ اخذنا من النّبیین میثاقھم ومنک ومن نوح...... الخ!**‘‘ میں کہیں بھی اگلے رسول کے آنے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ بات قطعاً جھوٹ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کسی بعد میں آنے والے نبی کی تصدیق کا عہد لیا گیا ہے۔

(۲) اگر تفسیر کی بعض روایات کے مطابق سورۂ آل عمران کی آیت: ’’**واذ اخذ اللہ میثاق النّبیین**‘‘ میں عہد اٹھانے والے انبیاء میں حضور اکرم ﷺ کو بھی شامل کردیا جائے تو بھی اس کا مطلب یہ نہیں نکلتا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آئے گا۔ اسی وجہ سے مشہور مفسر حضرت علامہ ابوعبداللہ محمد ابن احمد الانصاری القرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میثاق کی

تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:''ای اخذ علیهم ان یعلنوا ان محمداً رسول الله ﷺ ویعلن محمد ﷺ ان لا نبی بعده'' (قرطبی ج۷ ص۱۱۹)

یعنی حضرت انبیاء سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ اعلان کر دیں کہ محمد ﷺ کے رسول ہیں اور محمد ﷺ سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ اعلان فرمادیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

دیکھئے مؤلف صاحب نے دجل وتلبیس کر کے ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ پر دلالت کرنے والی آیت کو کیسے غلط معنی پہنا دیئے ہیں۔

(۳) مشہور ہے کہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد یعنی جھوٹے کو باتیں یاد نہیں رہتیں۔ مؤلف صاحب تحریف قرآن میں ایسے حواس باختہ ہوئے کہ انہیں یہ بھی شعور نہ رہا کہ ان کی یہ تحریف خود ان کے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کی وضاحت کے خلاف ہے۔ مؤلف صاحب کی ہرزہ سرائی اس وقت تک کارآمد نہیں ہوسکتی جب تک سورۂ آل عمران کی آیت: ''ثم جاء کم رسول'' سے عام معنی مراد نہ لئے جائیں۔ یعنی انبیاء سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ جو بھی رسول آئے اس پر ایمان لائیں اور اس کی مدد کریں۔ اس میں کسی خاص رسول کی تخصیص نہ ہو۔ اگر یہاں رسول سے صرف آنحضرت ﷺ کی ذات مراد لے لی جائے تو پھر آیت میں کسی تحریف کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور پوری وضاحت سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ حضرات انبیاء سے حضور اکرم ﷺ کی تائید ونصرت کا عہد لیا گیا تھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ خود مؤلف کے ''حضرت صاحب'' مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ ہی کی ذات مراد لیا ہے۔

چنانچہ کہتے ہیں:''اس آیت میں:''ثم جاء کم رسول'' سے مراد آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۱۳۴)

مؤلف کے حضرت صاحب کی اس وضاحت نے مؤلف کے استدلال کی ساری ہوا ہی نکال دی۔ اب یا تو اپنے حضرت صاحب سے مواخذہ کریں یا اس لچر استدلال سے رجوع کریں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین کہنے کا مطلب

۱۶...... قرآن کریم کی آیت میں تحریف وتبدیل کے بعد مؤلف صاحب احادیث مبارکہ کے الفاظ پر تیشہ زنی کا ارادہ کرتے ہیں اور خوف خدا سے بے نیاز ہوکر صحیح الفاظ سے ایسے غلط معنی نکالتے ہیں کہ بے اختیار ''لاحول'' پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ مثلاً ایک دلیل ملاحظہ کریں اور مؤلف کی کوتاہ علمی پر ماتم کریں۔ مؤلف کہتے ہیں: ''آپ ﷺ نے فرمایا: اے چچا (عباس) آپ مطمئن رہئے کہ آپ اسی طرح خاتم المہاجرین ہیں۔ جیسا کہ میں خاتم النّبیین ہوں۔'' کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بعد کوئی مہاجر نہیں ہوئے۔ (کتابچہ ص۲۹)

مؤلف کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی جانب سب سے آخر میں ہجرت فرمانے والے ہیں۔ آپ کے بعد کسی نے ہجرت نہیں کی۔ پھر فتح مکہ کا واقعہ پیش آ گیا اور آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ: ''**لا ھجرۃ بعد الفتح**'' (ترمذی شریف ج۱ ص۲۸۸)

یعنی اب مکہ سے ہجرت کا حکم ختم ہوگیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی اعتبار سے آپ کو خاتم المہاجرین کا لقب عنایت فرمایا ہے۔ چنانچہ مشہور مؤرخ علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (م:۶۳۰ھ) حضرت سہل ابن سعد ساعدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہیں: ''**استاذن العباس بن عبد المطلب النبی ﷺ فی الھجرۃ فقال له یا عم! اقم مکانک الذی انت به فان اللّٰہ تعالٰی یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ**'' (اسد الغابہ ج۳ ص۶۱)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے مکہ سے ہجرت کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا! آپ اسی جگہ ٹھہرے رہئے جہاں اس وقت مقیم ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اسی طرح مکہ سے ہجرت کا سلسلہ ختم فرمائے گا جیسے کہ مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات مخفی نہیں رہی کہ آنحضرت ﷺ کا مذکورہ بالا ارشاد تو خود ختم نبوت کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ اسے نبوت کے اجراء کی دلیل میں پیش کرنا سوائے بے شرمی اور ڈھٹائی کے کچھ نہیں ہے۔

ارشاد نبوی ’’ابو بکر افضل هذه الامة. الخ!‘‘ سے غلط استدلال

۱۷...... آنحضرت ﷺ کے ارشاد: ’’ابوبکر افضل هٰذه الامة الّا ان یکون نبی ‘‘ سے استدلال کرتے ہوئے مؤلف صاحب لکھتے ہیں کہ اگر امت میں آئندہ نبی پیدا ہونے کا امکان نہ ہوتا تو آپ ’’الّا ان یکون نبی ‘‘ کے الفاظ بیان نہ فرماتے، اتنا ہی کافی ہوتا کہ: ’’ابوبکر اس امت میں سب سے افضل ہیں۔‘‘ (ص۲۹)

حالانکہ اس جملہ سے اجرائے نبوت کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ اس میں تو فقط اتنا بتایا جارہا ہے کہ نبی کے درجہ کے بعد سب سے اونچا درجہ سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا ہے۔ اس سے نبوت کے جاری رہنے پر دلیل پکڑنا سوائے ہٹ دھرمی کے کچھ نہیں۔ خود حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے جن کے بارے میں یہ جملہ کہا گیا ہے۔ اس جملہ سے اجرائے نبوت کے معنی نہیں سمجھے اور آپ نے منکرین زکوٰۃ سے جہاد کرتے وقت صاف طور پر یہ اعلان فرمایا: ’’قد انقطع الوحی وتم الدین او ینقص وانا حی‘‘

(رواہ النسائی بحوالہ عقیدہ الامۃ ص۱۴۴)

وحی کا آنا منقطع ہوچکا اور دین کامل ہوچکا میرے جیتے جی دین میں کمی نہیں کی جاسکتی۔

دیکھئے! جب حضرت صدیق اکبرؓ نے وحی کے انقطاع کا اعلان کردیا۔ تشریعی یا غیرتشریعی، اصلی یا ظلی، امتی یا غیر امتی۔ ہر قسم کی وحی نبوت کے انقطاع کا اعلان ہوگیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے اس اعلان کے بعد آپ کے بارے میں کہے گئے مقولہ سے اجرائے نبوت کی دلیل پکڑنا قطعاً بے معنی ہے۔

حضرت علیؓ کو ’’خاتم الاولیاء‘‘ کہنے کا مطلب

۱۸...... مؤلف نے اجرائے نبوت پر ایک دلیل یہ پیش کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ’’انا خاتم الانبیاء وانت یا علی خاتم الاولیاء ‘‘ تو اب کیا حضرت علیؓ کے بعد امت میں اولیاء پیدا نہیں ہوئے۔ (ص۲۹)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت علیؓ کو خاتم الاولیاء کہنے کے باوجود بعد میں اولیاء کا وجود ممتنع نہیں ہے۔ اسی طرح ’’خاتم الانبیاء‘‘ کے بعد بھی انبیاء کا آنا مستبعد نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں تین باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ کا یہ مقولہ کسی صحیح سند سے ثابت نہیں۔ مؤلف نے تفسیر صافی سے نقل کیا ہے اور تفسیروں میں جس طرح کی کمزور روایتیں نقل کی جاتی ہیں وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔

(۲) دوسری اہم بات یہ ہے کہ منصب نبوت وہبی ہے اور منصب ولایت کسبی ہے۔ اس لئے دونوں کو ایک درجہ میں نہیں رکھا جاسکتا۔ خاتم الانبیاء کا مطلب یہ ہوگا کہ اب کسی کو نیا نبی نہیں بنایا جائے گا اور آنحضرت ﷺ ہی سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب کہ خاتم الاولیاء کو خاتم المفسرین وغیرہ القاب مبالغہ پر محمول کرتے ہوئے صرف افضل الاولیاء کے معنی میں رکھا جائے گا۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ جب ختم نبوت کے اجماعی معنی دیگر مضبوط دلائل سے ثابت ہیں تو آخر کیا ضرورت ہے کہ اس طرح کی کمزور اور احتمالات سے بھرپور دلیل کا سہارا لیا جائے۔ اس طرح کا سہارا وہی لے سکتا ہے جس کا دامن قابل ذکر دلائل سے عاری اور خالی ہو۔

ایک نہایت ضعیف حدیث سے استدلال

۱۹...... مؤلف صاحب نے اپنے پیشرو تلبیس کاروں کی طرح یہ ضعیف روایت بھی اپنے خودساختہ مطلب کی تعیین میں نقل کی ہے: ’’**لو عاش (ابراهيم) لكان صديقاً نبيا**‘‘

(ابن ماجہ ج۱ ص۲۳۷)

یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی بنتا۔ (ص۲۹)

قادیانی مؤلف صاحب کہتے ہیں: ’’واضح رہے کہ اگر آپ کے نزدیک خاتم النّبیین کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ کے بعد کسی بھی طرح کا نبی نہیں آسکتا تو آپ ایسا نہ فرماتے، بلکہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ بھی ہوتا تو نبی نہ ہوتا۔ کیونکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ تو گویا یہ آیت حضرت ابراہیم کے نبی بننے میں مانع نہ تھی۔‘‘ (ص۲۹،۳۰)

قادیانیوں نے یہ حدیث اپنے بے شمار پمفلٹوں میں بار بار شائع کی اور اہل حق کی طرف سے اس کا مسکت جواب بھی دیا جاچکا ہے۔ لیکن جب کسی شخص کو دھوکا ہی دینا مقصود ہو تو پھر وہ بڑی بے حیائی کے ساتھ اسی غلط بات کو بار بار دہراتا رہتا ہے۔ تاکہ ناواقف لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا سکے۔

’’آئینہ‘‘ کے مؤلف صاحب نے بھی اپنے سرپرستوں کی اس سنت کو باقی رکھا ہے اور محض دجل وتلبیس کے لئے مذکورہ روایت کو اس انداز میں پیش کیا ہے۔ گویا وہ بہت مضبوط حدیث ہے۔ حالانکہ اس روایت کے بارے میں مشہور محدث امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت باطل ہے۔ (موضوعات کبیر ص۵۸)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ’’لا ادری ماھذا‘‘ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت کیسی ہے۔ (حوالہ بالا)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے (مدارج النبوۃ ج۲ ص۲۶۷) میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان راوی ہے جو ضعیف ہے اور اس کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب میں مختلف محدثین کرام سے سخت ترین الفاظ جرح (مثلاً: ’’منکر الحدیث، متروک الحدیث، ضعیف الحدیث، لا ینقل حدیثہ، لیس بثقۃ‘‘ جیسے الفاظ) نقل فرمائے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۱ ص۱۴۴،۱۴۵)

کوئی بھی صاحب انصاف شخص ایسی کمزور اور مجروح روایت سے اجرائے نبوت جیسے اہم عقیدہ کو ثابت کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔

(۲) پھر قرآن کریم کی آیت: ’’ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ کے مدلول سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ حضرت ابراہیم بڑی عمر تک زندہ رہ ہی نہیں سکتے تھے۔ ورنہ قرآنی آیت کی تکذیب لازم آجاتی۔ اس لئے کہ آیت میں آمدہ لفظ: ’’لٰکن‘‘ اس بات کا مقتضی ہے کہ اس سے ماقبل اور مابعد کے مضمون میں کلی تغایر ہو۔ یعنی جب کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہوں تو اس کے بعد آپ کسی بالغ مرد کے باپ نہیں ہوسکتے اور اگر بالفرض کسی بالغ مرد کے نسبی باپ ہوں تو آپ خاتم النّبیین نہیں رہ سکتے۔ اگر بالفرض حضرت ابراہیم بڑی عمر تک زندہ رہتے تو آنحضرت ﷺ کا کسی بالغ مرد کا نسبی باپ ہونا لازم آتا جو آیت کے الفاظ: ’’ماکان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ کے اعلان کے برخلاف ہے۔ اس لئے لازماً یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی بچپن میں موت مقدر فرمادی تھی اور ان کا بڑی عمر تک زندہ رہنا ممتنع تھا۔ ورنہ قرآن کریم کی تکذیب لازم آجاتی۔ (مستفاد ہدایۃ الممتری ص۵۰)

(۳)امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم کی وفات سے متعلق عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا اثر نقل کیا ہے جس سے مؤلف کے بیان کردہ خودساختہ معنی کی بنیاد ہی مٹ جاتی ہے۔عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:''مات وھو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ولکن لا نبی بعده'' (بخاری ج۲ص۹۱۴)

حضرت ابراہیم بچپن ہی میں وفات پا گئے۔اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا پایا جانا مقدر ہوتا تو ابراہیم زندہ رہتے۔لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

۲۰...... صاحبزادے حضرت ابراہیم کے متعلق ضعیف ترین حدیث پیش کرنے کے بعد مؤلف صاحب نے''کتابچہ'' کے ص۳۰ پر مشہور عالم حضرت ملّا علی قاری کی ایک عبارت سے زبردستی اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور موصوف پر یہ صریح بہتان باندھا ہے کہ وہ نعوذ باللہ! آنحضرت ﷺ کے بعد غیرتشریعی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔حالانکہ حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا واضح عقیدہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی طرح کا بھی دعویٰ نبوت بالاجماع مطلقاً موجب کفر ہے۔

آپ فرماتے ہیں:''دعویٰ النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع''
(ملحقات شرح فقہ اکبر ص۲۵)

ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاتفاق کفر ہے۔

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس واضح عقیدہ کی روشنی میں ان کی اس عبارت کا جائزہ لینا ضروری ہے جسے مؤلف صاحب نے اپنی دلیل میں پیش کیا ہے۔ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے:''لو عاش ابراھیم وصار نبیاً وکذا لو صار عمر نبیاً لکانا من اتباعه علیه السلام کعیسی والخضر والیاس علیہم السلام فلا یناقض قوله تعالیٰ خاتم النّبیین اذ المعنی انه لا یأتی نبی بعده ینسخ ملته ولم یکن من امته''
(موضوعات کبیر ص۵۸)

اگر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے اور نبی بن جاتے اسی طرح اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ہو جاتے تو یہ دونوں آنحضرت ﷺ ہی کے متبعین میں ہوتے۔جیسا کہ حضرت عیسیٰ،

حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام۔ پس (ان دونوں کا نبی ہونا) اللہ تعالیٰ کے ارشاد خاتم النّبیین کے منافی نہ ہوتا۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کو منسوخ کردے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

اس عبارت کے متعلق درج ذیل نکات قابل لحاظ ہیں:

(۱) اس پوری عبارت کا مدار محض ایک فرضی صورت پر ہے کہ اگر بالفرض آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کا جاری ہونا متصور ہوتا تو بعد میں آنے والے انبیاء بھی آپ ﷺ ہی کی شریعت کے متبع ہوتے۔ نئی شریعت لے کر نہ آتے اور ان کے آنے کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت متأثر نہ ہوتی۔ لیکن جب آپ کے بعد کسی کو نبی بنایا جانا متصور نہیں ہے تو اب نئے نبی آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایسی فرضی صورت کو فرض کر لینے سے نبوت کے اجراء کا عقیدہ رکھنا لازم نہیں آتا۔

مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اوّل العابدین (الزخرف)‘‘ آپ کہہ دیجئے کہ اگر رحمٰن کے بیٹا ہوتا تو میں اس کی سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا۔

تو کیا اس فرضی حکم سے یہ استدلال ممکن ہے کہ نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کا بھی کوئی ولد اور بیٹا ہوسکتا ہے۔

(۲) ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ سے اس عبارت میں یہ تسامح ہوا ہے کہ انہوں نے حضرت ابراہیم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو انبیاء سابقین حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام پر قیاس کر لیا۔ حالانکہ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کو نبوت آنحضرت ﷺ سے قبل عطاء ہوئی ہے اور حضرت ابراہیم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اگر نبوت ملتی تو وہ آنحضرت ﷺ کے بعد ملتی جو آپ کے خاتم النّبیین ہونے کے قطعاً خلاف ہوتا۔ نیز خود ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس سے قبل یہ فرما چکے ہیں۔

آیت: ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم...... الخ!‘‘ سے اشارہ ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا کوئی صاحبزادہ بڑی عمر تک زندہ رہ ہی نہیں سکتا تھا۔

(موضوعات کبیر ص۹۹)

لہٰذا لازماً یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت ابراہیم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو آپ کے بعد نبوت

مل ہی نہیں سکتی تھی اور سرے سے یہ بحث ہی غلط ہے کہ اگر انہیں نبوت ملتی تو کیا صورت ہوتی؟ یہ تعلیق بالمحال ہے۔ (مستفاد ہدایۃ الممتری ص۵۱،۵۲)

(۳) اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ: ''آپ ﷺ کے بعد ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کی شریعت منسوخ کردے۔'' یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی آخرزمانہ میں تشریف آوری کو سامنے رکھ کر کہا گیا ہے۔ اس سے یہ ہرگز مقصود نہیں کہ بعد میں کوئی غیرتشریعی نبی آسکتا ہے۔ عبارت میں کہیں بھی اس کی صراحت نہیں ہے۔

''کنت مکتوبا عند اللہ خاتم النّبیین. الخ!'' کی تشریح

۲۱...... مؤلف صاحب نے ''آئینہ'' کے ص۳۰ پر یہ حدیث: ''کنت مکتوباً عند اللہ خاتم النّبیین وان آدم لمنجدل '' (میں اللہ کے نزدیک خاتم النّبیین لکھ دیا گیا تھا۔ جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے) پیش کر کے لکھا ہے کہ: ''ختم نبوت کے بارے میں اگر علماء کے فرسودہ عقیدے کو سامنے رکھا جائے تو اس حدیث کو دیکھتے ہوئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء خارج از اسلام قرار پاتے ہیں۔''

یہی بات مؤلف صاحب ص۴ پر بھی لکھ چکے ہیں۔ وہاں جواب دیا جاچکا ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا ذکر نہیں بلکہ ختم نبوت منصبی کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ہی یہ طے فرمادیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کے بعد کوئی نیا نبی مبعوث نہ ہوگا۔ خود الفاظ حدیث: ''کنت مکتوباً عند اللہ '' (اللہ کے یہاں مجھے لکھ دیا گیا تھا) کے الفاظ بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مگر نہ جانے کیا بات ہے کہ مؤلف صاحب حضرات انبیاء علیہم السلام کو نعوذ باللہ کافر قرار دینے کے درپے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ اس حدیث سے کیا مراد لینا چاہتے ہیں؟ علماء نے جو مراد لیا اسے تو انہوں نے فرسودہ عقیدہ کہہ کر رد کردیا۔ اب صرف ایک ہی صورت باقی رہی کہ یہ مراد لیا جائے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نئے نبی آسکتے ہیں اور بظاہر مؤلف صاحب کی مراد بھی یہی ہے تو اس معنی کے اعتبار سے یہ حدیث خود مرزائیوں کے دعویٰ کے بھی خلاف پڑتی ہے۔ اس لئے کہ مرزائیوں کا دعویٰ یہ ہے

کہ: ’’آنحضرت ﷺ کے بعد صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا ہے۔ غیرتشریعی امتی نبی آسکتا ہے جب کہ: ’’کنت مکتوباً عند اللہ...... الخ! ‘‘ سے اگر اجرائے نبوت کا ثبوت مانا جائے تو ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صاحب شریعت نبی بھی آسکتا ہے۔ کیونکہ ابتداء میں آپ کو ختم نبوت کے منصب پر فائز کرنے کے بعد دنیا میں بہت سے صاحب شریعت انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں تو مؤلف صاحب صاحب شریعت انبیاء کی آمد کے ممنوع ہونے کی جو توجیہہ کریں گے وہی توجیہہ ہماری طرف سے غیرتشریعی انبیاء کی آمد ممنوع ہونے کے سلسلہ میں پیش کی جائے گی۔

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ یہ حدیث قطعاً قادیانی مؤلف کے مفید مطلب نہیں ہے۔ بلکہ خود ان کے مزعومہ دعوے کے خلاف جاتی ہے اور اس مشکل کے حل کے لئے علماء کی اس توجیہہ کے علاوہ چارہ ہی نہیں جسے مؤلف صاحب نے ہٹ دھرمی سے ’’فرسودہ عقیدہ‘‘ قرار دے دیا ہے اور خواہ مخواہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو کفر میں ملوث کرنے کے لئے خامہ فرسائی کی ہے۔ العیاذ باللہ!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد ’’لاتقولوا لا نبی بعدہ‘‘ کا پس منظر

۲۲...... احادیث طیبہ سے کمزور استدلال کے بعد مؤلف صاحب کی توجہ دیگر علماء اور اکابر کے اقوال کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ مگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک لاکھ سے زیادہ کی جماعت میں انہیں صرف ایک دلیل مل سکی اور وہ بھی کتنی بے موقع اور کمزور ہے۔ اس کا اندازہ ابھی ہو جائے گا۔ پہلے مؤلف صاحب کی طمطراق والی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ مؤلف صاحب فرمارہے ہیں: ’’اس کے بعد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اس کی کیا تشریح کی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جن سے آپ کی بیشتر احادیث مروی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتی ہیں: ’’قولوا خاتم النّبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ ‘‘(درمنثور ج۵ ص۲۰۴، تکملہ مجمع البحار ص۸۵) یعنی اے لوگو! آنحضرت ﷺ کو خاتم النّبیین تو ضرور کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا۔ چونکہ ’’لا نبی بعدہ ‘‘ کے ایک معنی یہ بھی ہوسکتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ معنی

آیت:’’خاتم النبیین ‘‘ کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ آیت امتی نبی کے آنے میں روک نہیں ہے۔اس لئے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے امت کو غلطی سے بچانے کے لئے یہ فقرہ کہنے سے منع فرمادیا۔‘‘ (آئینہ ص۳۱)

اوّلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد سند کے اعتبار سے کس پایہ کا ہے، یہی امر قابل تحقیق ہے۔ درمنثور میں اسے ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ مگر ہمیں تلاش بسیار کے باوجود مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح کی کوئی روایت نہیں مل سکی۔ اس لئے نصوص قطعیہ کے مقابلہ میں ایسے مجہول اثر سے استدلال کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ فاتح قادیان حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:’’یہ ایسا قول ہے کہ دنیا کی کسی مستند کتاب میں اس کی سند نہیں۔ میں نے مناظروں میں قادیانی مبلغین کو انعامی چیلنج دیا کہ اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک اس قول کی سند دکھادو تو دس ہزار روپیہ انعام لو۔ مگر کسی مرزائی مناظر کو ہمت نہیں ہوئی کہ میرے اس چیلنج کو منظور کرسکے۔‘‘ (ختم نبوت اور بزرگان امت ص۶)

(نوٹ) مولانا لال حسین اختر کا یہ چیلنج ہزار فی صد صحیح تھا اس زمانہ میں یہ کتاب مخطوطہ تھی، بعد میں یہ طبع ہوگئی۔ جدید طبع کے ایڈیشن میں سند ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ سند بھی منقطع ہے۔ صحیح سند متصل آج تک بھی قادیانی پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ (مرتب)

اب قارئین خود غور فرمائیں کہ ایسے بے سند اور ناقابل اعتبار قول کو بار بار پیش کرتے رہنا اور مطالبہ کے باوجود سند متصل پیش کرنے سے عاجز رہنا بے شرمی اور بے حیائی کی انتہاء ہے یا نہیں؟

اور اگر بالفرض اس قول کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس کی ایسی توجیہ کرنا لازم ہے جس سے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے دیگر صحیح اور ثابت آثار وروایات سے تعارض لازم نہ کرے۔ مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں:’’**لا یبقی بعدی من النبوة شئ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحه یراھا الرجل اوتری له**‘‘ (مسند احمد حدیث نمبر۲۴۸۵۸)

میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں بچی سوائے مبشرات کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ مبشرات کیا ہیں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سچے خواب ہیں جو آدمی دیکھتا ہے یا اس کے لئے دکھائے جاتے ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ بالکل ختم ہے۔ لہٰذا اب کوئی نبی تشریعی یا غیرتشریعی آ ہی نہیں سکتا اور چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث صحیح کی خود ہی راوی ہیں۔ اس لئے انہیں بھی یہی عقیدہ رکھنا لازم ہے۔ ورنہ ان کی عدالت وثقاہت پر حرف آ جائے گا۔ اب غور فرمائیں کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہ آ سکنے کے عقیدہ کے باوجود ''لاتقولوا لا نبی بعدہ'' کیوں فرما رہی ہیں؟ تو اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں ہوسکتا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ جملہ اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کو سامنے رکھ کر ارشاد فرمایا ہے اور آپ کا مقصد یہ ہے کہ کہیں مسلمان ''لا نبی بعدہ'' سے یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اب کسی پرانے نبی کے آنے کی گنجائش بھی نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار نہ کر دیں۔ اس لئے آپ نے توجہ دلائی کہ خاتم النّبیین کہہ دینا کافی ہے۔ اس سے ہر طرح کی نبوت کی نفی ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے ''لا نبی بعدی'' کہنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس سے نزول عیسیٰ کا متواتر عقیدہ متأثر ہوسکتا ہے۔ اس توجیہہ کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذکورہ ارشاد کی کوئی اور توجیہہ ممکن ہی نہیں ہے اور مؤلف صاحب نے اپنے ''آئینہ'' میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے قول کا جو مطلب نکالا ہے وہ عقل وانصاف سے بعید اور بہتان طرازی کی بدترین مثال ہے۔ العیاذ باللہ!

علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں کتربیونت

۲۳...... مؤلف صاحب نے اپنے پیش رو مغالطہ بازوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کتابچہ کے ص ۳۱ پر مجمع البحار کے مصنف علامہ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک توضیحی عبارت نقل کی ہے اور اس میں پوری دریدہ ذہنی کے ساتھ خیانت اور بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصل عبارت میں کتربیونت کر کے اپنی مرضی کا مطلب نکالنے کی جسارت کی ہے۔ قارئین پہلے مؤلف صاحب کا کیا ہوا غلط ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور اس کے بعد صحیح ترجمہ دیکھیں۔

غلط ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جو فرمایا کہ اے مسلمانو! تم آنحضرت ﷺ کے متعلق خاتم النّبیین کے الفاظ بے شک استعمال کیا کرو لیکن ''لا نبی بعدہ'' کے الفاظ استعمال نہ کیا کرو۔ ان کی یہ بات حدیث نبوی ''لا نبی بعدی'' کے مخالف نہیں۔ کیونکہ ''لا

نبی بعدی ‘‘ کہنے سے حضور ﷺ کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔‘‘ (کتابچہ آئینہ ص۳۱)

صحیح ترجمہ:’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:’’حضرت نبی کریم ﷺ کو خاتم الانبیاء کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔‘‘حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان اس بات کو مدنظر رکھ کر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ارشاد نبوی’’لا نبی بعدی‘‘ کے مخالف بھی نہیں۔ اس لئے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو آپ کے دین کا ناسخ ہو۔‘‘ (تکملہ مجمع البحار ص۸۵)

دیکھئے! مؤلف صاحب نے درمیان سے ایک لائن (جو خط کشیدہ ہے) پوری حذف کردی ہے۔ کیونکہ اگر وہ نقل کردیتے تو سارے استدلال کی ہوا ہی نکل جاتی۔ اس لئے کہ اس سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ علامہ محمد طاہر صاحب پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی وہی توجیہہ کی ہے جو ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں۔ دوسروں کی عبارت میں اس طرح کی خیانت اور کتر بیونت کی جسارت وہی کرسکتا ہے جو شرم وحیاء اور مروت سے عاری ہو اور جس کا دامن قابل قبول استدلال سے بالکل خالی ہو۔

حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۲۴...... مؤلف صاحب نے اپنی تائید میں حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب یہ عبارت نقل کی ہے:’’**عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل فقد آتینا آل ابراهیم الکتاب وآتیناهم ملکا عظیماً جعل منهم الرسل والانبیاء والائمة فکیف یقرون فی آل ابراهیم علیہ السلام وینکرونه فی آل محمد ﷺ**‘‘

(الصافی شرح اصول کافی ج۳ص۱۱۹)

(ترجمہ از مؤلف’’آئینہ‘‘) حضرت ابوجعفر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد’’**فقد آتینا آل ابراهیم الکتاب**‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آل ابراہیم میں رسول، انبیاء اور امام بنائے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوت وامامت کا وجود آل ابراہیم میں تو تسلیم کرتے ہیں لیکن آل محمد میں ان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔

(الف) اس عبارت کے بارے میں اوّلاً تو یہی امر مشتبہ ہے کہ وہ صحیح بھی ہے یا

نہیں۔اس لئے کہ عموماً شیعہ مذہب کی روایتیں سند کے اعتبار سے نا قابل استدلال ہوتی ہیں اورشیعوں نے اپنے مزعومہ عقیدۂ امامت (جواجراء نبوت کے مترادف ہے) کے اثبات کے لئے اس طرح کی من گھڑت روایتیں رائج کر رکھی ہیں۔

(ب)اور اگر اسے صحیح بھی مان لیں تو یہ مرزائیوں کے مفید مطلب ہرگز نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ اسے صحیح ماننے کی صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس طرح آل ابراہیم میں تشریعی اور غیر تشریعی ہر طرح کی نبوت کا سلسلہ رہا۔اسی طرح کا سلسلہ آل محمد میں بھی مانا جائے۔حالانکہ خود مرزائی بھی اس کے قائل نہیں ہیں۔لہٰذا جو جواب مرزائی اس عبارت سے تشریعی نبوت کے حکم کو مستثنیٰ کرنے کے لئے دیں گے ہماری طرف سے وہی جواب غیر تشریعی نبوت کے استثناء کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا صحیح مطلب

۲۵...... کتابچہ کے ص۳۲ پر مؤلف صاحب علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں: ’’**اعلم ان مطلق النبوۃ لم ترتفع انما ارتفعت نبوۃ التشریع**‘‘ (الیواقیت والجواہر ج۳ ص۸۵)

جان لو کہ مطلق نبوت نہیں اٹھی (بند نہیں ہوئی) صرف تشریعی نبوت منقطع ہوئی ہے۔

اس عبارت کو بھی مؤلف صاحب نے سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا ہے۔

علامہ شعرانی کے ارشاد کا منشاء یہ ہے کہ نبی کی طرف جو بھی وحی آتی ہے وہ تشریعی ہی ہوتی ہے اور وہ مطلقاً بند ہو چکی ہے۔لہٰذا اب کسی کو نبی کہا ہی نہیں جاسکتا۔البتہ جو باتیں الہامات یا رؤیائے صالحہ سے معلوم ہو جائیں وہ تشریعی نہیں ہوتیں، مگر انہیں کمالات نبوت میں شمار کیا جاسکتا ہے۔اسی کو حضرت علامہ نے مطلق نبوت یعنی آثار نبوت سے تعبیر فرمایا ہے اور حضرت والا کا یہ قول دراصل ارشاد نبوی: ’’**لا یبقی بعدی من النبوۃ شئ الا المبشرات**‘‘ (کہ میرے بعد سوائے رؤیائے صالحہ کے نبوت کا کوئی جز باقی نہیں رہا) کی توجیہہ وتشریح ہے جسے مؤلف صاحب نے زبردستی غلط معنی پہنا دیئے ہیں۔ورنہ علامہ شعرانی کا عقیدہ بعینہٖ وہی ہے جو تمام اہل سنت والجماعت کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت ختم ہوگئی ہے۔

چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’من قال ان اللہ تعالٰی امرہ بشئ فذلک لیس بصحیح انما ذلک تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفتہ وذالک باب مسدود دون الناس‘‘ (الیواقیت والجواہر ج۲ ص۳۷)

جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے (براہ راست) کسی بات کا حکم دیا ہے تو یہ صحیح نہیں بلکہ شیطان لعین کا فریب ہے۔ کیونکہ حکم کلام خداوندی کی ایک قسم اور اللہ کی ایک صفت ہے اور یہ دروازہ لوگوں کے لئے بند ہو چکا ہے۔

حضرت علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ اوامر ونواہی کی وحی اب آ ہی نہیں سکتی۔ اسی کو انہوں نے نبوت تشریعی کا دروازہ بند ہونے سے تعبیر فرمایا ہے اور غیر تشریعی نبوت سے آپ صرف رؤیائے صالحہ اور مبشرات ہی مراد لیتے ہیں۔ لہٰذا ان کی اصطلاحات کو دیکھتے ہوئے مؤلف صاحب کی پیش کردہ عبارت مرزائیوں کی نہیں بلکہ اہل سنت والجماعت کے مؤقف کی تائید کرتی ہے۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا صحیح مطلب

۲۶...... ’’آئینہ‘‘ کے مؤلف نے ص۳۲ پر اپنے مدعا کے اثبات کے لئے مشہور صوفی علامہ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: (ترجمہ) ’’یہ جو گمان کیا جاتا ہے کہ خاتم النّبیین کی تاویل یہ ہے کہ آپ مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں، بھلا اس میں آپ کی کیا فضیلت وشان ہے؟ اور اس میں کون سی علمی بات ہے۔ یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔‘‘ (خاتم الاولیاء ص۳۴۱، بحوالہ آئینہ ص۳۲)

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو نقل کر کے قادیانی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ختم نبوت سے مراد آخری نبی ہونا نہیں بلکہ صرف کامل نبی ہونا ہے۔ حالانکہ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ہرگز یہ نہیں ہے بلکہ آپ کا مقصود مذکورہ قول سے صرف یہ ہے کہ بعض ناواقف اور کم فہم لوگ ختم نبوت کے معنی کو صرف آخری نبی ہونے پر منحصر کر دیتے ہیں اور اس لفظ میں جو کمال کے معنی پائے جاتے ہیں، اس سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔ جب کہ علماء محققین ختم نبوت سے آخری نبی ہونے کے ساتھ ساتھ کمال نبوت اور اتمام نبوت کے واقعی معنی بھی پیش نظر رکھتے

ہیں۔ گویا کہ گہری نظر رکھنے والے علماء کے نزدیک ’’ختم نبوت‘‘ کا لفظ کمال اور آخریت دونوں معنی کو جامع ہے اور کمال سے قطع نظر کر کے صرف ’’آخریت‘‘ کو مراد لینا سطحی نظر کی دلیل ہے۔ (الحکیم الترمذی ونظریۃ فی الولایۃ ج۲ ص۳۷۸،۳۷۹)

قادیانیوں کی طرف سے حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو منکرین ختم نبوت کی فہرست میں شامل کرنا کھلا ہوا بہتان ہے۔ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی جمہور امت کی طرح آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر سلسلۂ نبوت پوری طرح ختم ہونے کے قائل ہیں، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ کیا کسی شخص کے لئے اپنے دل کے الہامات یا حضرت خضر علیہ السلام کے ظاہری اعمال پر عمل کرنا اوران کی اقتداء کرنا درست ہے؟ تو آپ نے صاف جواب دیا کہ: ’’**لا. قد ختم اللہ تعالٰی بالرسول محمد ﷺ الرسالة ولم يبق فى الارض بعده الا الملهمون او المحدثون**‘‘

(ادب النفس ۱۱۱، بحوالہ الحکیم الترمذی ونظریۃ فی الولایۃ ص۳۷۸)

نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم محمد ﷺ پر رسالت ختم فرمادی ہے۔ آپ کے بعد اب روئے زمین پر سوائے ملہم اور محدث لوگوں کے کوئی سلسلہ باقی نہیں ہے۔

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی اس واضح عبارت کے بعد اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ آپ بھی جمہور امت کی طرح ختم نبوت سے سلسلۂ نبوت کا اختتام ہی مراد لیتے ہیں اور مؤلف کے پیش کردہ قول سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ ختم نبوت میں کمال نبوت کے معنی کو بھی اجاگر کیا جائے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار کر دیا جائے۔ **نعوذ باللہ من ذلک!**

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۲۷...... مؤلف صاحب نے ص۳۳ پر علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خاتم النّبیین کے معنی افضل النّبیین کے ہیں۔ چنانچہ مؤلف صاحب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت کا ترجمہ اس طرح لکھتے ہیں: ’’عقل تمام کی خاتم ہے اور خاتم کے لئے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے

رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے۔‘‘

مگر غور فرمایا جائے کہ:

(الف) آنحضرت ﷺ کو افضل الانبیاء ماننے سے یہ کہاں لازم آیا کہ آپ کے بعد نبوت جاری ہے اور آپ انبیاء کے سلسلہ کو ختم فرمانے والے نہیں ہیں، بلکہ آپ خاتم الانبیاء ہونے کے ساتھ ساتھ افضل الانبیاء بھی ہیں۔ واقعہ اور حقیقت یہی ہے۔ کیا مؤلف صاحب کی عقل وخرد اس حقیقت کا ادراک نہیں کرسکی یا دانستہ طور پر وہ تجاہل برت رہے ہیں۔

(ب) خود امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت خاتم النّبیین کی تفسیر فرماتے ہوئے واضح طور پر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں: ’’**ثم بین ما یفید زیادۃ الشفقۃ من جانبہ والتعظیم من جھتھم بقولہ وخاتم النّبیین وذلک لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیأ من النصیحۃ والبیان یستدرکہ من یأتی بعدہ واما من لا نبی بعدہ یکون اشفق علیٰ امتہ واھدیٰ لھم واجدیٰ اذ ھو کوالد لولدہ الذی لیس لہ غیرہ من احد**‘‘ (تفسیر کبیر ج۱۳ص۲۱۵)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد خاتم النّبیین سے اس چیز کا بیان فرمایا جس سے آنحضرت ﷺ کی جانب سے امت پر شفقت اور امت کی طرف سے آپ کی تعظیم کی زیادتی معلوم ہوتی ہے اور وہ اس وجہ سے کہ جس نبی کے بعد دوسرے نبی کی آمد کا امکان ہوتا ہے تو اگر وہ کوئی نصیحت یا ہدایت چھوڑ دے تو بعد میں آنے والا نبی اس کی تلافی کرسکتا ہے لیکن جس کے بعد کوئی نبی ہی آنے والا نہ ہو تو وہ اپنی امت پر بہت زیادہ شفیق اور اس کی ہدایت کا زیادہ مشتاق ہوگا۔ اس لئے کہ اس کی حیثیت اس والد کی طرح ہے جس کی اولاد کے لئے اس کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہوتا۔

اس واضح عبارت کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ مؤلف صاحب کی پیش کردہ مجمل اور مبہم عبارت سے حضرت علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کو ختم نبوت کا منکر قرار دیا جائے۔ یہ مؤلف صاحب کا محض دجل وفریب ہے۔ انہوں نے محض تعداد بڑھا کر دکھانے کے لئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام اس فہرست میں شامل کردیا ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تحریر سے غلط استدلال

۲۸...... شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا شمار اسلام کی ان عبقری شخصیات میں ہوتا ہے جن کے علوم ومعارف کی تہہ تک پہنچنا بڑے بڑے علماء کے بس کی بھی بات نہیں۔ ان کی کسی عبارت سے مطلب نکالنے کے لئے محض ایک جگہ سے اخذ ومطالعہ کافی نہیں بلکہ ان کی اپنی مقرر کردہ اصطلاحات کا جاننا بھی ضروری ہے۔ ان اصطلاحات اور پس منظر کو جانے بغیر شیخ اکبر کی تحریرات کو سمجھا نہیں جاسکتا۔ اسی بناء پر محققین علماء مبتدئین اور سطحی علم رکھنے والوں کو شیخ اکبر کی کتابیں نہ پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ کیونکہ اس میں گمراہی کا اندیشہ ہے۔ مثلاً ''آئینہ'' کے مؤلف صاحب نے اپنے پیشرو مغالطہ سازوں کی تقلید کرتے ہوئے شیخ اکبر کی ایک دقیق عبارت ص۳۳ پر نقل کی ہے۔ جس کا ترجمہ خود مؤلف صاحب نے اس طرح کیا ہے: ''نبوت جو آنحضرتﷺ کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ صرف شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس اب ایسی شریعت نہیں آسکتی جو آنحضرتﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دے یا آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کر دے۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ: ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت'' یعنی اب رسالت ونبوت منقطع ہوگئی ہے۔ میرے بعد نہ رسول ہے نہ نبی۔ یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو اور آئندہ جب کبھی نبی ہوگا (مؤلف کا یہ ترجمہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ شیخ کی عبارت یہ ہے: ''بل اذا کان'' یعنی ''بلکہ اگر ہوگا'' مؤلف نے ''آئندہ جب کبھی نکال کر مفہوم بدلنے کی کوشش کی ہے'') وہ میری شریعت کے تابع ہوگا۔'' (کتابچہ مذکورہ ص۳۳)

مؤلف صاحب نے شیخ اکبرؒ کی اس عبارت سے آنحضرتﷺ کے بعد غیر تشریعی نبوت جاری رہنے کا جو مفہوم نکالا ہے وہ سراسر غلط فہمی اور شیخ اکبرؒ کی مقرر کردہ اصطلاحات اور معانی سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ہم علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ کے ارشاد کے ضمن میں بتاچکے ہیں کہ ان کے نزدیک نبوت جو بھی ہوتی ہے وہ تشریعی ہی ہوتی ہے اور جس چیز کو وہ غیر تشریعی نبوت کہتے ہیں وہ نبوت نہیں بلکہ محض الہامات ہوتے ہیں جس میں اوامر ونواہی نہیں ہوتے۔ علامہ شعرانیؒ کی یہ بات شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے ہی علوم سے مستفاد ہے۔ اسی بات کو شیخ اکبر نے دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے: ''فما

بقی للاولیاء الیوم بعد ارتفاع النبوۃ الا التعریفات وانسدت ابواب الاوامر الالھیۃ والنواھی فمن ادّعاھا بعد محمد ﷺ فھو مدعی شریعۃ اوحی بھا الیہ سواء وافق بھا شرعنا او خالف''

(فتوحات مکہ ج۳ص۳۹، بحوالہ عقیدالامۃ ص۳۶۹)

پس نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اولیاء کے صرف معارف باقی رہ گئے ہیں اور اوامر ونواہی کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے بعد ان (اوامر ونواہی کے اس پر نازل ہونے) کا دعویٰ کرے تو وہ ایسی شریعت کا مدعی ہے جو اس کی جانب وحی کی گئی خواہ اس کی وحی شریعت محمدیہ کے موافق ہو یا مخالف۔

شیخ کی اس عبارت سے معلوم ہوگیا کہ جو شخص بھی آنحضرت ﷺ کے بعد کسی امر یا نہی کی وحی کا دعویٰ کرے تو شیخ کے نزدیک وہ تشریعی نبوت کا دعویٰ کرنا ہوگا جس کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے۔ اس عبارت کی روشنی میں مؤلف صاحب کو اپنے حضرت صاحب کا چہرہ ضرور دیکھ لینا چاہئے۔ اس لئے کہ ان کے حضرت صاحب نے خود ہی اقرار کیا ہے کہ ان کی وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔

ایک جگہ لکھتے ہیں: ''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خداتعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔'' (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

تو یہ فیصلہ تو بعد میں ہوگا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی غیر تشریعی نبوت کے قائل ہیں یا نہیں۔ پہلے مؤلف صاحب درج بالا عبارت کے آئینہ میں اپنے حضرت صاحب کی حیثیت متعین کریں کہ جب وہ اپنی وحی میں امر ونہی کے مدعی ہیں تو شیخ اکبر کی نظر میں ان کا یہ دعویٰ کہاں تک درست ہے؟ شیخ اکبر نے تو فتوحات مکیہ میں یہاں تک لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی شخص کو نئے سرے سے نبی کا نام دیا ہی نہیں جاسکتا۔

آپ فرماتے ہیں: ''وکذٰلک اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ فانہ زالت التشریع المنزل من عند اللہ بالوحی بعدہ ﷺ'' (فتوحات مکیہ ج۲ ص۵۸)

اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا لفظ کسی پر نہیں بولا جاسکتا کیونکہ آپ ﷺ کے بعد وحی جو تشریعی صورت میں صرف نبی پر ہی آتی ہے، ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی ہے۔

ان واضح عبارات سے یہ بات بالکل روزروشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کسی طرح کی بھی نبوت کے اجراء کے قائل نہیں۔ البتہ مؤلف صاحب کی نقل کردہ عبارت میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اشکال کا جواب اپنے انداز میں دیا ہے، جسے مؤلف صاحب غلطی سے اپنے حق میں سمجھ بیٹھے۔

اشکال یہ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے کہیں یہ مطلب تو نہیں ہے کہ آپ کی نبوت کا نفاذ ہی ختم ہوگیا ہو تو اس کا جواب شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں دیا کہ: ''آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے آپ کا مقام نبوت ختم نہیں ہوا، بلکہ صرف وحی کا تسلسل بند ہوا ہے۔ مگر کار نبوت بدستور باقی ہے اور اب یہ ذمہ داری علماء امت پر ڈالی گئی ہے کہ وہ قرآن وسنت کی اشاعت وتبلیغ کر کے کار نبوت انجام دیتے رہیں اور مشہور مقولہ ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' کا مطلب بھی یہی ہے۔''

یہ ہے اس عبارت کی اصل حقیقت جسے مؤلف صاحب نے پیش کر کے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں مؤلف صاحب کی اس دیدہ دلیری پر سخت حیرت ہے کہ ایک طرف مغالطہ دے کر شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو اپنی دلیل میں پیش کر رہے ہیں اور انہیں ''رئیس الصوفیاء'' جیسے بلند پایہ القاب سے نواز رہے ہیں۔ دوسری طرف ان کے حضرت صاحب نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم نواؤں کو ملحد اور زندیق جیسے القاب سے نوازا ہے۔ (دیکھئے مکتوب مرزا قادیانی بنام میر عباس علی) تو کم ازکم مؤلف صاحب کو اتنی تو شرم آئی ہوتی کہ وہ اپنے حضرت صاحب کے بنائے ہوئے ایک زندیق سے اپنے دعویٰ کا اثبات کرنے کی کوشش نہ کرتے۔

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا صحیح مطلب

۲۹...... مؤلف صاحب نے ص۳۴ پر اپنی حمایت میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی لاکھڑا کیا ہے کہ انہوں نے مثنوی میں ایسے اشعار کہے ہیں جن سے آنحضرت ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبوت جاری رہنے کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً آپ نے فرمایا:

فکر کن در راہ نیکو خدمتے　　تا نبوت یابی اندر امتے

(نیکی کی راہ میں خدمت میں ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت محمدیہ کے اندر نبوت مل جائے)

بہر ایں خاتم شریعت اوکہ بجود مثل اونے بودنے خواند بود

(آپ خاتم اس لئے ہوئے کہ آپ بے مثل ہیں۔ فیض رسائی میں آپ جیسا نہ پہلے کوئی ہوا ہے نہ ہوگا)

چونکہ در صنعت برد استاد است تو نہ گوئی ختم صنعت بر تواست

(جب کوئی استاد اپنی صنعت وکاریگری میں کمال پر پہنچ جاتا ہے تو کیا تو یہ نہیں کہتا کہ استاد تجھ پر صنعت وکاریگری ختم ہوگئی) (کتابچہ’’آئینہ‘‘ص۳۴)

ان اشعار میں سے اخیر کے دو اشعار کا مؤلف صاحب کے دعویٰ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ کیونکہ ان میں صرف آنحضرت ﷺ کی فضیلت اور آپ کی ختم نبوت منصبی کا ذکر ہے۔ اس سے ختم نبوت زمانی کا انکار ہرگز لازم نہیں آتا۔ اب صرف پہلا شعر رہ گیا تو اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ’’تا نبوت یابی اندر امتے‘‘ سے نبوت نہیں بلکہ کمالات نبوت اور فیضان نبوت مراد لیا ہے کہ جو شخص اعمال صالحہ اور اتباع سنت پر عامل ہوتا ہے اسے فیضان نبوت سے نوازا جاتا ہے۔ اشعار میں عموماً تشبیہات واستعارات استعمال کئے جاتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی بنیاد پر کمالات نبوت کو نبوت سے تشبیہ دی ہے۔ اس کا یہ مطلب لینا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل تھے، یہ موصوف کی ذات پر بڑا ظلم ہے۔ مولانا نے تو خود مثنوی میں بہت سی جگہوں پر کھلے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

یا رسول اللہ رسالت را تمام تو نمودی ہم چو شمس بے غمام

(مثنوی دفتر پنجم ص۳۹۸ لکھنؤ)

(اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے رسالت ونبوت کو اس طرح شرف تمام بخشا جیسے بادل کے بغیر سورج چمک رہا ہو)

آنحضرت ﷺ کی ختم رسالت کو اس سورج سے تشبیہ دینا جو بادل میں چھپا ہوا نہ ہو اس عقیدہ کا اعلان ہے کہ اب کسی چراغ کی روشنی قطعاً معتبر نہیں اور ہدایت کی روشنی اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہے۔ اگر نعوذ باللہ! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی کسی کو نبوت دیئے جانے کا عقیدہ رکھتے تو پھر آپ ﷺ کو بے غبار سورج سے تشبیہ دینے کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے۔ نیز مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں جگہ جگہ آنحضرت ﷺ کو ’’ختم الرسل‘‘

اور ’’سید آخرالزمان‘‘ کے مبارک القاب سے ذکر فرمایا ہے اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

سکۂ شاہاں ہمی گردد دگر سکۂ احمد بہ بیں تا مستقر

(مثنوی دفتر چہارم ص۳۶۲)

(بادشاہوں کے سکے بدلتے رہتے ہیں، احمد ﷺ کے سکے کو دیکھو کہ یہ اس وقت تک کے لئے ہے جب تک دنیا قائم ہے)

معلوم ہوگیا کہ اب آپ ﷺ کی نبوت کے سکہ کے علاوہ کسی کی نبوت کا سکہ چلنے والا نہیں۔ خواہ تشریعی ہو یا غیرتشریعی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ان واضح ارشادات کے ہوتے ہوئے ان پر ختم نبوت کے انکار کا الزام لگانا صریح ظلم اور بددیانتی ہے۔

شیخ عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب

۳۰...... پہلے یہ بات آ چکی ہے کہ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبی پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ بہرحال تشریعی ہوتی ہے اور وہ اوامر ونواہی پر مشتمل ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد اب اس طرح کی کسی بھی نبوت کا دروازہ قطعاً بند ہوچکا ہے۔ یہی بات شیخ عبدالکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں تحریر فرمائی ہے:

’’فانقطع حکم نبوة التشریع وکان محمد ﷺ خاتم النّبیین لانه جاء بالکمال ولم یجیٔ احد بذلک‘‘ (الانسان الکامل ص۹۸، بحوالہ کتابچہ آئینہ ص۳۴)

پس تشریعی نبوت کا حکم منقطع ہوگیا اور آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین قرار پاگئے۔ کیونکہ آپ کامل شریعت لے کر تشریف لائے ہیں اور دوسرا کوئی نبی ایسی کامل شریعت نہیں لایا۔

شیخ کی یہ عبارت ختم نبوت کی کھلی دلیل ہے اور اس سے اہل سنت والجماعت کے اس مؤقف کی بھرپور تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی طرح کی بھی نبوت کا موقع نہیں اور نہ ضرورت ہے۔ اس لئے کہ: ’’کمال نبوت‘‘ کے بعد کسی نبی کی ضرورت ماننا دعویٰ کمال کے منافی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ مؤلف قادیانی نے شیخ کی مذکورہ عبارت خواہ مخواہ اپنی تائید میں کیوں پیش کردی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیش رو مغالطہ بازوں کی اندھی تقلید میں ایسے محو ہیں کہ انہیں احساس ہی نہیں ہورہا ہے کہ دلیل ان کے حق میں جارہی ہے یا خود ان ہی کے لئے دردسر بن رہی ہے۔ ببیں عقل ودانش بباید گریست!

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۳۱...... مؤلف صاحب نے ص ۳۵ پر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں سے ایک عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے زبردستی انہیں اپنا ہم نوا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ پہلے مؤلف صاحب کا پیش کردہ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں: ''خاتم الرسل (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبعوث ہونے کے بعد خاص متبعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور وراثت کمالات نبوت کا حامل ہونا، آپ کے ختم الرسل ہونے کے منافی نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے۔ اس میں شک مت کرو۔'' (مکتوب نمبر۳۱ ج۱ ص۴۳۲)

حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں:

(الف) حضرت نے اس میں صرف یہ ثابت فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بعض کمالات نبوت یعنی اجزائے نبوت امت کے افراد میں پائے جاسکتے ہیں اور اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ظاہر ہے کہ اثر تو اس وقت پڑتا جب کہ بعض کمالات کے حامل کو نبی کہا جاتا۔ جب محض ان کمالات کے حصول سے کوئی نبی نہیں بن سکتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اپنی جگہ پر برقرار ہے تو اس عبارت میں خود حضرت مجدد صاحب نے اس طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ بعض کمالات نبوت سے متصف شخص پر نبوت کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ان اللہ رفیق یحب الرفق (بخاری ومسلم)'' یعنی اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے اور نرمی کو پسند بھی فرماتا ہے تو اگر کسی شخص میں نرمی کی صفت پائی گئی تو یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ صفت کو اپنا لیا۔ لیکن اسے محض نرمی کی صفت سے متصف ہونے کی وجہ سے خدائی کے منصب پر فائز نہیں کیا جاسکتا۔ یہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور امت کے افراد کے کمالات کے درمیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات، اخلاق فاضلہ اور صفات حمیدہ کی جھلک امت کے افراد میں پائی جاتی تو ممکن ہے مگر یہ چند صفات نبوت تک نہیں پہنچا سکتیں۔ اس لئے امت میں ان صفات میں سے کسی کا یا بعض کا پایا جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت کے منافی نہیں ہے۔

(ب) حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعدد مکتوبات میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ

بعض کمالات نبوت حضرات صحابہ کرام ؓ، تابعین اور مجددین کو بفضل خداوندی حاصل رہے ہیں۔ خود اسی مکتوب میں جہاں سے مؤلف صاحب نے حضرت کی عبارت سیاق وسباق سے ہٹا کر نقل کی ہے، یہ صراحت موجود ہے کہ یہ بعض کمالات نبوت حضرات صحابہ ؓ اور اکابر تابعین ؒ کو بواسطہ پیغمبر آخرالزمان ﷺ عطاء ہوئے ہیں۔ (مکتوبات ج۱ ص۴۳۲،۴۳۴)

حالانکہ ان صحابہ ؓ اور تابعین ؒ کو آج تک کسی نے نبی نہیں کہا تو معلوم ہو کہ حضرت مجدد صاحب ؒ ان بعض کمالات نبوت کے حامل کو نبی نہیں مانتے اور آپ کی یہ عبارتیں کسی طرح بھی مؤلف صاحب کے لئے مفید مطلب نہیں ہیں۔ حضرت مجدد صاحب ختم نبوت کے بارے میں اپنے واضح عقیدہ کا اعلان اس طرح فرماتے ہیں: ''اوّل انبیاء حضرت آدم است علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات وآخر شان وخاتم نبوت شان حضرت محمد رسول اللہ است علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات'' (مکتوبات ص۳۵، دفتر۳)

یعنی سب سے پہلے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور نبیوں میں سب سے آخر اور ان کی نبوت ختم فرمانے والے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

ایسی واضح اور صریح عبارت کے باوجود حضرت مجدد صاحب کی طرف یہ بات منسوب کرنا کہ آپ نعوذ باللہ! آنحضرت ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے قائل تھے، آپ پر بدترین بہتان اور افتراء ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ پر افتراء

۳۲...... بے شرمی اور ڈھٹائی کی بھی حد ہوگئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیت کی نحوست ہی یہ ہے کہ اس کے دام فریب میں آ کر انسان کی شرم وحیاء اور انسانی مروّت بالکل ہی مردہ ہو جاتی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ''آئینہ'' کے مؤلف صاحب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کو ہرگز اپنی حمایت میں لاکھڑا نہ کرتے۔ حیرت ہے کہ جس شخصیت کی تصانیف میں جابجا آنحضرت ﷺ کے بعد ہر طرح کی نبوت ختم ہو جانے کا نہ صرف اعلان ہے بلکہ اس بارے میں تاویل کرنے والے تک کو بھی کافر کہا گیا ہے، اس شخصیت پر یہ الزام لگایا جارہا ہے کہ وہ نعوذ باللہ! آنحضرت ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبوت کے جاری ہونے کے قائل تھے اور

اس پرطرہ یہ کہ ان کی ایک عبارت کے اپنی طرف سے ایسے معنی بیان کئے جارہے ہیں جو ان کی تصریحات کے بالکل برخلاف ہیں۔ چنانچہ مؤلف صاحب ترجمہ میں کس طرح بددیانتی کرتے۔اس کو ملاحظہ کریں، حضرت شاہ صاحب کی اصل عبارت یہ ہے:''**ختم به النبیون، ای لا یوجد من یأمره الله سبحانه بالتشریع علی الناس**'' (تفہیمات ج۲ص۷۲)

اس عبارت کا ترجمہ مؤلف صاحب نے کتابچہ کے ص۳۵ پر اس طرح کیا ہے: ''نبی کریم ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور کرے یعنی نئی شریعت لانے والا نبی نہ ہوگا۔''

اس ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ: ''یعنی نئی شریعت...... الخ!'' مؤلف صاحب نے اپنی طرف کے بڑھا کر حضرت شاہ صاحب کی عبارت کو ایسے معنی پر محمول کرنے کی کوشش کی ہے کہ جو حضرت شاہ صاحب کے منشاء کے مخالف ہیں اور ترجمہ میں یہ اضافہ اور اس سے نکالا گیا۔غلط مفہوم حضرت شاہ صاحب پر بہتان ہے اصل بات یہ ہے کہ نبی پر جو بھی وحی آتی ہے وہ تشریعی ہی ہوتی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جسے تشریع نہ دی گئی ہو، خواہ وہ تشریع سابق ہو یا تشریع جدید، منسوب اسی نبی مبعوث کی طرف ہوتی ہے۔اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا:''**ولکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجاً** (المائدہ:۴۸)'' ﴿اور تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی۔﴾

اس کی تفسیر فرماتے ہوئے امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:''**یدل علی انه یجب ان یکون کل رسول مستقلاً بشریعة خاصة وذلک ینفی کون امة احد الرسل مکلفة بشریعة الرسول الآخر**'' (تفسیر کبیر ج۱۲ص۱۴)

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ ہر رسول ایک خاص شریعت کے ساتھ مستقل ہوتا ہے اور اس سے اس بات کی نفی ہو جاتی ہے کہ کسی رسول کی امت دوسرے رسول کی شریعت کی مکلّف بنائی جائے۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ جو بھی نبی ہوگا، اس پر وحی تشریعی ضرور آئے گی۔خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے زمانہ میں مستقل صاحب شریعت نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔لیکن نبی آخرالزمان حضرت ﷺ کی بعثت کے بعد تمام سابق شریعتیں منسوخ ہوچکیں اور آپ کی بعثت چونکہ آخری بعثت ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کسی اور کو تشریع یعنی نبوت سے سرفراز نہ فرمائے گا۔

حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو پہلے صاحب شریعت نبی بن چکے ہیں، وہ بھی جب تشریف لائیں گے تو شریعت محمدی کے پیروکار بن کر آئیں گے۔ اسی تفصیل کو سامنے رکھ کر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا ہے۔ اب بعض وہ صریح عبارتیں ملاحظہ فرمائیں جن میں حضرت شاہ صاحب نے صراحۃً ختم نبوت کے عقیدہ کا اثبات فرمایا ہے اور اس میں ریشہ دوانی کرنے والوں پر نکیر فرمائی ہے۔ حضرت شاہ صاحب ایک جگہ فرماتے ہیں:

(۱)’’اقول فالنبوۃ انقضت بوفاۃ النبی ﷺ‘‘ (حجۃ اللہ البالغہ ج۲ص۲۱۲)

میں کہتا ہوں کہ نبوت آنحضرت ﷺ کی وفات حسرت آیات پر ختم ہوگئی۔

اور ایک جگہ بہت قوت کے ساتھ غیر نبی میں نبی کی خاص صفات (عصمت اور مطاع ہونا) ثابت کرنے پر نکیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(۲)’’اوقال ان النبی ﷺ خاتم النبوۃ ولکن معنی ھٰذا الکلام انه لا یجوز ان یسمی بعدہ احد بالنبی واما معنی النبوۃ وھو کون الانسان مبعوثاً من اللہ تعالٰی الی الخلق مفترض الطاعۃ معصوماً من الذنوب ومن البقاء علٰی الخطاء فیما یری فھو موجود فی الائمۃ بعد فذلک ھو الزندیق‘‘ (المسویٰ شرح المؤطا ج۲ص۱۱۰)

یا یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین تو ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی کے نام سے نہیں پکارا جائے گا۔ رہا نبوت کا مفہوم یعنی انسان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی جانب (ہدایت کے لئے) مبعوث ہونا، اس کا واجب الطاعت ہونا اور اس کا گناہوں اور اپنی رائے میں غلطی پر قائم رہنے سے محفوظ ہونا تو یہ مفہوم آنحضرت ﷺ کے بعد ائمہ میں پایا جاتا ہے۔ (جیسا کہ شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے) تو وہ (مذکورہ عقیدہ رکھنے والا) زندیق ہے۔

نیز حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف تفہیمات (ج۲ ص۱۹۸) میں آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو دجالوں میں شمار فرمایا ہے تو اگر مؤلف صاحب کو حضرت شاہ صاحب کی تحریرات ونظریات پر واقعی اعتماد ہے تو شاہ صاحب کی صراحت کے آئینہ میں پہلے اپنے ’’مقدس حضرت صاحب مدعی نبوت‘‘ کا مرتبہ متعین کریں کہ وہ دجال ہیں یا کوئی اور؟ پھر آگے بحث کی جسارت کریں۔

حضرت علامہ عبدالحئیؒ لکھنوی اور مولانا نورالحسن خان پر الزام

۳۳...... اپنے حمایتیوں کی فہرست میں اضافہ کے لئے مؤلف صاحب نے حضرت علامہ عبدالحئی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا نورالحسن خان کی ایک ایک عبارت نقل کی ہے، جن سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ: ''وہ دونوں حضرات آنحضرت ﷺ کے بعد نئی شریعت والے نبی کا آنا محال سمجھتے تھے، مطلق نبی آنا ممنوع نہ سمجھتے تھے۔''

حالانکہ ان دونوں حضرات کی یہ تحریریں آخر زمانہ میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہیں اور ان میں کہیں بھی دور دور تک اس کا شائبہ نہیں ہے کہ وہ حضرات آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ یہ مؤلف صاحب اور ان کے ہمنوا مرزائیوں کی کھلی ہوئی بے غیرتی ہے کہ وہ ان حضرات پر خواہ مخواہ اپنی ہمنوائی کا الزام رکھ رہے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحئیؒ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدۂ ختم نبوت کا واشگاف اعلان اس طرح فرمایا ہے: ''جاننا چاہئے کہ ہر عاقل پر واجب ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور آپ اب بھی رسول ہیں اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کسی کا نبی بننا جائز نہیں اور جو آج ہمارے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔'' (عربی سے ترجمہ، مجموعہ فتاویٰ عبدالحئی ج۱ ص۹۹، بحوالہ ختم نبوت و بزرگان امت ص۹۶)

مؤلف صاحب کو چاہئے کہ وہ حضرت مولانا عبدالحئیؒ صاحب کی مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں پہلے اپنے حضرت صاحب کی تصویر دیکھیں اس کے بعد مولانا کو اپنا ہمنوا بنانے کی جرأت کریں۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی تحریر کا صحیح مفہوم

۳۴...... حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم و معارف سے سرفراز فرمایا تھا جن کو سمجھنا بھی ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ کی دقّتِ نظر، علمی گہرائی اور گیرائی ضرب المثل ہے۔ آپ نے اپنی تصانیف میں اسلام کے جس اصولی یا فروعی مسئلہ پر کلام کیا ہے، اس کی تحقیق و تدقیق کا حق ادا کیا ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ آپ نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے پر نہ صرف ناقابل تردید ثبوت پیش کئے ہیں بلکہ اس

موضوع کے ایسے گوشوں پر بھی روشنی ڈالی ہے جو سطحی نظر رکھنے والوں کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آپاتے۔ آپ نے اس کتاب میں ختم نبوت پر جو بحث فرمائی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا تین اعتبارات سے ہے۔

(۱)خاتمیت ذاتی مرتبی: یعنی زمانہ اور مکان کی قید سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ کا ختم نبوت کے مرتبہ پر فائز ہونا، جس کو حدیث: ''کنت نبیا و آدم بین الماء والطین'' میں بیان فرمایا گیا ہے۔

(۲)خاتمیت مکانی: یعنی ساتوں زمینوں میں نبوت ورسالت کا تسلسل تسلیم کر لینے کی صورت میں آنحضرت ﷺ کا زمین کے تمام طبقات کے انبیاء کا خاتم ہونا۔

(۳)خاتمیت زمانی: یعنی آنحضرت ﷺ کا تمام انبیاء کے آخر میں مبعوث ہونا۔

پھر حضرت حجۃ الاسلام نے عقلی اور نقلی دلائل سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مذکورہ تینوں اعتبارات سے خاتم النّبیین تھے اور پھر ان تینوں مراتب میں آپ کی ''خاتمیت ذاتی مرتبی'' ہی آپ کی افضلیت کی اصل بنیاد ہے اور ''خاتمیت مکانی'' اور ''خاتمیت زمانی'' آپ کی ''خاتمیت ذاتی و مرتبی'' کے لوازم میں سے ہیں۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی فضیلت محض اسی وجہ سے ہی نہیں ہے کہ آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر خود آپ ﷺ اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے زمان ومکان کی قید سے بالاتر ہو کر خاتمیت نبوت سے متصف ہیں۔

حضرت حجۃ الاسلام کا یہ نکات آفریں مضمون چونکہ اپنے اندر بہت گہرائی لئے ہوئے تھا اور عوام کے لئے اس اعتبار سے نامانوس بھی تھا کہ لوگ عموماً ''خاتم النّبیین'' کا مفہوم بیان کرتے وقت صرف ''خاتمیت زمانی'' پیش نظر رکھتے ہیں اور ''خاتمیت ذاتی و مرتبی'' کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ اس لئے حضرت والا نے عمومی کوتاہ نظری کو دور کرتے ہوئے بطور تمہید یہ الفاظ تحریر فرمائے: ''عوام کے خیال میں تو آنحضرت ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (یہاں بالعرض فضیلت کا انکار نہیں اس لئے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ حضرت نفس فضیلت کی نفی مقصود ہے جو بالکل ظاہر ہے۔ مرتب) پھر مقام مدح میں ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم

الــنّبیین ‘‘فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں! اگر وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح میں قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے، مگر جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی...... الخ!‘‘

(تحذیر الناس ص۳)

اس کے بعد حضرت نے موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کی بحث چھیڑی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ موصوف بالذات کا قصد موصوف بالعرض کے آنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے سورج میں روشنی ذاتی ہے اور دیگر چیزوں میں روشنی اسی سے مستعار ہے تو سورج روشنی سے موصوف بالذات ہوگا اور اس کے علاوہ جتنی چیزیں اس کے واسطے سے روشن ہوں گی، وہ سب روشنی سے موصوف بالعرض ہوں گی۔ پھر حضرت نے نہایت وضاحت سے اس کا انطباق ان الفاظ میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فرمایا ہے: ’’سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سواء آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض، اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر یہ سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔ غرض جیسے آپ نبی الامم ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں۔‘‘ (تحذیر الناس ص۴)

اس کے بعد آپ نے خاتمیت ذاتی پر ناقابل تردید دلائل پیش فرمائے ہیں اور اس اہم علمی گوشے کو اتنا واضح فرمادیا ہے کہ اس میں کسی اجمال کی گنجائش ہی باقی نہیں چھوڑی ہے۔ مگر یہ سب تمہیدی گفتگو ہے۔ تحذیر الناس لکھنے کا اصل سبب یہ پیش آیا تھا کہ ایک صاحب نے حضرت حجۃ الاسلام صاحب کے پاس یہ سوال بھیجا کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول کتب تفسیر میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں بنائیں اور ہر زمین میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں مانع ہے یا مانع نہیں ہے...... الخ!

اسی سوال کا جواب دینے کے لئے حضرت والا نے یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا اور اس جواب کی تمہید میں خاتمیت ذاتی اور زمانی کی بحث کی تھی۔ اس کا جواب حضرت نے خلاصہ کے طور پر اس طرح دیا کہ: ’’اثر مذکور مؤید و مثبت معنی خاتم النّبیین ہے نہ مخالف۔‘‘

اور پھر اس کی وضاحت اس طرح فرمائی: ’’برتقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور

میں قدر نبوی ﷺ میں کچھ افزائش نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل ہو تو بعد اس کے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اوّل کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر در صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم ونوح وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد ﷺ کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے۔ ہاں! اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا ہیچ مداں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا (دوگنا) مثبت خاتمیت ہے۔ معارض ومخالف خاتم النّبیین نہیں۔'' (تحذیر الناس ص۲۷،۲۸)

حضرت کی اس عبارت کو بار بار پڑھئے اور درج ذیل امور کو مدنظر رکھئے۔

(الف) یہ عبارت حضرت ابن عباس ؓ کے مذکورہ اثر سے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس سوال سے قطع نظر کر کے جوابی عبارت کو سمجھا نہیں جاسکتا۔

(ب) اس عبارت کے خط کشیدہ الفاظ میں حضرت نے صرف ختم نبوت ذاتی ومرتبی سے بحث فرمائی ہے جواب کے اس جز میں ختم نبوت زمانی کی بحث ہی نہیں ہے۔

(ج) حضرت کا یہ فرمانا کہ اگر بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو...... الخ! محض سمجھانے کے لئے ایک فرضی صورت ہے، جس پر ''اگر'' اور ''بالفرض'' کے الفاظ صراحۃً دلالت کررہے ہیں، اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت حجۃ الاسلام آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے امکان کے قائل ہیں۔

مؤلف صاحب کا بدترین مغالطہ

مرزائی مغالطہ باز کافی عرصہ سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ کی عبارات میں کتر بیونت کر کے عوام کو یہ دھوکہ دیتے رہے ہیں کہ حضرت نانوتوی قدس سرہ ختم نبوت زمانی کے قائل نہیں تھے۔ چنانچہ قادیانی مؤلف صاحب نے بھی اس ڈگر پر چلتے ہوئے ''آئینہ'' کے ص۳۶، ۳۷ پر تحذیر الناس کی عبارتیں (جو ابھی ہم نے اس سے پہلے پیراگراف میں نقل کی ہیں اور جن پر خط کھینچا ہوا ہے) سیاق وسباق سے کاٹ کر نقل کی ہیں۔ حالانکہ ان کی حقیقت ابھی ہم بتلا چکے ہیں کہ اس کا ختم نبوت زمانی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ وہ تو حضرت نے بالکل نئے گوشے سے بحث فرمائی ہے اور حضرت ختم نبوت زمانی کے اسی طرح پر جوش قائل ہیں جس طرح پوری امت قائل رہی ہے اور آپ نے خود ''تحذیر الناس'' میں جگہ جگہ ختم نبوت زمانی کو مدلل انداز میں ثابت فرمایا ہے اور ختم نبوت زمانی کو آیت خاتم النّبیین کا مدلول مطابقی قرار دیا ہے۔ (تحذیر الناس ص۹)

نیز آپ کی دیگر تصنیفات میں بھی ختم نبوت زمانی کا صریح اعلان ملتا ہے۔ مثلاً ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے ہیں:

(۱) ''اپنا دین وایمان ہے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں۔'' (مکتوبات حضرت نانوتوی ص۱۰۳)

(۲) خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں، بلکہ یہ کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ (جواب محذورات ص۵۰)

(۳) حضرت خاتم المرسلین کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔

(جواب محذور اوّل ص۳)

(۴) اگر خاتم کو مطلق دیکھئے تو پھر خاتمیت مرتبی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں ثابت ہو جائے گی۔ (جواب محذورات ص۳۷)

(۵) خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے۔ ناحق تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔

(جواب محذورات ص۳۹)

حضرت کی ایسی واضح ترین عبارات کی موجودگی میں مرزائیوں کا یہ الزام لگانا کہ

حضرت نانوتوی قدس سرہ اجراء نبوت کے قائل تھے۔ ایسا بدترین جرم ہے جس کی تلافی کی کوئی شکل نہیں۔ مگر مرزائی اپنی بے غیرتی، بے شرمی اور بے حیائی کی وجہ سے اس جرم کے ایسے خوگر ہوگئے ہیں کہ جہاں ذرا سا بہانہ ملتا ہے۔ بس حضرت نانوتوی ؒ کی عبارتیں پیش کر کے ان پر وہی الزام دوہرا دیتے ہیں۔ آج تک سینکڑوں مرتبہ زبانی اور تحریری طور پر اس کا جواب دیا جاچکا ہے۔ لیکن یہ مرزائی اپنی ہرزہ سرائی سے باز نہیں آتے اور اپنی بدخصلتی کا اظہار کرتے ہی رہتے ہیں۔

مؤلف صاحب نے ص۳۶ پر حضرت نانوتوی ؒ کے مباحثہ شاہ جہانپور کی بھی ایک عبارت نقل کی ہے۔ اس کا تعلق بھی خاتمیت ذاتی ومرتبی سے ہے۔ خاتمیت زمانی سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں۔ خود حضرت کے الفاظ بھی اسی طرف مشیر ہیں۔ مگر محض مغالطہ دینے کے لئے مؤلف صاحب نے وہ عبارت نقل کر دی ہے۔

ملاحظہ فرمائیے حضرت فرماتے ہیں: ’’انبیاء بوجہ احکام رسانی مثل گورنر وغیرہ نواب خداوندی ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا حاکم ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ جیسے عہد ہائے ماتحت میں سب سے اوپر عہدہ گورنری یا وزارت ہے اور سواء اس کے اور سب عہدے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اوروں کے احکام کو وہ توڑ سکتا ہے۔ اس کے احکام کو اور کوئی نہیں توڑ سکتا اور وجہ اس کی یہی ہوتی ہے کہ اس پر مراتب عہدہ جات ختم ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر کوئی عہدہ یا مرتبہ ہی نہیں جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے۔‘‘

(مباحثہ شاہ جہانپور ص۲۴،۲۵)

قارئین خود غور فرمائیں اس عبارت میں ختم نبوت زمانی کا انکار کہاں ہے، اس میں تو صرف خاتمیت ذاتی سے بحث کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ عبارت مؤلف صاحب اور ان کے ہم نواؤں کے لئے قطعاً مفید نہیں ہے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب پر جھوٹا الزام

۳۵...... مؤلف صاحب ص۳۷ پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب کی درج ذیل عبارت نقل کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ حضرت قاری صاحب نے فرمایا ہے:

’’حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی۔ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ ﷺ کے سامنے آ گیا، نبی ہو گیا۔‘‘ (آفتاب نبوت ص۸۲)

حضرت قاری صاحب کی یہ عبارت مؤلف صاحب نے سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کی ہے۔ حضرت قاری صاحب نے یہ بات ختم نبوت ذاتی کی تشریح کرتے ہوئے فرمائی ہے کہ جب آپ کو نبوت سے اللہ تعالیٰ نے بالذات متصف کیا تھا تو بقیہ تمام انبیاء کو نبوتیں آپ ﷺ کے توسط سے عطاء کی گئیں۔ اسی اعتبار سے حضرت قاری صاحب نے آپ ﷺ کو نبوت بخش فرمادیا۔ اس سے ہرگز یہ مقصود نہیں ہے کہ نعوذ باللہ! سلسلۂ نبوت ختم ہو جانے کے بعد بھی آپ کی بخشش سے کوئی شخص مقام نبوت پر فائز ہو سکتا ہے اور اگر کوئی اس عبارت سے یہ مطلب نکالتا ہے تو حضرت قاری صاحب پر زبردست بہتان باندھنے والا ہے اور یہ عبارت مؤلف صاحب کے لئے اس لئے بھی مفید نہیں ہے کہ حضرت قاری محمد طیب صاحب نے ۱۹۵۶ء میں جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس عام منعقدہ سورت کے موقع پر قادیانیوں کی تکفیر اور ان کے مقاطعہ سے متعلق جمعیۃ علماء ہند کے واضح فتویٰ پر تائیدی دستخط فرمائے تھے اور آپ آخری عمر تک اپنے خطابات ومواعظ میں نہایت خوبصورت انداز میں آنحضرت ﷺ کی ختم رسالت پر روشنی ڈالتے رہے تو جو شخص پوری زندگی قادیانیوں کی تکفیر کا اعلان کرتا رہا۔ حیرت ہے کہ مؤلف صاحب نے اسی کو اپنے حمایتیوں کی فہرست میں داخل کر لیا ہے۔ شاید دنیا میں اس سے بڑی بے غیرتی کی کوئی مثال نہ مل سکے۔

چوری اور سینہ زوری

۳۶...... مؤلف صاحب نے جن بزرگان امت پر بہتان تراشیاں کی ہیں۔ ان کی حقیقت گزشتہ اوراق میں آ چکی ہے اور حقائق کی روشنی میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مرزائیوں کا یہ دعویٰ قطعاً غلط اور کھلا ہوا فریب ہے کہ امت کے مجددین آنحضرت ﷺ کے بعد نعوذ باللہ! نبوت کے جاری ہونے کے قائل رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی مؤلف صاحب اپنی چوری اور سینہ زوری کا ثبوت کیسے پیش کرتے ہیں۔ ذرا ملاحظہ تو کریں۔ کتابچہ کے ص۳۷ پر حوالہ جات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’یہ وہ متعدد حوالہ جات ہیں جن سے خاتم النّبیین کے بارے

میں امت کا نظریہ اور عقیدہ کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ امت مسلمہ آیت: ’’خاتم النّبیین‘‘ اور حدیث: ’’لانبی بعدی‘‘ کا مفہوم یہی سمجھ رہی ہے کہ:

(۱) آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نئی شریعت والا اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرنے والا نہیں آسکتا۔

(۲) آنحضرت ﷺ کے بعد امتی نبی کے ظہور سے خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ کیونکہ ایسا نبی شریعت محمدیہ کے ماتحت ہوگا۔

(۳) آنحضرت ﷺ کے بعد جو بھی نبی آئے گا وہ محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام اور آپ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔ آپ کی شریعت میں نہ کوئی کمی کر سکے گا نہ زیادتی۔

(۴) امت مسلمہ کے عقیدہ کے مطابق اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ (یعنی نئی شریعت) ساتھ رکھتی ہو۔‘‘

مؤلف صاحب نے مذکورہ تبصرہ میں امت مسلمہ کا مؤقف بیان کرنے میں نہایت دجل وفریب سے کام لیا ہے اور گول مول الفاظ لکھ کر اپنی مطلب براری کی کوشش کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ صفحات میں بتایا جاچکا ہے کہ پوری امت مسلمہ اور سبھی بزرگان امت یہ واضح عقیدہ رکھتے ہیں کہ: ’’رسول اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ کے بعد اب کسی بھی شخص کو (جو آپ سے پہلے سے نبی نہ ہو) مقام نبوت پر فائز نہیں مانا جاسکتا۔‘‘ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لائیں گے اور ان کی تشریف آوری اس لئے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہ ہوگی کہ انہیں نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہی نبوت سے سرفراز کیا جاچکا ہے۔ گویا کہ یوں کہئے کہ امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ: ’’آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا دروازہ بند ہے۔‘‘ مگر مؤلف صاحب زبردستی مجمل جملے ’’امتی نبی کے ظہور سے خاتمیت پر فرق نہیں پڑتا۔‘‘ ’’آپ کے بعد جو بھی نبی آئے گا...... الخ!‘‘ ’’نئی شریعت کا دروازہ بند ہے‘‘ لکھ کر یہ تأثیر دینا چاہتے ہیں کہ امت مطلقاً غیر تشریعی نبوت کے جاری رہنے کی قائل رہی ہے۔ حالانکہ یہ بالکل سو فیصد جھوٹ ہے۔ امت مسلمہ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جو آپ ﷺ سے پہلے نبی ہیں) کی تشریف آوری کے کسی نئے نبی کی آمد کو ہرگز جائز اور ممکن نہیں سمجھتی اور اس عقیدہ کو اسلام کے بالکل خلاف سمجھتی ہے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

۳۷...... اور آگے چل کر مؤلف صاحب علماء دیوبند پر کیسی بے شرمی سے نزلہ اتارتے ہیں۔ دیکھئے، لکھتے ہیں: ’’نبی اکرم ﷺ سے لے کر آج تک کے مستند علماء کے حوالوں کو دیکھ کر قارئین خود فیصلہ کریں کہ ان خود ساختہ اسلام کو پیش کرنے والے علماء دیوبند کی باتوں میں کہاں تک صداقت ہے۔ ان کو تو اندھی عداوت میں اس بات کا بھی خیال نہیں رہا کہ جن باتوں پر یہ فتویٰ عائد کررہے ہیں، وہ تمام باتیں اور تمام عقائد ان کے بزرگوں کے ہیں۔ اگر یہ علماء تھوڑی سی بھی حیاء سے کام لیتے تو کم ازکم اپنے بزرگوں (مکرم مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا قاری محمد طیب صاحب مرحوم) کو ہی بخش دیتے۔‘‘ (آئینہ ص۳۸)

شیطان بھی شاید اتنی صفائی سے جھوٹ نہ بول سکے اور شرمندہ ہوکر منہ چھپالے مگر مؤلف صاحب کی جرأت اور جسارت واقعی قابل داد ہے کہ پہلے ہمارے ہی بزرگوں پر بہتانوں کا طومار باندھا پھر انہی بہتانوں کو حقیقت کے درجہ میں رکھ کر الٹا ہمیں ہی مجرم بنادیا۔ اس عبارت میں قارئین کو غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے تو قارئین کرام پہلے بزرگوں پر بہتان اور ان کی حقیقت پر جب نظر ڈالیں گے۔ یعنی ’’آئینہ‘‘ کے قارئین کو جب ’’حقیقت کا آئینہ‘‘ دکھایا جائے گا تو وہ خود ہی اس نتیجہ تک پہنچ جائیں گے کہ حیادار کون ہے اور بے شرمی اور بے غیرتی کس کا مقدر ازلی ہے۔ ہمیں الگ سے بتانے کی بھی ضرورت نہ رہے گی کہ علماء دیوبند کیوں باحیا ہیں اور مؤلف صاحب کیسے بے حیاء ہیں؟

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر بہتان

۳۸...... ابھی تک تو معاملہ صرف بزرگان امت تک بہتانوں کا چل رہا تھا۔ آگے تو مؤلف صاحب نے حد ہی کردی کہ اللہ رب العزت اور حضرت خاتم النّبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھی یہ بہتان لگادیا کہ انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری رہنے کا اعلان کیا ہے۔

مؤلف صاحب کی بدترین جھوٹ پر مبنی ذیل کی عبارت ملاحظہ کریں: ’’ایک طرف اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے عہد لے رہا ہے کہ نبی یا رسول آئے تو تم نے اس کی تصدیق کرنی ہے اور اپنی امت کو پابند کر کے جانا ہے کہ وہ اس کو تسلیم کرے اور مدد فرمائے۔ پھر شارع اسلام محمد عربی ﷺ خود امت کو آگاہ کریں کہ تمہارے بگاڑ کے وقت تمہارے اندر نبی آئے گا۔ نہ

صرف ایک بار بلکہ چار مرتبہ اسی لفظ کا استعمال کریں۔ (مسلم باب شدۃ الزمان) پھر اس وقت سے لے کر آج تک علماء سلف بشمول بزرگ وجید علماء دیوبند اسی عقیدہ کی توثیق کریں۔''

(کتابچہ آئینہ ص ۳۸)

(الف) مؤلف صاحب کو چیلنج ہے کہ وہ پورے قرآن کریم میں ایک بھی ایسی آیت دکھائیں جس میں اللہ تعالیٰ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آئندہ نبی کی تصدیق کے بارے میں عہد لینا مذکور ہو۔

(ب) اگر وہ آیت ''میثاق انبیاء'' پیش کریں گے تو اس کا ہم واضح جواب پہلے دے چکے ہیں کہ نہ صرف علماء اسلام بلکہ خود مؤلف صاحب کے ''حضرت صاحب'' بھی اسی کے قائل ہیں کہ اس آیت میں انبیاء سے جس رسول کی تصدیق کا اقرار کرایا گیا ہے، اس سے صرف حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات ہی مراد ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۳۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۴)

لہٰذا یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ سے آگے آنے والے کسی نئے نبی کے بارے میں تصدیق کا کوئی عہد نہیں لیا گیا بلکہ یہ عہد صرف پہلے انبیاء سے لیا گیا ہے۔ مؤلف کا اللہ تعالیٰ کے حضور اقدس ﷺ سے اس طرح کے عہد لینے کا دعویٰ ایسا جھوٹ ہے کہ اگر اس پر ایک سیکنڈ کے لئے اعتماد بھی کر لیا جائے تو اس کی وجہ سے مؤلف کے ''حضرت صاحب'' بھی جھوٹے قرار پاتے ہیں۔ اب مؤلف صاحب کو اختیار ہے کہ وہ خود جھوٹے بنیں یا ''حضرت صاحب'' کو جھوٹا بنائیں۔

(ج) نیز مؤلف صاحب نے ''مسلم باب شدۃ الزمان'' کا حوالہ دے کر ایک روایت نقل کی ہے۔ مسلم شریف میں کہیں ''باب شدۃ الزمان'' کے عنوان سے کوئی باب ہی نہیں ہے۔ محض دھوکہ دینے کے لئے یہ حوالہ نقل کیا گیا ہے۔

(د) اور اگر روایت صحیح بھی ہو تو اس کا تعلق متواتر اور مشہور روایت کے مطابق صرف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے ہے۔

مسلم شریف میں روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً مقسطاً فیکسر الصلیب...... الخ! (مسلم شریف ج ۱ ص ۸۷) ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ عنقریب ضرور

تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام منصف حاکم بن کر تشریف لائیں گے۔ پس صلیب توڑ دیں گے۔

غالباً اس واضح حدیث کو مؤلف صاحب نے توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اور اس سے اپنی مطلب براری کی ناکام کوشش کی ہے۔

(ہ) اور بزرگوں کی توثیق کا جو ذکر مذکورہ عبارت میں کیا گیا ہے وہ بھی محض فریب ہے جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں آچکی ہے۔

کفر کہاں جائے گا؟

۳۹...... علماء حق نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی تکفیر کا جو فتویٰ دیا ہے وہ برابر قادیانیوں کے لئے سوہان روح بنا رہتا ہے اور تکفیر کا نام سنتے ہی ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ مؤلف صاحب بھی اس آگ میں ایسے جھلس چکے ہیں کہ درج ذیل بکواس پر اتر آئے ہیں۔ لکھتے ہیں: ''تو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ یہ فتویٰ کفر کہاں جائے گا؟ اوّلاً: یہ فتویٰ کفر نعوذ باللہ! خدا پر لگے گا کہ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نبی آئے گا۔ ثانیاً: یہ فتویٰ کفر نعوذ باللہ! آنحضرت ﷺ پر لگے گا کہ آپ نے فرمایا کہ امت محمدیہ میں اس آخری زمانہ میں نبی آئے گا۔ ثالثاً: یہ فتویٰ کفران تمام علماء پر لگے گا جن کا زمانہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد آج تک ممتد ہے۔ اس سے بزرگان دیوبند بھی بچے نہیں رہ سکتے۔'' (آئینہ ص۳۸،۳۹)

مؤلف صاحب نے پوچھا ہے کہ علماء حق کا فتویٰ کفر کہاں جائے گا؟ تو ہمارا جواب واضح ہے کہ یہ فتویٰ کفران مرزائیوں پر لگے گا جو نعوذ باللہ! اپنی مطلب برابری کے لئے خدا کے اوپر بھی بہتان لگاتے ہیں اور ان مغالطہ باز فریبی مرزائیوں پر لگے گا جو آنحضرت ﷺ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں اور مؤلف صاحب کے ان دوستوں اور ہم دینوں پر لگے گا جو جھوٹ بول کر بزرگان امت کی عبارت میں لفظی اور معنوی تحریف کے اقراری مجرم ہیں اور فتویٰ کفر کے مستحق وہ دیدہ دلیر فریبی لوگ ہوں گے جو اپنی خباثت باطنی کی وجہ سے خواہ مخواہ خدا اور رسول کو بھی کفر کی بحث میں الجھانا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ!

اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ختم نبوت سے سرفراز فرما کر سلسلۂ نبوت کو ختم فرمادیا ہے۔ اسی طرح خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ختم نبوت کا صاف اعلان

فرمایا ہے تو اب ان کی طرف اجرائے نبوت کا عقیدہ منسوب کرنا کفر نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس کے مجرم مرزائی نہیں تو اور کون ہیں؟ مؤلف صاحب کی دریدہ ذہنی دیکھئے کہ اپنے اوپر آیا کفر خدا اور رسول پر ڈالنا چاہتے ہیں۔

فیصلہ کیجئے

۴۰...... ادھر ادھر سے لچر قسم کے دلائل جمع کر کے مؤلف صاحب اپنے کتابچہ کے ص۳۹ پر ایک فیصلہ کن موڑ پر پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ’’دونوں فریق (جماعت احمدیہ اور مسلمان علماء) آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھنے کے باوجود اس زمانہ میں ایک مسیح موعود کے ظہور کے قائل ہیں اور وہ مسیح موعود آنحضرت ﷺ کی احادیث کے مطابق نبی اللہ ہے۔ (مسلم باب شدۃ الزمان) اب فرق صرف یہ ہے کہ اس زمانہ کے علماء اس نبی کے امت محمدیہ سے باہر یعنی بنی اسرائیل سے آنے کے قائل ہیں اور جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ وہ مسیح موعود امت محمدیہ میں سے ہوگا اور آنحضرت ﷺ کا روحانی فرزند اور غلام ہوگا...... الخ!‘‘ (آئینہ ص۳۹،۴۰)

(الف) اس عبارت میں مؤلف صاحب نے ایک تو یہ جھوٹ بولا ہے کہ دونوں فریق ختم نبوت کے قائل ہیں۔ اس لئے کہ خود قادیانیوں کی بے شمار تحریریں اس کی شاہد ہیں کہ وہ واقعی ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں بلکہ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کی شکل میں ایک نئے نبی پر ایمان لائے ہوئے ہیں تو انہیں ختم نبوت کا قائل کیسے کہا جاسکتا ہے؟

(ب) اور مؤلف صاحب نے بنی اسرائیل اور امت محمدیہ کے تقابل کی بحث چھیڑ کر اس معاملہ کو عصبیت کا رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ تو یہ مسئلہ خالص عقیدہ اور ایمان کا ہے اور اس کا حل صرف قرآن وسنت کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے۔ اگر قرآنی نصوص اور احادیث کی صراحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ثابت ہو جائے۔ جیسا کہ واقعہ بھی یہی ہے تو پھر یہ سوال ہی بے معنی ہے کہ وہ نبی اسرائیل نبی ہوگا یا امتی نبی؟ ہمیں بہرحال ان کی تشریف آوری کا عقیدہ رکھنا ہے، خواہ وہ کسی کو اچھا لگے یا نہ لگے اور اس کا انکار کرنے والا بہرحال کافر ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ مؤلف صاحب نے خود ہی اپنی تکفیر کے ثبوت پیش کر کے قارئین کے دل سے شکوک وشبہات دور کر دیئے۔

دجل وفریب سے بھرپور گمراہ کن سوالات

۴۱...... مؤلف صاحب کا ابھی دجل وفریب سے پیٹ نہیں بھرا۔ چنانچہ ص۴۰ سے قارئین کو گمراہ کرنے کے لئے درج ذیل سوالات لکھے ہیں۔ ہر سوال کا جواب نقد موجود ہے جس سے ہمارے قارئین بخوبی مؤلف صاحب اور مرزائیوں کے مکروفریب سے آگاہ ہوسکیں گے۔ان شاءاللہ! ملاحظہ فرمائیں۔

مرزائی مؤلف: (۱) جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اللہ کے نبی ہیں آنے والے ہیں وہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا قائل کیسے رہ سکتا ہے؟

(کتابچہ ص۴۰)

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔اس لئے کہ آپ کو آنحضرت ﷺ سے قبل ہی نبوت سے نوازدیا گیا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ ہم نے اپنی جانب سے نہیں گھڑا بلکہ قرآن کریم اور متواتر احادیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔اس لئے اس عقیدہ کا انکار محض علماء دیوبند کا نہیں بلکہ قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا انکار ہے جو موجب کفر ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں لکھتے ہیں: ’’ولا یقدح فی ذلک ما اجمعت علیہ الامة واشتهرت فیه الاخبار ولعلها بالغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الکتاب علی قول ووجب الایمان به واکفر منکره کالفلاسفة من نزول عیسیٰ علیہ السلام آخر الزمان لانه کان نبیاً قبل تحلی نبینا ﷺ فی هٰذه النشأة‘‘ (روح المعانی ج۷ص۶۰)

مرزائی مؤلف: (۲) اگر بنی اسرائیل کا نبی حضور اکرم ﷺ کے بعد آسکتا ہے تو یہ ختم نبوت کس طرح ہوئی؟ یہ تو صریح فریب دینے والی بات ہے۔ کیونکہ اگر حقیقتاً آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس لئے آئیں گے؟

(کتابچہ ص۴۰)

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس لئے تشریف لائیں گے؟اس کا جواب تو اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے جس کے حکم پر آپ کا نزول ہوگا۔ہم تو نصوص کی روشنی میں صرف آپ کی

تشریف آوری کا عقیدہ رکھنے کے مکلّف ہیں۔ تاہم احادیث طیبہ میں آپ کی بعض ذمہ داریاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ مثلاً آپ (۱) صلیب توڑ ڈالیں گے۔ (۲) خنزیروں کو قتل کر دیں گے۔ (۳) جزیہ کا حکم منسوخ فرمائیں گے۔ (۴) اور دجال کو قتل فرمائیں گے۔

(مسلم شریف باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ج۱ ص۸۷)

اور گزشتہ پیراگراف میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور آپ کا آسمان سے نزول عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کو نبوت پہلے ہی سے ملی ہوئی ہے اور آپ دنیا میں تشریف لا کر شریعت محمدیہ ہی کو نافذ فرمائیں گے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں: ’’وان عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل ما یحکم الا بشریعة محمد ﷺ‘‘ (فتوحات مکیہ ج۱ ص۱۵۰)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو صرف حضرت نبی اکرم ﷺ ہی کی شریعت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے۔

لہٰذا معلوم ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

مرزائی: (۱) جو شخص ایک طرف تو یہ بتاتا ہو کہ نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور دوسری طرف یہ کہتا ہو کہ عیسیٰ نبی اللہ آنے والے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے بعد آجائیں تو درحقیقت آخری نبی اور خاتم النّبیین تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کے بعد پھر کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (کتابچہ آئینہ ص۴۰)

جواب: صاحب کشاف علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’فان قلت کیف کان آخر الانبیاء عیسیٰ علیہ السلام ینزل من آخر الزمان؟ قلت: معنی کونه آخر الانبیاء انه لاینبأ احد بعده وعیسیٰ ممن نبیّ قبله‘‘ (کشاف ج۳ ص۲۳۹، بیروت)

اگر یہ اعتراض ہو کہ آپ ﷺ کیسے آخری نبی ہیں جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں نزول فرمائیں گے تو میرا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے آخر الانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو آپ سے قبل نبی بنایا جا چکا ہے۔

اس تفسیر سے معلوم ہوگیا کہ ختم نبوت کا صحیح مطلب وہی ہے جو امت مسلمہ نے

متفقہ طور پر اپنایا ہے کہ اب آپ ﷺ کے بعد کسی نئے شخص کو نبوت کے منصب پر فائز نہیں کیا جائے گا اور کسی پرانے نبی کی آمد سے آپ کی ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

مرزائی مؤلف: (۴) علماء کرام کا یہ کہہ دینا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرانے نبی ہیں وہ آسکتے ہیں، نیا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ فریب دینے والی بات ہے اگر ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ نبوت کا دروازہ بالکل بند ہے تو پھر یہ نئے یا پرانے نبی کا سوال کیا معنی رکھتا ہے؟ علماء کرام سے پوچھئے کہ خاتم النّبیین کی آیت میں وہ کون سا لفظ ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ ہاں! پرانا آسکتا ہے۔ (کتابچہ آئینہ ص۴۰)

جواب: یہ سوال مؤلف صاحب کی غلط فہمی بلکہ بدفہمی کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ ایک طرف آیت ''خاتم النّبیین'' حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر دال ہے۔ دوسری طرف احادیث متواترہ اخیر زمانہ میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری پر دال ہیں۔ نیز قرآن کریم کی متعدد آیات سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا پتہ چلتا ہے اور ختم نبوت اور نزول عیسیٰ علیہ السلام دونوں کا عقیدہ رکھنا لازم ہے۔ لہٰذا ختم نبوت کے معنی اس کے سواء اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے کہ اب آپ ﷺ کے بعد کسی نئے شخص کو نبوت سے نہیں نوازا جائے گا۔ مؤلف صاحب اپنی ہوشیاری اور چال بازی سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو اس انداز میں پیش کر رہے ہیں جیسے یہ بات علماء نے اپنی طرف سے گھڑ کر کہی ہے۔ حالانکہ یہ عقیدہ قرآن وسنت سے ثابت ہے اور اس کا انکار مؤجب کفر ہے اور اس عقیدہ کا مذاق اڑانا خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نعوذ باللہ! استہزاء کے مترادف ہے۔ جس فریب دہی کا الزام مؤلف صاحب علماء پر لگا رہے ہیں۔ اس کی زد براہ راست حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑ رہی ہے۔ مگر بے شرم آدمی کو اس کا احساس ہی کہاں؟

مرزائی مؤلف: (۵) جو شخص بنی اسرائیلی نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں سمجھتا، اس کو ماننا پڑے گا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو مسلمان تو مسجد کی طرف جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت موسویہ کے مطابق کلیسا کی طرف؟ کیا اسلام کے لئے یہ مصیبت اور ذلت کا دن بھی باقی ہے کہ خاتم النّبیین کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ ڈالے گا اور آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کی

فضیلت چھین لے گا اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست نبوت کا حصول رکھتا ہوگا۔ حاشاللہ! (کتابچہ آئینہ ص۴۱)

جواب: مؤلف صاحب نے تحریر میں بھی کفریہ بکواس کی ہے۔ آج تک کسی بھی عالم برحق نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لاکر کلیسا میں جائیں گے۔ بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کی پیروی فرمائیں گے اور مسجد میں مسلمانوں کی امامت فرمائیں گے۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ: ’’**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامّکم** (مسلم ج۱ ص۸۷)‘‘ یعنی اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اتریں گے اور تمہاری امامت وقیادت کریں گے اور مؤلف صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے نعوذباللہ! آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی حیثیت ختم ہوجائے گی۔ محض مغالطہ اور فریب ہے۔ اس لئے کہ کسی شخص کے خاتم سلسلہ ہونے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس سلسلہ کے پہلے فریب بھی ختم ہوجائیں۔ مثلاً:

(الف) حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین کا لقب عنایت فرمایا۔ (کنزالعمال ج۶ ص۱۷۸) تو کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے قبل جن صحابہ نے ہجرت فرمائی تھی وہ سب فوت ہوگئے تھے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ مکہ سے عملی ہجرت میں سب سے آخر میں ہیں۔ آپ کے بعد مکہ سے ہجرت نہ ہوگی۔ اگرچہ دیگر مہاجرین زندہ موجود ہوں۔ اسی طرح کا معاملہ حضور اقدس ﷺ کی ختم نبوت کے بارے میں ہے کہ آپ کی ختم نبوت پرانے نبی کی آمد سے مانع نہیں مگر نئی نبوت کے لئے مانع ہے۔

(ب) خود مؤلف کے ’’حضرت صاحب‘‘ مرزاغلام احمد قادیانی نے ایک جگہ اپنے کو خاتم الاولاد قرار دیا ہے اور اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ میرے بعد میرے والدین کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹) تو کیا مؤلف صاحب کی عقل اسے قبول کرسکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے خاتم الاولاد ہوتے ہی ان کے پہلے سارے بہن بھائی مرگئے ہوں؟ ظاہر ہے کہ کوئی بھی عقلمند ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سابقہ تمام انبیاء فوت ہوگئے بلکہ جس نبی کی آمد کی خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اس پر یقین کرنے سے آنحضرت ﷺ کے آخرالانبیاء ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ختم نبوت تو اسی وقت ٹوٹ سکتی

ہے جب کہ کسی نئے نبی کی آمد آپ کے بعد متصور مانی جائے۔ جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں۔

اس تفصیل سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مؤلف صاحب نے مذکورہ عبارت میں اپنے اوپر کا الزام علماء اسلام پر رکھنے کی شاطرانہ کوشش کی ہے۔ اس کفریہ بکواس کا دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ہرگز نہیں آئے گا۔

مرزائی مؤلف: (۶) اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی دوبارہ آمد پر نبی نہ ہوں گے تو کیا ایسا کہنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا منکر بن کر کافر نہ ہوگا؟ حضرات ذرا سوچئے کس جرم کی پاداش میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبوت چھین لی جائے گی۔ کیا انبیاء کرام سے کسی ایک کی بھی مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ اس کی نبوت چھین لی گئی ہو؟ (آئینہ ص۴۱)

جواب: امت مسلمہ کے کسی بھی معتبر عالم نے آج تک یہ نہیں کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت چھین لی جائے گی۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا واضح عقیدہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی نبوت سے متصف ہونے کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ مگر شریعت محمدیہ کی روشنی میں امت محمدیہ کی قیادت وامامت فرمائیں گے اور آپ کی آمد کی مثال ایسی ہے جیسے کسی صوبہ کا گورنر اپنے علاقہ سے دوسرے گورنر کے علاقہ میں جائے تو اگرچہ وہ گورنر کے منصب پر فائز رہتا ہے۔ مگر دوسرے صوبے میں اس کے احکامات نہیں چلتے بلکہ وہیں کے گورنر کے احکامات قابل عمل ہوتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے دور نبوت کے بعد حضور اکرم ﷺ کے دور نبوت میں نزول فرمائیں گے تو اپنی شریعت سابقہ پر نہیں بلکہ شریعت محمدیہ پر عمل فرمائیں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از آسماں نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم الرسل خواہد نمود علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات'' (مکتوب نمبر۱۷ ۳/۳۵)

حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نزول فرما کر حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی متابعت فرمائیں گے۔ علیہ وعلیہم السلام!

بہرحال اہل حق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حد درجہ تعظیم کرتے ہیں اور ان کے بارے میں کوئی ایسا عقیدہ نہیں رکھتے جو ان کی شان سے فروتر ہو یا محض مصنوعی اور جعلی ہو۔ اس کے برخلاف مؤلف کے ''حضرت صاحب'' نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شرمناک توہین کر کے اپنے

کو جہنمی بنانے کی راہ ہموار کی ہے جو مرزائیت کے چہرے پر بدنما داغ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور قادیانی بدتہذیبی کی داد دیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی گستاخیاں

۴۲...... مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یعنی مسیح ابن مریم علیہما السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

(۱) مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بیں، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۸۹، طبع جدید مکتوب نمبر۹)

(۲) میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔

(ریویو آف ریلیجنز ج۱ ص۱۲۴، بابت ماہ مارچ ۱۹۰۲ء)

(۳) ''آپ (یسوع مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (مرزا نے یہ اس لئے کہا کیونکہ اس نے نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیوں اور نانیوں کو زناکار اور کسبی کہنے کی جسارت کی ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۷) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

(۴) ''وہ مسیح ابن مریم ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پاکر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔''

(براہین احمدیہ ص۳۶۹ حاشیہ نمبر۱۱ کا بقیہ، خزائن ج۱ ص۴۴۱)

(۵) ''عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

قارئین خود فیصلہ کریں کہ ایک نبی برحق جس کے بارے میں قرآن کریم میں روح

اللہ اور کلمۃ اللہ کے القاب آئے اور جس کے ہاتھ پر عدیم المثال معجزات صادر ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اور جس پر سلامتی کا اعلان کیا گیا، اسی نبی برحق اور معصوم ذات پر مرزا غلام احمد قادیانی نے کیچڑ اچھال کر کیا اپنے کفر پر مہر تصدیق نہیں ثبت کر لی؟ کیا ایسی واضح آیات قرآنی کا انکار کرنے والا شخص مسلمان کہلایا جاسکتا ہے؟ مؤلف صاحب کو اگر ذرا بھی شرم وحیا کا پاس ہوتا تو اپنے حضرت صاحب کی اس دریدہ دہنی اور بدترین الزام تراشی پر چلو بھر پانی میں ڈوب مرتے اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ: ’’اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہئے اعتراض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے۔‘‘

(اشتہار مرزا غلام احمد مؤرخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ص ۱۷۴)

اور پھر خود ہی جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کو پامال کیا ہے وہ ابھی آپ کے سامنے آگیا اور یہ تو بہت معمولی سا حصہ ہے۔ ورنہ مرزا قادیانی کی کتابیں ایسی ہفوات سے بھری پڑی ہیں۔ تو ’’آئینہ‘‘ کے مؤلف صاحب پہلے اپنے حضرت صاحب کی حرکتوں کی خبر لیں اس کے بعد علماء حق پر اعتراض کرنے کی جسارت کریں اور شیش محل میں بیٹھ کر راہ گیروں پر پتھر نہ ماریں۔

پھر وہی تلبیس

۴۳...... پھر مؤلف صاحب نے اپنے مزعومہ سوالات کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے اس طرح تلبیس کرتے ہیں:

(۷) اگر حضرت عیسیٰ نبی رہ کر آنحضرت ﷺ کے امتی ہوں گے تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص امتی رہ کر نبی بھی رہے تو ایسے امتی نبی کی آمد عقیدۂ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ نیز کسی نبی کو اپنے خیال سے امتی بنا کر اس کی ہتک کرنے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم یہ صحیح عقیدہ رکھیں کہ کسی امتی نے ہی قرآن اور حدیث کی روشنی میں حضور ﷺ کے روحانی فیضان اور اتباع سے مقام نبوت پایا ہے۔ آپ کا فیضان روحانی تا قیامت جاری وساری ہے۔

(کتابچہ آئینہ ص ۴۱)

اس حصہ میں تین باتیں قابل غور ہیں:

(الف) اوّلاً کہ کسی نبی کے شریعت محمدیہ کا تابع بن کر آنے سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ اس نبی کی نبوی حقیقت ختم ہو جائے۔ اہل سنت والجماعت کا شروع ہی سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت محمدیہ کے پیروکار ہوں گے۔ اس عقیدہ سے یہ کہاں سے لازم آیا کہ: ''کوئی امتی بھی نبی بن سکتا ہے'' اور ''امتی نبی کی آمد کا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔'' یہ مؤلف صاحب کی محض تلبیس ہے۔

(ب) ہم اپنے خیال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل نہیں ہوئے بلکہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ کی روشنی میں ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کو صحیح مانتے ہیں۔ مؤلف کا یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ نعوذ باللہ! اللہ اور اس کے سچے رسول پر ہے۔

(ج) نبوت کسبی چیز نہیں ہے کہ محض اتباع نبوی سے حاصل ہو جائے۔ اگر محض اتباع سنت اور فیضان روحانی ہی پر نبوت کا مدار ہوتا تو حضرت خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب مقام نبوت پر فائز ہو جاتے۔ کیا مؤلف صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے حضرت صاحب ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ متبع سنت تھے کہ پندرہ سو سال میں بس وہی ایک مقام نبوت کے اہل قرار پائے۔ العیاذ باللہ!

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (جن کو مؤلف صاحب زبردستی اپنا حامی کہنے پر تلے ہوئے ہیں) نے اس بارے میں بڑی واضح اور دوٹوک عبارت تحریر فرمائی ہے جس سے مرزائیوں کی ساری عمارت ہی زمین پر آ رہتی ہے۔

حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''**فان قلت فهل النبوة مكتسبة او موهوبة فالجواب ليس النبوة مكتسبة حتّٰى يتوصل اليها بالنهک والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء وقد افتى المالكية وغيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة**'' (الیواقیت والجواہر ج۱ ص۱۶۴)

اگر تم پوچھو کہ نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ محنت وکاوش کے ذریعہ اس تک پہنچا جا سکے۔ جیسا کہ بعض احمقوں کی جماعت (مثلاً قادیانی جماعت اس زمانہ میں) نے خیال کیا ہے اور حضرات مالکیہ وغیرہ نے نبوت کو کسبی کہنے والوں کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

ہماری درخواست ہے کہ مؤلف صاحب علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے آئینہ میں اپنا اور اپنے ’’حضرت صاحب‘‘ کا مکروہ چہرہ دیکھنے کی زحمت کریں۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

۴۴...... گزشتہ صفحات میں قارئین کے سامنے یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہوچکی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نئی نبوت ملنے کا نظریہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہے اور قرآن وسنت کی واضح نصوص کے مطابق پہلے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں تشریف لانا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے اور ساری امت کا عقیدہ آج تک یہی ہے۔ مگر مؤلف صاحب اس حقیقت سے پہلوتہی کر کے صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح قرار دینے کے لئے کیسے خامہ فرسائی کرتے ہیں۔ ملاحظہ کریں: ’’پس ختم نبوت کا منکر وہ ہوگا جو آنحضرت ﷺ کے بعد ایک بنی اسرائیلی نبی کا منتظر ہے نہ کہ وہ جو آنحضرت ﷺ کے نور نبوت کا وارث آپ کے کسی روحانی فرزند کو تسلیم کرتا ہے۔ کیونکہ آپ خاتم النّبیین کے کسی شاگرد اور روحانی فرزند نے آپ کی غلامی اور اتباع میں نبوت کے مقام کو پالیا اور کروڑوں انسانوں کو دین مصطفیٰ پر قائم کردیا...... الخ!‘‘ (آئینہ ص۴۱)

مؤلف کی اس ڈھٹائی کو دیکھ کر بے اختیار ’’لاحول‘‘ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور مؤلف کی اس جسارت پر ’’برعکس نام نہند زنگی را کافور‘‘ کی مثال پوری طرح صادق آتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ بنی اسرائیلی نبی کی آمد کی اطلاع کس نے دی؟ کیا یہ ہم نے اپنی طرف سے گھڑی ہے یا یہ پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اگر آپ ہی کا ارشاد ہے تو مؤلف صاحب سوچ لیں کہ وہ کس مقدس ذات (نبی آخرالزمان محمد مصطفیٰ ﷺ) پر پھبتیاں کس رہے ہیں؟ اور رہ گئی اتباع نبوی سے نبوت ملنے کی بات تو ابھی ہم علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بتا چکے ہیں کہ: ’’یہ عقیدہ احمقوں کا عقیدہ ہے۔‘‘ اور یہ عقیدہ اگر صحیح مان لیا جائے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی ہی پر اکتفاء کیوں اور سینکڑوں امتی نبی بھی بن سکتے ہیں؟ کیا پندرہ سو سالوں میں مؤلف کے حضرت صاحب سے زیادہ بلند صفات کا کوئی امتی پیدا ہی نہیں ہوا؟ کیا نعوذ باللہ! وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی آگے ہوئے ہیں؟ کہ ان میں سے کوئی امتی نبی کے معیار پر پورا نہ اترا اور اترا تو بس وہی روحانی مریض، جسمانی بیمار، اخلاق انسانیت سے عاری اور دشمنان

اسلام انگریزوں کا بقول خود ''خودکاشتہ پودا'' جس نے اسلام کی بنیاد مٹانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، جس نے اپنی بدزبانی سے انبیاء علیہم السلام کو بھی نہ بخشا اور جس نے اپنے نہ ماننے والوں کو پکا کافر قرار دیا۔ تف ہے ایسے جھوٹے نبی پر اور اس کے پیروکاروں پر۔

اس کے بعد مؤلف صاحب نے ص۴۲ اور ص۴۳ پر خواہ مخواہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ لوگ پہلے مطلق نبی کے نہ آنے کے قائل تھے اور بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل ہوگئے۔ نیز یہ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف امتی مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ شروع سے یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں اپنے مقام نبوت کے ساتھ تشریف لائیں گے اور شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے اور اس معاملہ میں ہمارے عقیدہ میں کوئی تضاد اور اجمال نہ پہلے تھا نہ اب ہے۔ مؤلف نے شیخ اکبر محی الدین عربی، نواب صدیق حسن صاحب اور حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارات نقل کی ہیں وہ سب ہماری ہی تائید کرتی ہیں۔ ان سے اور دیگر اکابر امت کی تحریرات سے مؤلف صاحب کے عقیدہ کی تائید بالکل نہیں ہوتی۔ یہ مؤلف صاحب کی بے غیرتی ہے کہ بار بار اپنے رسالہ میں انہی تلبیسات کا حوالہ دیتے رہتے ہیں اور اس جھوٹ پر انہیں قطعاً شرم نہیں آتی۔

''الّٰھم احفظنا من الضلالۃ''

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا نظریہ

۴۵...... مؤلف صاحب نے ایک قادیانی اخبار ''الفضل'' کے حوالہ سے ص۴۴ پر مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی ایک تحریر نقل کی ہے جس سے قادیانیت کی بظاہر تائید ہوتی ہے۔ اوّل تو اس تحریر کا حوالہ اصل مقام سے مطلوب ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی عالم مکمل تحقیق نہ ہونے کی وجہ سے قادیانیت کے بارے میں نرم پہلو اختیار کرلے تو اسے دوسروں پر تھوپا نہیں جاسکتا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ مولانا دریا آبادی ابتداءً قادیانیوں کے سلسلہ میں کچھ نرم گوشہ رکھتے تھے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ ان کے ابتدائی خیالات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے ارشاد کے بعد بدل گئے تھے۔ چنانچہ مولانا دریا آبادی اسی موضوع پر

اپنا ایک سوال نقل کرتے ہیں جو موصوف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا: ’’فتنۂ قادیانی کے سلسلہ میں ایک مسئلہ محض اپنی تشفی قلب کے لئے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم پر جو الزام اجراء نبوت کا عائد کیا گیا ہے تو اجراء نبوت کے تو اہل سنت بھی قائل ہیں۔ یعنی ظہور مسیح آخرالزمان کو مانتے ہی ہیں، اب گفتگو تعیین شخصی میں رہ جاتی ہے۔ یعنی علامات وآثار مسیحیت کا مصداق آیا فلاں شخص ہے یا نہیں تو اس میں اجتہاد کی بڑی گنجائش ہے۔ اس پر مختصر کچھ ارشاد فرمادیا جائے۔‘‘

مولانا دریاآبادی کے اس سوال پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ کن تحریر ارسال فرمائی، جس سے مولانا دریاآبادی کا سارا شبہ جاتا رہا۔ حضرت نے لکھا: ’’اس کا دعویٰ صرف مسیح ہی کے ساتھ خاص نہیں جس میں شبہ مذکورہ فی السوال کی گنجائش ہو وہ تو مسیح غیر مسیح سب کے لئے نبوت کو ممکن کہتا ہے، اس کے رسائل میں اس کی تصریح ہے۔ پھر مسیح میں بھی بقاء نبوت سابقہ (جو کہ موصوف کا کمال ذاتی ہے جو بعد عطاء کے سلب نہیں ہوتا بدون ظہور آثار خاصہ تشریع وغیرہ جیسا خود عالم برزخ میں یہ کمال سب حضرات کے ذوات میں باقی ہے) عطاء نبوت کو مستلزم نہیں اور منافی ختم نبوت کے عطاء نبوت ہے جس کا وہ اپنی ذات کے لئے مدعی ہے۔ کیونکہ یہ پہلے موجود نہ تھا تاکہ اس نبوت کو نبوت سابقہ کہا جاسکے۔ بہ بقاء شان مذکور اور یہ بالکل ظاہر ہے۔‘‘ (حکیم الامت نقوش وتأثرات ص۴۵۹)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس دوٹوک جوب پر پھر مولانا دریاآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی جرح کی نہ کوئی اشکال کیا۔ حالانکہ ان کا معمول یہ تھا کہ اگر جواب میں کوئی بات ان کی نظر میں قابل قبول نہ ہوتی تو اس کی دوبارہ تحقیق کیا کرتے یا کم ازکم اپنا اختلافی نوٹ اس پر لکھتے تھے۔ اس لئے ان کے طرز عمل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کے بعد موصوف مطمئن ہوگئے تھے اور قادیانیت کے بارے میں نرم گوشہ سے رجوع کرلیا تھا۔ واللہ اعلم!

اخبار ’’دعوت‘‘ اور ’’تیج‘‘ کے تبصرے

۴۶...... عام طور پر اخبارات میں کیسے بے سروپا مضامین اور تبصرے شائع ہوتے رہتے

ہیں۔ یہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔اس لئے اخبار کی محض خبر اہل دانش کی نظر میں سند کے درجہ تک نہیں پہنچ پاتی۔مگر مؤلف صاحب کو ڈوبنے سے بچاؤ کے لئے تنکے کا سہارا چاہئے۔اس لئے انہیں اور کچھ نہ ملا تو دو اخباروں کے تراشے ہی پیش کر دیئے، جن میں ایک جماعت اسلامی کا ترجمان ''دعوت'' ہے اور دوسرے ایک آریہ سماجی ہندو کا اخبار ''تیج'' ہے۔ ہندو اخبار سے تو ہمیں کچھ تعرض نہیں کرنا، اس لئے کہ وہ اگر مؤلف کی جماعت کی حمایت نہیں کرے گا تو کس کی حمایت کرے گا؟ ہاں! ''دعوت'' کا تراشہ قابل غور ہے۔مگر اس میں چند امور قابل لحاظ ہیں:

(۱)اوّل یہ کہ وہ تراشہ ''دعوت'' نے مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ کے اخبار ''صدق جدید'' سے نقل کیا ہے اور مولانا دریابادی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ ہم ابھی بتا چکے ہیں۔ نیز ''صدق جدید'' میں دوسرے پرچوں کے تراشے بھی چھپا کرتے تھے۔ پھر ان پر تبصرہ ہوتا تھا تو جب تک اس خبر کا تبصرہ اس کے ساتھ نہ ہو، اس پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا اور نہ اسے اخبار کی رائے قرار دیا جاسکتا ہے۔

(۲)اخبار ''دعوت'' کچھ بھی نقل کرے جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کا نظریہ قادیانیوں کے بارے میں بالکل صاف ہے۔مولانا فرماتے ہیں: ''متنبّی قادیان مرزاغلام احمد قادیانی اور اس کی امت کا کفر وزندقہ ایک ثابت اور کھلی ہوئی حقیقت ہے۔'' (قادیانیت ہماری نظر میں ص۱۷۲)

تو مؤلف صاحب مودودی صاحب کے فتویٰ کی روشنی میں اپنی اور اپنے حضرت صاحب کی تصویر دیکھیں۔ ''دعوت'' اخبار سے دھوکہ میں نہ پڑیں۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

۴۷...... اہل علم جانتے ہیں کہ مشہور افسانہ نگار ''نیاز فتح پوری'' کیسے ملحدانہ عقائد رکھتے تھے۔اس کا کچھ اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مولانا عبدالماجد دریابادی جیسے نرم گوشہ رکھنے والے آدمی نے بھی ان کے خلاف جہاد میں نہ صرف حصہ لیا تھا، بلکہ قائدانہ رول ادا کیا تھا۔

مولانا دریابادی ایک جگہ لکھتے ہیں: ’’یہ وہ زمانہ ہے کہ نیاز فتح پوری کے ماہنامہ ’’نگار‘‘ کی سخت ملحدانہ اور مسلم آزار روش کے مقابلہ میں ’’سچ‘‘ کو بڑی قوت واہتمام کے ساتھ میدان میں اتر آیا تھا اور مہینوں یہ معرکہ جاری رہا تھا۔‘‘ (حکیم الامت نقوش وتأثرات ص۲۱۱)

مؤلف صاحب نے اپنے ’’آئینہ‘‘ کے ص۴۵ پر ایسے ہی ملحد صحافی کی ایک عبارت پیش کی ہے جس میں انہوں نے کھل کر قادیانیوں کی طرف سے دفاع کیا ہے۔ ہماری نظر میں یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ الحاد وزندقہ میں مرزا قادیانی اور نیاز فتح پوری ہم جنس ہی ہیں۔ اس لئے ان کی تائید ہماری نظر میں معتبر ہی نہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان

۴۸…… مرزائی لوگ ایک عرصۂ دراز سے اخبار ’’وکیل‘‘ امرتسر کے ایک مضمون کے بارے میں جو مرزا قادیانی کے انتقال پر بطور تعزیت لکھا گیا تھا یہ فریب دیتے رہے ہیں کہ اس مضمون کے لکھنے والے امام العصر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ مؤلف صاحب نے بھی موقع غنیمت جان کر وہی مضمون اپنے ’’آئینہ‘‘ کے ص۴۹، ۵۹ پر نقل کر دیا ہے اور مولانا آزاد کو اپنا حمایتی ثابت کر کے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اس مضمون کے بارے میں مولانا آزاد نے اپنی زندگی ہی میں وضاحت کر دی تھی کہ اس کے لکھنے والے مولانا آزاد نہیں، کپورتھلہ کے رہنے والے ایک شخص منشی عبدالمجید ہیں۔ چنانچہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جب مولانا آزاد سے اس کے متعلق دریافت کیا تو مولانا کی طرف سے ان کے پرائیویٹ سیکرٹری اجمل خان نے یہ جواب ارسال کیا: ’’حضرت مولانا کو یہ سن کر بے حد تعجب ہوا، یہ باتیں غلط ہیں۔ مولانا اپنی زندگی کے کسی حصہ میں مرزاغلام احمد کی تحریرات سے متأثر نہیں ہوئے۔ نہ انہوں نے کوئی مضمون لکھا اور نہ وہ جنازہ کے ساتھ گئے۔ ’’وکیل‘‘ میں جو نوٹ لکھا تھا وہ کپورتھلہ کے ایک صاحب مسٹر عبدالمجید کا تھا۔‘‘

(افادات آزاد ص۱۰۰)

اور ایک قادیانی مبلغ حکیم محمد دین (حیدرآباد دکن) نے جب اس کے متعلق مولانا

آزاد رحمۃ اللہ علیہ سے استفسار کیا تو مولانا کی طرف سے یہ جواب دیا گیا: ’’یہ غلط ہے۔ (وہ مضمون) مولانا نے نہیں مسٹر عبدالمجید کپورتھلہ کے ایک شخص تھے انہوں نے لکھا تھا۔ مولانا کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ بار بار اس کی تردید ہوچکی ہے۔‘‘ (افادات آزاد ص۱۰۱)

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ جس مضمون کے بارے میں خود مولانا آزاد بار بار تردید کر رہے ہیں، اسے مولانا کی طرف منسوب کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے اور بقول مؤلف صاحب اس ’’مسلمانوں کے جید عالم، ومفکر ومفسر قرآن‘‘ کے ساتھ اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوسکتا ہے؟ مگر قارئین حیرت کریں گے کہ مولانا آزاد پر یہ ظلم ایک ہی مرتبہ نہیں ہوا بلکہ ایک مرتبہ قادیانی خلیفہ مرزابشیرالدین محمود نے یہ شگوفہ چھوڑا کہ مولانا آزاد جب جیل میں تھے تو انہیں صرف ایک اخبار منگانے کی اجازت تھی تو مولانا نے پورے ہندوستان کے اخباروں میں صرف ’’الفضل‘‘ (ترجمان قادیانیت) کا انتخاب کیا تھا۔ خلیفہ صاحب کی یہ انکشاف انگیز خبر جب ’’الفضل‘‘ کے حوالہ سے مولانا دریابادی کے اخبار ’’صدق جدید‘‘ میں تبصرہ کے ساتھ شائع ہوئی تو مولانا آزاد کی طرف سے اس کی سختی سے تردید کی گئی اور مولانا دریابادی کو مولانا آزاد کے سیکرٹری نے خط لکھا کہ: ’’...... یہ پڑھ کر میں نے مولانا (آزاد) سے حقیقت حال دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ عمر بھر میں کبھی ایسے اخبار کا جس کا نام الفضل ہو پڑھنے والا نہیں رہا ہوں اور یہ واقعہ بھی سرے سے غلط ہے کہ جیل میں مجھے صرف ایک اخبار منگوانے کی اجازت دی گئی۔ مولانا نے فرمایا جب میں رانچی میں نظر بند تھا تو پانچ چھ انگریزی اخبار روزانہ میرے پاس آتے تھے۔ علی پور سینٹرل جیل کلکتہ میں گورنمنٹ کی طرف سے ’’اسٹیٹس مین‘‘ مجھے ملتا تھا اور ’’امرت بازار پتریکا‘‘ اور ’’سرونٹ‘‘ میں خود منگواتا تھا۔ علاوہ بریں جیل میں مطالعہ کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ روزانہ اخبارات کا مطالعہ کیا جائے۔ وہاں اردو کے ایک ہفتہ وار یا ماہوار مذہبی رسالہ کے منگوانے کا وہم وگمان بھی کسی کو نہیں ہوسکتا۔ افسوس ہے کہ ایک صاحب جو اپنے آپ کو اپنی جماعت کا امیر قرار دیتے ہیں، ایسی غلط اور بے پر کی بات اپنی تقریر میں کہتے ہیں۔‘‘ (اردو کا ادیب اعظم ص۶۴،۶۵، افادات آزاد ص۹۶)

یہ تو ایک معمولی سا نمونہ ہے۔ ورنہ ایسی بے سروپا باتوں سے مؤلف کے حضرت صاحب اوران کے خلفاء کی تحریریں اور بیانات بھرے پڑے ہیں۔ایک دو باتیں ہوں تو انہیں بیان بھی کیا جائے اور جہاں ''آوا کا آوا'' ہی خراب ہو وہاں تفصیل بیان کرنے کا موقع ہے نہ فائدہ۔

قادیانیت کی مادی ترقی؟

۴۹...... اکابرامت پر بہتان تراشیوں سے فارغ ہوکر مؤلف صاحب اپنے قارئین پر یہ نفسیاتی اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ دیکھئے! علماء کب سے قادیانیت کے خلاف محاذ آراء ہیں۔مگر یہ تحریک برابر ترقی ہی کرتی جارہی ہے اور جب سے ہندوستان میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی ہے، اس وقت سے تو تحریک احمدیت نے ترقی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ چنانچہ مؤلف صاحب نے ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۶ء تک کا الگ نقشہ پیش کیا ہے، جس میں بڑے بلند و بانگ دعوے کئے گئے ہیں۔

ہمارے نزدیک ان دعاوی کی حقیقت اس سے مختلف نہیں۔ جیسا کہ کچھ دنوں پہلے وشو ہندو پریشد نے اجمیر کے علاقہ کے ۵۴ ہزار مسلمانوں کو مرتد بنا دینے کا شوشہ چھوڑا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کو مرعوب کیا جاسکے۔ اسی طرح مؤلف صاحب نے اپنے قارئین کو مرعوب کرنے کے لئے یہ سب جھوٹی تفصیلات پیش کی ہیں اور رہ گئی سالانہ بجٹ اور سیٹلائٹ پر پروگرام نشر ہونے کی بات تو اس میں نہ کوئی حیرت ہے نہ استعجاب۔ اس لئے کہ آج ساری دنیا کے ذرائع ابلاغ یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں اور ''یہودی دشمنان اسلام'' عوامی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کے لئے اسلام کے نام پر قادیانیوں کے نقلی اور جعلی اسلام کی تشہیر وتبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔

چنانچہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مشہور یہودی کمپنی نے ''یاہو'' کے نام سے انٹرنیٹ پر ایک چینل لے رکھا ہے اوراس کے تحت ایم.ٹی.اے (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) کی نشریات سارے عالم میں ''ریلے'' کی جاتی ہیں۔ (حیات نو، جون، جولائی ۱۹۹۸ء ص۳۷) اس لئے یہ نشریات قادیانیت کی یہودیوں سے سازباز کی کھلی دلیل ہیں۔ اسی طرح مؤلف صاحب نے

جو سالانہ بجٹ پیش کیا ہے، اس سے بھی ہمیں کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ جن جماعتوں کا دامن عقلی دلائل اور سنجیدہ باتوں سے عاری ہوتا ہے تو وہ مادّیت ہی کا سہارا لیتی ہیں اور زن، زر، زمین کے ذریعہ اپنی تعداد بڑھانے کی کوششیں کرتی ہیں۔ لہٰذا اگر قادیانی جماعت بھی اس راستہ پر چلے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ کوئی بھی عقل وشعور رکھنے والا شخص تو اس کی طرف متوجہ ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا لالچ اور طمع کے ذریعہ اپنا دائرہ اثر پھیلانے کے لئے کثیر بجٹ کی ضرورت پڑے گی اور قادیانیوں کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔ کیونکہ تمام ہی دشمنان اسلام کے خزانے ان کے لئے ہمیشہ سے کھلے ہوئے ہیں۔

علاوہ ازیں اصل بات کا جواب یہ ہے کہ کسی تحریک کا مادّی ترقی سے سرفراز ہونا اس کے حق ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہے۔ اگر یہ حق کی دلیل ہوتی تو قادیانیت تو ایک طرف رکھی جائے، اس سے کہیں زیادہ مادّی ترقی عیسائی مشینری نے تمام عالم میں کی ہے اور برابر کرتی جارہی ہیں، تو کیا کوئی صاحب انصاف ان ترقیات کو دیکھ کر عیسائیت کے برحق ہونے پر استدلال کرسکتا ہے؟ اسی طرح ہندوازم کو پھیلانے کے لئے کروڑوں روپے کا بجٹ بنایا جارہا ہے تو کیا اس ترقی سے ہندومت کی حقانیت تسلیم کی جاسکتی ہے؟

انا ﷲ وانا الیہ راجعون!

قادیانیت اور ناگہانی حادثے

۵۰...... قادیانیوں کو ناگہانی حادثات اور آسمانی مصائب سے شروع ہی سے بڑی دلچسپی رہی ہے اور ان کا یہ پرانا وطیرہ رہا ہے کہ زلزلوں، آندھیوں، سیلابوں اسی طرح انفرادی امراض وغیرہ کو قادیانیت کی حقانیت کی دلیل بنادیا جائے۔ اگر کہیں کوئی مسلمان حادثہ کا شکار ہوگیا تو یہ قادیانیت کے حق ہونے کی دلیل، کسی پر فالج گرگیا تو قادیانیت کی مخالفت کا ابال، کوئی محتاج ہوگیا تو حضرت صاحب کی بددعا کا اثر، کوئی جہاز ڈوب گیا تو قادیانی آہوں کا اثر، کوئی پھانسی پر چڑھ گیا تو قادیانیوں پر ظلم کا انجام، کسی بادشاہ کی حکومت چھن گئی تو قادیانیوں کی مخالفت کا نتیجہ، الغرض کہیں بھی کوئی مسلمان ناگہانی آفت میں مبتلا ہوجائے،

اگر وہ قادیانیوں کے خلاف کچھ بھی قائدانہ کردار ادا کرنے والا ہوگا تو اس کا نام فوراً قادیانیوں کی ''بلیک لسٹ'' میں آ جاتا ہے اور اس کے حادثہ کا ڈانڈہ پہلی فرصت میں قادیانیت کی مخالفت سے جوڑ دیا جاتا ہے۔

پس اسی دستور اور پرانی روایت کے مطابق ہمارے مؤلف صاحب نے بھی اپنے کتابچہ کے آخری چند صفحات اسی بات کو بیان کرنے میں سیاہ کئے ہیں کہ: ''احمدیت سے جو بھی ٹکرایا ہے وہ بری موت مرا ہے۔''

مؤلف صاحب کی مثالوں کا سلسلہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوتا ہے اور جنرل ضیاء الحق مرحوم تک جا پہنچتا ہے۔ حالانکہ ہر عقل و دانش رکھنے والا شخص جان سکتا ہے کہ ناگہانی واقعات کو کسی مذہب کے حق یا ناحق ہونے کی دلیل اور معیار ہرگز نہیں بنایا جاسکتا۔ کسی عقیدہ کی صحت یا عدم صحت کا مدار ان خارجی واقعات پر نہیں ہوتا بلکہ دلائل وحقائق پر ہوتا ہے۔ اگر دلائل وحقائق کی روشنی میں کوئی عقیدہ صحیح ہو تو پھر اس کے افراد کا کسی حادثہ کا شکار ہو جانا اس عقیدہ کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوسکتا ہے۔ یہ نشان امتیاز صرف قادیانیت کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے لئے دلیل بھی ایسی ڈھونڈی ہے جو سارے جہاں میں بے مثال ہو۔ صحیح ہے کہ جس کا دامن قابل قبول حقائق سے بالکلیہ عاری ہو وہی ایسی بودی دلیلوں کا سہارا ڈھونڈ سکتا ہے۔

مرزا قادیانی کی منہ مانگی ہیضہ سے موت

۵۱...... اچھا ہم ایک منٹ کو مؤلف صاحب کی اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ کسی کی اچھی یا بری موت بھی اس کے برحق یا ناحق ہونے کی دلیل ہوتی ہے تو اب دوسروں کی بحث کر لی جائے۔ کیونکہ دوسرے جن لوگوں کی موت کا مؤلف صاحب نے ذکر کیا ہے، انہوں نے تو کبھی بھی اپنی زندگی میں اپنی موت کو صحیح یا غلط کا معیار بنایا ہی نہ تھا۔ مگر مؤلف کے ''حضرت صاحب'' نے اپنی حیات ہی میں اپنی موت کو معیار حق یا ناحق بنا دیا تھا اور بعقیدۂ مؤلف چونکہ ''حضرت صاحب'' نبی تھے، لہٰذا ان کا فرمان تو سچ ہی ہونا چاہئے۔ وہ نبی ہی کیا جو غلط بات کہے۔ تو مؤلف صاحب کو اگر پتہ نہ ہو تو ہمارے حوالہ سے اپنے ''حضرت صاحب'' کا یہ اعلان ملاحظہ کریں:

اشتہار: مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

’’اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوجاؤں گا...... مگر اے میرے کامل اور صادق خدا، اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی اسے نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹)

یہ اعلان مرزاغلام احمد قادیانی نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو لکھا اور اس کے ٹھیک ایک سال ایک ماہ اور گیارہ دن بعد یعنی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی کا لاہور میں بمرض ہیضہ انتقال ہوگیا۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ مرزا کی موت کے ۴۰ سال بعد تک بقید حیات رہ کر مرزا قادیانی کے کذاب اور مفتری ہونے کا اعلان فرماتے رہے۔ اس حادثۂ انتقال سے جہاں خود مرزا قادیانی کے بقول اس کا مفتری اور کذاب ہونا معلوم ہوا وہیں ہیضہ جیسے بدترین غلاظت والی بیماری سے موت سے ’’مؤلف صاحب‘‘ کی دلیل کے اعتبار سے بھی قادیانیت کا ناحق ہونا ظاہر ہوگیا۔ اس لئے اگر وہ سچا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اسے مرتے وقت ایسی گھناؤنی بیماری میں مبتلا نہ فرماتا۔ اس لئے مؤلف صاحب دوسروں کی وفات کا تو بعد میں جائزہ لیں پہلے اپنی مزعومہ دلیل کی روشنی میں اپنے ’’حضرت صاحب‘‘ کا مقام ومرتبہ متعین کریں۔

مرزا قادیانی کی موت ہیضہ میں ہی ہوئی

۵۲...... یہاں ممکن ہے کہ مؤلف صاحب اپنے ساتھیوں کی طرح اس حقیقت کا انکار کردیں کہ ان کے ’’حضرت صاحب‘‘ کی موت ہیضہ سے ہوئی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی تائید میں درج ذیل دوحوالے پیش کردیں۔ تاکہ انکار کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) سیرۃ المہدی جو مرزائیوں کے نزدیک ’’بخاری شریف‘‘ کے برابر درجہ رکھتی ہے اور جس میں مرزا قادیانی کی سوانحی جھلکیاں اور روایات کے انداز میں لکھی گئی ہیں، اس

کے جامع بھی مرزا قادیانی کے ایک صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم.اے ہیں۔ وہ اپنی والدہ صاحب سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ گویا کہ اس روایت کی سند بھی مرزائیوں کے نزدیک سلسلۃ الذہب کی حیثیت رکھتی ہے۔ روایت یہ ہے: ’’والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سوگئے اور میں بھی سوگئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم اب سوجاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہوگیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہوکر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہوگئی۔‘‘

(سیرۃ المہدی جدید ج۱ص۱۰، روایت نمبر۱۲)

اس روایت میں قے اور دست دونوں کا ذکر ہے۔ اسی کا نام تو ہیضہ ہے۔

(۲) مرزا قادیانی کے خسر میر ناصر نواب اپنی خودنوشت سوانح میں مرزا قادیانی کی موت کا حال لکھتے ہیں: ’’حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔‘‘

(حیات ناصر ص۱۴)

مؤلف صاحب مرزا قادیانی کا ہیضہ کی موت مرنا ایسی حقیقت ہے جو خود مرزا قادیانی کی زبانی آخری گفتگو کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ لوگ تو مرتے وقت اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آپ کے حضرت صاحب کا آخری بول ''ہیضہ'' ہی کا نکلا۔ کیا یہی سچی نبوت کا اعلیٰ نشان ہے۔ تعجب ہے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور جنرل ضیاء الحق کا تو انجام آپ کو نظر آ گیا۔ مگر آپ کے حضرت صاحب سے قدرت نے جو انتقام لیا وہ آپ کی نظروں میں نہ آسکا۔

نہیں قائل ہوا میں آج تک جھوٹی نبوت کا   خدا جن کا بروزی ہے نبی جن کا برازی ہے

دعوت اسلام

۵۳...... گزشتہ صفحات میں قادیانی مکروفریب کی حقیقت آپ کے سامنے آچکی ہے۔ یہ تمام مکروفریب نئے نہیں ہیں بلکہ بہت پرانے ہیں اور انہیں بار بار الگ الگ پیرائے میں اس لئے بیان کیا جاتا ہے تاکہ جھوٹ کو کثرت سے بول کر اسے حقیقت کا رنگ دیا جاسکے۔ ہماری اس جوابی کاوش کا مقصد جہاں یہ ہے کہ ہمارے سادہ لوح بھائی قادیانی سازش کا شکار نہ ہوں۔ وہیں ہمارا اہم ترین منشاء ان لوگوں کو گمراہی سے ہدایت کی طرف واپس لانا بھی ہے جو قادیانی فریب میں آکر اپنی ایمانی دولت گنوا بیٹھتے ہیں اور ارتداد کا شکار ہوگئے ہیں۔ ہم ان کو گزشتہ صفحات میں پیش کئے گئے حقائق کی روشنی میں اسلام کی پرخلوص دعوت پیش کرتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی عاقبت کی فکر کریں اور امت کے اجماعی عقیدہ کو تسلیم کر کے دوبارہ دولت اسلام سے مشرف ہوں اور اپنے آپ کو جہنم کے راستہ سے بچا کر جنت کا مستحق بنائیں۔ اللہ کے دربار میں یہ انٹ شنٹ لچر دلیلیں ہرگز کام نہیں آسکتیں۔ وہاں تو صرف پختہ اور کامل ایمان ہی کام آئے گا اور ختم نبوت کے اجماعی اور متفقہ عقیدہ پر ایمان لائے بغیر ایمان حاصل ہی نہیں ہوسکتا اس لئے ہر شخص اپنے ایمان کی فکر کرے اور دنیا کے چند روزہ منافع کے مقابلے میں آخرت کی دائمی زندگی برباد نہ کرے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر استقامت سے نوازے اور ہر طرح کی گمراہی اور کفروضلالت سے پوری طرح محفوظ رکھے۔ آمین! واللہ یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم!

کتبہ احقر محمد سلمان منصور پوری

انٹرویو نمبر ا: مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری (۱)

اگر اس فتنہ کا مقابلہ نہ کیا گیا تو مسلم سماج مرتد ہو جائے گا

۱۴/جون ۱۹۹۷ء کو اردو پارک شاہجہانی جامع مسجد دہلی میں ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس کی تیاری کے موقع پر نمائندہ ''نئی دنیا'' جناب ودود ساجد صاحب نے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب مدظلہ سے انٹرویو لیا جو ہفت روزہ ''نئی دنیا'' کے ۱۷تا۲۳/جون ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔

سوال: مولانا! اختصار کے ساتھ یہ بتایئے کہ دراصل قادیانیت ہے کیا؟

جواب: چونکہ مرزاغلام احمد قادیانی کی پیدائش قصبہ قادیان میں ہوئی تھی۔ اس لئے ان کے ذریعے جو گمراہی پھیلائی گئی، اس کو ان کے وطن کی طرف منسوب کرتے ہوئے قادیانیت کہا جانے لگا۔

سوال: لیکن مرزاغلام احمد قادیانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ابتداء میں تو اسلام کے زبردست مبلغ بن کر سامنے آئے تھے؟

جواب: مرزاغلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۴۰ء میں ہوئی اور ۱۸۸۰ء کے آس پاس اس نے ''براہین احمدیہ'' کتاب لکھ کر یہ اعلان کیا کہ میں اسلام پر ہونے والے حملوں کا تین سو دلائل سے جواب دوں گا اور میرا جواب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگا۔ اس طرح کی پانچ جلدیں منظر عام پر بھی آئیں اور یوں اس نے خود کو مذہب اسلام کے ایک مبلغ کی حیثیت سے متعارف کرایا اور لوگوں میں اس کی شہرت ہوگئی۔

اسی شہرت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نے ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ میں اپنے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ شروع کیا۔ اس وقت اس نے دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلے میں ہم تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کو یہودیوں سے بچا کر خداوند عالم نے آسمان پر اٹھالیا تھا اور آپ قیامت کی بہت بڑی علامت کے طور پر پھر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے کہا کہ: ''حضرت عیسیٰ وفات پاچکے ہیں، وہ اب دنیا میں آنے والے نہیں ہیں اور ان کے دوبارہ آنے کی جو اطلاع دی گئی ہے، اس سے مراد ان جیسا آدمی اور وہ ان جیسا آدمی میں ہوں۔''

سوال: تو کیا اس وقت کے علماء نے اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا؟

جواب: اس کے خلاف علماء نے تحریک شروع کی اور اس کو کافر زندیق قرار دیا۔ مگر معاملہ نے شدت اس وقت اختیار کی جب ۱۹۰۱ء میں مرزاغلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ اس کے ذریعہ نبوت کے اعلان کے بعد ہر مکتب فکر کے تمام علماء نے متفقہ طور پر اس کو کافر قرار دیا اور اس کے پیروکاروں کو خارج از اسلام قرار دے دیا۔ کیونکہ ہم تمام مسلمانوں کا یہ ایمان اور پختہ عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نبی آخرالزمان اور خاتم النّبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی قیامت تک آنے والا نہیں ہے۔ لیکن مرزاغلام احمد قادیانی نے کہا کہ محمد بے شک خاتم النّبیین ہیں، مگر خاتم کا مطلب آخری نہیں بلکہ نبی بنانے والی مہر یا ''نبی گر'' ہے۔ اس لئے حضور کا (نعوذ باللہ) سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ وہ ''نبی گر'' ہیں اور مجھے اللہ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ دراصل اس طرح کے واقعات کوئی نئے نہیں ہیں۔ یہ ہر دور میں ہوتا آیا ہے۔ خود حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں بھی اس طرح کے فتنے اٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے قیامت تک آنے والے ایسے تمام مدعیان نبوت کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

آپ کی حیات مبارکہ میں ہی اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے یہ فتنے اٹھائے۔ مسیلمہ کذاب نے رسول پاک کو ایک خط لکھا: ''**من مسیلمة رسول اللّٰہ الی محمد رسول اللّٰہ**'' اس نے آنحضور ﷺ کو لکھا کہ آدھی دنیا کے نبی آپ ﷺ اور آدھی دنیا کا نبی میں ہوں۔ مگر رسول پاک ﷺ نے اس کے جواب میں خط لکھا اور اس کو کذاب کہہ کر پکارا۔ لہٰذا اس دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا ولی، بزرگ، فقیہ، قطب ابدال ہوسکتا ہے، مگر

فرمان رسول کے مطابق اب کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرنے والا سچا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ اجتماعی فریضہ قرار پایا کہ وہ اس فتنہ کی بیخ کنی کے لئے سینہ سپر ہوجائیں۔

مرزاغلام احمد قادیانی کے بیٹے بشیراحمد قادیانی نے اپنی کتاب ’’کلمتہ الفصل‘‘ میں لکھا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ صرف ایک نبی ہی نہیں بلکہ نبی گر بھی ہیں۔ بہر حال اس سلسلہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء اہل حدیث، اہل بریلی، اہل دیوبند اور جتنے بھی طبقات ہیں، سب نے ردّ قادیانیت کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس تحریک کے سب سے بڑے محرک حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے، ان کے بارے میں ایک واقعہ حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت یہ فرماتے تھے کہ جب سے یہ فتنہ اٹھا ہے مجھے رات کو نیند نہیں آتی اور مجھے یہ خطرہ ستانے لگا ہے کہ اگر یہ فتنہ اسی طرح بڑھتا رہا تو کہیں یہ دین محمدی کے زوال کا سبب نہ بن جائے۔

یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ حضرت کشمیری کو چھ ماہ تک نیند نہیں آئی اور جب اس فتنہ کی سنگینی میں کمی آگئی تب جاکر کچھ اطمینان حاصل ہوا۔ یہاں یہ بات برمحل ہے کہ حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ کے ارتداد کے لئے ایک عظیم جماعت تیار کی جس میں حضرت مولانا عبدالوحید صدیقی مرحوم بانی ’’نئی دنیا‘‘ بھی شامل تھے۔ مولانا متفکر تھے کہ اگر اس فتنہ کے سرچشمہ پر باندھ نہ باندھا گیا تو یہ پورے مسلم سماج کے ایمان کی بربادی کا سبب بن جائے گا۔

<u>سوال:</u> آخر اس فتنہ کو اٹھانے کا اصل مقصد کیا تھا؟

<u>جواب:</u> دراصل اس فتنہ کو اٹھانے کا اصل محرک انگریز تھا، جس نے دنیا کے بہت سے ممالک پر اپنا تسلط جمارکھا تھا۔ لہٰذا انگریز ہندوستان میں بھی مرزاغلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی سرپرستی کررہے تھے۔ غلام احمد قادیانی کا کہنا تھا کہ ہم انگریزی حکومت کے تعویذ ہیں، جس کی وجہ سے اس کی حکومت باقی ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کا جذبۂ جہاد جوش مارنے لگا تو غلام احمد قادیانی نے اس جذبۂ جہاد کو سبوتاژ کرنے کی ٹھانی اور اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ عام مسلمانوں کی توجہ ادھر سے ہٹادی۔ اس نے صاف اعلان کردیا تھا

کہ اب جہاد حرام ہوگیا ہے اور اسلام کا غلبہ اب جہاد سے نہیں بلکہ زبانی بات کرنے سے ہو گا۔ بہرحال جب یہاں سے انگریز جانے لگا تو اس نے پوری کوشش کی کہ پاکستان میں قادیانی حکومت بن جائے اس میں اسے کامیابی نہیں ملی۔ لیکن ظفراللہ خاں کو وہ پاکستان کی پہلی کابینہ میں شامل کرانے میں کامیاب ہوگئے، جس سے بہت نقصان پہنچا۔

سوال: لیکن انگریز اس فتنہ کو اٹھا کر کیا حاصل کرنا چاہتے تھے؟

جواب: اس فتنہ کو اٹھانے سے انگریزوں کا مقصد یہ تھا کہ جہاں جہاں اس کی حکومت ہے اور جہاں مسلمان اس کے خلاف نبرد آزما ہیں، وہاں دین مرزائی کو فروغ دے کر مسلمانوں کی توجہ ادھر سے ہٹادی جائے اور ان کے جذبۂ جہاد کو سرد کر دیا جائے تاکہ اس کا تسلط برقرار رہے اور مسلمان جب نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزاغلام احمد قادیانی کے تابع ہو جائیں تو پھر وہ ہماری بات کرے۔

ہندوستان میں الحمدللہ! وہ اپنی اس مذموم سازش میں کامیاب نہ ہوسکا۔ لیکن یہ فتنہ اب پھر ہندوستان میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے جس کا مقابلہ بہت ضروری ہوگیا ہے۔ اگر اس فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا گیا تو پورا مسلم سماج مرتد ہو جائے گا۔ اگرچہ انگریزوں کا وہ مقصد وقتی تھا، مگر یورپ کی ہمیشہ سے اسلام کو مٹانے کی کوشش رہی ہے اور اس کا یہ مشن اب بھی جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں قادیانیوں کو پھلنے پھولنے کے تمام تر مواقع اور سہولیات دستیاب ہیں۔ یورپ کو صرف اس سے دلچسپی ہے کہ اسلام مٹ جائے چاہے، اس کی جگہ پر کچھ بھی آجائے۔

سوال: کیا یہ مسئلہ اس وقت سے پیدا نہیں ہوا، جب پاکستان میں قادیانیوں کو کافر قرار دے کر ان پر کئی طرح کی پابندیاں عائد کی گئیں؟

جواب: یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ نہ یہ مسئلہ صرف پاکستان کا ہے اور نہ ہی یہ اس وقت سے شروع ہوا جب پاکستان میں ان پر پابندی لگی۔ لیکن چونکہ تقسیم وطن کے وقت قادیانی فتنہ پاکستان چلا گیا تھا اور وہیں سے اس کے خلاف ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں دوزبردست تحریکیں

چلی ہیں۔ اس لئے یہ مسئلہ پاکستان میں زیادہ شدّت کے ساتھ محسوس کیا گیا۔ اسلام دشمنوں نے پاکستان میں موجود مرزائیوں کو خوب خوب مدد دی اور اس ناپاک فتنہ کو سر ابھارنے میں پوری اعانت دی۔ لیکن درحقیقت یہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ اس لئے اس کے خلاف ہر جگہ تحریک چلنی چاہئے۔

سوال: اگر ان کو اپنا کام کرتے رہنے دیں تو اس سے کیا خطرات ہیں؟

جواب: خطرات ہی خطرات ہیں۔ مسلمانوں میں اکثریت بے نمازیوں اور علم دین سے ناواقف افراد کی ہے۔ لیکن ان کے پاس ایمان تو ہے جو سب سے بڑی دولت ہے۔ یہ لوگ ان کے پاس جائیں گے اور اسلام کی خدمت کے نام سے جائیں گے۔ اس لئے خوف اس بات کا ہے کہ بھولے بھالے اور دین اسلام سے پوری طرح ناواقف مسلمان ان کے چنگل میں پھنس جائیں گے۔ مرزائیوں نے مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو برباد کرنے کے لئے مختلف حربے اختیار کر رکھے ہیں۔ وہ غریبوں کی مالی مدد کرتے ہیں۔ ان کی بیاہ شادیوں میں اعانت کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! اگر ہم ان کو چھوٹ دے دیں اور ان کا مقابلہ نہ کریں تو ایک زبردست سیلاب آئے گا اور پوری امت مسلمہ اس میں بہہ جائے گی۔

سوال: پاکستان میں ان پر کلمہ طیبہ پڑھنے پر بھی پابندی عائد ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ کیا شرعی اعتبار سے آپ کسی کو کلمہ طیبہ پڑھنے سے روک سکتے ہیں؟

جواب: بالکل۔ شرعی اعتبار سے ان کو روکنا واجب ہے۔ اگر کوئی غیرمسلم اپنا مندر، مسجد کی شکل میں بنانے لگے تو کیا اعتراض نہیں ہوگا؟ اسی طرح ہم ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنا الگ کلمہ بنالو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن ہمارا کلمہ پڑھتے ہو اور عقیدۂ ختم نبوت کی دھجیاں بھی اڑاتے ہو یہ تو ہم نہیں ہونے دیں گے۔

سوال: آخر آپ کے پاس ایسی کون سی قوت نافذہ ہے جو آپ ان کو بالجبر کلمہ طیبہ پڑھنے سے روک دیں؟

جواب: ابھی تک تو ہم ان سے زبانی طور پر، تحریری اور تقریری طور پر ہی مطالبہ کرتے آ رہے ہیں کہ آپ ہمارا کلمہ طیبہ نہ پڑھئے۔ دہلی میں ہم جلد ہی ایک کانفرنس کرنے جا رہے ہیں۔ اس میں ہم طے کریں گے کہ آخر اس فتنۂ ارتداد کے تدارک کا کیا طریقہ کار ہو۔ ایک عرصہ پہلے ایک موقع پر مرزا بشیر احمد قادیانی سے لوگوں نے کہا تھا کہ جب آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو الگ نبی مانتے ہیں تو جیسا کہ ہر نبی کا کلمہ الگ ہوتا تھا تو آپ لوگ کیوں الگ کلمہ نہیں بنا لیتے تو اس نے جواب دیا تھا کہ ہمیں الگ کلمہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی وہی محمد (نبی) ہیں جو تیرہ سو سال پہلے دنیا میں آئے تھے۔

سوال: آپ نے کہا کہ ان کے بہکاوے میں غیر پڑھے لکھے مسلمان آ رہے ہیں اور آ سکتے ہیں۔ تو کیا مسلمانوں کی جہالت کے ذمہ دار علماء اور ان کے قائدین نہیں ہیں؟

جواب: علماء اپنے طور پر پوری کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں میں جہالت ختم ہو، لیکن اتنا بڑا طبقہ ہے تو اتنی جلدی جہالت کا خاتمہ ممکن نہیں ہو پا رہا ہے۔ ہم لوگ آہستہ آہستہ تمام مسلمانوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ طبقہ جو پڑھا لکھا تو ہے مگر دینی معلومات نہیں رکھتا، وہ بھی ان کے جال میں پھنس جاتا ہے۔

سوال: علماء نے اس فتنہ کے مقابلہ کے لئے کیا کوئی انتہائی شکل مرتب کی ہے، مثلاً جہاد وغیرہ؟

جواب: اس طرح کے مرحلہ تک ہم نہیں جا رہے ہیں۔ یہ طریقہ مناسب نہیں ہوتا۔ بس شعوری بیداری پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ وہی مقابلہ کی بہتر شکل ہے۔ ہم لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کا مطلب کیا ہے؟ ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی اان کی جماعت سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں ہے۔ لیکن عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف جو بھی فتنہ کھڑا کرے گا ہم اس کے خلاف بیداری پیدا کریں گے اور اس کو روکنے کے لئے ہر ممکن اور پرامن قدم اٹھائیں گے۔ ہم عام مسلمانوں کو بھی اور پڑھے لکھے مسلمانوں کو بھی یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ وہ اس فتنہ پر پوری طرح نظر رکھیں اور حتی الامکان اس فتنہ کے علمبرداروں کا ہر طرح سے سماجی بائیکاٹ کریں۔

انٹرویو نمبر۲: حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری

حضور ﷺ کو آخری رسول ماننے کے بعد ہی کوئی شخص مسلمان بن سکتا ہے

۱۴/جون ۱۹۹۷ء کو اردو پارک شاہجہانی جامع مسجد دہلی میں ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس کی تیاری کے موقع پر نمائندہ ہفت روزہ ''راشٹریہ سہارا'' نے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب مدظلہ سے انٹرویو لیا جو ہفت روزہ ''راشٹریہ سہارا'' کے ۲۳ تا ۲۹/جون ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔

سوال: آپ ان دنوں تحفظ ختم نبوت کی جو تحریک چلارہے ہیں، اس کے مقاصد کیا ہیں؟

جواب: دراصل مسلمان جن چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں ان میں ایک بنیادی چیز ہے ختم نبوت کا عقیدہ۔ اس ختم نبوت کے عقیدہ کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت اور تشریح کر کے ان کو خوب اچھی طرح سمجھا دینا ہی ہمارا مقصد ہے۔ تاکہ کوئی اور اس کے غلط معنی کو سامنے رکھ کر انہیں ورغلا نہ سکے۔ کیونکہ اس وقت مرزاغلام احمد قادیانی (جو ۱۹۰۱ء میں نبوت کے دعویدار ہوئے تھے) کی جماعت ''مسلم جماعت احمدیہ'' کے نام سے ہندوستان کے اندر جگہ جگہ فتنے پیدا کر رہی ہے اور مسلمانوں کو یہ باور کرارہی ہے کہ ہم بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہیں اور ختم نبوت کے جو معنی آج تک امت نے سمجھے ہیں (کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور کوئی آپ کے راستے پر کتنا ہی چل لے مگر وہ نبی نہیں بن سکتا) وہ غلط ہے۔ قادیانی (احمدیہ) کہتے ہیں کہ نبی بن سکتا ہے اور مرزاغلام احمد قادیانی بھی اسی طریقہ پر نبی بنائے گئے ہیں۔ حضور ﷺ نبی بنانے والی مہر ہیں۔ اس طرح دین سے ناواقف مسلمانوں کے پاس جا کر یہ باور کرانا کہ آج وہی اسلام معتبر ہوگا جس میں محمد ﷺ کے بعد مرزاغلام احمد قادیانی کو بھی نبی مانا جائے اور جو ایسا نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس طرح یہ غلط فہمی پھیلائی جاتی ہے اور ہمارے مسلمان بھائی یہ سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ حالانکہ وہ اس عقیدہ کی وجہ سے (جو قادیانی پھیلارہے ہیں) ایمان سے نکل جاتے ہیں اور اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اس غلط فہمی کو دور کرنا اصل مقصود ہے۔ قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر

دہلی میں بترہ ہسپتال کے برابر میں قائم ہے۔اس کی جو ریشہ دوانیاں یہاں کبھی کالونیوں میں اور کبھی ادھرادھر ہوتی ہیں، ان کی اطلاعات ہمیں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت (دارالعلوم دیوبند) کے دفتر میں ملتی رہتی ہیں، وہاں سے ہم ان ریشہ دوانیوں کے تدارک کے لئے جو بھی ممکن ہوتا تھا کرتے تھے۔گزشتہ وقتوں تک قادیانیوں کی یہ ہمت نہیں تھی کہ وہ کسی میدان یا ہال وغیرہ میں کھلے طور پر عوام کے لئے کوئی اجلاس وغیرہ کرتے۔لیکن ۵/اکتوبر ۱۹۹۶ء کو دہلی کے ماؤلنکر ہال میں انہوں نے پہلی بار کھلا اجلاس کیا اور اس کو دہلی ویوپی کی سالانہ کانفرنس قرار دیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال وہ اس طرح کا پروگرام کریں گے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔لہٰذا ان کے اس اجلاس کے وقت سے ہی دہلی کے باغیرت مسلمانوں اور ذمہ دار علماء کرام کی مجالس میں یہ مسئلہ زیر غور رہا اور سوچنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اب ان (قادیانیوں) کی ریشہ دوانیوں کا تدارک محض خاموشی کے ساتھ تحریری یا کتابی شکل میں کرتے رہنے سے کام نہیں چلے گا۔کیونکہ یہ لوگ اب جگہ جگہ عام جلسے کرنے اور سیٹلائٹ چینل کے ذریعہ ٹی.وی کے راستہ اپنے نظریات سے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں۔لہٰذا دہلی کی مسلم آبادی والی کالونیوں اور محلوں میں چھوٹے بڑے جلسے کر کے اور بڑے پیمانے پر ایک کانفرنس کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی تاکہ مسلمانوں کو ان کے پروپیگنڈہ سے واقف کرایا جاسکے۔

اس ضمن میں اب تک ڈیڑھ سو سے زائد چھوٹے بڑے جلسے کئے جاچکے ہیں اور ۱۴/جون کو جامع مسجد دہلی کے اردو پارک میں بڑے پیمانے پر تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی جارہی ہے، جس میں دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، جامعہ قاسمیہ شاہی مسجد مرادآباد، جماعت اسلامی، جماعت اہل حدیث، درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز، ندوۃ العلماء لکھنؤ مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے علماء مسلمانوں کو قادیانی فتنہ سے ہوشیار کریں گے اور انہیں یہ باور کرائیں گے کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہ سمجھیں۔

سوال: توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جو اسلام کے پانچ بنیادی رکن ہیں۔کیا ختم نبوت بھی ان ہی جیسا بنیادی رکن ہے؟

جواب: ان میں پہلا رکن ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے۔وہی دراصل اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔بقیہ چار ارکان تو اعمال ہیں اور اس بنیادی عقیدہ میں ہی ختم نبوت کا عقیدہ شامل ہے۔کیونکہ ''حضرت محمد ﷺ کے رسول ہیں۔'' جب اس پر عقیدہ ہے تو پھر

قرآن میں اللہ نے آپ کو خاتم النّبیین کا جو لقب دیا ہے، اس پر از خود عقیدہ ہونا لازمی ہے۔ آپ کی صرف رسالت پر ایمان کسی کو مسلمان نہیں بنائے گا بلکہ اس کے ساتھ حضور ﷺ کو آخری رسول ماننے کے بعد ہی کوئی شخص مسلمان بن سکتا ہے۔

سوال: مسلمانوں کے دیگر مسالک ونظریات کے لوگ اپنے اپنے نظریات پر قائم رہ کر خود کو مسلمان کہتے ہیں اور سب ان کو مسلمان مانتے ہیں۔ کیا قادیانیوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے؟

جواب: اسلام ایک مذہب کا نام ہے۔ اس میں کچھ چیزوں کا ماننا ضروری ہے جنہیں عقیدہ کہتے ہیں اور کچھ اعمال ہیں جن کی فرضیت کو ماننا بھی ضروری ہے جو عقیدے ہیں ان سب کو جس طرح نبی ﷺ نے بتایا ہے اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام سے منقول ہوتا آیا ہے، اسی طرح ماننے والا مسلمان ہوتا ہے۔ مسلمان جن چیزوں پر عقیدہ رکھتا ہے، ان میں خاتم النّبیین کو ان معنوں میں ماننا ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص اس منصب پر فائز نہیں ہوگا۔ قادیانیوں کو اسی بنیادی عقیدہ میں مسلمانوں سے اختلاف ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ”مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کرتا رہوں۔ یہاں تک کہ وہ مجھ پر ایمان لے آئیں اور جو شریعت اور جو بات میں اللہ کی طرف سے ان کے پاس لے کر آیا ہوں۔ اس پر ایمان لے آئیں۔“ یہ ایمان کی تعریف ہے۔ یعنی آپ کی ہر ایک بات تو ماننا ایمان ہے ایک بات کو بھی اگر چھوڑ دیا تو ایمان باقی نہیں رہا۔ جیسے کوئی آدمی یہ کہے کہ میں پورے قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو قرآن کی آیت نہیں مانتا تو اس کے لئے سارے قرآن کریم کو ماننا بے کار ہو گیا۔ کیونکہ اس کا ایمان ختم ہو گیا۔ خواہ وہ کتنا ہی نمازیں پڑھتا ہو۔ کتنا ہی قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہو اور کتنا ہی نیک اعمال کرتا ہو۔ پھر بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا منکر ہونے کی وجہ سے اس کا ایمان ختم ہو گیا اور وہ مسلمان نہیں رہا۔ اسی طرح جہاں خاتم النّبیین کے الفاظ کو ماننا ضروری ہے وہاں اس کے معنی کو بھی ماننا ضروری ہے۔ قادیانی حضرات کہتے ہیں کہ ہم حضرت مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النّبیین مانتے ہیں۔ لیکن خاتم النّبیین کے صرف لفظ کو مانتے ہیں معنی کو نہیں مانتے۔ اس کے معنی حضور ﷺ نے بتائے ہیں: ”میں خاتم النّبیین ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“ جب آپ نے خود واضح کر دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ کسی قسم کا نبی نہیں تو پھر کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا کہ: ”میں مجازی نبی ہوں، میں بروزی نبی ہوں، میں ظلی نبی ہوں۔“

یہ سوائے دھوکہ دہی کے اور کچھ نہیں ہے۔ کسی بڑے سے بڑے نے بھی یہ نہیں کہا کہ

میں نبی ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کی متابعت کاملہ کی توفیق ہوئی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے راستے پر میں بہت چلا ہوں۔ لہٰذا میں مجازی نبی بن گیا ہوں۔ سوال کیا جاسکتا ہے کہ گزشتہ تیرہ سو برسوں کے اندر بڑے سے بڑے ولی گزرے ہیں تو کیا ان میں سے کسی میں یہ صلاحیت نہیں ہوئی کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرتا اور اس پر حضور ﷺ کی مہر لگتی۔ مگر اس سوال کو یہ لوگ ٹال جاتے ہیں اور جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نظریات میں نبوت کی دعویداری کا راستہ کھول دیا تو ان ہی کے فرقہ کے ایک چراغ الدین جموی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہی زمانے میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اس پر مرزا قادیانی بہت ناراض ہوئے کہ میرا مرید ہوکر میرے ہی زمانے میں نبوت کا دعویٰ کررہا ہے تو گویا نہ پہلے تیرہ سو برسوں میں کوئی نبی ہوسکتا تھا اور نہ بعد میں کوئی ہوسکتا ہے۔ بس ایک مرزا قادیانی ہی رہ گئے تھے مجازی نبی ہونے کے لئے لہٰذا اس کافرانہ نظریہ کے ماننے والوں کو کیونکر مسلمان کہا جاسکتا ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ قادیانی اپنے نظریات پر عمل کرتے رہیں۔ لیکن خود کو اپنے نظریات کے مطابق صرف احمدی یا قادیانی ہی کہیں۔ مسلمان کیوں کہتے ہیں۔ جب کہ وہ اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت کو ہی نہیں مانتے اور جہاں تک مسلمانوں کے دیگر مسالک کا معاملہ ہے تو ان کے یہاں آپس میں کچھ چیزوں پر اندرونی اختلافات ہیں۔ لیکن بنیادی عقیدہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسی لئے دیگر تمام مسالک میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ دیگر تمام مسالک کے لوگ اپنے اپنے نظریات پر عمل کرتے ہوئے بھی مسلمان ہیں اور قادیانی اس بنیادی عقیدہ سے انحراف کے سبب دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔

سوال: آج جب کہ مسلمانوں کے ساتھ ہر میدان میں ناانصافی ہورہی ہے تو ایسے وقت میں اس طرح کی تحریک چلانا کیا مناسب ہے؟

جواب: اگر یہ تحریک مسلمانوں کے کسی فرقہ کے خلاف ہوتی تب تو یہ بات کہی جاسکتی تھی کہ اس سے مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوگا۔ لیکن جب قادیانیوں کے بارے میں گزشتہ سو سال سے (جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا) یہی فیصلہ ہے کہ یہ مسلمان ہیں ہی نہیں۔ محض فریب سے خود کو مسلمان کہلا رہے ہیں تو پھر یہ سوچنا غلط ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ جو ناانصافیاں ہورہی ہیں، ہماری تحریک سے ان میں اضافہ ہوگا۔ ناانصافی تو یہ لوگ کررہے ہیں جو ان کے پروگراموں کو ترویج دے رہے ہیں۔ ناانصافی یہ بھی ہے کہ ایک غلط مذہب کو اسلام کے نام سے پھیلایا جارہا ہے اور ان کو سرکاری وغیر سرکاری ذرائع ابلاغ سے پھیلنے کا موقع اسلام کے نام پر دیا جارہا ہے۔

سوال: ہندوستان کا آئین یہاں آباد تمام لوگوں کو اپنے مذہب ومسلک پر عمل کرنے اور اس کی ترقی وترویج کرنے کی تو اجازت دیتا ہے۔ لیکن کسی کے مذہب کو غلط یا برا کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس پس منظر میں قادیانیوں کے خلاف آپ کی یہ تحریک کیا ہندوستانی آئین کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

جواب: تحریک تو قادیانیوں نے اسلام کے خلاف پہلے سے شروع کر رکھی ہے۔ وہ مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو غلط قرار دیتے ہیں اور سرعام کہتے ہیں کہ خاتم النّبیین لفظ کا مطلب مرزاغلام احمد قادیانی سے پہلے کے لوگوں نے غلط سمجھا ہے اور بعد میں ان کے مخالفین بھی غلط سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کا یہ اعجاز ہے کہ آپ ﷺ کی امت میں نبی ہوسکتے ہیں۔ اس طرح اگر کسی کے مذہب کو غلط کہنا ہندوستانی آئین کی رو سے غلط ہے تو آئین کی خلاف ورزی پہلے قادیانی لوگ کر رہے ہیں جو ہمارے عقیدہ کو غلط کہتے ہوئے خود کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔ وہ خود کو مسلمان نہ کہیں۔ اپنے مذہب کو اسلام نہ کہیں بلکہ کوئی الگ نام دیں تو پھر وہ جو چاہے پروپیگنڈہ کریں۔ مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی مانیں، خدا مانیں، خدا کا بیٹا مانیں یا کچھ اور مانیں۔ ہم ان سے ہندوستان میں آباد دیگر غیرمسلم حضرات کے جیسا ہی برادرانہ سلوک رکھیں گے۔ ان کے خلاف کوئی تحریک نہیں چلائیں گے۔

سوال: قرآن میں کہا گیا ہے کہ جو شخص خود کو مسلمان کہے اسے کافر کہنے کا حق کسی کو نہیں ہے تو پھر قادیانیوں کو کافر کہنا یا اسلام سے خارج قرار دینا کیونکر جائز ہے؟

جواب: قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ: ''مسلمانو! جب تم کہیں سفر کیا کرو تو ذرا اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو اور جو تمہارے سامنے آکر اطاعت کا مظاہرہ کرے (خواہ کلمہ پڑھ کر یا دوسرے کسی طریقہ سے) تو تم اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تو ایمان والا نہیں ہے بلکہ تم اس کو ایمان والا سمجھا کرو۔'' کیونکہ جب کسی نے کلمہ پڑھ لیا تو یہ علامت ہے اس بات کی کہ اس کے دل میں ایمان ہے۔ کیونکہ ایمان تو ایک اندرونی چیز ہے جو دیکھی نہیں جاسکتی۔ اب اگر پورا ایک طبقہ ہے جو خود کو ایمان والا کہتا ہے تو ہم کیسے کہیں کہ تم ایمان والے ہو، اگر وہ مندر میں جاتا رہے گا اور کہے گا کہ میں ایمان والا ہوں تو ہم نہیں مان سکتے۔ وہ اگر مسجد میں آنے لگے، کلمہ پڑھنے لگے، مسلمانوں کا سا لباس پہننے لگے تو ان علامات کی وجہ سے اس کو ایمان والا کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تاکید کی ہے کہ جو شخص تمہارے سامنے اسلام کی علامت پیش کر دے تم اس کو یہ نہ کہو کہ تو ایمان

والا نہیں ہے یا مسلمان نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسلام ظاہر کرتے ہوئے کوئی کفریہ قول یا عمل اختیار کرتا ہے تو پھر خالص علامت کی وجہ سے اس کو مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ مثال کے طور پر ایک شخص کلمہ پڑھے، نماز بھی پڑھے، لیکن زنار بھی پہنے اور چوٹی بھی رکھے تو ہزار کلمہ پڑھنے کے باوجود زنار اور چوٹی جیسی غیر اسلامی علامت کی وجہ سے اسے مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اسلام کی علامت تبھی کسی کو مسلمان کہلاسکتی ہے جب اس علامت کے ساتھ وہ کوئی غیر اسلامی علامت بھی پیش نہ کر رہا ہو۔ قادیانیوں کے یہاں اسلام کا اظہار تو ہے لیکن اپنے عقیدہ، قول وعمل اور تحریر وتقریر سے وہ کفریہ باتیں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ یہ کفریہ باتیں نہ کریں صرف اظہار اسلام میں اکتفاء کریں تو ہم انہیں مسلمان کہنے اور ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر چونکہ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح مسلمان ہونے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح حضرت محمد ﷺ کے بعد مرزاغلام احمد قادیانی پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اور جو لوگ مرزاغلام احمد قادیانی پر ایمان نہیں رکھتے وہ مسلمان نہیں ہیں۔ مرزابشیراحمد کا صاف فتویٰ ہے کہ: ''جو لوگ مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے وہ چاہے حضرت محمد ﷺ کو مانتے ہیں مگر وہ پکے کافر ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص۳۵، انوارالعلوم ج۶ ص۱۱۰)

مرزابشیرالدین محمود (مرزاغلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے) کا صاف کہنا ہے کہ: ''مرزاغلام احمد کو نبی نہ ماننے والے لوگوں کے ساتھ خوشی یا غمی میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔'' یہ لوگ اپنے اظہار اسلام کی دلیل میں حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔'' تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بھی تمہارے قبلہ کی طرف منہ کر کے تمہارے جیسی نماز پڑھتے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی مسلمان ہیں۔ مگر دراصل اس حدیث میں بتائے گئے اعمال بھی اسلام کی علامتیں ہیں۔ یہ اسلام کی حقیقت وماہیت نہیں ہیں۔ اسلام کی حقیقت وماہیت عقیدۂ وحدانیت اور ختم نبوت ہے۔ لہٰذا حقیقت وماہیت کا منکر کتنی بھی علامتیں ظاہر کرے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ علامات تو ان لوگوں کو مسلمان سمجھنے کے لئے ہیں، جن کا بنیادی عقیدہ ونظریہ معلوم نہیں ہے۔ لہٰذا وہ جو بھی علامت ظاہر کرتے ہیں، انہیں اسی کے مطابق مان لیا جائے۔ اسلام کی علامت ظاہر کریں تو مسلمان اور کفر کی علامت ظاہر کرے تو کافر۔ لیکن جب کسی کا بنیادی عقیدہ معلوم ہے تو پھر علامتوں کی کوئی اہمیت نہیں۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

الاستیصال لدعویٰ المسیح الدجال

مولانا تجمل حسین قادری نقشبندی

فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحي الي ولم يوح اليه شيء

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ یا کہا کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کچھ وحی نہ آئی

الاستیصال

لدعوی المسیح الدجال

تصنیف

عالی جناب فضیلت مآب سراج العلما خان بہادر حضرت مولانا مولوی

تجمل حسین صاحب ایمان قادری نقشبندی گوپاموی دام فیوضہ

جس میں

آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ادعائے نبوت و رسالت کی اچھی طرح سے قلعی کھولی اور اس

میں آپ نے سب حواریوں کو ان کے جھوٹے دعووں کو سچا ثابت کرنے کے لئے چیلنج دیا ہے

مطبوعہ مطبع حیدری مدراس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق وجعلہ خاتم النّبیین فمن ادعی النبوۃ بعدہ فھو من الکاذبین الضالین وصلی اللہ علٰی سیدنا ومولانا محمد افضل الانبیاء والمرسلین سید الاوّلین والآخرین وعلٰی آلہ واصحابہ الھادین المھدین الٰی یوم الدین!

امابعد! واضح ہو کہ تھوڑے دنوں سے ایک قادیانی مشنری حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ وارد مدراس ہوئے ہیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو اس جدید مذہب کی دعوت دیں جو اسلامی دنیا میں تیرہ سو سال کے بعد پہلے:

''مجددیت'' (کتاب البریہ بقیہ حاشیہ ص۱۶۸ خزائن ج۱۳ ص۲۰۱)

''ومہدویت'' (اتمام الحجہ ص۳ خزائن ج۸ ص۲۷۵)

''پھر عیسویت'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۳۴ خزائن ج۳ ص۴۴۲)

''پھر نبوت ورسالت'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۴ خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)

کا جامہ پہن کر بلائے ناگہانی کی طرح ہند کے بعض اقطار میں ہوگیا ہے اور چوں کہ اس مذہب کے بانی مرزاغلام احمد آنجہانی قادیانی اپنے حین حیات ہی اپنے الہامات اور پیشین گوئیوں میں کاذب ثابت ہو چکے اور علمائے اسلام نے ان کے باطل دعاوی کو جو تار عنکبوت کے مانند بودے اور ناپائیدار تھے شکستہ کر کے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے کامل طور پر ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی جھوٹے تھے تو اب ان کے حواریوں نے ان کے کذب پر پردہ ڈال کر عوام الناس کو اپنے دام فریب میں لانے کے لئے حیات وممات مسیح کو خواہ مخواہ چھیڑ دیا ہے تاکہ اصل مدعا یعنی مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت کے بحث کی نوبت نہ آنے پائے۔

اسی بناء پر قادیانی مشنری حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ نے بھی یہاں مسئلہ حیات ووفات مسیح پر بحث چھیڑ دی اور ایک بھولے بھالے سیدھے سادھے پیر جی کو جنہیں نہ بخوبی مذہبی معلومات ہیں نہ عربی جانتے ہیں۔ سیدزادے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بے بضاعتی کے باعث: ''پراگندہ روزی پراگندہ دل'' کے مصداق بنے ہوئے ہیں گھونٹ گھانٹ کر بتاریخ نہم ماہ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ وفات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک مضمون لکھوالیا تاکہ اس مشن کے سرپرستوں

پر اپنی کارگزاری کا ثبوت دیں اور جب لوگوں میں پیر جی کی اس ناجائز کارروائی کا چرچا ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے ایک اشتہار موسوم بہ اظہار واقعی شائع کر دیا۔ جس میں اپنے ساتھ علمائے اہل سنت وجماعت کو بھی لے ڈوبے۔ جب اس خاکسار کو خبر ہوئی تو فوراً چند تلامذہ واحباب کے ساتھ پیر صاحب کی خدمت میں جا پہنچا اور ان کو بدلائل واضحہ قائل کر کے اس عقیدہ فاسدہ سے توبہ کرنے کے لئے آمادہ کیا کیوں کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قبل قیامت دنیا میں نازل ہو کر دجال کو ماریں گے۔

جیسا کہ احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ سے ثابت ہے اور یہی تمام ائمہ وعلماء ومحدثین ومفسرین کا مذہب ہے جس کا انکار رفتہ رفتہ کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض کہ جب شاہ صاحب نے ''تردید اظہار واقعی'' کے بعد بتاریخ ۱۷فدھم ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۹؍نومبر ۱۹۲۰ء بعد نماز مغرب جم غفیر کے روبرو جس میں چند علماء مشائخین بھی موجود تھے۔ اپنی برأت ظاہر کر دی اور عقیدہ اہل سنت وجماعت کے مطابق حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے ایمان لانے کا اظہار کر دیا تو حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ گھبرائے کہ یہ کیا ہوا ساری کی کرائی برباد ہوگئی۔ بس وہ اور بعض ان کے ہم عقیدہ لگے شوروشغب مچانے اور شاہ صاحب کی توبہ پر چہ میگوئیاں کرنے اور جھٹ پٹ جناب مرہم عیسیٰ نے اپنے زخم خوردہ دل پر اس طرح تسلی کی پٹی باندھی کہ مدراس کے علماء کی خدمت میں خواہ وہ اہل حدیث ہوں یا شیعہ یا اہل سنت وجماعت مناظرۂ حیات ووفات مسیح پر عام چیلنج دے دیا تاکہ ان کے مرشد آنجہانی کے جھوٹے یا سچے ہونے کی بحث کی نوبت نہ آنے پائے۔

مرزا قادیانی نے (ازالہ الاوہام حصہ دوم ص۵۹۸ خزائن ج۳ ص۴۲۳) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے پر جو زور لگایا ہے اس کی علمائے ہند ایسی دھجیاں اڑا چکے ہیں کہ کسی سے ان کا جواب بن نہ سکا۔ دیکھئے رسالہ ''حفاظت ایمان'' میں ان کی کتابوں کی فہرست موجود ہے۔ جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدیر النجم نے اپنے اسلامی چیلنج میں کیا خوب لکھا ہے:

''میاں جب ہم نے نہایت پختہ اور یقینی دلیلوں سے آپ کے مرشد کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے اظہر من الشمس کر دیا ہے تو حضرت مسیح کا مردہ ہونا ایسے جھوٹے کو سچا کیسے کر سکتا ہے۔ دنیا میں کوئی صاحب عقل اس کو باور نہیں کر سکتا کہ اگر مسیح مر گئے تو ان کی جگہ ایسا جھوٹا شخص

جسے قرآن وحدیث نے جھوٹا ثابت کردیا ہو وہ مسیح موعود ہو جائے۔‘‘

اب نہ ہم صرف حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کو بلکہ ان کے تمام پیر بھائیوں اور ہم مذہبوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کی خاص عبارات اور بعض ان کے مقرب حواریوں کی عبارات سے مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوے نقل کر کے کلام اللہ اور احادیث صحیحہ سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا اور اسپیشل دجال ہونا ثابت کردیتے ہیں۔ مرزائیوں کا فرض ہے کہ اپنے پیرومرشد کے ان دعاوی کو جو مسطور ہوتے ہیں سچا ثابت کریں اور اگر اس جھوٹے نبی کے امتی اس کے مذکورہ دعوؤں کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہوں تو پھر حیات ووفات مسیح کی بحث درمیان لانا بے کار و بے نتیجہ ہے۔ پہلے مرزائیت کے اعتقادات کا فیصلہ ہو جانا چاہئے تا سب خواندہ نخواندہ لوگوں پر قادیانی مذہب کی حقیقت کھل جائے اور عوام الناس گمراہی میں پڑنے سے محفوظ رہیں۔

پہلے پہلے مرزا قادیانی نے حقانیت اسلام اور تردید مذہب عیسوی کا جال پھیلا کر لوگوں کو اپنے دام میں پھنسایا اور ’’براہین احمدیہ‘‘ کا نمونہ دکھلا کر دوسو یا تین سو براہین لکھنے اور چھپوانے کا اشتہار شائع کر کے لوگوں سے دس ہزار روپے کا چندہ لیا اور اس مبلغ سے براہین کا پورا کرنے کے عوض جھوٹے دعوؤں اور تعلّیوں کی بنا ڈالی۔

پہلے ’’مجدد‘‘ (کتاب البریہ بقیہ حاشیہ ص۱۶۸ خزائن ج۱۳ ص۲۰۱)

’’اور مہدی‘‘ (اتمام الحجۃ ص۳ خزائن ج۸ ص۲۷۵)

’’اور مثیل عیسیٰ بنے۔‘‘ (تذکرہ ص۱۳۸ طبع چہارم)

اور الہام سے ابتدا ہوئی اور چندوں کی بھرمار ہونے لگی۔

’’مختلف رسالوں کی تالیف کا چندہ بہشتی مقبرہ کا چندہ۔‘‘

(رسالہ الوصیت ص۱۶ خزائن ج۲۰ ص۳۱۸)

’’چندہ منارہ کا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۲۸۲)

’’مکان کے وسیع کرنے کا چندہ۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۴۷۶)

غرض کہ مختلف قسم کے چندہ سے خوب روپیہ لوٹا۔

رفتہ رفتہ ’’نبی‘‘ بنے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴ خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)

وحی آنے لگی، پھر ’’تمام انبیاء سے افضل ہوئے۔‘‘ (تذکرہ ص۲۸۲ طبع چہارم)

پھر ’’خاتم النّبیین‘‘ ہوگئے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، ۵ خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

اور قرآن شریف کی اکثر آیتیں انہیں کی شان میں قرار دی گئیں اور ’’خود خدا ان سے کلام کرنے لگا۔‘‘ (تذکرہ ص۲۹۲ طبع چہارم)

پہلے خود ان کو اپنے الہامات ووحی میں تاویل کی ضرورت لاحق ہوتی تھی اور نبوت کا دعویٰ کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ ان کا عقیدہ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہی تھا کہ مجھ کو ان سے کیا نسبت ہے۔ مگر جب مریدوں کا مجمع بڑھتا گیا تو ان کا عقیدہ بھی بدلتا گیا اور شدہ شدہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ جو ان پر ایمان نہ لائے وہ قطعی کافر ہے۔

آئے تھے عیسیٰ بن کر تثلیث پرستی ستون کو توڑنے اتنے بڑے دعوے کے ساتھ کہ ’’اگر میں توڑ نہ دوں تو گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (اخبار بدر قادیان ج۲، نمبر۲۹، ص۴ کالم نمبر۲ مؤرخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء، ملخص مکتوبات احمدیہ ج ششم حصہ اوّل ص۱۶۲ قدیم، مکتوبات احمد ج اوّل ص۴۹۸ جدید)

اور اس دعا کے ساتھ کہ ’’اگر سات برس کے اندر خدائے تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جاوے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۳ تا ۳۵ خزائن ج۱۱ ص۳۱۷ تا ۳۱۹)

یہ قول آپ سے ۱۸۹۷ء میں صادر ہوا اور اس کے بعد گیارہ برس زندہ رہے۔ مگر نہ تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹا نہ ان کے ہاتھ پر دس پانچ تثلیث پرست ہی ایمان لائے۔ بلکہ عیسائیت کا زور روز افزوں ترقی کرتا گیا اور ہر طرف سے اسلام میں لوگوں کے داخل ہونے کے بدلے چالیس کروڑ مسلمانوں کو جو ان پر ایمان نہیں لائے ہیں کافر اور جہنمی بنا دیا۔ سبحان اللہ! قسم تو بہت اچھی کھائی کہ ’’میں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔‘‘

اور مرزا قادیانی کی اس جوشیلی قسم سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے مدت موعودہ کے بعد ضرور ضرور اپنے تئیں کاذب خیال کیا ہوگا۔ دوسروں پر اس کے اظہار کی شرط نہ تھی اور نہ یہ شرط تھی کہ اس صورت میں میرے مرید مجھے کاذب خیال کریں۔ آپ کی پیشین گوئیاں اکثر اسی قسم کی تھیں۔ جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا۔ اب آپ کے دعاوی باطلہ نمبروار جن کے ضمن میں دوسرے دعاوی بھی درج ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

۱...... ۱۹۰۰ء کے قبل مرزا قادیانی کو دعوائے نبوت سے انکار تھا بلکہ اسے کفر سمجھتے تھے۔

دیکھئے (حمامۃ البشریٰ ص۷۹ خزائن ج۷ ص۲۹۷) ’’ما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین ‘‘یعنی مجھ کولائق نہیں کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں میں جاملوں۔‘‘

اس کے بعد آپ کو اسلام سے نکل جانے کا شوق ہوا اور صدہا دعویٰ ظہور پذیر ہونے لگے۔ چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں:

’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی ص۱۴۹،۱۵۰ خزائن ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

اس قول میں نبوت اور نزول وحی کا صراحۃً اور عیسیٰ علیہ السلام سے افضلیت کا دعویٰ کنایۃً کرتے ہوئے جس مسیح کی نسبت کہا کہ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں ہے۔ مابعد کی عبارات میں جو بیان ہوتے ہیں۔ کیسا اس نبی اور خدا کے مقرب کا استہزا کرتا ہے اور اس کے معجزوں کا انکار اور آیات قرآنی سے انحراف کرتا ہے۔

۲...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۳ خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلاسکتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۸ خزائن ج۲۲ ص۱۵۲)

اللہ اللہ ایک جلیل القدر اولوالعزم پیغمبر جس کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’وجیھاً فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین ‘‘یعنی مرتبے والا دنیا اور آخرت میں اور مقربان الٰہی سے اور فرماتا ہے ’’واٰتینا عیسٰی ابن مریم البینٰت وایّدناہ بروح القدس ‘‘یعنی اور دیئے ہم نے عیسیٰ فرزند مریم کو معجزے اور قوت دی اس کو روح القدس یعنی جبرئیل سے۔

اس کے مقابلے میں یہ تعلّی اور تمام شان میں اس سے اس طرح اظہار برتری جس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ ’’میں مستقل نبی ہوں کیوں کہ مستقل انبیاء سے وہی بہت بڑھ کر ہوسکتا ہے جو مستقل نبی ہو اور یہ کب ہوسکتا ہے جب تک تشریعی نبوت ختم نہ ہو۔‘‘ (تذکرہ ص۲۹۲،۲۹۳ طبع چہارم)

پس دوسرے الفاظ میں مرزا کا یہ دعویٰ ہے کہ میں تشریعی نبی ہوں اور ابھی تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی ہے اور جب عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنے والا نص قرآن سے قطعی کافر ہے تو اس شخص کی نبوت سے انکار کرنے والا بھی جو تمام شان میں عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ کر ہے قطعی کافر ٹھہرا۔ پھر اگر کوئی احمدی کہے کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے تو بالضرور کسی مصلحت سے تقیہ کرتا ہے۔ دیکھئے مرزا قادیانی ایک اولوالعزم پیغمبر کی کیسی تحقیر کر رہے ہیں اور ان کے چیلے اس بات سے شاد ہیں۔ مرزا قادیانی کی باتوں پر ان کا ایسا ایمان ہے کہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ پر ابھی ایسا ایمان نہیں:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

اس اجمال کی تفصیل ذرا گوش دل سے سماعت فرمائیے۔

۳...... مرزا قادیانی کہتے ہیں:

’’اینک منم کہ حسب بشارت آدم عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پا بہ منبرم‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

اور کہتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

جب مرزا قادیانی ابن مریم سے بہتر اور ان سے ہر شان میں بہت بڑھ کر ہوئے تو مثیل باقی نہ رہے مستقل نبی ٹھہرے۔

۴...... اللہ تعالیٰ سورۂ آل عمران میں فرماتا ہے: ’’ورسولاً الٰی بنی اسرائیل انّی قد جئتکم باٰیة من ربکم انّی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله. وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله

وانبئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم. ان فی ذالک لأیۃ لکم ان کنتم مؤمنین'' (آل عمران:۴۹)

یعنی اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف اس دعویٰ کے ساتھ کہ میں آیا ہوں تمہارے پاس معجزے لے کر تمہارے رب کی جانب سے میں بنادیتا ہوں تم کو مٹی سے پرندے کی صورت کے مانند پھر پھونک مارتا ہوں اس میں تو وہ ہوجائے گا پرندہ اللہ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں اس کو جو اندھا پیدا ہوا، اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتادیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو رکھ آؤ اپنے گھر میں بیشک اس میں بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

یعنی اگر تم ان باتوں کو اللہ کا دیا معجزہ نہیں سمجھتے تو تم ایمان نہیں رکھتے ہو یعنی کافر ہو۔

اور سورۂ مائدہ میں فرماتا ہے:''یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذااجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب. اذ قال اللہ یاعیسٰی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلٰی والدتک. اذ ایّدتک بروح القدس. تکلم النّاس فی المھد وکھلاً واذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل. واذتخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی. واذ تخرج الموتی باذنی. واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینات فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الّا سحرمبین. واذ اوحیت الی الحواریّین ان اٰمنوابی وبرسولی. قالوا اٰمنا واشھد باننا مسلمون''(المائدہ:۱۰۹تا۱۱۱)

یعنی جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو پھر کہے گا کیا جواب دیا گیا کہیں گے ہم کو خبر نہیں ہے تو ہی چھپی بات جانتا ہے۔ جب کہے گا اللہ اے عیسٰی بیٹے مریم کے یاد کر احسان میرا تجھ پر اور اپنی ماں پر جب مدد کی میں نے تیری روح القدس سے تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گہوارے میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب بناتا تو مٹی سے پرندی کی صورت میرے حکم سے پھر دم پھونکتا اس میں تو ہوجاتا پرندہ میرے حکم سے اور چنگا کرتا تو ماں پیٹ کا اندھا اور کوڑھی میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا مردے میرے حکم سے اور جب باز رکھا میں نے شر بنی اسرائیل کا تجھ سے جب تو لایا ان کے پاس معجزے۔ پس کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے ان میں سے یہ ہے جادو آشکارا اور جب میں نے

دل میں ڈالا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر بولے ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

ذرا غور سے دیکھئے کہ خداتعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے جن تمام معجزات کو اپنی جانب منسوب کر کے کہا کہ یہ سب میرے حکم سے ہوا اور اپنی دی ہوئی نعمت قرار دیا اور اپنے احسانات میں شمار کیا اور جن معجزوں کا انکار کرنے والوں اور جادو کہنے والوں کو کافر کہا۔ جناب مرزاقادیانی ان نصوص قطعیۂ قرآنیہ سے اعتراض کر کے ان معجزوں کے معجزہ ہونے سے انکار کرتے ہوئے کیسا ان کا ٹھٹھول کرتے ہیں۔

۱...... (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۰۳ خزائن ج۳ ص۲۵۵،۲۵۵) آپ لکھتے ہیں:

’’تعجب کی جگہ نہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف (اس لفظ کو غور سے دیکھنا چاہئے یہ وہی بہتان ہے جو یہودی بی. بی مریم پر کرتے تھے) کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (ماشاء اللہ کیسی سچی بات ہے) اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔‘‘

اس تحریر سے مرزاقادیانی کی صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی سے پرندہ بنانا معجزہ نہ تھا بلکہ ایک کل کا کھلونا تھا جیسا کہ اس زمانہ میں یورپ کے ایجاد کئے ہوئے بہت سے اسی قسم کے کھلونے ملتے ہیں۔ پھر خدا جانے خدا نے کیوں اسے معجزہ ٹھہرایا اور ’’باذنی‘‘ کا لفظ فرمایا اور اسے نعمت قرار دیا۔ مرزائیوں کے پاس مرزا کا کلام موجود ہوتے ہوئے اللہ کا کلام کیا وقعت رکھے گا۔

۲...... اسی کتاب ازالہ اوہام کے (ص۳۲۲ خزائن ج۳ ص۲۶۳ حاشیہ) میں لکھتے ہیں: ’’یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت

مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔‘‘

نعوذ باللہ من ھٰذہ الکفریات پہلے تو ان پرندوں کو کل کا کھلونا کہا۔ پھر مسمریزم قرار دیا۔ پھر سامری کے گوسالے کے مانند بتایا اور خود مرزا کو اس میں شک رہا کہ یوں تھا یا وُں مگر چوں کہ معجزۂ مسیح کی تحقیر مدنظر تھی لہٰذا اس نص قرآنی پر مرزا قادیانی ہرگز ہرگز ایمان نہ لائے کہ ’’**فیکون طیراً باذن اللہ**‘‘ اور ’’**فتکون طیراً باذنی**‘‘ جیسا کہ اوپر کی آیات میں ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کیا کہتے ہیں دیکھئے۔

۳...... اسی کتاب ازالہ اوہام کے (ص۳۰۹ خزائن ج۳ ص۲۵۸ حاشیہ) میں ہرزہ سرائی کرتے ہیں:

’’اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہیں سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘

اور (ازالۃ الاوہام ص۳۰۹ خزائن ج۳ص۲۵۸ حاشیہ) پر حضرت مسیح کے معجزات کو مسمریزم لکھ کر کہتے ہیں:

’’اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘

مسیح علیہ السلام سے برتری کا دعویٰ کرنے والا جب معجزہ لانے سے عاجز تھا اور خوف تھا کہ کوئی معجزہ طلب کر کے اسے عاجز نہ کرے تو ان معجزات کو جو ایک اولوالعزم پیغمبر کو خدا تعالیٰ نے احسان جتا کر دیئے تھے کیوں کر مکروہ نہ جانتا، معجزات کو مسمریزم قرار دینا اور مکروہ جاننا تمام انبیاء کے معجزوں میں شک پیدا کر دینا ہے اور یہی کذابین کی صریح علامت ہے اور معجزات کا انکار نبوت کا انکار اور کفر غلیظ ہے۔ اس جھوٹے مسیح نے اتنے ہی پر بس نہ کر کے عیسیٰ علیہ السلام کو مسمریزم کرنے والا ثابت کرتے ہوئے (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۱۱ خزائن ج۳ ص۲۵۸ حاشیہ) میں لکھتا ہے:

’’یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔‘‘

اور (ازالۃ اوہام ص۳۱۱ خزائن ج۳ ص۲۵۸) میں کہتا ہے ’’بوجہ مسمریزیم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجہ پر بلکہ قریب ناکام رہے۔‘‘

اللہ اللہ یہ بے ادبی یہ گستاخی یہ شرارت یہاں ہماری زبان قاصر ہے صرف جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب کے فتویٰ کی یہ عبارت کافی ہے:

(۱)’’ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفا شریف وشروح شفا وسیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی وروضۂ امام نووی ووجیز امام کردری واعلام امام ابن حجر مکی وغیرہا تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں۔ نہ کہ (۲) نبی بھی کون نبی مرسل، نہ کہ (۳) مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم (۴) نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نور باطن (۵) نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت (۶) نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں (۷) نہ کم درجہ بلکہ قریب ناکام رہے۔

اس ملعون قول ’’لعن اللہ قائلہ وقابلہ‘‘ نے اولوالعزمی ورسالت ونبوت درکنار اس عبداللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفس ایمان میں کلام کردیا۔ اس کا جواب ہمارے میں کیا ہے۔ سوا اس کے کہ ’’ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدّلہم عذاباً مھینا‘‘ (احزاب:۵۷)

بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا وآخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

۵...... (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۶ خزائن ج۱۱ ص۲۹۰) میں اس کا دعویٰ ہے:

’’عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔‘‘

مرزا قادیانی سے صدیوں پہلے ایک جماعت بھی یہی کہہ چکی تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، جو کچھ انہوں نے پرندوں کو پیدا کرنے یا اندھوں، کوڑھیوں کو چنگا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے سے اور مانند اس کے دکھلایا وہ معجزہ نہ تھا بلکہ سحر تھا۔ جیسا کہ خداتعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی اس آیت میں بیان فرمایا جو اوپر مذکور ہوئی۔

اور دوسری جگہ فرمایا ’’فلمّا جاء ھم بالبیّنات قالوا ھٰذا سحر مبین‘‘ یعنی پھر جب لایا وہ ان کے پاس معجزے تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے صریح۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ وہ کفار آپ کے معجزات کو جادو کہتے تھے اور مرزا قادیانی مسمریزم کہتے ہیں اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے کہ معاذ اللہ آپ کے معجزات کو کسبی کرشمے اور تخلیّات سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ سحرہ فرعون کی

رسیاں اور لکڑیاں دوڑتے ہوئے سانپ خیال میں آنے لگیں جس کا سورۂ طٰہٰ میں ذکر ہے کہ ’’فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انّها تسعی ‘‘(طٰہٰ:۶۶) مسمریزم کا اثر بھی قوت متخیلہ پر بہت کچھ ہوتا ہے۔ پھر خواہ ان معجزات مسیح علیہ السلام کو جو آیات میں مذکور ہیں جادو ہیں یا مسمریزم یا کھلے الفاظ میں کہیں کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، وہی انکار ہوا جس کے بارے میں اللہ جل شانہ نے فرمادیا ’’اذ جئتهم بالبينات فقال الذين كفروا منهم ان هذا الا سحر مبين ‘‘(المائدہ:۱۱۰) ترجمہ آیت کا اوپر گزر چکا۔ پس جناب مسیح کے ان معجزات کا انکار جن کو خدا خود کلام مجید میں بیان فرماتا ہے کفر صریح نہیں تو کیا ہے۔

۵...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ’’اور جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ص۱۵۹)

اس کو سفید جھوٹ کو کہتے ہیں قرآن مجید ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے کوئی مرزا قادیانی کا حواری وہ آیت دکھلا دے جس میں خدا نے آخر زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے اور احادیث کے دفتر بھی کھلے ہوئے ہیں کوئی مرزائی ایسی صحیح حدیث لائے جس میں جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر زمانے کے مسیح کو پہلے وقت کے مسیح سے افضل کہا ہو یا کتب سابقہ سے کوئی احمدی دکھلا وے کہ آنے والے مسیح کو پہلے مسیح سے کہاں افضل ٹھہرایا گیا ہے وہ تمام انبیاء کا قول کہاں ہے اور وہ کتاب کس زمین و آسمان پر ہے جس میں تمام انبیاء کا یہ قول لکھا ہے۔

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر تمام مرزا کے چھوٹے بڑے مریدین جمع ہو کر اس جھوٹے دعوے کو ثابت کرنا چاہیں تو ممکن نہیں کہ خدا اور اس کے رسول اور تمام نبیوں کا قول جیسا کہ مرزا کا دعویٰ ہے لا کر دکھا سکیں اور مرزا قادیانی کے مریدین یہ تو بتلائیں کہ اس مسیح نے اپنی جھوٹی تعریف میں بہت سے دفتر سیاہ کرنے اور بذریعۂ اشتہارات واخبارات ورسائل اپنے کو مشہور کرنے اور متعدد طریقوں سے چندوں کے ذریعے مسلمانوں کا روپیہ لینے اور اپنی خواہش میں صرف کرنے کے سوا اور کیا ایسے کارنامے دکھلائے جن سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچا ہو۔ ہاں البتہ عیسائیوں اور مشرکین کو مسلمان بنانے کے بجائے دنیا

کے مسلمانوں کو کافر ٹھہرا دیا اور کہہ دیا:

''جس نے مجھے نہیں مانا وہ کافر اور جہنمی ہے۔'' (تذکرہ ص۱۳۰ طبع چہارم)

جیسا کہ مرزا کے فرزند و خلیفہ اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء میں اس کی تفصیل کرتے ہیں ''بلکہ اس مسیح کے وقت میں اسلام پر اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبتیں آئیں اور دنیا عدل سے بھرنے کے عوض ظلم سے بھر گئی۔ نبی ﷺ نے تو اس مسیح کی یہ تعریف فرمائی تھی کہ وہ دنیا سے صلیب پرستی کو مٹا دے گا۔ مگر اس جھوٹے مسیح نے صلیب پرستوں کی خوشامد میں ایسے جھوٹے الفاظ سے کام لیا جس سے ان کی دروغ بیانی کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

آپ کتاب (تریاق القلوب ص۱۵ خزائن ج۱۵ ص۱۵۵) میں لکھتے ہیں کہ:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

اسی سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''خداتعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵ خزائن ج۱۵ ص۱۵۶)

مرزا قادیانی کی جملہ تصانیف کا عدد اتنا نہ ہوگا جن سے پچاس الماریاں بھریں نہ کہ ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اتنے کتب اور اشتہار اور آخر شائع ہو کر وہ گئے کہاں جن سے دس بیس کا بھی پتہ نہیں ملتا۔ یہ طریقہ مرزا قادیانی نے صرف گورنمنٹ کی بدظنی کے خوف سے اختیار کیا تھا۔ جس کو غالباً حکام نے بھی وقعت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا۔ پھر آپ مکہ ومدینہ منورہ سے اس قدر خائف ہیں جس قدر کہ مسیح دجال کیوں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ دجال مکہ ومدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

اب جو مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہیں تو اس کے سوا اور کیا اس کے معنی ہو سکتے ہیں کہ وہ مستقل نبوت کے دعوے دار ہیں۔ کیوں کہ اولوالعزم صاحب شریعت پیغمبر سے وہی افضل ہو سکتا ہے جو اولوالعزم صاحب شریعت پیغمبر ہو۔ یہاں تک مرزا قادیانی کے بعض وہ دعاوی بیان ہوئے جو عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے کئے

ہیں۔ اب ان دعاوی کو بھی سنئے جو پایہ بپایہ اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے ہیں بلکہ رفتہ رفتہ تمام انبیاء سے بڑھ گئے ہیں۔

۶...... (توضیح مرام ص۱۸ خزائن ج۳ ص۶۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ’’یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیوں کہ وہ خداتعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی بھی کو دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔‘‘

اور (توضیح مرام ص۱۸ خزائن ج۳ ص۶۰) میں لکھتے ہیں کہ ’’میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔‘‘

دیکھئے اپنے تئیں محدث ٹھہرانا اور محدث کے معنی ایک قسم کا نبی ٹھہرانا اور انبیاء کے مانند اس پر وحی آنا اور بآواز بلند اس کا دعویٰ نبوت کرنا کس قدر افتراء ہے۔ سیدالمحدثین سیدنا امیرالمؤمنین عمر بن خطابؓ کی شان میں جیسا کہ مسند امام احمد اور صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے اور مسند امام احمد اور صحیح مسلم اور صحیح ترمذی اور سنن نسائی میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ’’**قد کان فیما مضیٰ قبلکم من الامم اناس محدثون فان یک فی امتی احد منهم فهو عمر بن الخطاب**‘‘ یعنی اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوئے تھے اگر میری امت میں ان سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے اور باوجود اس کے نہ آپ نبی ہوئے نہ وحی آئی بلکہ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ کردیا کہ محدث کے معنی نبی نہیں ہوسکتے۔

جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامرؓ سے اور طبرانی نے عصمہ بن مالکؓ سے مروی کیا کہ نبیﷺ نے فرمایا ’’**لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب**‘‘ یعنی میرے بعد اگر کوئی نبی ہوسکتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ اللہ اللہ حضرت عمرؓ باوجود یقیناً محدث بلکہ سیدالمحدثین تھے نبی نہ ہوئے۔

مگر پنجاب کا کذاب حادث محدث اور ایک معنی پر نبی ہوگیا اور صحیح مسلم کی وہ حدیث صادق آگئی۔ جس کو انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبیﷺ نے فرمایا ''سیکون فی آخر الزمان ناس من امتی یحدثوکم بما لا تسمعون انتم ولا اٰباء کم فایّاکم وایاھم ''یعنی آخری زمانے میں میری امت میں ایسے چند لوگ نکلیں گے جو ایسی باتیں بیاں کریں گے کہ تم نے بلکہ پہلے تمہارے باپ دادا نے بھی نہ سنی ہوں گی۔ پس خبردار ان لوگوں سے بچتے رہو اور طبرانی نے ابن عمرؓ سے مروی کیا کہ آں حضرتﷺ نے فرمایا ''لاتقوم الساعة حتی یخرج سبعون کذابا ''یعنی قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ستّر کذاب نہ نکل چکیں۔ پس اس میں شک نہیں کہ انہیں ستّر میں کا ایک یہ پنجابی پیغمبر بھی ہے۔'' الا لعنة اللّٰہ علی الکاذبین''

۷...... (حقیقت الوحی ص۳۹۱ خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) پر آپ لکھتے ہیں: ''میں تمام امت محمدیہ سے افضل ہوں مرتبہ نبوت میرے سوا کسی کو نہیں دیا گیا۔''

پہلے اس شخص نے دعویٰ کیا کہ میں محدث ہوں اور محدث کے معنی نبی بیان کرتے ہوئے توضیح اس کی کی تھی اب وہ کلیہ اس کا کہ محدث بھی ایک معنی پر نبی ہی ہے۔ اس دعوے سے باطل ہوگیا کہ ''مرتبہ نبوت میرے سوا کسی کو نہیں دیا گیا۔'' سچ ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔

اب ہم مرزا قادیانی کے حواریوں سے پوچھتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ حضرت خاتم الرسالة کے فرمان سے محدث تھے اور مرزا قادیانی کے کلیہ کے رو سے ان کا نبی ہونا لازمی تھا۔ پھر کیا وجہ کہ مرتبۂ نبوت مرزا کے سوا کسی کو نہیں دیا گیا۔ یہاں بھی کوئی ایسی تاویل نکالیں جیسی ان کی جھوٹی پیشین گوئیوں میں نکالی جاتی ہیں۔ عبارت مذکورہ کے بعد آپ کی یہ عبارت ہے:

''اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیوں کہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱ خزائن ج۲۲ ص۴۰۶،۴۰۷)

جب مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ میں تمام امت محمدیہ سے افضل ہوں تو اس کے معنی یہی ہوئے کہ آپ اس امر کے مدعی ہیں کہ خلیفۂ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت

عمرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور بقیہ عشرہ مبشرہ وسابقین اوّلین مہاجرین وانصار واہل بیت الرضوان جن کے مناقب میں قرآن مجید کی آیات کثیرہ ناطق ہیں اور سبطین رسول الثقلین سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین اور سلطان الاولیاء حضرت مولانا ومرشدنا غوث الاعظم اور سید الطائفہ جنید بغدادی اور تاج العارفین خواجہ حسن بصری اور خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت نظام الدین اولیاء اور امام ربانی مجدد الف ثانی اور دیگر ابدال واقطابؓ سے افضل ہیں اور افضلیت کی دلیل یہ ہے کہ مرتبۂ نبوت ان کے سوا کسی کو نہیں دیا گیا۔ ان کے نبوت کے دعویٰ کی قلعی تو آگے چل کر کھولی جائے گی۔

مگر یہ جو اپنے منہ میاں مٹھو بن کر نبیﷺ کی اس سچی پیشین گوئی کے مصداق ہو رہے ہیں۔ جسے امام احمد اور مسلم نے جابر بن سمرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آں حضرتﷺ نے فرمایا ''انّ بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم ''یعنی قیامت کے قریب کذابین نکلیں گے ان سے بچتے رہو اور ابن عدی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے مروی کیا کہ نبیﷺ نے فرمایا ''شرار امتی اجرؤھم علی اصحابی ''یعنی بے شک میری امت کے بدترین لوگ میرے صحابہ پر جرأت کرنے والے ہیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی تمام امت محمدیہ سے افضل ہونے کا دعویٰ اپنے تئیں امت محمدیہ میں داخل سمجھ کر کرتے ہیں یا بحیثیت ادعائے نبوت مستقلہ امت محمدیہ سے خارج ہو کر اگر اپنے تئیں امت محمدیہ سے خارج جانتے ہیں جس پر آپ کا یہ قول گواہ ہے کہ:

''میں خدا کا رسول ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)

''صاحب شریعت نبی ہوں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

تو اس کا جواب تفصیل کے ساتھ ہمارے اس رسالہ کے آخر میں آتا ہے۔ یہاں مختصراً اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اگر مرزا قادیانی کے مریدین رسول اللہﷺ کے فیصلے سے راضی ہیں تو دیکھیں صحیح بخاری کے ''باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ''اور صحیح مسلم کے مغازی اور ابن حاجب کی کتاب الجہاد میں کہ ابو حازم نے کہا کہ میں ابوہریرہؓ کے پاس پانچ سال بیٹھا اور ان سے سنا کہ وہ رسول اللہﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے تھے کہ:

''قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا ببیعة

الاوّل فالاوّل اعطوا حقهم فان الله سائلهم عما استرعاهم ’’یعنی آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے امور کے والی انبیاء ہوا کرتے تھے۔ ایک نبی ہلاک ہوتا تھا تو اس کے بعد دوسرا نبی آتا تھا اور شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لیکن میرے بعد خلیفے ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے کہا پھر آپ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پہلے کی پھر پہلے کی بیعت وفا کر کے ان کی اطاعت کا حق ادا کرو۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے اچھے برے حال کا حساب لے گا۔

اور حضرت عمرؓ کے باب میں آں حضرتﷺ کا یہ قول اوپر بیان ہو چکا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اور طبرانی اور ابن عدی کی حدیث میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت صاف الفاظ میں آ گئی کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ’’**ابوبکر خیر الناس الّا ان یکون نبی**‘‘ یعنی ابوبکر صدیق تمام لوگوں سے بہتر ہیں بجز اس کے کہ نبی ہوں۔

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور صحیح ترمذی میں سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا ’’**انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لانبی بعدی**‘‘ یعنی تم مجھ سے بجائے ہارون ہو موسیٰ سے، مگر شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور ایک روایت میں ہے ’’**الّا انه لانبوة بعدی**‘‘ یعنی مگر شان یہ ہے کہ میرے بعد نبوت باقی نہیں اور مسند امام احمد اور صحیح ترمذی اور مستدرک حاکم میں سند صحیح کے ساتھ انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ’’**انّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی**‘‘ یعنی بے شک نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی۔ پھر نہ میرے بعد کوئی رسول ہو گا نہ نبی۔

اور طبرانی کی حدیث صحیح میں حذیفہ بن اسیدؓ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا ’’**ذهب النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الرویا الصالحة یراها الرجل او یری له**‘‘ یعنی نبوت جا چکی پس میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ مگر مبشرات کہ وہ رویائے صالحہ ہیں جنہیں کوئی شخص دیکھے یا اس کے لئے دیکھے جائیں۔

اور صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے ’’**لم یبق من النبوة الّا المبشرات قالوا وما المبشرات**

قال الرویا الصالحۃ ’’یعنی مبشرات کے سوا نبوت سے کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ صحابہ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا رویائے صالحہ اور سنن ابن ماجہ میں ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’ذہبت النبوۃ وبقیت المبشرات ‘‘یعنی نبوت جاچکی اور مبشرات باقی رہ گئے۔

پس نبی ﷺ کے فیصلہ سے نبوت جاچکی اور رسالت ختم ہوگئی تو یہ رسول اور نبی کہاں سے کود پڑے اور اگر مرزا قادیانی اپنے تئیں امت محمدیہ میں داخل سمجھتے ہیں تو پھر اس افضلیت کے جھگڑے کا فیصلہ نبی ﷺ ہی کی تحکیم پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ’’فلا وربک لایؤمنون حتی یحکّموک فیما شجر بینهم. ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً‘‘ (النساء:۶۵)

یعنی قسم ہے تیرے رب کی کہ وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تجھے منصف نہ بنائیں اس جھگڑے میں جو واقع ہو ان میں پھر نہ پائیں اپنے جی میں خفگی اس سے جو تو نے فیصلہ دیا اور قبول کرلیں مان کر۔

اب دیکھئے کہ رسول کریم ﷺ اپنی امت میں کسے سب سے افضل قرار دیتے ہیں۔ احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ امت میں کوئی شخص خلفائے راشدین اور سبطین رسول اللہ ﷺ سے افضل نہیں ہوسکتا۔ ساری امت کو ان کی پیروی کا حکم دیا گیا اور ان کے اتباع کا ارشاد کیا گیا۔

جیسا کہ سنن ابن ماجہ اور صحیح ترمذی میں سند صحیح کے ساتھ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’سترون بعدی اختلافاً شدیداً فعلیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین المهدیین عضوأ علیها بالنواجذ ‘‘یعنی جب تم میرے بعد سخت اختلافات دیکھو گے تو اس وقت میری سنت اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کی پیروی کرلینا اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اقتدوا بالذین بعدی ابوبکر وعمر ‘‘یعنی تم ان کی پیروی کرو جو میرے بعد ہیں (یعنی خلیفہ ہونے والے ہیں) ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور ظاہر ہے کہ جن کی سنت پر عمل کرنا اور جن کی اقتدا کرنا امت کو ضرور ہو وہی ساری امت سے افضل ہیں۔

اور طبرانی کی حدیث بروایت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اوپر بیان ہوچکی کہ ’’ابوبکر

خیر الناس الّا ان یکون نبی ‘‘اس سے بھی واضح تر یہ حدیث ہے جسے طبرانی نے اوسط میں سعد بن زرارہؓ سے روایت کیا ہے’’قال قال رسول اللہ ﷺ ان روح القدس جبریل اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر ‘‘یعنی سعدؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک روح القدس جبریل نے مجھ کو خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں اور البتہ روح القدس جبریل نے بحکم’’لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون‘‘(التحریم:۶) جب تک پیغام الٰہی نہ ہو محض اپنی رائے سے خبر نہ دی ہوگی۔

پس فرمان الٰہی سے ابوبکر صدیقؓ کی تمام امت پر افضلیت کا فیصلہ ہوگیا اور ابویعلی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیھا اسمی محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی ‘‘یعنی جب مجھے آسمان کی طرف معراج ہوئی تو جس آسمان پر گیا اس میں اپنا نام محمد رسول اللہ پایا اور اپنے پیچھے ابوبکر صدیق۔ یعنی ہر آسمان پر آپ کا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور آپ کے نام کے پیچھے ابوبکر صدیق۔

اور اگر جیسا مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ آپ تمام امت محمدیہ سے افضل ہیں۔ محض لاف وگزاف نہ ہوتا تو چاہئے تھا کہ تمام آسمانوں پر بجائے ابوبکر صدیق، محمد رسول اللہ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا۔ ذرا آپ کے مریدین غور کریں اور ابوداؤد اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ ابوہریرہؓ سے مروی کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا’’اما انک یا ابابکر اوّل من یدخل الجنة من امتی ‘‘یعنی اے ابوبکر وہ تمہیں ہو کہ میری تمام امت سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔ پس پیشوائے اہل جنت آپ ہی ہوئے اور آپ ہی تمام امت سے افضل ٹھہرے اور عبدالرحمٰن بن حمید صاحب مسند اور ابونعیم کی صحیح حدیث میں ابی درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’ماطلعت الشمس ولا غربت علیٰ احد من المسلمین بعدالنّبیین والمرسلین افضل من ابی بکر ‘‘یعنی نہیں طلوع ہوا آفتاب اور نہ غروب ہوا کسی ایک پر مسلمانوں سے بعد انبیاء ومرسلین کے جو افضل ہوا ابوبکرؓ سے یعنی ابتداء عالم سے انبیاء ومرسلین کے بعد کوئی شخص ابوبکر سے افضل نہیں ہوا۔

اور ابن عساکر نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے مروی کیا کہ حضرت عمرؓ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا’’الا ان افضل ھذہ الامة بعد نبیّھا ابوبکر فمن قال غیر ھذا

فھو مفتری علیه ما علی المفتری ’’یعنی آگاہ ہوجاؤ کہ نبی ﷺ کے بعد اس امت میں ساری امت سے افضل ابوبکر ہیں۔ پھر اگر کوئی اس کے سوا کچھ اور کہے تو وہ مفتری ہے اس پر وہی حد جاری ہوگی جو مفتری پر جاری ہوتی ہے۔ یعنی اسی (۸۰) درّے مارے جائیں گے۔

افسوس مرزا قادیانی اور ان کے مریدین حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نہ ہوئے کہ اس افتراء پردازی کا صلہ حاصل کر لیتے اور اگرچہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت جیسا کہ تریاق القلوب کی عبارت اوپر مذکور ہوچکی ہے سلطنت انگریزی کی پناہ میں آ کر ان پر حد شریعت جاری ہونے سے آزادی کے ساتھ محفوظ ہوگئے۔ مگر اس سے حضرت عمرؓ کا فتویٰ منسوخ نہیں ہوسکتا۔ یہاں نہیں وہاں سہی اور شاید اسی خوف کی وجہ سے مرزا قادیانی باوجود ادّعائے مہدویت حج وزیارت سے محروم رہے اور کہہ دیا کہ:

’’نہ یہ امن مکہ معظّمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطیہ میں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۶)

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا آگے سنئے ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ’’کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حیّ افضل امة النبی ﷺ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ‘‘یعنی ہم سب اسی وقت یہ کہا کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ زندہ تھے کہ نبی ﷺ کی تمام امت سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان۔

اور صحیح بخاری کی روایت میں یوں ہے ’’کنا نخیّر الناس فی زمن النبی ﷺ فخیّر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ؓ ‘‘یعنی ہم سب نبی ﷺ کے زمانے میں لوگوں میں کون بہتر ہے اس امر کو قرار دیتے تھے۔ پس سب لوگوں سے بہتر ابوبکر کو مانتے تھے۔ پھر عمر بن خطاب کو پھر عثمان بن عفانؓ کو۔

اور طبرانی کی روایت یوں ہے ’’کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حیّ افضل ھذه الامة ابوبکر وعمر وعثمان ویسمع ذالک رسول اللہ فلا ینکره ‘‘یعنی ہم سب کہا کرتے تھے درحالے کہ رسول اللہ ﷺ زندہ تھے کہ اس امت میں سب سے افضل ابوبکر اور عمر اور عثمانؓ ہیں اور اس بات کو رسول اللہ ﷺ سنا کرتے تھے اور انکار نہیں کرتے تھے اور حضرت علیؓ سے بہ تواتر مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ’’خیر ھذه الامة بعد نبیھا ابوبکر وعمر ‘‘یعنی بہتر اس امت کے بعد اس کے نبی کے ابوبکر اور عمرؓ ہیں۔

اور ابن عساکر کی روایت حضرت علیؓ اور ابن زبیرؓ سے شیخین اکرمینؓ کی افضلیت کا بلاتاویل قطعی فیصلہ کردیتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمادیا ''خیر امتی بعدی ابوبکر وعمر ''یعنی بہترین میری امت کے بعد میرے ابوبکر اور عمرؓ ہیں۔

اور حضرت علیؓ کے فضائل بے شمار ہیں۔ منجملہ ان کے صحیح بخاری میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''انت منی وانا منک ''یعنی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور فرمایا ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ ''یعنی جس کا میں مولا ہوں علیؓ بھی اس کے مولا ہیں۔ یہ حدیث سنن اور مسانید اور معجم میں سترہ صحابہ سے مروی ہے جس سے آپ کی افضلیت ثابت ہے۔

غرض کہ حسب فیصلہ نبوی خلفائے راشدین ہی ساری امت سے افضل ٹھہرے۔ یہ چودہویں صدی کے نبی ورسول ومحدث ومجدد وعیسیٰ ومہدی وچناں وچنیں شیخی مارتے اور افضلیت کا دعویٰ کرتے کہاں سے نکل پڑے۔

اب آگے مرزا قادیانی کی جرأت دیکھئے کہ وہ سبط رسول، قرۃ العین، زہراء بتول وسیدنا حسین علیہ وعلیٰ جدہ وعلی ابویہ الصلوٰۃ والسلام جو تمام جوانان بہشت کے سردار ہیں اور جن کی محبت رسول اللہ ﷺ کی محبت اور جن کی عداوت رسول اللہ ﷺ کی عداوت ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے مسند اور سنن اور مستدرک وغیرہ کتب حدیث میں قول رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور جن کے باب میں جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا ''یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اور جو شخص حسین کو دوست رکھتا ہے اسے اللہ دوست رکھتا ہے جیسا کہ بخاری نے اداب المفرد میں اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔

اور جن کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ ''انا حارب من حاربکم ''یعنی جو تم سے لڑے میں اس سے لڑنے کو موجود ہوں۔ جیسا کہ صحیح ترمذی میں زید بن ارقمؓ سے مروی ہے۔ باوجود اس کے کہ ابوسعید خدریؓ کی حدیث میں نبی ﷺ نے فرمادیا کہ ''اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی اهل بیتی ''یعنی اللہ تعالیٰ کا سخت غضب اس پر نازل ہوتا ہے جو مجھ کو میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا دے۔ دیکھئے مرزا قادیانی کی جرأت کہ اس جگر گوشہ رسول اللہ کی شان میں کیسی کیسی گستاخی کررہے ہیں۔

ایک شعر فارسی آپ کا یہ ہے:

کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹ خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

یعنی میری ہر لحظہ کی سیر ایک کربلا ہے اور سو حسین میری جیب میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس شعر میں مرزا قادیانی نے جگر پارۂ رسول اللہ ﷺ کی ایسی تحقیر اور بے ادبی کی ہے جسے سن کر کوئی مسلمان جس کو ذرا بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے برداشت نہیں کر سکتا بلکہ صاف ظاہر ہے کہ اس کہنے والے کو جناب سرور انبیاء علیہ افضل التحیۃ والثناء سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس لکھنے والے نے روح رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچائی ہے جیسا کہ احادیث سابقہ سے ظاہر ہے اور ایذائے رسول اللہ عین ایذائے خدا ہے اور خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف فرمادیا ہے ’’**انّ الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدّلھم عذاباً مھینا**‘‘ (احزاب:۵۷) یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان پر اللہ نے لعنت کی دنیا وآخرت میں اور تیار کر رکھا ہے ان کے لئے ذلت کا عذاب۔

اب قصیدۂ اعجازیہ کے وہ عربی اشعار ملاحظہ کیجئے جو اس مدعی عشق رسول اللہ نے اپنی تعلّی اور قرۃ العینین رسول الثقلین سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما وعلیٰ جدہما الصلوٰۃ والسلام کی کسر شان میں لکھے ہیں اور ریحانتی رسول اللہ اور سیدا شباب اہل جنت کے جناب میں کس بے ادبی اور بے باکی سے پیش آیا ہے اور خصوصاً سیدنا امام حسین کی کیسی توہین کر کے اپنے دل کا بخار نکالا ہے۔

خدا کے واسطے ناظرین جواب دیں کہ کیا کوئی مسلمان مرزا قادیانی کو محبت اور غلامی کے دعویٰ میں سچا کہہ سکتا ہے اور کوئی عاشق رسول جس کے دل میں سید المرسلین ﷺ کی محبت ہو اور آپ کی کامل عظمت بیٹھی ہو اس کی زبان اور قلم سے ایسے اشعار نکل سکتے ہیں اور وہ اشعار یہ ہیں:

قالوا علی الحسنین فضّل نفسہ اقول نعم واللہ ربی سیظھر

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۵۲ خزائن ج۱۹ص۱۶۴)

اور مخالفین نے کہا کہ اس نے امام حسن اور امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔

اس پیشین گوئی کا اب تک تو کچھ ظہور نہ ہوا۔ ذرا غور کیجئے کہ اس شعر میں قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہمارا مخالف جن فرزندان رسول اللہ کی فضیلت کو مان رہا ہے اور جن کے مناقب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں وہ میرے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ نعوذ باللہ من تلک الھذیانات!

وشتان ما بینی وبین حسینکم　　فانی اوئید کل اٰن وانصر
واما حسین فاذکروا دشت کربلا　　الٰی ھذہ الایام تبکون فانظرو

(اعجاز احمدی نزول المسیح ص۶۹ خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے، کیوں کہ مجھے تو ہر وقت اللہ کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

مگر تم حسین کے دشت کربلا کو یاد کرو، جس کی وجہ سے تم اب تک روتے ہو ذرا سوچ لو۔

ذرا اس لفظ حسینکم کو دیکھئے یعنی تمہارے حسین، بیشک جب رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا ''حسین منی وانا من حسین'' تو رسول اللہ بھی اسی کے ہیں جس کے حسین ہیں۔ آج تک فرقۂ خوارج کے سوا تمام اسلامی فرقوں کا دعویٰ رہا ہے کہ حسین ہمارے ہیں۔ اب یہ خارجیوں کے بھی پیرومرشد مرزا قادیانی نکلے ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ حسین میرے نہیں ہیں تمہارے ہیں۔

پھر کہتے ہیں مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیوں کہ مجھے ہر وقت اللہ کی تائید مل رہی ہے۔ دھڑا دھڑ چندے وصول ہو رہے ہیں اور پلاؤ قورمہ کوفتے پراٹھے اڑا رہا ہوں اور مفت کا مال چکھ رہا ہوں۔ یہ باتیں حسین رضی اللہ عنہ کو کہاں میسر تھیں۔ مرزا قادیانی کو جناب سید الشہداء کی مظلومیت کا تو کچھ غم نہیں۔ مگر جیسے ہیرولیس پادشاہ قاتل حضرت یحییٰ یا اور کوئی کافر دنیا کے ناز ونعمت میں رہنے والا حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مظلومیت اور شہادت دکھا کر حضرت یحییٰ پر فخر کرے۔

اسی طرح مرزا قادیانی فخریہ کہتے ہیں کہ تم حسین کے واقعۂ دشت کربلا کو یاد کرو جس پر تم اب تک روتے ہو اور ہم کیوں نہ روئیں جب خود رسول اللہ ﷺ کو صدمہ ہو، سیدنا حسین علیہ وعلیٰ جدہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت گاہ خود رسول اللہ کو دکھلائی گئی۔ مگر مرزا قادیانی کی قبض روح کے وقت ملک الموت اور روح کو اس کے مستقر میں لے جانے والے فرشتے کے سوا کسی نے پھٹک کر بھی نہ دیکھا صحیح ترمذی میں سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں:

’’دخلت علٰی ام سلمة وهی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول الله ﷺ تعنی فی المنام وعلٰی راسه ولحیته التراب فقلت مالک یا رسول الله قال شهدت قتل الحسین اٰنفاً‘‘ یعنی میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئی درحالیکہ آپ رورہی تھیں میں نے پوچھا کہ کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کا سر اور ریش مبارک گرد آلود ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کا یہ کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابھی قتل حسین کا واقعہ دیکھ کر آ رہا ہوں۔

اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پریشان وغبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں لہو بھرا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں کا خون ہے جو آج میں نے زمین سے اٹھایا ہے۔ پھر جب لوگوں نے شمار کیا تو آپ کی شہادت کا وہی دن پایا۔ جب رسول اللہ کو اپنے جگر گوشہ کے لئے یہ رنج اور پریشانی ہو تو ہم کیوں نہ روئیں۔

یہ مرزا قادیانی ہی کی مسلمانی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی منائیں اور فخر کریں۔ اگر مرزا قادیانی کو رسول پاک سے دلی رابطہ ہوتا تو ان کے نواسہ کی نسبت ایسے بے ادبی کے الفاظ استعمال نہ کرتے اور ان پر اپنی افضلیت نہ جتاتے۔ مگر کیا کریں مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا اور ان کے مقتداء بننا اور اس ذریعے سے جان ومال سے ان کی تائید لینا منظور تھا۔ لہٰذا نادانوں کو خوش کرنے اور دام فریب میں لانے کے لئے کہیں آں حضرت ﷺ کی تعریف کردی کہیں کہہ دیا کہ میں ان کا ظل ہوں۔ مگر انہیں کی تحریرات نے ان کی قلعی کھول دی کہ یہ سب مطلب کے ڈھکوسلے ہیں ورنہ اصلی مقصود اپنی مستقل نبوت جاری کرنا ہے۔

وواللّٰه لیست فیه منی زیادة وعندی شهادات من الله فانظروا

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

’’اور قسم خدا کی کچھ اس میں مجھ سے زیادتی نہیں ہے اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھو۔‘‘

صحیح بخاری ومسلم کی روایت میں نبی ﷺ نے منافق کی ایک یہ بھی نشانی بتائی ہے کہ ’’واذا کذب حلف‘‘ یعنی جب جھوٹ بولتا ہے تو قسم کھاتا ہے۔ اب ہم بار بار مرزا قادیانی

کے قسم کھانے کو کیا کہیں اور قسم کے ساتھ کہتے ہیں کہ میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ شاید یہ گواہیاں وہی خطرات ہیں جن کو شیطان نے الہام کا ملمع چڑھا کر آپ کے دل پر القاء کیا ہے یا وہ آیات ہیں جو اپنی اصل سے تحریف پاکر آپ کی وحی بن گئی ہیں جن کی بناپر آپ اپنی افضلیت کے مدعی بن رہے ہیں۔

وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العدیٰ فالفرق اجلیٰ واظھر

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۸۱ خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

اور میں محبت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔

العیاذ باللہ! اب کوئی بے ادبی اور گستاخی کی انتہا باقی نہیں۔ پہلے کس ہتک سے قرۃ العین رسول اللہ کا نام لیا کہ تمہارا حسین رضی اللہ عنہ اور ہم اوپر بیان کر چکے کہ حسین اسی کا ہے جس کے رسول اللہ ہیں اور بس۔ مرزا قادیانی نے حسین میں اور اپنے میں یہ کھلا فرق بتلایا کہ میں محبت کا کشتہ ہوں۔ مگر تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے اور ان کا مقصود یہ ہے کہ حسین کو محبت الٰہی سے کچھ واسطہ نہ تھا اور ان کی شہادت محبت الٰہی میں نہیں ہوئی۔ میں محبت کا کشتہ ہوں۔ ہاں آپ محبت دنیا کے کشتہ ضرور ہیں۔ چندے آرہے ہیں، پلاؤ قورمہ کھا رہے ہیں اور خاصان خدا پر حملے کر رہے ہیں۔ اس چندروزہ نمائش پر مر رہے ہیں۔ والسلام!

اور جب مرزا قادیانی کے پاس ان جگر گوشگان رسول اللہ کی یہ وقعت ہے جو جوانان بہشت کے سردار ہیں تو دوسرے اولیاء اللہ اور ابدال واقطاب کی ان کے نزدیک کتنی عزت ہوگی محتاج بیان نہیں۔ مسلمان بھائیوں کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کو اور خود کو بھی اس احمدی فرقہ کے دام فریب سے بچائیں جس نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے آج کل مدراس میں اپنا ایک مشن قائم کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے باب میں ہم کیا کہیں آپ سب خود اس حدیث کو دیکھ کر فیصلہ کرلیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''من ادعی ما لیس له فلیس منا ولیتبوأ مقعده من النار'' یعنی جو شخص اس شئے کا دعویٰ کرے جس کا وہ سزاوار نہیں تو وہ ہم سے نہیں اور چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں ٹھہرا لے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے سند صحیح کے ساتھ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۸...... نومبر۱۹۰۱ء کو مرزا قادیانی نے خاص مسئلہ نبوت کے متعلق ایک اشتہار دیا جس کا نام

’’ایک غلطی کا ازالہ‘‘ ہے اس میں آپ نے بے دھڑک اپنی نبوت کا اظہار کر دیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ’’ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے لفظ میں دیا گیا۔ حالاں کہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ صدہا دفعہ پھر کیوں کر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانے کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

افسوس ہے کہ باوجود مرزا قادیانی کی اس راست گفتاری اور اپنے مریدوں کو اپنے صریح الفاظ کے انکار سے اس قدر زجر وتوبیخ کرنے کے قبل اس کے کہ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ ایک معقول مدت تک ان کی صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کرتے اپنے اشتہار مؤرخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۰۱ء میں بعض ایسے سوالات کر بیٹھے جن سے مرزا قادیانی کی روح قبر میں کانپ گئی ہوگی۔

پہلا سوال

۱...... کیا ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین‘‘ کی آیت کے قرآن مجید میں آجانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی مزعومہ دوبارہ آمد کے وقت حضرت جبرئیل وحی نبوت لائیں گے یا نہیں؟ اگر لائیں گے تو کیا ختم نبوت باطل ہوا یا نہ؟ اگر نہیں لائیں گے تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عملاً نبوت سے معزول ہونا وحی سے محروم کیا جانا لازم آتا ہے یا نہیں الخ۔

جواب

ماشاء اللہ کیا اچھا سوال کیا کہ الٹی آنتیں گلے پڑیں۔ لیجئے جواب۔ دیکھئے کیا ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیین ‘‘ کی آیت کے قرآن مجید میں آجانے کے بعد جناب مرزا قادیانی پر ان کے مزعومہ دعویٰ مسیحیت موعودہ وغیرہ کے بعد جبرئیل وحی نبوت لائے یا نہیں؟ اگر لائے تو کیا ختم نبوت باطل ہوا یا نہ؟ اگر نہیں لائے تو کیا مرزا قادیانی کا عمداً جھوٹے مدعی نبوت ہوکر ان دجالین کذابین میں شمار کیا جانا لازم آتا ہے یا نہیں۔ جن کا بیان عنقریب احادیث صحیحہ سے آتا ہے۔

دوسرا سوال

۲...... کیا نبوت کا کوئی کام باقی ہے جس کے کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ رکھا گیا۔ اگر نبوت کا کوئی کام باقی ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے تکمیل دین نہ ہوئی اور اگر بوجہ تکمیل دین نبوت کا کوئی کام باقی نہیں تو ایک نبی کیوں آئے گا۔

جواب

کیا نبوت کا کوئی کام باقی تھا جس کے لئے مرزا قادیانی پر وحی کی بھرمار اور بارش ہوئی۔ اگر نبوت کا کام باقی تھا تو محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے تکمیل دین نہ ہوئی اور العیاذ اللہ آیہ کریمہ ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ‘‘بے وقت نازل ہوئی اور بے سود ٹھہری اور اگر بوجہ تکمیل دین نبوت کا کوئی کام باقی نہ تھا جس کے لئے دوسرے نبی کی ضرور ہوتی تو یہ مرزا جھوٹا نبی ورسول کیوں آیا۔

افسوس حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ چوک گئے کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی وحی اور نبوت کا جھگڑا ان سے پاک نہ کرلیا اوروں سے سوال کرتے ہیں اور ایسے ہی ان کے دوسرے سوالات بھی ہیں جن کے جواب بھی ازیں قبیل ہیں۔ ہم پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ محمد حسین صاحب خاص اسی غرض سے کہ مرزا قادیانی کے کذب پر پردہ ڈالا جائے حیات وممات کے مسئلے کو لے بیٹھے ہیں جانتے ہیں کہ اس میں بحث پیش آئے گی اور عوام اسے سمجھیں گے نہیں اور بحث کو بھی طول دینے کی بہت گنجائش ہے۔ بس جتنی دیر ہوتی جائے گی اتنی مدت تک مرزا قادیانی

کے جھوٹے دعوؤں کا راز فاش نہ ہوگا اور اس عرصے میں ہم جہلاء پر اپنا جال پھیلا کر ان کو مسیح الدجال کے زمرے میں داخل کرلیں گے اور ہیں تو وہ ان پڑھ اور مذہبی معلومات سے نابلد۔ بس قرآن میں تحریف کر کے غلط معنی انہیں سمجھا دیں گے کہ دیکھو خدائے تعالیٰ قرآن مجید میں مرزا قادیانی کی تعریف کررہا ہے یا عیسیٰ علیہ السلام کے حیات وممات کے مسئلے میں انہیں دھوکا دیں گے کہ قرآن تو بتاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے اور حدیثیں دعویٰ کرتی ہیں کہ عیسیٰ آئیں گے۔ لہٰذا مرنے والے عیسیٰ مرگئے اور آنے والے عیسیٰ مرزا قادیانی ہیں۔

اتنا نہیں سمجھتے کہ اگر بالفرض عیسیٰ علیہ السلام مرگئے تو ایسا یا وہ گو جھوٹا شخص جو خدا اور رسول پر بہتان باندھنے سے ڈرتا نہیں۔ پیشین گوئیاں کردیتا ہے اور جب پوری نہ ہوں تو مہمل تاویلات کرنے لگتا ہے کیوں کر نبی ہوسکتا ہے۔ اگر یہ لوگ سچے ہیں تو ہماری اس تحریر کا معقول جواب دیں اور مرزا قادیانی کی نبوت ومسیحیت ومہدویت ومجددیت وختم نبوت ووحی ومکاشفات کو قران وحدیث سے ثابت کریں جب ان کا پیشوا ہی جھوٹا ہے تو دوسرے جھگڑوں سے کیا کام۔ مرزا قادیانی کے نبوت اور رسالت اور افضلیت وغیرہ کے دوسرے دعویٰ سنئے:

۹...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور بات کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (خط مرزا قادیانی کا بنام اخبار عام مؤرخہ ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء منقول از مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۷) جس کے آخر میں مرزا قادیانی کا دستخط بھی ہے۔

اسی ماہ مئی ۱۹۰۸ء کی ۲۶؍تاریخ کو مرزا قادیانی دنیا سے گزر گئے۔ یہ تحریر مرزا قادیانی کی بڑی گہری ہے جس سے کنایۃ ان کے متعدد دعاوی ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلا دعویٰ یہ ہے کہ میں موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہوں۔ کیوں کہ اگر انہیں طور پر ایک بار ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تو میرے ساتھ بکثرت بولتا اور بات کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے یا یہ مقصود ہے

کہ کسی اولوالعزم پیغمبر کو یہ شرف اور بارگاہ الٰہی میں ایسی حضوری حاصل نہیں کہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور بات کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔‘‘ (ایضاً)

خدا جانے خدا ان کے پاس آ کر ہم کلام ہوتا ہے یا یہ خدا کے پاس جایا کرتے ہیں۔ کیوں کہ اس طرز بیان میں خدا سے ان کی بات چیت دوبدو بے وساطت جبرئیل ہے۔ جیسی شب معراج نبی ﷺ سے تھی۔ چوں کہ صاف صاف ان آنکھوں سے خدا کا دیدار دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ آں حضرت ﷺ سے ہمسری یا برتری کے مدعی ہیں تو یوں پردے میں لکھ گئے کہ ’’جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خداتعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ (اس ساتھ کے لفظ کو دیکھئے) بکثرت بولتا ہے اور بات کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔‘‘ (ایضاً) چہ خوش مینڈکی کو اب زکام ہوا۔ اس مقام پر ہم تمثیلاً مرزا قادیانی کے ایک مضحکہ خیز کشف کو اس کی تنقید کے ساتھ مولانا مولوی محمد غوث صاحب سعید کے رسالہ (القول الفاصل بین الحق والباطل ص۳۳و۳۴) سے نقل کرتے ہیں۔

برادرم صفدر حسین صاحب نے بھی جو مرزا قادیانی کے مرید اور پیرو ہیں اپنی کتاب وحدۃ الوجود میں مرزا قادیانی کے ایک کشف کا اس طرح ذکر فرمایا ہے ’’مرزا قادیانی نے عالم کشف میں دیکھا کہ بعض احکام قضا وقدر اپنے ہاتھ سے لکھے کہ آئندہ زمانے میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا۔ اس پر حق سبحانہ تعالیٰ نے جو ایک حاکم کی شکل میں متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اس سرخی کو اس عاجز (جناب مرزا قادیانی) کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی سے جو قلم کے منہ میں رہ گئی تھی کتاب پر دستخط کر دیئے۔ طرفہ تر یہ کہ بعد دور ہونے حالت کشف کے اس سرخی کے چھینٹے کپڑوں پر پڑے ہوئے پائے گئے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۵۵ خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے اللہ جل شانہ کو اس قدر بے سلیقہ ٹھہرا دیا کہ اس نے ضرورت سے زیادہ سرخی اپنے قلم میں لے لی اور دستخط کرنے کے لئے جس قدر سرخی درکار تھی اس کا اندازہ کرنے میں معمولی کاتبوں سے بھی ناقص رہا۔ ہم کو مرزا قادیانی سے اس باب میں کوئی گلہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیوں کہ جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی نسبت یہ کہہ دیا کہ وہ کھیل کی قسم سے تھے اور ایسے قابل قدر نہیں جیسا کہ عوام خیال کرتے ہیں اور جب کہ اس

کے خلاف اللہ جل شانہ نے انہیں معجزوں کی قدر فرمائی اور ان کے عطا کرنے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنا احسان جتایا تو خدا تعالیٰ کا رتبہ بھی مرزا قادیانی کے پاس عوام کا سا ہوگیا اور پھر اگر وہ ضرورت سے زیادہ سرخی اپنے قلم میں لے لے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ اگر کہا جائے کہ زائد سرخی لینے سے یہ مقصود تھا کہ جناب مرزا قادیانی فیضان خدا سے محروم نہ رہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس فیضان سے سوا اس کے کہ مرزا قادیانی کا دامن داغ دار ہو جائے اور کیا فائدہ متصور تھا۔

اس کے علاوہ اس کشف میں یہ صراحت نہیں ہے کہ احکام قضا وقدر خود مرزا قادیانی نے اپنے علم سے لکھ کر اللہ جل شانہ کے پاس برائے نام دستخط کے لئے پیش کئے یا خدا ہی کے بتلانے پر ان کو قلمبند کیا۔ الغرض مرزا قادیانی پر جو وحی والہام ہوا کرتا ہے اس کو شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک اور منزہ خیال کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے اقوال کی طرف نظر کرتے تو آپ کے باب میں ہم کو اس امر کا احتمال قوی ہے کہ کہیں آپ اللہ جل شانہ کے اس بیان کی تصدیق تو نہیں فرما رہے ہیں جو سورۂ شعراء کی اس آیت میں ہوا ہے:

’’**ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثیم**‘‘

(شعراء:۲۲۱،۲۲۲)

یعنی شیاطین جھوٹوں اور بدکاروں پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو ہم مسلمانوں کو اس زمانہ میں آں حضرت ﷺ کی تعلیم فرمائی ہوئی دعا کو’’**اللھم انّا نعوذبک من فتنة المسیح الدجال**‘‘ نماز کے سوا دیگر اوقات میں بھی ورد زبان رکھنا چاہئے۔

مرزا قادیانی کی تحریر مذکورہ بالا میں کہ’’اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۵۹۷)

اس طرف کنایہ ہے کہ آیۂ کریمہ’’**عالم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدا الّا من ارتضٰی من رسول**‘‘(الجن:۲۶،۲۷) خاص مرزا قادیانی کی شان میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے۔ پس اپنے غیب سے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرلے کسی رسول سے۔ طبرانی نے ابن عمرؓ سے مروی کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا’’**اوتیت مفاتیح کل شئ الا الخمس ان اللہ عندہ علم الساعة**‘‘یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئیں سوا پانچ چیزوں کے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا’’**عندہ علم الساعه**‘‘یعنی اللہ تعالیٰ نے ان

پانچ چیزوں کے سوا غیب کی تمام باتوں پر مطلع فرمایا اور خصوصیت کا قرب خدائے تعالیٰ سے آں حضرتﷺ ہی کو حاصل تھا کہ آیۂ ''**الم نشرح لک صدرک**'' اور ''**ورفعنالک ذکرک**'' اور ''**رفع بعضھم درجات**'' اور ''**ولسوف یعطیک ربک فترضٰی**'' اور بہت سی دیگر آیات اس پر گواہ ہیں اور ساری امت کا اس پر اتفاق واجماع ہے۔

پس اگر مرزا قادیانی صاف صاف کہتے کہ خدائے تعالیٰ وہ سب غیب کی باتیں اور اسرار مجھ پر کھولتا ہے جو اس نے نبیﷺ کے سوا کسی پر نہیں کھولے تو جانتے تھے کہ کوئی ان پڑھ مسلمان بھی نہیں مانے گا اس لئے اس مطلب کو اس پردے میں ادا کیا کہ ''جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر نہیں کھولتا۔'' (ایضاً)

اور مطلب یہ نکلا کہ جو غیب کی باتیں اور اسرار رسول اللہ جانتے تھے وہ مرزا قادیانی بھی جانتے ہیں اور العیاذ باللہ اپنے کو مساوات کے درجے میں سمجھتے ہیں اور اسی بنا پر آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ''انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔'' (ایضاً)

گویا قرآن مجید میں ''**انک لمن المرسلین**'' انہیں کی شان میں آیا ہے جس کی بنا پر کہتے ہیں ''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' (ایضاً)

یہ تحریر مرزا قادیانی کی ادّعائے نبوت میں آخری تحریر ہے جس کے تین دن کے بعد وہ سب نبوت ورسالت کا دفتر جس کو کراماً کاتبین نے ان کی تقریر وتحریر سے ان کے نامۂ اعمال میں بجنسہٖ درج کر دیا تھا لے کر دارالجزاء کی طرف راہی ہوگئے اور مرتے دم تک دعویٰ نبوت پر قائم رہے۔ کیوں کہ خدا کے حکم سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔ آئندہ اس دعویٰ میں اپنے مریدوں کے لئے کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑ گئے۔

۱۰...... مرزا قادیانی (اخبار بدر مؤرخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷،۱۲۸) میں فرماتے ہیں:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اور پیشین گوئیاں بھی بکثرت موجود ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔'' سبحان اللہ کیا اچھا دعویٰ ہے۔ مسیلمہ کذاب اور

اسود عنسی اور مختار ثقفی اور طریف اور صالح اور سید محمد جونپوری وغیرہم نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا کہ ہم نبی ہیں اور ہم پر وحی نازل ہورہی ہے بلکہ مسیلمہ کذاب پر تو مرزا قادیانی کے الہامات کے مانند ''الفیل ماالفیل وما ادراک ما الفیل له خرطوم طویل وذنب قلیل ''اوراسی قسم کی بہت سی سورتیں بھی اتری تھیں اور آخر خلافت حضرت صدیق اکبرؓ میں ۱۱ھ کے اواخر میں جنگ یمامہ میں مارا گیا اور مختار کذاب نے کوفے میں نبوت اور وحی کا دعویٰ کر کے کئی ہزار اپنے امتی فراہم کر لئے اور ابن زبیرؓ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر عظیم روانہ کیا اور آخر وہ مدعی نبوت بھی ۶۷ھ میں واصل جہنم ہوا۔

دوسری صدی میں طریف اور صالح کی باری آئی جس کی حالت تاریخ ابن خلدون میں لکھی ہوئی ہے اور اس کا عروج مرزا قادیانی سے بہت زیادہ ہوا۔ یہاں تک کہ کئی صدی تک اس کی اولاد میں بادشاہت قائم رہی جس سے مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی باطل ہوگیا کہ ''کوئی مفتری کامیاب نہیں ہوتا۔'' اور بعد ان کے بہت سے مدعی نبوت ومہدویت گزر چکے اور ان کی امت میں خلق کثیر شامل ہوچکی جن کا نام ونشان رفتہ رفتہ دنیا سے مٹ گیا۔

متاخرین میں سید محمد اور علی محمد بابی مشاہیر کذابین سے ہیں جن کا مذہب ابھی تک باقی ہے اور ہزارہا پیرو جہان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بلکہ عبدالبہا اور بعض دیگر مدعی نبوت ومجددیت ومہدویت اور ان کے مقلدین ابھی موجود ہیں۔ سید محمد جونپوری مدعی مہدویت نے دعویٰ نبوت کے ساتھ اگرچہ انبیاء پیشین پر اپنی فضیلت کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن اتنی جرأت نہ ہوسکی تھی کہ رسول اللہﷺ سے ہمسری یا برتری کا مدعی ہوتا۔ مرزا قادیانی عالی حوصلہ تھے ان سے نہ رہا گیا۔ اس سے گوئے سبقت لے گئے اور جناب سید المرسلین خاتم النّبیینﷺ سے افضلیت کا پردے پردے میں اچھی طرح اظہار کیا لیکن صاف الفاظ میں دعویٰ کرنے سے مصلحت مانع رہی۔ اس لئے ایسے لفظوں سے کام لیا کہ افضلیت بھی بخوبی ظاہر ہوجائے اور صریح دعویٰ بھی نہ نظر آئے جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب بیان ہوگی اور آپ کی پیشین گوئیوں کا کیا کہنا ایسی سچی ہوتی ہیں کہ کسی تاویل اور ملمع سازی کی محتاج نہیں ہوتیں اور اگر ان سب کی پوری پوری تفصیل کی جائے تو ایک جداگانہ کتاب بن جائے لیکن بطور مشتے نمونہ از خروارے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور منکوحہ آسمانی اور طاعون والی پیشین گوئیاں کافی ہیں جو کسی تاویل کی محتمل نہیں ہوسکتیں۔ ناظرین غور سے دیکھیں اور انصاف فرمائیں۔

۱......مولوی ثناءاللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

یہ فیصلہ مرزا قادیانی کے خاص اخبار الحکم کے ج۱۱ نمبر۱۳ میں ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا قادیانی کے مرنے سے تیرہ ماہ پیشتر چھپا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

’’بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب السلام علٰی من اتبع الھدیٰ! مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود، کذاب، دجال ہند کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا...... (یعنی اب صبر نہیں کرسکتا) (۱) اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہوجاؤں گا...... (۲) اگر میں کذاب ومفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ (۳) پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔‘‘

(۱) اور مرزا قادیانی نے اپنے مفتری ہونے کا معیار اور (۲) مرزا قادیانی نے اپنے صادق ہونے کا معیار خود ہی بتادیا ہے۔ ناظرین اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں) اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص ۵۷۸)

(یہ دعا مرزا قادیانی کی قبول ہوگئی اور آپ خدا کی نظر میں مفسد اور کذاب ٹھہرے اور

مرزا قادیانی کی آمین رائیگاں نہ گئی) ’’اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔‘‘ (یہ دعا مرزا قادیانی کی انہیں کے منہ پر پھینک ماری گئی) ’’میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر آمین۔‘‘ (یہ کیسی گڑگڑا کر دعا ہے جس کی قبولیت پر مرزا قادیانی کی سچائی یا مفسد وکذاب ہونے کا دارومدار ہے) ’’بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اس تمام مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۰ء مطابق یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ء‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹)

اب مرزا قادیانی کے مرید اور فدائی لاہوری جماعت ہو یا قادیانی پارٹی ہم کو جواب دیں کہ جب مرزا قادیانی، مولوی ثناء اللہ صاحب کی مخالفت سے تنگ اور عاجز آ گئے تو اپنے کاذب ہونے کے دو معیار اور صادق ہونے کا ایک معیار قرار دیا اور تینوں معیاروں کے رو سے کاذب ثابت ہوگئے اور تین دعائیں کیں اور تیسری دعا بہت بلک بلک کر کی جس کی قبولیت نے عقلاً اور شرعاً تحقیقاً اور الزاماً ہر طرح مرزا قادیانی کے مفسد اور کذاب اور مفتری ہونے کا سچا فیصلہ کر دیا اور وہ خدا کی نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب تھے کہ ان کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالیا اور دعا کی تاریخ سے تیرہ ۱۳ ماہ گیارہ ۱۱ روز کے بعد ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴/ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ کو اپنے مفسد وکذاب ہونے کی ندامت سے کف افسوس ملتے ہوئے دارالجزاء کو روانہ ہوگئے اور اپنے مریدوں کے دل پر ہمیشہ کے لئے اس فیصلے کا داغ چھوڑ گئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب جو تردید مرزا قادیانی میں صادق تھے۔ اب تک زندہ موجود ہیں۔ (یہ تحریر ۱۹۲۰ء کی ہے، حضرت مولانا ثناء اللہؒ ۱۹۴۸ء میں فوت ہوئے) مرزا قادیانی کے پیرو ذرا انصاف سے فرمائیں کہ جس رنگ کی ذلت مرزا قادیانی نے اپنے مقابل مولوی ثناء اللہ صاحب کو دینا چاہی تھی اسی رنگ کی ذلت اور ہلاکت خود مرزا

قادیانی کو نصیب ہوئی یا کوئی کسر باقی رہ گئی۔

۲...... اب سنئے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی نسبت پیشین گوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو بیس برس تک مرزا قادیانی کے جان نثار مرید رہے اور جن کی کتاب مفید عام کی نسبت مرزائیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ ''اس کا نام الہامی ہے گویا اس کے مفید ہونے کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے دے دی۔'' (فہرست کتب مندرجہ سیرۃ الابدال مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان بماہ دسمبر ۱۹۰۳ء) جب واقعی حالت جاننے کے بعد مرزا قادیانی سے علیحدگی اختیار کی اور ۱۲/جولائی ۱۹۰۶ء میں تحریراً مرزا قادیانی کے مرنے کی پیشین گوئی کی جس کے الفاظ یہ ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتلادیا کہ مرزا مسرف ہے کذاب ہے اور عیاد ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اس کی معیاد تین سال کی بتلائی گئی۔ یعنی میرے سامنے مرزا تین برس کے اندر ہلاک ہوجائے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۵۵۸)

اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے ۱۶/اگست ۱۹۰۶ء میں مفصلہ ذیل اشتہار دیا کہ ''میں سلامتی کا شاہزادہ ہوں کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا بلکہ خود عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوجائے گا۔'' اسی اشتہار میں فرماتے ہیں کہ ''یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہوجائے گا۔'' اور اسی میں فرماتے ہیں کہ ''یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خان کی پیشین گوئی کی معیاد میں ہلاک ہوجاؤں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۵۵۹ حاشیہ)

اور ۵/نومبر ۱۹۰۷ء کو (اپنے مرنے سے سات ماہ اکیس روز قبل) مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان اور اپنے دوسرے مخالفین کی نسبت ایک الہامی اشتہار بنام تبصرہ شائع کیا اور اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ اس پیشین گوئی کو خوب شائع کریں اور مریدین نے بھی آپ کے حکم کے مطابق اس کی اچھی طرح اشاعت کی۔ اس الہام کے الفاظ یہ ہیں:

''اپنے دشمن سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا میں تیری عمر بڑھادوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھادوں گا۔ دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوجائے گا۔ تیری مخالفوں کی افزا اور افنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۵۹۱)

اب مرزا قادیانی کے مرید خود فیصلہ کرلیں کہ مرزا قادیانی کا الہام کس قدر دروغ نکلا اوران کے مقابلے میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی پیشین گوئی (حالاں کہ ڈاکٹر صاحب نہ مدعی نبوت تھے نہ دعویدار مجددیت ومسیحیت وغیرہ) کیسی سچی ثابت ہوئی کہ ان کی پیشین گوئی کی معیاد میں ذلت اور لعنت کی موت سے ہلاک ہوگئے اوران کا یہ کہنا کہ ''یہ کبھی نہیں ہوگا'' کچھ کام نہ آیا نہ خدا نے ان کی عمر بڑھائی نہ ان کے دشمن کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔ بلکہ مرزا قادیانی چل بسے اور ڈاکٹر صاحب صحیح وسلامت بیٹھے رہے۔ اب کہئے مفتری کون ٹھہرا اور صادق ومصلح کون ثابت ہوا اور کہاں گئی دشمن کی ہلاکت مرزا قادیانی کے ہاتھ سے؟

۳...... اب منکوحۂ آسمانی والی پیشین گوئی سنئے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی دختر کے نسبت جس نے مرزا قادیانی کو بہت بدنام کیا اور نہایت رسوا ہوئے خدا نے اس لڑکی کے مرزا قادیانی کے نکاح میں آنے کا کیا مضبوط وعدہ کیا جو کسی طرح پورا نہ ہوسکا۔ مرزا قادیانی نکاح کی آرزو میں مرگئے مگر وہ بیوی میسر نہ ہوئی۔ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۳۹۶ خزائن ج۳ ص۳۰۵) میں اس الہام الٰہی کو ان الفاظ سے بیان کیا۔ ''انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی...... اللہ تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لاوے گا...... اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھائے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔''

اور جب ایسا تاکیدی وعدہ پورا نہ ہوا تو العیاذ باللہ یا خدا کی وعدہ خلافی اور کذب بیانی ثابت ہوئی یا خدا نے ان کو فریب دیا یا وہ عالم الغیب نہ تھا قادر مطلق نہ تھا کہ یہ وعدہ پورا ہوتا اور جب یہ کچھ نہیں تو بالضرور مرزا قادیانی نے خدا پر افتراء کیا ''ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا'' یعنی اس سے بڑا ظالم کون جس نے خدا پر کذب کا افتراء کیا۔ یہاں تک کہ مرزا احمد بیگ کو عذاب الٰہی اور موت تک کی دھمکی دی گئی لیکن وہ اپنی ضد پر اڑے رہے اور ہرگز ہرگز مرزا قادیانی کی درخواست نہ قبولی اور لڑکی دوسرے کو بیاہ دی اور مرزا قادیانی منہ تکتے رہ گئے۔

۴...... قادیان کی نسبت مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی اور عظیم الشان دعویٰ تھا کہ ''قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا کیوں کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔''

(دافع البلاء ص۱۰ خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

''خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھا گیا کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔'' (دافع البلاء ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۲۶)

اس میں مرزا قادیانی کا صاف یہ دعویٰ ہے کہ وہ رسول خدا ہیں اور ان کی رسالت پر دلیل یہ ہے کہ قادیان میں طاعون نہ آئے گا۔ مگر خدائے تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کو اس طرح ہباءً منثوراً کر کے اڑادیا کہ اس قادیانی رسول کے تخت گاہ میں طاعون نے نزول اجلال فرما کر ایک مہینے کے اندر بہتوں کو فنا کردیا۔ اس وقت آپ نے فریب آمیز تاویلیں شروع کردیں اور آپ شہر کو چھوڑ کر اپنے گھر کے ذمہ دار ہوگئے اور فرمادیا ''انی احافظ کل من فی الدار''

(حقیقت الوحی ص۲۷، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

یعنی میں ان تمام لوگوں کا محافظ ہوں جو اس گھر میں ہیں لیکن آپ کے گھر میں بھی طاعون کی دو وارداتیں ہوگئیں اور آپ کے دو مرید فوت ہوئے۔ اسی طرح آپ کی بہت سی پیشین گوئیاں غلط نکلیں۔ مثلاً مرزا قادیانی نے ایک پادری کے مناظرہ میں پادری آتھم کی نسبت یہ پیشین گوئی کردی کہ ''یہ پندرہ مہینے کے اندر مرجائے گا۔''

(جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

مگر جب آپ کی یہ پیشین گوئی غلط نکلی اور وہ نہ مرا تو ۶/دسمبر روز مقررہ پر پادریوں نے الٰہ آباد سے لے کر پنجاب تک بڑی خوشیاں منائیں گویا مرزا قادیانی نے اسلام کا مضحکہ اڑایا اور مخالفین اسلام سے مناظرہ کرنا جو اسلامی کام تھا لوگوں میں ایک مضحکہ بن گیا پھر تاویلات سے کام لینا اور بھی ستم ہوا۔

یوں ہی عمویل اور بشیر کی ولادت کی پیشین گوئی غلط نکلی۔ مرزا قادیانی پر عود جوانی کی پیشین گوئی غلط نکلی۔ نصرت بیگم مرزا قادیانی کی زوجہ کو پھر جوانی ملنا غلط نکلا۔ مولوی محمد حسین پر چالیس دن میں عذاب آنا غلط نکلا۔ ملاں محمد بخش اور ابوالحسن تبّتی کے حق میں تیرہ مہینہ میں ذلت کی پیشین گوئی غلط نکلی۔ مرزا قادیانی کو خطاب ملنے کی پیشین گوئی غلط نکلی اور انہیں کوئی خطاب نہ ملا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی نسبت یہ پیشین گوئی کہ ''وہ قادیان نہ آئے گا۔'' غلط نکلی اور وہ برابر قادیان گئے۔ (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷۳، خزائن ج۱۹ ص۱۴۸)

غرض کہ ایسی صدہا پیشین گوئیاں غلط نکلیں جن کے لئے آخر رطب ویابس تاویلات سے کام لینا پڑا جن کی تفصیل کے لئے یہ مقام مکتفی نہیں۔ مرزا قادیانی نے ہمیشہ سے یہ چال اختیار کر رکھی تھی کہ پیشین گوئی کے وقت سب پہلو سوچ لیتے تھے جب کوئی بات جھوٹی ہو جاتی اور بات بن نہ آتی تو کبھی عذاب والی پیشین گوئی کو مشروط بہ توبہ واستغفار ٹھہرا

کر جھوٹا الزام مخالف پر تھوپ دیتے کہ اگرچہ وہ بظاہر اپنی ضد پر اڑا ہے۔ لیکن دل میں تائب ہوگیا۔ اس لئے عذاب ٹل گیا۔ استغفراللہ!

ایسی اٹکل کی پیشین گوئیاں ایک عامی اور جاہل بھی ہزاروں کر سکتا ہے اور اگر جھوٹی ہوجائیں تو بات بنا سکتا ہے۔ غضب ہے کہ مخالفین تو اپنی ضد پر اڑے رہے اور مامور من اللہ کا کہنا نہ مانا نہ اس کے دعوے کے قائل ہوئے اور نہ وہ غرض پورا ہوا جس کے لئے پیشین گوئی کی ضرورت پیش آئی تھی مگر عذاب ٹل گیا پیشین گوئی نہ ہوئی ایک کھیل ہوگیا اور کبھی اگر کوئی ایسی پیشین گوئی جھوٹی ہو جاتی جس میں کوئی حیلہ نہ نکل سکتا تو اس کے لئے کیا اچھا طریقہ نکالا کہ انبیاء علیہم السلام پر غلط پیشین گوئیوں کی تہمت باندھ دی۔

اور (ازالۃ الاوہام ص۶۲۹ خزائن ج۳ ص۴۳۹) پر پیش بینی کی راہ سے یہ عبارت لکھ دی ''ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشین گوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے۔''

اللہ رے افتراء پردازی اور دروغ بافی کہ اپنے تئیں بچانے کے لئے چار سو انبیاء کو جھوٹا ٹھہرا دیا۔ یہ خود کذاب ہے کہ اپنی بڑ میں جھوٹی پیشین گوئیاں کیا کرتا ہے اور حیلہ یہ بتاتا ہے کہ پیشین گوئی غلط ہونا کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں۔ معاذ اللہ! اگلے انبیاء میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ کیا حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ یا اور کوئی اس جھوٹے رسول کا امتی ان چار سو نبیوں کے اسمائے گرامی اور ان کی جھوٹی پیشین گوئیوں کی تفصیل اور ان کا جھوٹا ہونا بیان اور ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بسم اللہ ''ہمیں گوئے وہمیں میدان۔'' اور اگر ثابت نہ کر سکیں تو صاف فیصلہ سنائیں کہ اس انبیاء علیہم السلام کی صراحۃً تکذیب کرنے والے کا شریعت الٰہی میں کیا حکم ہے۔

ظالم نے سمجھا تھا کہ چار سو نبیوں کو جھوٹا کہہ کر باقی انبیاء کو جھوٹ سے بچالے گا مگر یہ نہ سمجھا کہ اس نے آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النّبیین تک تمام انبیاء کو جھوٹا ٹھہرا دیا ہے۔ کیونکہ ایک نبی کی تکذیب درحقیقت تمام انبیاء کی تکذیب ہے۔ قوم نوح وصالح وہود ولوط وشعیب علیہم السلام نے اپنے اپنے نبی کی تکذیب کی تھی۔ مگر خداتعالیٰ نے اس ایک تکذیب کو تمام انبیاء کی تکذیب قرار دیا اور فرمایا: ''کذبت قوم نوح ن المرسلین '' یعنی قوم نوح نے سب پیغمبروں کو جھٹلایا ''کذبت عاد ن المرسلین '' یعنی عاد نے تمام پیغمبروں کو جھوٹا کہا۔ ''کذبت ثمود المرسلین '' یعنی ثمود نے تمام پیغمبروں کی تکذیب کی۔ ''کذبت قوم لوط ن المرسلین ''

یعنی قوم لوط نے سب پیغمبروں کو جھٹلایا۔ ’’**کذب اصحاب الأیکۃ المرسلین**‘‘ ایکہ والوں نے تمام رسولوں کو دروغ گو کہا۔

اور پھر سورۂ آل عمران میں فرمایا ’’**فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء وا بالبیّنات والزبر والکتاب المنیر**‘‘ (آل عمران:۱۸۴) یعنی پھر اگر یہ تجھ کو جھوٹا کہیں تو تجھ سے آگے جھٹلائے گئے تھے انبیاء جو نشانیاں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لائے تھے اور سورۂ حج میں فرمایا ’’**وان یکذبوک فقد کذبت قبلھم قوم نوح وعاد وثمود. قوم ابراھیم وقوم لوط واصحاب مدین وکذب موسیٰ فاملیت للکافرین ثم اخذتھم فکیف کان نکیر**‘‘ (الحج:۴۲تا۴۴) یعنی اگر تجھ کو جھٹلائیں تو ان سے پہلے تکذیب کر چکے ہیں نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ جھٹلائے گئے۔ پس مہلت دی میں نے کافروں کو پھر میں نے ان کو پکڑا تو کیسا تھا میرا عذاب۔

اب مرزا کے مریدین کہیں کہ مرزا بھی انہیں انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہنے والوں میں کا ایک شخص ہے یا نہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا اور انبیاء کو جھوٹا کہنے والا نص قرآن سے کافر ہے یا نہیں۔ پھر ایسا شخص جو انبیاء علیہم السلام پر جھوٹے ہونے کا دھبہ لگائے وہ کیوں کر سچا ہوسکتا ہے۔ ایسے کے باب میں خدائی فیصلہ کیا ہے خود مرزائی جماعت قرآن مجید سے حاصل کرلیں۔

۱۱...... مرزا قادیانی (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴) میں ان الفاظ کے ساتھ تمام انبیاء پر فضیلت کا دعویٰ کرتے ہیں ’’بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کردیا ہے کہ باستثنائے ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔‘‘

مرزا قادیانی کس کس ڈھنگ سے تمام انبیاء پر اپنی فضیلت کا اثبات کرتے ہیں۔ پہلے اس بات کے قائل ہیں کہ میں اکثر انبیاء سے افضل ہوں کیوں کہ بعض ہی نبی ایسے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے۔ پھر یہ دعویٰ کیا کہ باستثنائے نبی ﷺ تمام انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں اور اس کے ثبوت میں اپنے پہلے قول کو غلط اور جھوٹا ٹھہرا کر یہ بات قرار دی کہ

جس قدر کثرت سے میرے معجزات کا ثبوت قطعی اور یقینی ہے اس قدر کسی نبی کے معجزات کا ثبوت قطعی اور یقینی نہیں ہے اور نبی ﷺ کا استثنا محض کم علم عوام الناس کو دھوکا دینے کے لئے تا کہ لوگ سمجھیں کہ مرزا قادیانی آں حضرت ﷺ پر اپنی افضلیت ثابت نہیں کرتے۔ مگر اہل علم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی افضلیت کی معیار جب کثرت معجزات قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ”اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں۔ الخ“

(ایضاً)

تو جب وہ آئندہ اپنے معجزات کی تعداد آں حضرت ﷺ کے معجزات سے سو حصہ بڑھ کر خود اپنے قول سے ثابت کر دیں تو بالضرور وہ آں حضرت ﷺ پر اپنی افضلیت جتانے میں در پردہ مدعی ہیں۔ ذرا اہل علم مرزا قادیانی کے ان اقوال کو دیکھیں اور پھر اس قول استثنا کو دیکھیں اور انصاف کریں کہ استثنائے مذکور محض عوام کو خوش کرنے اور دھوکا دینے کے لئے کیا گیا ہے یا اور کچھ ہے۔

(آپ تتمہ حقیقت الوحی میں فرماتے ہیں) ”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸ خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کو اپنی قسمیں کھانے کا ہتھکنڈا ٹھہرایا ہے کہ جھوٹ بولتے ہیں پھر قسم کھاتے ہیں۔ حالاں کہ جناب باری ارشاد فرماتا ہے ”ولا تجعلوا اللہ عرضة لایمانکم“ یعنی نہ ٹھہراؤ اللہ کو ہتھکنڈا اپنی قسمیں کھانے کا اور ہم اوپر قول رسول اللہ ﷺ سے منافق کی ایک نشانی یہ بیان کر چکے ہیں کہ ”اذا کذب حلف“ یعنی جب وہ جھوٹ بولتا ہے قسم کھاتا ہے۔ پہلے مرزا قادیانی نے اپنے معجزات اس قدر بیان کئے کہ باستثنائے نبی کریم ﷺ کسی نبی سے یقینی طور پر ظاہر نہ ہوئے اور پھر ان کی تجدیدیوں کی کہ تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ پھر اس مقدار پر بھی بس نہ کر کے اخبار بدر مؤرخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء میں تین لاکھ سے تجاوز کر گئے اور لکھتے ہیں کہ ”جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ نشانوں سے خالی نہیں گزرتا۔“ (حقیقت) اس قول کے ایک سال پونے دس ماہ کے بعد مرزا قادیانی نے دنیا سے رخت سفر باندھا اور اس حساب سے کہ کوئی مہینہ نشانوں سے خالی

نہیں گزرتا۔ آپ کے معجزات تقریباً چار لاکھ تک پہنچ گئے ہوں گے جن کی وجہ سے آپ تمام انبیاء سے اپنے آپ کو افضل سمجھتے ہیں۔

اب سنئے کہ آپ جناب رسول اکرم ﷺ کے معجزات کی نسبت (تحفہ گولڑویہ ص۴۰ خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) میں لکھتے ہیں کہ ''تین ہزار معجزے ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔''

پھر بھلا وہ استثناء کہاں باقی رہا۔ ان دونوں قولوں کے ملانے سے ظاہر ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میرے معجزات نبی ﷺ کے معجزات کے بہ نسبت سو حصے سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں۔ پس میں آں حضرت سے سو حصہ بھی بڑھ کر ہوں کیوں کہ کثرت معجزات، کثرت تقرب الٰہی کی دلیل ہے۔ کیوں کہ معجزہ کا ظہور خدا کی طرف سے رسول کی حمایت میں ہوتا ہے اور جس قدر اسے خدا سے زیادہ تقرب ہوگا اسی قدر خدا کی حمایت بھی زیادہ ہوگی اور معجزے زیادہ ظاہر ہوں گے اور اسی بناپر مرزا قادیانی (استفتاء ص۸۷ خزائن ج۲۲ ص۷۱۵) میں لکھتے ہیں کہ:

''واٰتانی مالم یؤت احداً من العالمین ''یعنی جو مرتبہ خدا نے مجھے دیا وہ سارے جہان والوں سے کسی ایک کو نہیں دیا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷ خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

جہان والوں میں نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں جس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ وہ مرتبہ حضور کو بھی نہیں دیا گیا۔ نعوذ باللہ من شرّ الدجالین وتابعیھم۔

۱۲...... مرزا محمود نے رسالہ (حقیقت النبوۃ ص فرنٹ ٹائیٹل) کے شروع میں نزول المسیح سے مرزا قادیانی کے تین شعر نقل کئے ہیں جو ان کے تمام انبیاء سے افضل ہونے کی نسبت ہیں:

آں چہ داد است ہر نبی را جام ۔۔۔ داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ۔۔۔ من بعرفان نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ۔۔۔ ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰ خزائن ج۱۸ ص۴۷۷،۴۷۸)

پہلے شعر کا یہ مطلب ہے کہ جو ساغر فضل وکمال کا خدا نے ہر نبی کو دیا ہے وہ پورا پورا سب مجھے دیا گیا ہے یعنی میں تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہوں۔ دوسرے شعر کے یہ معنی ہیں کہ اگرچہ بہت سے انبیاء گزر چکے ہیں لیکن میں معرفت الٰہی اور علوم باطنی میں کسی نبی سے کم تر نہیں ہوں۔ تیسرے شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ یقینی بات ہے کہ میں تمام گزشتہ انبیاء سے مرتبے میں کم نہیں ہوں۔ یعنی سب انبیاء کے کمالات کا میں جامع ہوں، جو کوئی میرے اس دعویٰ کو جھوٹا

سمجھے وہ ملعون ہے اس پر خدا کی لعنت ہے اور حاصل یہ ہے کہ جتنے انبیاء آدم علیہ السلام سے خاتم النّبیین ﷺ تک گزرے مرزا قادیانی اپنے آپ کو سب سے افضل کہتے ہیں۔

اشتہار معیار الاخیار میں پہلے لکھ چکے تھے کہ ''میں بعض نبیوں سے افضل ہوں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸)

اور عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اب مرزا قادیانی نے ہر نبی سے افضل ہونے کا کس پیرایہ میں دعویٰ کر دیا اور اس کی تائید اس شعر سے بخوبی ظاہر ہے کہ آپ کے خلف الرشید مرزا محمود نے رسالہ (حقیقت النبوۃ ص فرنٹ ٹائیٹل) کے سر عنوان پر لکھ کر اسے الہامی قرار دیا ہے کہ:

''مقام او مبین از راہ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کردند''

(تجلیات الٰہیہ ص۸، خزائن ج۲۰ ص۳۹۷)

جب مرزا قادیانی کا یہ مرتبہ کہ پیغمبروں نے ان پر ناز کیا ہے تو ان کے افضل الانبیاء ہونے میں مرزائیوں کو کیا شک ہو سکتا ہے؟ اگر بمصلحت کوئی زبان سے نہ کہے یا انکار کرے تو اس کا تقیہ ہے۔ جناب نبی کریم سید الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کا باوجود ساری کائنات سے افضل و برتر ہونے کے تواضع وانکسار یہ تھا کہ ایک واقعہ میں جیسا کہ صحیحین میں مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ''لا تخیّروا بین الانبیاء'' اور غرض یہ تھی کہ ایک نبی کا رتبہ گھٹانے کی غرض سے دوسرے کو اس پر فضیلت نہ دو بلکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے صحیحین میں مروی ہے:

''قال رسول اللہ ﷺ ما ینبغی لعبد ان یقول انی خیر من یونس بن متی'' یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندے کو سزاوار نہیں کہ کہے میں یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں اور ایک روایت میں بخاری ومسلم کی یہ الفاظ ہیں ''ولا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی'' ہے اور ابوداؤد کی حدیث میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''کان رسول اللہ ﷺ یقول ما ینبغی لنبیّ ان یقول انی خیر من یونس بن متی'' یعنی رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کو سزاوار نہیں ہے کہ کہے کہ میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر وافضل ہوں۔ حالاں کہ ابن عساکر کی حدیث میں سند صحیح کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''خیار ولد آدم خمسۃ نوح

وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد وخیرھم محمد ’’یعنی تمام اولاد آدم میں سب سے بہتر وافضل پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور ان سب سے بہتر وبرتر محمد ﷺ ہیں۔

پہلے تو یہ کہئے کہ جب مخبر صادق علیہ السلام کی زبان سے یہ بات بیان ہوچکی کہ تمام اولاد آدم سے یہی پانچ انبیاء بہتر وافضل تر ہیں۔ تو یہ چھٹواں مدعی کہاں سے پیدا ہوگیا۔ جس کا ذکر نہ قرآن مجید میں آیا نہ حدیثوں میں بیان ہوا، اور افضلیت واکملیت کا نقارہ بجانے لگا اور ان سب سے بہتر ہونے کا کہیں صراحۃ اور کہیں کنایۃً اظہار کرنے لگا۔ پھر اخلاق نبوت کو دیکھئے کہ ’’ولا نفرّق بین احد من رسوله ‘‘ کی پابندی میں نہ نبی ﷺ نے نہ کسی دوسرے پیغمبر نے کسی پیغمبر کو اپنے سے کم مرتبہ مشہور کرنے کے لئے اپنی اس پر بڑائی کا دعویٰ کیا بلکہ لوگوں کو نصیحت کی کہ کسی پیغمبر کی شان گھٹانے کے ارادہ سے مجھے اس پر برتری نہ دو، حالاں کہ میں اس سے برتر ہوں۔

مگر مرزا قادیانی کی یاوہ گوئی اور لاف زنی تو دیکھئے کہ اپنے جھوٹے دعوے میں صادق ہونے کے لئے چارسو انبیاء کو جھوٹا ٹھہرادیا اور خود تمام انبیاء سے افضل بن بیٹھے اور اپنے نہ ماننے والے کو ’’لعنتی اور کافر اور جہنمی‘‘ کہہ کر اپنے چند ماننے والوں کے سوا سارے جہان کے مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کردیا اور نبی ﷺ کی وہ پیشین گوئی صادق آ گئی جسے امام احمد نے مسند میں سند صحیح کے ساتھ ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’غیر الدجال اخوف علی امتی من الدجال الائمة المضلون ‘‘یعنی غیر دجال میری امت پر دجال سے بڑھ کر ڈرنے کے لائق ہیں اور وہ کون ہیں گمراہ کرنے والے پیشوا۔

۱۳...... اب ذرا مرزا قادیانی کی ایمانداری دیکھئے کہ آپ (اربعین نمبر۴ ص۱۹ خزائن ج۱۷ ص۴۵۴) میں فرماتے ہیں ’’جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات (احادیث رسول اللہ کی صفت بیان ہورہی ہے) کے ذخیرے کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے۔‘‘

اور (حقیقت الوحی ص۲۱۱ خزائن ج۲۲ ص۲۲۰) میں ارشاد ہوتا ہے کہ ’’میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں (آپ کی قسموں کی حقیقت اوپر بیان ہوچکی) کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان

لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔‘‘

اللہ اللہ! آپ اپنی وحی پر جو ’’انّ الشیٰطین لیوحون الٰی اولیاء هم‘‘ کی مصداق ہے ایمان کیسا مضبوط رکھتے ہیں اور اس صاحب ’’وما ینطق عن الهوی ان هو الّا وحی یوحی‘‘ علیہ الف تحیۃ والثناء کے کلام کو ’’ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرے‘‘ قرار دیتے ہیں تو اس کے سوا اس کا کیا جواب ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ جیسے مفتریوں کے حق میں پیشتر ہی قیامت تک کے لئے فیصلہ کر چکا ہے کہ ’’ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً او قال اوحی الیّ ولم یوح الیه شئ‘‘ (الانعام:۹۳) یعنی اور اس سے ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھ کو وحی آئی حالاں کہ کچھ اس کو وحی نہیں آئی۔ پھر جب مرزا قادیانی اپنی شیطانی وحی والہامات پر ایسا ہی ایمان لاتے ہیں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن پر اور ایسا ہی یقینی اور قطعی سمجھتے ہیں جیسا کہ قرآن اور دوسرے کتب سماوی کو تو اس کے سوا اور کیا معنی ہوسکتے ہیں کہ العیاذ باللہ جس طرح موسیٰ اور عیسیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تھی اور نبی ورسول صاحب کتاب تھے ویسا ہی میں بھی ہوں (اور جیسا کہ ان کا منکر اور ان کی وحی کا منکر اور ان کی کتاب اور قرآن کا منکر کافر ہے اسی طرح میرا منکر اور میری متزلزل الوقوع جھوٹی وحی اور الہامات کا منکر بھی کافر ہے۔

اور جب مرزا قادیانی اپنی وحی والہامات کا منجانب اللہ ہونا اور قطعی بتاتے ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث کو ظنی الثبوت بلکہ بلاتعین موضوعات کے ذخیرے بھی کہتے ہیں اور (ازالہ اوہام ص۵۴۵ خزائن ج۳ ص۳۹۳) میں صاف لکھ چکے ہیں کہ ’’حدیث اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہوگی‘‘ ’’والظن لا یغنی عن الحق شیئاً‘‘ تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ نبی ﷺ کے احادیث واقوال کا منکر تو کافر نہیں ہوتا اور مرزا قادیانی ایسے عالی مرتبت پیغمبر ہیں جن کے جھوٹے دعوؤں اور مہمل بیانات کا منکر کافر ہے۔ گویا یہ بھی ایک پہلو سب سے افضلیت اور اپنے اولوالعزم نبی ورسول بننے کا نکالا ہے کہ ان کے مریدین ان کے لغویات پر ایمان نہ لانے والے کو ایسا ہی کافر سمجھیں۔ جیسا ساری دنیا کے مسلمان قرآن مجید پر ایمان نہ لانے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔ مسلمانو! ذرا اس جھوٹے پیغمبر کی مذکورہ عبارت کو اچھی طرح غور سے ملاحظہ کر کے اس کا نتیجہ دیکھو۔

۱۴...... دیکھئے یہ شخص اپنے (قصیدۂ اعجازیہ ص۵۶ خزائن ج۱۹ ص۱۶۸) کے ان اشعار میں اپنی وحی والہامات کے مقابلے میں نبی ﷺ کے احادیث کی کیسی ٹھٹھول کرتا ہے:

ھل النقل شئ بعد ایحاء ربنا ۔۔۔ فای حدیث بعدہ نتخیّر

ترجمہ: اور خدا کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے۔ پس ہم خداتعالیٰ کی حدیث کے بعد کس حدیث کو مان لیں۔ یعنی جو کچھ ابلیس لعین مرزاقادیانی کے دل پر القاء کرتا ہے وہ اس کو خدا کی وحی قرار دے کر اس کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو نہیں مانتے بلکہ سچ جانتے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین!

وقد مزق الاخبار کل ممزق ۔۔۔ فکل بما ھو عندہ یستبشر

(اعجاز احمدی ص۵۷ خزائن ج۱۹ ص۱۶۸)

ترجمہ: اور حدیثیں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہیں۔ پس ہر ایک جو اس کے پاس ہے اس سے خوش ہو رہا ہے۔ یعنی حدیثیں ان ردی کاغذ کے مانند ہیں جو پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں، میری وحی کے بعد پھاڑ کر پھینک دی گئی ہیں کہ کوئی مرزائی ان کو قبول نہیں کرتا۔ نعوذباللہ من ذالک!

اخذنا من الحیّ الذی لیس مثلہ ۔۔۔ وانتم عن الموتی رویتم ففکروا

(اعجاز احمدی ص۵۷ خزائن ج۱۹ ص۱۶۹)

ترجمہ: ہم نے اس سے لیا ہے جو زندہ ہے اور وحدہ لاشریک لہ ہے اور تم مردے سے روایت کرتے ہو پس غور کرو۔

ذرا ناظرین! غور کریں کہ احادیث نبوی ﷺ کا کیسا ہتک کیا ہے اور کس پردے میں آں حضرت ﷺ کے قول کو مردے کی روایت اور اپنے کلام کو خدا سے لیا ہوا کلام ثابت کر کے اپنی افضلیت کا ثبوت دیا ہے: توبہ توبہ ہزار توبہ۔

۱۵...... پھر اسی قصیدے میں آں حضرت ﷺ سے افضل ہونے کا دریدہ وہنی سے استعارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لہ خسف القمر المنیر وان لی ۔۔۔ غسا القمران المشرقان اتنکر

(اعجاز احمدی ص۷۱ خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

خاص انہیں کا ترجمہ، اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور

سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔

اس شعر میں ایک تو مرزا قادیانی نے شق القمر کو چاند گہن کہا اور معجزہ شق القمر اور آیۂ ''وانشق القمر'' کے منکر ہوئے جس کا بیان قرآن مجید میں موجود ہے۔ دوسرے آں حضرت ﷺ پر اپنی افضلیت اس طرح ظاہر کی کہ اگر ان کے لئے ایک معجزہ ظاہر ہوا تو میرے لئے دو (حالاں کہ کوئی چاند گہن اور سورج گہن کو معجزہ نہیں کہہ سکتا کیوں کہ عادتی طور پر ہمیشہ کسوف وخسوف ہوا ہی کرتا ہے کوئی نادر بات نہیں ہے) پس دو والا ایک والے سے ضرور افضل ٹھہرا۔ یہ فضیلت خاص مجھے دی گئی اور اسے اپنی افضلیت ظاہر کرنے کے لئے آپ نے آں حضرت ﷺ کا اس طرح ہتک کیا کہ آپ کے معجزۂ شق القمر کو چاند گہن سے تعبیر کیا۔ **فعلیه ما یستحقه!**

ہم یہاں مرزا قادیانی کے اشعار پر ایک شعر اپنی طرف سے دیتے ہیں:

ومن قال انّی مرسل بعد مصطفی فذالک زندیق واشقی واکفر

یعنی جو کوئی محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد دعویٰ کرے کہ میں رسول ہوں تو وہ زندیق اور بڑا شقی اور بہت بڑا کافر ہے۔

۱۶...... اسی اپنی افضلیت یا برابری ثابت کرنے کی بنا پر بہت سی وہ آیات قرآنی جو نبی ﷺ کی نسبت نازل ہوئیں آپ کی وحی میں بعینہ مرزا قادیانی پر اتر گئیں۔ چنانچہ چند آیات نمونے کے طور پر بیان کی جاتی ہیں۔

۱...... آیت ''**ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله وکفی بالله شھیدا**'' (الفتح:۲۸) یعنی وہی ہے جس نے بھیجا رسول اپنا ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تاکہ غالب کرے اس کو ہر دین پر اور بس ہے اللہ حق ثابت کرنے والا۔

(اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) میں ہے کہ ''یہ آیت خاص میری ہی شان میں اتری ہے۔'' رسول اللہ ﷺ کی شان میں نہیں ہے۔ اسی آیت کے باب میں اور ایک وحی الٰہی کہ ''اس میں صاف طور پر مجھے رسول کر کے پکارا گیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

۲...... سورۂ فتح کی آخری آیت ''**محمد رسول الله والذین معه اشدّآء علی الکفّار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من الله ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود الایة**'' (الفتح:۲۹) یعنی محمد ﷺ رسول اللہ ہیں اور جو لوگ ان

کے ساتھ ہیں سخت ہیں کافروں پر اور مہربان ہیں آپس میں تو دیکھتا ہے ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے ڈھونڈھتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی ان کی صلاحیت کا نشان ان کے چہروں پر ہے سجدے کے اثر سے۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ مثال ہم نے ان لوگوں کی توریت میں بیان کی ہے۔ پھر وہ مثال زراعت کی جو انجیل میں ہے بیان فرما کر مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرماتا ہے۔ اس آیت کے متعلق مرزا قادیانی کی (ایک غلطی کا ازالہ ص ا خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷) میں یہ وحی اللہ ہے: ''**محمد رسول اللہ والذین معه اشدآء علی الکفار رحماء بینهم**'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

ماشاء اللہ (مرزا) آپ محمد رسول اللہ ہیں اور آپ (مرزا) کے مریدین وہ صحابہ کرام جن کی صفت توریت وانجیل میں بیان کی گئی تو جس طرح آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت ہے یوں ہی آپ (مرزا) کے مریدین صحابہ کرام سے کسی طرح درجہ میں کم نہ ہوں گے۔ اس لئے محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ سے ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کس صحابی کے ہم مرتبہ ہیں اور آپ کے تابعین کا کیا درجہ ہے بیان کر کے ممنون کیجئے:

میادا دل آں فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دین بباد

۳...... سورۂ صف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آیت ''**واذ قال عیسیٰ ابن مریم یابنی اسرائیل انّی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدیّ من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد فلمّا جاء هم بالبیّنات قالوا هذا سحر مبین**''

(الصّف:۶)

یعنی اور جب کہا عیسیٰ بن مریم نے اے بنی اسرائیل میں رسول ہوں اللہ کا تمہاری طرف سچا کرتا اس کو جو مجھ سے آگے ہے توریت سے اور خوشخبری سناتا ایک رسول کی جو آئے گا مجھ سے پیچھے اس کا نام احمد ہے پھر جب آیا (یہ رسول جس کی بشارت دی تھی) ان کے پاس کھلے نشان لے کر کہنے لگے کہ یہ جادو ہے صریح۔

ابن عساکر کی حدیث میں بروایت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ''**انا دعوۃ ابراهیم وآخر من بشّر بی عیسیٰ بن مریم**'' یعنی میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہوں اور آخر میں جس نے میرے آنے کی بشارت دی وہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔

دیکھئے مرزا قادیانی اپنے اس رسالہ میں جس کا نام (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۷۳ خزائن

ج۳ص۴۶۳) ہے لکھتے ہیں کہ:’’میں احمد ہوں جو آیت ’’مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد‘‘میں مراد ہے۔‘‘

ناظرین عبرت کی نگاہ سے دیکھیں کہ نبیﷺ تو فرماتے ہیں کہ وہ احمد میں ہوں جس کی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ احمد میں ہوں نام تو غلام احمد تھا اب غلامی سے نکل کر اور خدا پر افتراء کر کے اور اس کے رسول کو جھوٹا ٹھہرا کر خود احمد بن گئے۔’’الا لعنة الله علی الکاذبین‘‘

۴...... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آیت ’’سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجدالاقصی الذی بٰرکنا حوله لنریه من اٰیتنا انه سمیع بصیر‘‘ (الاسراء:۱)

یعنی پاک ہے وہ پروردگار جو لے گیا راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کے اطراف میں ہم نے برکت دی ہے تاکہ دکھائیں ہم اس کو بعض نشانیاں اپنی بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

مرزا قادیانی سیرۃ الابدال کے پیشتر ضمیمہ خطبہ الہامیہ میں چندہ منارہ کا اشتہار دیتے ہوئے (ص۴ خزائن ج۱۹ص۱۶) میں آیت ’’سبحان الذی اسریٰ بعبده الخ‘‘ کو لکھ کر اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ’’مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ یروشلم (یعنی بیت المقدس) نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بعد زمانے کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے جس مسجد کی مسیح موعود بنا کرے وہ اس لائق ہے کہ اس کو مسجد اقصیٰ کہا جائے جس کے معنی ہیں مسجد ابعدہٗ۔‘‘

اس کے بعد (ص۵ خزائن ج۱۶ص۲۱) کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ’’مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔‘‘

ذرا مسیح قادیانی کی چرب زبانی اور کذب بیانی کو ملاحظہ کرنا چاہئے کہ کس جرأت سے مسجد اقصیٰ کو مسجد قادیان قرار دیا ہے۔ کیا تعجب ہے کہ ان کے مریدین ان فقرات کی تاویل یوں پیش کریں کہ جس اپنے بندے کو خدا شبہا شب اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا وہ مرزا غلام احمد تھا کیوں کہ نبیﷺ کے زمانہ سے تیرہ سو برس کے بعد یہ (قادیان میں) بنائی گئی ہے۔ آں

حضرت کے زمانے میں تو کوئی قادیان کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ یہ قادیانی پیغمبر کبھی مسجد حرام کی زیارت کو جو مکہ معظّمہ میں واقع ہے نہیں گیا۔ کیوں کہ وہاں اس کو امن حاصل نہیں تھا۔ جیسا کہ اسی کے قول سے اوپر بیان ہو چکا اور قطع نظر اس کے آیت میں بصیغہ ماضی واقعۂ موقوعہ کی خبر ہے یا یوں تاویل کریں کہ نبی ﷺ کی معراج مسجد حرام سے مسجد قادیان کی طرف ہوئی تھی۔ (معاذاللہ) جس زمانے میں اس (قادیانی عبادت گاہ) کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

مسلم کی حدیث میں انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث معراج میں صریح الفاظ سے موجود ہے ''**فرکبته فاتیت بیت المقدس**'' یعنی پھر میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس میں آیا اور بخاری ومسلم کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''**لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرهم من اٰیاته وانا انظر الیه**'' یعنی جب مجھے قریش نے قصۂ اسریٰ سن کر جھٹلایا میں حجر کے پاس کھڑا ہوا۔ پس خدا نے میرے لئے بیت المقدس کو آشکارا کر دیا یعنی حجاب البین اٹھالیا اور مجھے نظر آنے لگی۔ پھر میں انہیں اس کی نشانیوں سے خبر دینے لگا درحالے کہ میں اس کو یعنی بیت المقدس کو دیکھتا تھا۔

مرزا قادیانی نے نہ صرف تفسیر بالرائے کر کے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنایا جیسا کہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے مروی کیا کہ ''**من قال فی القرآن برائه فلیتبوأ مقعده من النار**'' یعنی جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنی نشست گاہ دوزخ میں ٹھہرالے۔ بلکہ خدائے پاک پر افترا اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی مخالفت کر کے ''**خالدٌ فی النار**'' کا درجہ حاصل کر لیا۔ جرأت اس کو کہتے ہیں کہ کیسے کیسے مہملات خود تراش کر خدا کی طرف منسوب کر رہا ہے۔

(براہین احمدیہ ص۵۵۷ خزائن ج۱ ص۶۶۵ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۴) میں یہ وحی اللہ ہے کہ ''دنیا میں ایک نذیر آیا اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔'' اس دوسری قرأت کے لفظ کو دیکھئے (ضمیمہ انجام آتھم ص۶۳ خزائن ج۱۱ ص۳۴۷) میں ارشاد ہوتا ہے ''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور

حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔‘‘

شاید زور آور حملے وہی ہیں جو انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور سبطین رسول اللہ پر کئے گئے ہیں اور آپ کی سچائی اس امر سے ظاہر ہوئی کہ آپ کی بہت سی پیشین گوئیاں جو محض اٹکل سے کی گئی تھیں جھوٹی ہوگئیں اور جس مدعی نبوت کی پیشین گوئی جھوٹی ہو جائے وہ قطعاً جھوٹا ہے کسی طرح سچا ہو نہیں سکتا۔ اگرچہ نادم ہوکر اپنے بچاؤ کے لئے لاکھ جھوٹی تاویلیں پیش کرتا رہے۔

۵...... اللہ تعالیٰ اپنے رسول پاک ﷺ سے فرماتا ہے آیت ’’قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ‘‘(الاعراف:۱۵۸) یعنی اے نبی تو کہہ دے کہ اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوکر تم سب کی طرف آیا ہوں۔ پھر مرزا قادیانی کی وحی میں خدائے تعالیٰ ان کو بھی کہتا ہے کہ ’’قل یا ایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ‘‘(اے مرزا تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوکر تمہاری طرف آیا ہوں)‘‘ (تذکرہ ص۲۹۲طبع چہارم)

خدائے تعالیٰ وہی الفاظ جو نبی ﷺ کو کہے تھے مرزا کو بھی فرماتا ہے تو مفہوم یہی ہوا کہ مرزا بھی ویسا ہی رسول اللہ ہے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ ایسے ہی آیات قرآنی کی نسبت جھوٹے دعوے بہت سے براہین احمدیہ وغیرہ اس کے تصانیف میں موجود ہیں۔ جن سے بطور مشتے نمونہ ازخروارے چند لکھے گئے۔

ناظرین! آیات الٰہی میں مرزا کا تصرف دیکھ چکے اب ذرا اپنے آپ کو آں حضرت ﷺ پر فضیلت دینے کے متعلق اس پیغمبر کاذب کی دوسری قسم کی وحی بھی سنیں۔

۱۷...... یہ روایت تو صدیوں سے تمام مسلمانوں میں مشہور ہے کہ ’’لولاک لما خلقت الافلاک ‘‘ جناب رسول خدا ﷺ کی شان میں ہے۔ مگر مرزا قادیانی اس بات کو غلط ٹھہرا کر کہتے ہیں کہ یہ میرا الہام ہے۔ ’’یعنی میری نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو زمین آسمان کچھ نہ بناتا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۹ خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میں نبی بھی ہوں اور امتی بھی اور اپنی نبوت کو ظلی قرار دینا جیسا کہ براہین احمدیہ میں ایک جگہ موجود ہے محض لوگوں کے حملوں سے بچنے کے لئے تھا یا یہ کہ پیشتر آپ کا ایسا خیال ہوا جیسا کہ اوائل میں آپ کا عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح سے کیا نسبت ہے۔ مگر بعدہ ان سے بدرجہا بہتر بن گئے۔ اسی طرح پایہ بپایہ عروج

کر کے مستقل نبی بنے اور پھر خاتم الانبیاء ہوئے اور (ایک غلطی کا ازالہ ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۱۲) میں دعویٰ کر دیا کہ ’’میں وہی خاتم الانبیاء ہوں۔‘‘ اب ’’**لولاک لما خلقت الافلاک**‘‘ کا آپ کو الہام ہوگیا کہ زمین وآسمان اور سارا جہان آپ ہی کے طفیل میں پیدا ہوا۔ پھر تمام عالم جس میں تمام انبیاء اور خاتم الانبیاءﷺ داخل ہیں۔ آپ کے طفیل اور ظل ٹھہرے۔ بھلا یہ الہام شیطانی نہیں تو اور کیا ہے اور مقصود اس سے سرور عالمﷺ پر افضلیت نہیں تو پھر کیا ہے۔

۱۸...... (حقیقت الوحی ص۸۹ خزائن ج۲۲ ص۹۲) میں خدائے تعالیٰ آپ کو وحی کرتا ہے کہ ’’تمام دنیا میں کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔‘‘ یہاں تخت اترنے سے لکڑی یا پتھر یا لوہے کا تخت مراد نہیں بلکہ مثالی طور پر مرتبہ نبوت ورسالت (جس کے آپ دعوے دار ہیں) کا تخت مراد ہے یعنی مرزا قادیانی کا مرتبہ سب سے اونچا رہا اور تمام دنیا میں ہمارے نبی کریمﷺ بھی داخل ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دعویٰ یہی ہوا کہ میرا مرتبہ سب سے بلند ہے جیسا کہ اس معنی میں (حقیقت الوحی ص۱۰۷ خزائن ج۲۲ ص۱۱۰) میں خود مدعی ہیں کہ ’’**واتانی مالم یؤت احد من العالمین**‘‘ یعنی جو مجھے دیا گیا وہ سارے جہان میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ اس ’’**احد من العالمین**‘‘ کے لفظ کو دیکھئے جس میں سرور عالمﷺ بھی شامل ہیں یعنی جو مرتبہ مجھے دیا گیا وہ مرتبہ آں حضرتﷺ کو بھی نہیں دیا گیا۔ نعوذ باللہ!

۱۹...... (براہین احمدیہ ص۵۰۵ خزائن ج۱ ص۶۰۱ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳) میں آپ لکھتے ہیں ’’میری نسبت یہ وحی اللہ ہے ’’**جری اللہ فی حلل الانبیاء**‘‘ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں۔‘‘ انبیاء علیہم السلام ایک ایک لقب سے مشہور تھے جیسے آدم صفی اللہ، نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ، محمد رسول اللہ علیہم السلام۔ پھر جب مرزا قادیانی نبوت اور رسالت کے دعوے دار ہیں تو ان کا بھی کچھ لقب ہونا تھا۔ لہٰذا وحی نازل ہوگئی کہ تم جری اللہ ہو اور اسی لئے مرزا قادیانی کے صاحبزادے جو جماعت کے سرگروہ ہیں ان کا کلمہ یہ ہے ’’**لا الٰہ الّا اللہ احمد جری اللہ**‘‘ محمد رسول اللہ اڑا دیا گیا اور یہی ان کی تشریعی نبوت کے ادّعا کی واضح دلیل ہے۔

میں کہتا ہوں یہ لفظ جری جرایت سے نہیں بلکہ جرأت سے ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ پر جرأت کر کے جو دل میں آتا ہے لکھ مارتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ وحی اللہ ہے۔ اللہ عزوجل

فرماتا ہے ’’ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون ‘‘(النحل:۱۱۶)یعنی بے شک جولوگ اللہ پر بہتان اٹھاتے ہیں فلاں نہ پائیں گےاورفرماتا ہے’’انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ‘‘(النحل:۱۰۵)یعنی ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں اورفرماتا ہے’’فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللّٰہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون‘‘ (البقرہ:۷۹)

یعنی خرابی ہےان کے لئے جواپنے ہاتھوں سے کتاب لکھیں پھر کہہ دیں کہ یہ اللہ کے پاس سے ہے(جیسا کہ مرزانے کیا کہ اپنی گھڑی ہوئی کتاب کواللہ کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا) تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں۔پس خرابی ہےان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سےاورخرابی ہےان کے لئے اس کمائی سے۔افسوس یہ دنیا کی کمائی ہی وہ چیز ہے جوانسان کوجرأت دلاتی ہے۔

۲۰...... (حقیقت الوحی ص۱۰۵،خزائن ج۲۲ص۱۰۸) کی پہلی سطر میں مرزا قادیانی کا یہ عظیم الشان الہام ہے کہ’’مجھے کن فیکون کااختیاردیاگیا۔‘‘یعنی زمین وآسمان میں جوکرنا چاہوں وہ کرسکتا ہوں اورجس طرح اللہ تعالیٰ کے صرف کہہ دینے سے ہر شئے موجود ہوسکتی ہے۔اسی طرح نعوذباللہ مرزا قادیانی کے کہنے سے بھی موجود ہوسکتی ہے۔خدائے تعالیٰ کا سورۂ یٰسین میں یہ ارشاد ہے کہ’’انما امرہٗ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ‘‘(یٰسین:۸۲)یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کرے اورکہہ دے کہ ہوتو فوراً ہوجائے۔مرزا قادیانی نے’’یبدّلون الکلم عن مواضعہ ‘‘کے جرم قبیحہ کے مرتکب ہوکر اس آیت میں یوں تحریف کی کہ ان کاالہام ہے:

’’انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون ‘‘یعنی خدامرزا سے فرماتا ہے کہ’’تیری شان یہ ہے کہ جب توکسی چیز کے ہونے کاارادہ کرے اورکہہ دے کہ ہوتو فوراًہوجائے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۵،خزائن ج۲۲ص۱۰۸)

پہلے مرزا قادیانی مجدداورمحدث اورامام وقت اورمثیل مسیح بنے اورمسیح موعود ہونے سے انکارکیا جیسا کہ ازالۃ الاوہام سے ثابت ہے۔پھر بحکم’’انما نملی لھم لیزدادو

اثــمــا‘‘ (آل عمران:۱۷۸) (اس کے سوا نہیں کہ ہم مہلت دیتے ہیں ان کو تا کہ بڑھ جائیں گنگاہ گاری میں) ترقی کرتے چلے اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور ظلی اور جزئی نبوت کے مدعی ہوئے اور تمام امت محمدیہ سے افضل بنے۔ پھر اصلی نبوت کے رنگ میں تمام انبیاء سے مرتبے میں بڑھ گئے۔ بعدہ خاتم الانبیاء بن گئے اور وہ تمام آیتیں جو نبی کریم ﷺ کی شان میں تھیں اپنے اوپر ڈھال لیں۔ بعدہٗ شان خدائی بھی ان میں پیدا ہوگئی اور اگر چندے ابھی زندہ رہتے تو خدا کی خدائی بھی باطل کر کے خود خدا بن جاتے۔ بقول شاعر:

پار بودی قطبک وامسال گشتی قطب دین سال دیگر بمانی قطب دین حیدر شوی

لیکن خداتعالیٰ کی شان جلالی نے اسے گوارا نہ کیا اور اس کن فیکون کے ادّعا کے بعد ان کو ان کی پیشین گوئیوں میں جھوٹا ثابت کر کے پہنچانے کی جگہ پہنچا دیا۔ اب ان کے مریدین دنیا میں زبان خلائق سے ان کو بچانے کے لئے جیسا چاہیں جدوجہد کر لیں لیکن خدا کے دربار میں ان کی کوشش نہ چلے گی۔ مرزا قادیانی کے اسی پایہ بپایہ ترقی کی بناء پر آپ کے بڑے بڑے بعض مریدین آپ سے پھر گئے۔ منجملہ ان کے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب ہیں جو بیس سال آپ کے نثار مرید رہ کر بعدہٗ واقعی حالت معلوم کر کے آپ سے علیحدہ ہو گئے بلکہ سخت مخالف ہوگئے اور متعدد رسالے مرزا قادیانی کی رد میں لکھے۔

(۱) اعلان الحق (۲) مسیح الدجال (۳) الذکر الحکیم وغیرہ اور مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کے مقابلے میں بہت سی پیشین گوئیوں بھی کیں۔ منجملہ ان کے ایک پیشین گوئی اوپر مذکور ہو چکی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو مرزا قادیانی کے دوست تھے اور جو مرزا قادیانی کی شہرت کے زیادہ تر باعث ہوئے جب انہوں نے دیکھا کہ مرزا قادیانی کے دعوے حد سے بڑھتے چلے تو وہ بھی آپ کے دشمن ہوگئے اور آپ کے کفر پر تمام دنیا سے آپ ہی نے فتویٰ لکھوایا اور جس رسالہ اشاعۃ السنۃ میں آپ نے مرزا قادیانی اور ان کی کتاب براہین احمدیہ کی بہت کچھ تعریف کی تھی اسی میں برسوں آپ کے غلط دعوؤں کا رد کرتے رہے۔ یہ تو مرزا قادیانی کے وہ مریدین تھے جو آخر میں آپ کے مخالف ہوگئے۔

اب کچھ مرزا قادیانی کے دلدادہ مرید کے شبہات سنئے۔ حق طلب کی سچی فریاد (ص۵) میں ماسٹر عبدالمجید صاحب بی.اے کے خط میں جو انہوں نے ۱۰/اکتوبر کو کلکتہ سے بنام

مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مدرس سوپول مرزا قادیانی کے بعض تحریر، بعض خواب، بعض الہام وغیرہ کے متعلق شبہات کو حل کرنے کے لئے لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں۔
نمبر۳ ’’مرزا قادیانی کا الہام ہے ’’انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول کن فیکون‘‘
(حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

اس کے متعلق ذیل کے سوالات ہیں:
(۱) یہ الہام مرزا قادیانی کی فضیلت کی دلیل ہے یا نہیں؟ (۲) اگر فضیلت کی دلیل ہے تو حضرت رسول اکرم ﷺ (فداہ روحی) کو بھی یہ الہام ہوا تھا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تھا تو آپ اس فضیلت سے (نعوذ باللہ) محروم رکھے گئے یا نہیں اور اس طرح مرزا قادیانی کو حضرت رسول اکرم ﷺ پر فضیلت (اگرچہ جزوی ہی سہی) ہوئی یا نہیں۔ (۳) اگر اس الہام کی کچھ بھی اصلیت تھی یعنی اگر صرف بات ہی بات نہ تھی تو کیوں نہیں مرزا قادیانی نے لفظ کن سے اپنا سب کام کرلیا۔ احمد بیگ اور اس کی ہمشیرہ کے پاس خوشامد اور دھمکی کے خط لکھنے کی زحمت اٹھانے کے بدلے کیوں نہیں ایک کن سے سب کو راضی کر کے شادی کرلی۔ بالفرض اگر غیر سے شادی ہوچکی تھی تو ایک یا دو یا حد تین کن سے سب موانع دور کر سکتے تھے اور پھر محمدی بیگم کے ساتھ عقد کر لیتے۔‘‘

ماشاءاللہ! یہ اس شخص کے شبہات اور سوالات ہیں جو مرزا قادیانی کا دلدادہ ہے اور واقعی ان سوالات کا جواب کسی مرزائی سے بن نہیں سکتا۔

۲۱...... اسی خط میں مسٹر عبدالمجید صاحب لکھتے ہیں ’’نمبر۴ مرزا قادیانی کے الہامات میں یہ ذیل کے فقرے ہیں ’’اصنع ما شئت ‘‘تو جو چاہے کر کیوں کہ تو مغفور ہے؟ اس کے متعلق سوالات ذیل کا جواب درکار ہے (۱) اس آزادی کا اجازت دینے والا اللہ ہوسکتا ہے؟ (۲) کیا ایسے الہام پانے والے کا درجہ اس سے بڑھا ہوا معلوم نہیں ہوتا جس کو حکم ہوتا ہے (۱) ’’فصل لربک وانحر ‘‘(۲) ’’قم فانذر ‘‘(۳) ’’وثیابک فطھر ‘‘وغیرہ وغیرہ۔ (۴) کیا اس مضمون کا الہام کسی گزشتہ نبی یا ولی کو ہوا ہے؟ (۵) کیا اس الہام کا مفہوم عقبیٰ کے منکر فلاسفروں کے قول سے نہیں ملتا ہے جو کہتے ہیں کھاؤ پیو خوش رہو نقد کو دیکھو ادھار پر بھروسہ نہ کرو۔‘‘

سبحان اللہ! مسٹر عبدالمجید صاحب نے مرزا قادیانی پر یہ پانچ اعتراضات ان کے الہام میں ایسے جمائے ہیں جن کا جواب مان لینے کے سوا کسی سے ہونہیں سکتا اور یہ مرزا قادیانی کا الہام بعینہ ایسا ہے جیسا کہ مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اخبار الاخیار میں حضرت مولانا ومرشدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے احوال میں لکھا ہے کہ آپ پر بعضے سیاحات میں ایک واقعہ گزرا جس کا بیان ان الفاظ میں ہے:

''پس نورے ساطع شد کہ تمام افق را در گرفت وصورتے عجیب ازاں میان ظاہر شد ونداء داد کہ یا عبدالقادر منم پروردگار تو حلال کردم برتو ہر چہ حرام ساختم بر غیر تو بگیراں چہ طلبی وبکن ہر چہ خواہی گفتم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ودر شواے ملعون این چہ سخن است ناگاہ آن روشنائی بتاریکی مبدل شدو آں صورت دور گشت وگفت یا عبدالقادر نجات یافتی تو از من بواسطۂ علم تو باحکام پروردگار وفقہ تو باحوال منازلات خود ومن وبمثل ایں واقعہ ہفتاد تن را از اہل طریق از راہ بروم کہ یکے از آنہا بجائے خود نہ ایستاد۔''

پھر جب کہ ابلیس لعین نے اس کلمہ ''اصنع ماشئت'' سے جس کے معنی ہیں ''بہ کن ہر چہ خواہی'' اور ایسے ہی الہامات سے حضرت مولانا ومرشدنا غوث الاعظمؒ کے زمانہ تک بڑے بڑے ستر اولیاء اللہ کو گمراہ کر چکا ہے تو اب تک کتنوں کو نہیں خراب کیا ہوگا اور ایک نظیر تو ہمارے روبرو موجود ہے۔ ''اصنع ما شئت'' کا حکم خدا نے کسی کو نہیں دیا لیکن تمام انبیاء علیہم السلام خبر دے چکے ہیں کہ اس کلمے کا کون شخص مستحق ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ان مما ادرک الناس من کلام النبوۃ الاولیٰ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت'' یعنی جو کچھ لوگوں نے اگلی نبوت کے کلام سے پایا ہے وہ یہی ہے کہ جب تو نے حیا اٹھادی تو جو چاہتا ہے کرلے: بے حیا باش ہر چہ خواہی کن۔

۲۲...... مرزا قادیانی اپنی افضلیت کا ایک دعویٰ یوں (اربعین نمبر۲ ص۱۲ خزائن ج۱۷ ص۳۵۸،۳۵۹ حاشیہ) میں کرتے ہیں ''لیکن پھر بھی دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی ﷺ سے خاص ہے اور مسیح یعنی موید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے اور نبیوں کی پیشین گوئیوں میں یہ بھی تھا کہ آخرالزمان میں یہ دونوں صفتیں اکٹھا ہو جائیں گی۔''

ذرا اس کچھ خصوصیت کے لفظ کو دیکھئے یعنی زیادہ خصوصیت نہیں۔ پھر مرزا قادیانی کے نزدیک نبی ﷺ میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت نہ تھی۔ آپ اس عظیم الشان صفت سے محروم رہے۔ مگر العیاذ باللہ مرزا قادیانی میں دونوں صفتیں جمع ہوگئیں اور دو صفتوں والا ایک صفت والے سے افضل ہوا۔ مرزائی حضرات کا فریضہ ہے کہ مرزا قادیانی کے اس دعوے کا ثبوت دیں اور دکھلائیں کہ کس اگلی کتاب میں یہ پیشین گوئی درج ہے۔ فقط مرزا قادیانی کے ہذیانات سند نہیں ہوسکتے۔

۲۳...... مرزا قادیانی خطبہ الہامیہ میں جو موٹے موٹے حرفوں میں معہ ترجمہ فارسی و اردو چھپی ہے (ص۱۹۳،۱۹۴، خزائن ج۱۶ ص۲۸۸،۲۸۹) میں لکھتے ہیں۔ عربی عبارت معہ ترجمہ اردو یہ ہے:

’’**وقد مضی وقت فتح مبین فی زمن نبینا المصطفٰی وبقی فتح آخر وھو اعظم واکبر واظھر من غلبۃ الاولٰی وقد ران وقتہ وقت المسیح الموعود من اللہ الرؤف الودود وارحم الراحمین والیہ اشار فی قولہ تعالٰی سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی الخ**‘‘ ترجمہ: اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبے سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدائے تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے ’’**سبحان الذی اسرٰی بعبدہ الخ**‘‘ (بنی اسرائیل:۱) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’**انّا فتحنالک فتحاً مبینا**‘‘ (فتح:۱) یعنی اے نبی ہم نے فتح دی تجھ کو فتح مبین یعنی فتح مکہ وصلح حدیبیہ وغیرہ اور غرض اس فتح سے شیطانی لشکر کو ہٹانا اور کفر وشرک کو مٹانا تھا اور یہ فتح بزور تیغ تھی جسے مرزا قادیانی نے ایک جگہ فتح سیفی کہا ہے۔

اس عبارت میں مرزا قادیانی دو فتح بیان کرتے ہیں۔ ایک فتح مبین، دوسری فتح مسیح اور فتح مبین کو جو فتح مبین رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہوئی فتح عظیم نہیں کہتے ہیں بلکہ جو فتح مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے وقت میں ہوئی وہ فتح اعظم اور اکبر اور اظہر ہے کہ پہلی فتح سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جس رسول کو یہ فتح زیادہ نمایاں ہوگی اسی قدر اس کا مرتبہ بھی بہت عالی ہوگا اور اس کا زمانہ بھی زیادہ خیر وبرکت کا ہوگا اور اسی بناء پر نبی کریم ﷺ نے

اپنے زمانہ کی امت کو خیر القرون قرنی فرمایا۔ مگر جب مرزا قادیانی اپنی فتح کو فتح مبین سے بہت بڑھی چڑھی بتاتے ہیں تو مرزا قادیانی اکبر و اعظم ہوئے بہ نسبت آں حضرت ﷺ کے اور ان کے صحابی اور تابعی آں حضرت ﷺ کے صحابیوں اور تابعیوں سے افضل ہوئے اور خیر القرون کی حدیث غلط ہوئی۔ نعوذ باللہ من ذالک!

پھر مرزا قادیانی (ازالۃ الاوہام ص۶۷۶ خزائن ج۳ ص۴۶۵) میں لکھتے ہیں کہ ’’سیفی فتح کچھ چیز نہیں اور چندروزہ اقبال کے دور ہونے سے وہ فتح بھی معدوم ہو جاتی ہے سچی اور حقیقی فتح وہ ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو سو وہ یہ فتح ہے جو اب اسلام کو نصیب ہوئی ہے۔‘‘ یعنی اس سے پیشتر زمانۂ نبوت سے اب تک نصیب نہ ہوئی تھی۔ کیوں کہ وہ فتح جس کو خدا نے فتح مبین کہا اور جس کا نتیجہ اتمام نعمت دین بتلایا کہ ’’ویتم نعمتہ علیک‘‘ وہ حقیقی فتح نہ تھی نعوذ باللہ کس کس پیرایہ میں آں حضرت پر اپنی فضیلت کا اظہار کر رہا ہے اور مرزائی خوش ہیں۔

۲۴...... مرزا قادیانی (سیرۃ الابدال کے آخر خطبۂ الہامیہ کے حاشیہ در حاشیہ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ص ت خزائن ج۱۶ ص۳۱۲) میں لکھتے ہیں:

’’انّ اللہ خلق آدم وجعلہ سیداً وحاکماً وامیراً علٰی کل ذی روح من الانس والجان کما یفہم من آیۃ اسجدوا لآدم ثم ازلہ الشیطان واخرجہ من الجنان ورد الحکومۃ الٰی ھذا الثعبان ومس آدم ذلۃ وخزی فی ھٰذہ الحرب والھوان وان الحرب سجال وللاتقیاء مآل عندالرحمن فخلق اللہ المسیح الموعود لیجعل الھزیمۃ علی الشیطان فی آخرالزمان وکان وعداً مکتوباً فی القرآن‘‘ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور انہیں ہر جاندار پر جن وانس سے سردار اور حاکم اور امیر بنایا جیسا کہ آیت ’’اسجدوا لآدم‘‘ سے مفہوم ہوتا ہے۔ پھر ان کو شیطان نے بہکایا اور جنت سے نکالا اور حضرت آدم کی حکومت شیطان کو ملی اور اس لڑائی میں آدم کو ذلت اور خواری اور رسوائی ہوئی اور لڑائی کا حال یہی ہے کہ کبھی ادھر فتح ہوتی ہے کبھی ادھر اور انجام کی بھلائی خدا کے پاس پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تاکہ آخری زمانہ میں شیطان کو شکست دے۔ یہ وعدۂ الٰہی قرآن میں لکھا ہوا ہے۔‘‘

اس عبارت کا نتیجہ جو کچھ مولوی سید ابواحمد رحمانی نے صحیفۂ رحمانیہ میں نکالا ہے وہ بڑا گہرا ہے۔ اس لئے ہم اسی کو یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ دیکھئے:

’’مرزاقادیانی کے اس بیان سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کو انہیں نہایت غور اور عبرت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ اوّل یہ کہ حضرت آدم اور شیطان سے لڑائی ہوئی اور حضرت آدم باوجود نبی بلکہ ابوالانبیاء ہونے کے ناکام رہے اور شیطان کے مقابلہ میں انہیں ذلت ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کی سرداری اور حکومت شیطان کو مل گئی اور یہ اس کے محکوم ہوگئے۔ دوسرے یہ کہ حضرت آدم سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیائے کرام کے وقت میں اور صحابہ کرام اور تمام اولیائے عظام کے زمانے میں شیطان کو ہزیمت نہیں ہوئی بلکہ تمام انبیاء واولیاء کے وقت میں شیطان کی حکومت رہی کسی اولوالعزم نبی نے بھی شیطان پر غلبہ نہیں پایا اور نہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شیطان کے مغلوب کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انبیاء کی بعثت بیکار ہوئی۔ کیوں کہ انبیاء کرام اسی لئے آتے ہیں کہ شیطان کو ہزیمت دیں اور مخلوق خدا کو شیطان سے بچائیں۔

تیسرے نہایت عظیم الشان دعویٰ یہ ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا کہ آخر زمانے میں شیطان کو ہزیمت دے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسیح موعود کا وہ مرتبہ ہے جو کسی نبی کا نہیں ہے۔ کیوں کہ دنیا میں رسول اور پیغمبر بھیجنے کی بہت بڑی غرض تو یہ ہے کہ شیطان کو ہزیمت دیں۔ یعنی کفر اور شرک اور بداعمالی کو مٹادیں۔ مگر یہ کسی نبی سے نہیں ہوا۔ اس غرض کے لئے خاص مرزاغلام احمد بھیجے گئے انہوں نے آکر اس کام کو کیا۔

بھائیو! کیا کسی مسلمان کا ایمان ان باتوں کو قبول کر سکتا ہے۔ حاشا وکلا ان باتوں کا ایک نہایت خبیث نتیجہ یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک سب شیطان سے مغلوب رہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے تیرہ سو برس کے بعد چودھویں صدی میں مسیح موعود یعنی مرزاغلام احمد نے شیطان کو مغلوب کیا اور حضور انور کا جو ارشاد تھا کہ زمانوں میں میرا زمانہ اور میرے صحابہ کا زمانہ عمدہ ہے یہ غلط ہے۔ نعوذ باللہ! بلکہ مسیح موعود یعنی مرزاغلام احمد کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے کیوں کہ شیطان کو ہزیمت اسی وقت میں ہوئی۔ اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی۔ بھائیو! کوئی مسلمان اس نتیجے کو سن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

چوتھی بات مرزا قادیانی یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے قرآن مجید میں موجود ہے وعدۂ الٰہی ہے کہ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ حالاں کہ قرآن مجید میں اس کا نشان بھی نہیں ہے۔ طالبین حق ان عظیم الشان دعوؤں پر نظر کریں اور پھر اسے دیکھیں کہ کیسے غلط اور محض غلط دعوے ہیں۔ جن کی غلطی کسی ذی علم پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ پھر ایسے غلط دعوے کر کے تمام انبیاء کرام پر اپنی فضیلت ہی ثابت نہیں کرتے بلکہ سخت توہین کرتے ہیں۔

اب کوئی قادیانی ہے کہ مرزا قادیانی کے اس دعوے کو قرآن مجید سے ثابت کر کے مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ تمام (قادیانی) مل کر تمام عمر سر ماریں۔ اب میں آخر میں مجبور ہوکر کہوں گا کہ جو حضرات ایسے غلط دعوؤں پر ایمان لاچکے ہیں جن کے قلوب ایسے صریح دعوؤں کے ماننے سے تاریک ہوگئے ہیں۔ ان سے صداقت کی امید نہیں ہوسکتی۔ اگرچہ وہ اپنی حالت کی وجہ سے معذور خیال کئے جائیں۔

حضرات! یہ ہیں مرزا قادیانی کے دعوے جس سے ہمارے بھائی ناواقف ہیں اور مرزا قادیانی کے قصیدۂ نعتیہ دیکھ کر اور وہ عاجزی کے الفاظ ملاحظہ کر کے (جن میں وہ اپنے تئیں خادم رسول اللہ اور احمد کا غلام کہہ کر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں) مرزا قادیانی کے معتقد ہیں اور ان سے حسن ظن کر رہے ہیں۔ وہ وقت قریب تھا کہ جس طرح حضرت عیسیٰ کے مقابلہ میں بڑے زور سے کہہ چکے تھے کہ ''میں ہر شان میں ان سے بڑھ کر ہوں۔''

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

حضرت سرور عالم ﷺ کے مقابلہ میں کہتے، مگر چوں کہ مسلمان ہی ان کے سلسلے میں داخل ہوئے تھے وہ اس لئے خائف رہے اور صاف طور سے ایسی تعلّی نہ کر سکے اور چوں کہ عیسائی ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کے مقابلے میں صاف کہہ دیا۔

برادران اسلام! ہم اوپر مرزا قادیانی کے اقوال سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ رسالت مستقلہ اور تشریعی نبوت کے مدعی ہیں اور اسی بنا پر انہوں نے اپنی نبوت ورسالت اور وحی والہام اور تمام دعوؤں کے نہ ماننے والے کو کافر کہا ہے اور اسی بناء پر وہ (اربعین نمبر۳ ص۲۸ خزائن ج۱۷ ص۴۱۷ حاشیہ، اور فتاویٰ احمدیہ ج اوّل ص۱۸ اور۸۲) میں غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کو قطعاً حرام بتاتے ہیں اور اسی طرح اس سے رشتہ ناتا کرنے اور بیٹی دینے کی بھی ممانعت کی

ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو کافر جانتے ہیں ورنہ شریعت محمدیہ میں ہر نیک وبد صالح وفاسق مسلمان کے پیچھے نماز اور اس سے مناکحت درست ہے اور نہ مرزا قادیانی کو صرف نبی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ ہے بلکہ یہ دعویٰ ہے کہ تمام انبیاء سے افضل ہوں جیسا کہ اوپر کے بیانات سے ظاہر ہو چکا اور اگرچہ آیت کریمہ ''**ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین**'' سے مرزا قادیانی کو دلی انکار ہے۔ مگر صاف صاف کہتے اس لئے ڈرتے ہیں کہ اب تک جتنے مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر ان پر ایمان لائے ہیں وہ بھڑک کر علیحدہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا عوام کو دھوکہ دینے کی غرض سے ایسی باتیں بناتے ہیں جن کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث شریف سے نہیں ہوسکتا اور تاویلات لاطائل کر کے مریدین کی تسلی کر دیتے ہیں۔ اس لئے ہم اس آیہ کریمہ پر بحث کر کے آخری فیصلہ لکھ دیتے ہیں اور جس مرزائی کو اس میں کلام ہو اس کو چیلنج دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے ان جھوٹے دعوؤں کے باب میں جو مذکور ہوئے اور اس کے بعد اس آخری فیصلہ میں ہمارا معقول جواب دے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی موت وحیات پر کیوں بیکار رو رہا ہے۔ اپنے متوفی پیغمبر کے باب میں کچھ گوہر افشانی تو کرے کہ وہ اپنے مذکور دعوؤں میں جھوٹا تھا یا سچا اور ہم نے اس کو جھوٹا ثابت کر دیا۔ اب قادیانی جماعت اس کی سچائی کی قرآن وحدیث سے دلیل پیش کر کے دکھائے۔

خداوند کریم نے جو اپنی کتاب پاک میں فرمایا ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیماً**'' یعنی محمد ﷺ باپ نہیں کسی کے تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہیں اللہ کے اور آخر سب نبیوں کے اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

اس آیت میں النّبیین میں صیغہ جمع کے ساتھ الف لام استغراق یا جنس کا ہے جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ شریعت محمدیہ میں جس کو نبی کہا جائے اور قرآن وحدیث میں جس کو نبی ورسول کہا جائے تشریعی نبی ہوں یا غیر تشریعی امتی ہوں یا غیر امتی آپ ان سب کے خاتم ہیں اور جب خاتم کا لفظ النّبیین کی طرف مضاف کیا گیا تو محاورہ عرب کے لحاظ سے اس کے معنی آخر النّبیین ہوئے۔ جیسا کہ لغات بھی اور احادیث بھی اس کی تشریح کرتے ہیں۔ یعنی ہر قسم کے نبیوں کے بعد آنے والے، پھر آپ کے بعد کوئی نبی کسی قسم کا آنے والا نہیں۔

لسان العرب لغت کی مستند مشہور کتاب میں ہے ’’ختام الوادی اقصاہ وختام القوم وخاتمھم وخاتمھم آخرھم وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین ای آخرھم ‘‘یعنی ختام الوادی کے معنی صحرا کی انتہا اور ختام القوم اور خاتم القوم کے معنی آخر القوم ہیں۔ یعنی ساری قوم کا آخر اور قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ محمد ﷺ باپ نہیں کسی ایک کے تمہارے مردوں سے مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ آخر النّبیین ہیں۔

اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں کہا ’’قال الثعلب الخاتم الذی ختم الانبیاء ‘‘یعنی ثعلب کے کوفی نحوی مصنف کتاب فصیح فی اللغۃ متوفی ۲۹۱ھ نے کہا خاتم وہ جنہوں نے (آں حضرت ﷺ کی طرف اشارہ ہے) انبیاء کو ختم کر دیا۔

اور قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے ’’الخاتم من کل شئ عاقبتہ وآخرتہ والخاتِم آخر القوم کالخاتَم ومنہ وقولہ تعالٰی خاتم النّبیین ای آخرھم ‘‘یعنی ہر شئے کے انجام کو خاتم کہتے ہیں اور اسی طرح خاتم القوم تا کے زیر اور زبر دونوں سے آخر قوم کو کہتے ہیں اور اسی سے ہے یہ قول خدائے تعالٰی کا خاتم النّبیین یعنی آخر النّبیین اور صراح میں ہے ’’خاتمۃ الشئ آخرہ ومحمد خاتم الانبیاء‘‘

اور صاحب منتہی الارب نے خاتم بالکسر میں مہر وانگشتری کے معنی پر اور بھی پانچ لغت بیان کر کے کہا ’’وآخر ہر چیزے وپایان آں وآخر قوم خاتم بالفتح مثلہ ومحمد خاتم الانبیاء ﷺ وعلیہم اجمعین‘‘ اور اسی محاورہ عرب کی بنا پر تمام مفسرین نے خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین کئے ہیں۔

اور خود حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ نے اپنے اشتہار مؤرخہ ۱۹؍نومبر ۱۹۲۰ء میں ختم نبوت کے قائل ہیں لیکن بعض مرزائی حضرات خاتم کے معنی مہر کر کے ختم نبوت میں تاویلیں نکالتے ہیں اور مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں یا ان کی نبوت تشریعی کے قائل ہیں۔ حالاں کہ مرزا قادیانی اپنے کو مستقل نبی صاحب شریعت سمجھتے تھے۔ اس لئے ہم نے لغات عرب اور محاورۂ عرب سے خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین ثابت کر دیئے۔

اب احادیث صحیحہ سے بھی یہی معنی دیکھ لیجئے۔ ہم اوپر (۷) میں حدیث ’’انہ لا نبی بعدی ‘‘اور ’’الا انہ لانبی بعدی ‘‘اور ’’ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول

بعدی ولا نبی ‘‘اور’’ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی‘‘اور’’لم یبق من النبوة الا المبشرات‘‘ بیان کر چکے اور وہیں ان احادیث کا ترجمہ ہو چکا۔

پھر جب خود حضرت خاتم النّبیین اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور نہ کوئی رسول آنے والا ہے۔ کیوں کہ نبوت اور رسالت منقطع ہو چکی اور جا چکی پھر میرے بعد نبوت ہی نہیں ہے اور نہ کچھ نبوت سے حصہ باقی رہا ہے سوا مبشرات کے جس کو نبوت کا ایک جزء کہا گیا ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے ٹھہرایا گیا ہے اور جزء شئی میں شئے نہیں ہو سکتا اور ان تمام مذکورہ احادیث سے خاتم النّبیین کے معنی آخرالانبیاء ہی ہوئے نہ کہ مہر انبیاء۔

اور سنن ابن ماجہ میں دجال کے بیان میں ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث طویل مروی ہے اس میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں’’انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم‘‘یعنی میں آخرالانبیاء ہوں اور تم آخرالامم ہو۔ اس حدیث میں صریح طور پر آخرالانبیاء ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ خاتم النّبیین کے معنی آخرالانبیاء ہی ہیں۔

اور صحیح مسلم اور ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض طهورا ومسجدا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النّبیون‘‘یعنی مجھ کو انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے مجھے کلمات جامعہ عطا کئے گئے اور مجھے رعب کے ساتھ نصرت دی گئی اور مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا اور میرے لئے روئے زمین طہور اور مسجد بنائی گئی اور ساری خلائق پر نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ سے انبیاء ختم ہو گئے۔

نبوت کا آں حضرت ﷺ پر جب خاتمہ ہو چکا اور نبی ختم ہو گئے تو یہی معنی ہوئے کہ آپ آخرالانبیاء ہیں جو کوئی کسی قسم کی نبوت کا آپ کے بعد دعویٰ کرے وہ بالکل جھوٹا ہے اور بخاری ومسلم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’لی خمسة اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو الله به الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی وانا العاقب الذی لیس بعده نبی‘‘یعنی میرے پانچ

نام ہیں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی یعنی مٹانے والا ہوں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدم پر محشور ہوں گے اور میں عاقب ہوں وہ کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ’’وانا العاقب الذی لیس بعده احد‘‘ یعنی اور میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی نہیں۔

اور امام مالک نے بھی اس حدیث کو ’’وانا العاقب‘‘ تک روایت کیا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کہا ’’العاقب یعنی الخاتم‘‘ اور مجمع البحار میں ہے ’’وفی اسمائه ﷺ العاقب وهو آخر الانبیاء‘‘ یعنی آں حضرت ﷺ کے ناموں میں ایک نام عاقب بھی ہے جس کے معنی آخر الانبیاء ہیں۔

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفونه ویتعجبون له ویقولون هلّا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین‘‘ یعنی میری اور مجھ سے پیشتر کے انبیاء کی مثال اس شخص کی مثال کے مانند ہے جس نے ایک نہایت خوبصورت گھر بنایا مگر اس کے ایک زاویے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پھر لوگ اس مکان کے گرد پھرنے لگے اور حیرت سے دیکھنے لگے اور کہنے لگے کہ تو نے یہ اینٹ بھی کیوں نہیں جمادی۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔

اور مسلم نے اسی حدیث کے مانند جابرؓ سے ایک حدیث روایت کی اور اس میں یوں ہے ’’قال رسول اللہ ﷺ فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبیاء‘‘ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پس اس ایک اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ میں آیا پس میں نے انبیاء کو ختم کردیا۔

یہاں نبوت کو گھر سے اور انبیاء علیہم السلام کو اینٹوں سے تشبیہ دی کہ جس طرح اتنی اینٹوں کے بغیر جو گھر کی کامل تعمیر کے لئے درکار ہیں گھر کی بناء کا اختتام نہیں ہوتا۔ اسی طرح بغیر اتنے نبیوں کے جتنوں کی دنیا میں آنے کی ضرورت ہے نبوت ختم نہیں ہوتی۔ پس تمام انبیاء آچکے تھے صرف ایک نبی کی ضرورت تھی جب آں حضرت ﷺ آگئے اور وہ ضرورت پوری ہوچکی تو آئندہ کسی نبی کے آنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ اس لئے حدیث سے بھی خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین ہی ہوئے۔

اور دارمی نے سند حسن کے ساتھ جابرؓ سے مروی کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’**انا قائدالمرسلین ولا فخر وانا خاتم النّبیین ولا فخر وانا اوّل شافع ومشفع ولافخر**‘‘یعنی میں رسولوں کا پیشرو ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النّبیین ہوں اور فخر نہیں اور میں پہلا شافع ومشفع ہوں اور فخر نہیں۔

خدا کے سچے برگزیدہ فخر نہیں کرتے مگر جھوٹے مکار ہی بہت تعلّیاں کرتے اور دون کی لیتے ہیں جیسے مرزا قادیانی وغیرہ۔

اور مشکوٰۃ میں شرح السنہ کے حوالے سے عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’**انی عنداللہ مکتوب خاتم النّبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ**‘‘یعنی میں اس وقت اللہ کے پاس خاتم النّبیین لکھا ہوا تھا جب آدم ہنوز اپنی مٹی میں تھے۔یعنی ان میں روح نہیں پھونکی گئی تھی۔

اور ایک حدیث اسراء میں اللہ تعالیٰ آں حضرت ﷺ سے فرماتا ہے’’**جعلتک اوّل النّبیین خلقاً وآخرھم بعثاً**‘‘یعنی میں نے آپ کو از روئے خلقت اوّل النّبیین اور از روئے بعثت آخرالنّبیین بنایا۔

حافظ جلال الدین سیوطی نے اتمام الدرایہ میں کہا کہ اس حدیث کو براء نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا اور اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ تمام نبیوں سے آخر میں آں حضرت ﷺ ہی مبعوث ہوئے اور آپ آخرالنّبیین ہیں۔

ناظرین نے دیکھ لیا کہ جس طرح لغات عرب سے ثبوت دیا گیا تھا کہ آیہ کریمہ میں ’’**ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین**‘‘ سے خاتم کے معنی آخر مراد ہیں یوں ہی احادیث صحیحہ میں اسی نبی الصادق الامین ﷺ نے جس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین سمجھے تھے اور اسی خیال سے کہ کہیں کوئی امتی میرے بعد کسی جھوٹے دعوے دار نبوت کے فریب میں نہ آجائے اور اسے غلط سلط معنی سمجھا کر گمراہ نہ کر دیا جائے۔ بار بار متعدد احادیث میں آپ نے متعدد طریق سے سنا دیا کہ میں خاتم النّبیین اور آخرالانبیاء ہوں۔ مجھ سے نبوت کا دروازہ بند ہو چکا۔ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ پھر اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو اسے ہرگز سچا نہ سمجھنا۔ اگرچہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ ہی کیوں نہ ہو، تشریعی نبوت کا ہو یا غیر تشریعی کا۔

آخری فیصلہ

بخاری اور مسلم اور ترمذی نے ابوہریرہؓ سے مروی کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’لاتقوم الساعة حتی یبعث دجّالون کذّابون قریباً من ثلثین کلّھم یزعم انه رسول اللہ ‘‘یعنی اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک قریباً تیس ایسے دجال کذاب نہ مبعوث ہولیں جن میں کا ہرایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ ترمذی نے کہا کہ اس باب میں جابر بن سمرہؓ اور ابن عمرؓ سے بھی روایت آئی ہے اور ابن ماجہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ ’’بین یدی الساعة دجالین کذابین قریباً من ثلثین یزعم انه نبی ‘‘یعنی قیامت کے قریب تیس کے دجال کذاب ظاہر ہوں گے ان میں ہرایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ یہ دونوں روایتیں مبہم ہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ دجالین کذابین کن مذہب والوں کی نسل سے ہوں گے۔

مگر تیسری حدیث میں ترمذی اور ابوداؤد ثوبانؓ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’انه سیکون فی امتی کذّابون ثلاثون کلّھم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ‘‘یعنی میری امت میں تیس ایسے جھوٹے ظاہر ہوں گے کہ ان میں کا ہرایک زعم کرے گا کہ وہ نبی ہے حالاں کہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان تینوں حدیثوں سے چند باتیں ثابت ہوئیں:

اوّل: یہ کہ یہ دجال اور کذاب نبوت کا دعویٰ کرنے والے آں حضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوں گے اور ان کذّابین کے سوا جو آں حضرت ﷺ کے زمانے میں تھے جیسے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب۔

دوم: یہ کہ آں حضرت ﷺ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کسی نبی کا پیدا ہونا ممکن نہیں۔ اگر ہوتا تو جو پیغمبری کا دعویٰ کرے اسے آپ دجال وکذاب نہ فرماتے بلکہ اس کی بھی نشانیاں بتلادیتے۔

اور بخاری ومسلم کی وہ حدیث صاف یہ بتارہی ہے کہ آں حضرت ﷺ اور قیامت کے مابین کوئی دوسرا نبی نہیں جو سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

’’بعثت انا والساعة کھاتین واشار باصبعیه السبابة والتی تلیھا ‘‘یعنی مبعوث ہوا میں اور قیامت ملے ہوئے۔ ان دونوں انگلیوں کے مانند اور آپ نے انگشت شہادت اور اس کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور غرض یہی تھی کہ میری امت کے بعد کوئی امت اور میرے بعد کوئی نبی آنے والے نہیں۔

سوم: یہ کہ یہ مدعی نبوت میرے امتی کہلا کر ایسا جھوٹا دعویٰ کریں گے جیسا کہ ’’سیکون فی امتی ‘‘ کا لفظ شاہد ہے۔ پس معنی یہ ہوئے کہ کہیں گے ’’میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی‘‘ جیسا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا اور جن کے امتی کہلا کر نبوت کے مدعی ہوئے انہیں نے ان کے دجال اور کذاب ہونے کا فیصلہ دے دیا اور مخبر صادق علیہ السلام (روحی فداہ) کی پیشین گوئی کس صداقت کے ساتھ پوری ہوئی۔

چہارم: آں حضرت ﷺ نے یہ بھی فرمادیا ’’وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ‘‘یعنی باوجود کہ میں خاتم النّبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ پھر میری حدیثوں کو دیکھنے پڑھنے کے باوجود نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ پس بظاہر تو قرآن وحدیث کو حجت لینے والے اور بہ باطن خاتم النّبیین کی ختم نبوت اور احکام رسالت کے منکر ہوں گے۔ پھر باتیں یوں بنائیں گے کہ ہم امتی نبی ہیں جو ہم پر ایمان نہ لائے وہ کافر اور جہنمی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کیا اور ان تینوں احادیث رسول اللہ کا فتویٰ ان پر جاری ہوا۔

پنجم: واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ خاتم النّبیین کے معنی آخر النّبیین ہیں جیسا کہ فرمایا ’’ولا نبی بعدی ‘‘اور اسی ’’لا نبی بعدی ‘‘ کے منکر کو کذاب بتایا کیوں کہ اگر اس پر ایمان ہوتا تو نبوت کا دعویٰ نہ کرتا اور مدعی کے یہ تاویلات باطل ہوگئے کہ آں حضرت ﷺ انبیاء کی مہر یا زینت وغیرہ ہیں اور اس کے پیشتر جو احادیث لکھے جاچکے ہیں وہ خود ایسی تاویلات کے روادار نہیں۔

ششم: جب سرور عالم ﷺ اپنے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو دجال اور کذاب فرمائیں تو پھر اگر ہم نے بھی اسے دجال اور کذاب کہا تو کیا برا ہوا بلکہ جو مسلمان جناب رسول اللہ کا ارشاد دیکھ کر بھی اسے دجال اور کذاب نہ سمجھے تو اس کے ایمان میں فرق ہے۔ اس میں کسی طرح کا شک نہیں۔

ہفتم: ’’**لانبی بعدی**‘‘میں لابقاعدہ نحو نفی جنس کا ہے جس کے بعد لفظ نبی نکرہ واقع ہوا ہے جس سے واضح ہوگیا کہ آں حضرت نے ’’**انا خاتم النبیین**‘‘میں خاتم النّبیین کی تفسیر آخرالنّبیین ہی فرمائی اور کہہ دیا کہ مجھ سے نبوت کا خاتمہ ہوگیا خواہ امتی نبی ہو یا غیر امتی تشریعی ہو یا غیر تشریعی ’’میں صاحب شریعت نبی ہوں۔‘‘ کا دعویٰ کرنے والا ہو یا نہ ہو کسی قسم کا نبی آنے والا نہیں اور جو کسی معنی سے نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔

ہشتم: جب حضرت خاتم الرسالۃ جن کی شان میں ’’**وخاتم النبیین**‘‘نازل ہوا خود اس کے معنی آخرالنّبیین فرمادیں تو نص صریح میں کسی تاویل کرنے والے کی تاویل مقبول نہیں اور نص صریح کا منکر قطعی کافر ہے۔

نہم: جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا باوجودیکہ آیت واحادیث مذکورہ سے ناواقف نہ تھے تو انہوں نے اگرچہ زبان سے نہ کہا مگر دل میں نبی ﷺ کے آخرالنّبیین ہونے سے انکار کیا اور آپ کے عاقب اور مقفّی ہونے پر ایمان نہ لائے اور ان احادیث صحیحہ کو جو بخاری ومسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور طبرانی وغیرہم کے روایات سے اوپر بیان ہوچکے۔ جن میں یہ الفاظ ہیں ’’**ان الرسالة والنبوة قد انقطعت. ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی. لم یبق من النبوة الا المبشرات. ذهبت النبوة وبقیت المبشرات. ختم بی النبیون. انا آخر الانبیاء. لا نبی بعدی**‘‘ جھوٹا سمجھے اور اگر سچا سمجھتے تو ہرگز ہرگز نبوت کا دعویٰ نہ کرتے اور حضور نبوی سے دجال اور کذاب کا خطاب نہ پاتے۔

دہم: جو لوگ مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لائے اور ان کے امتیوں اور حواریوں میں داخل ہوئے ان کا خاتم النّبیین اور لانبی بعدی پر ایمان باقی نہ رہا اور شریعت محمدی میں ان کا حکم مرتدین کا حکم ٹھہرا جیسا کہ کتب فقہ سے ظاہر ہے بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ وتبارک فرماتا ہے ’’**وان الشٰطین لیوحون الیٰ اولیائهم لیجادلوکم وان اطعتموهم انکم لمشرکون**‘‘(الانعام:۱۲۱) یعنی البتہ شیاطین اپنے دوستوں کے دل میں ڈالتے ہیں تاکہ تم سے جھگڑا کریں۔ پھر اگر تم ان کی اطاعت کرو تو البتہ تم مشرکین سے ہو۔

وحی رسالت تو آں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد باتفاق صحابہ واجماع امت منقطع ہوگئی جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک طویل حدیث میں انس ؓ کی روایت سے یہ لفظ موجود

ہیں ’’ان الوحی قد انقطع من السماء ‘‘اور حدیث’’لانبی بعدی ‘‘وغیرہ بھی اس پر شاہد ہیں۔ پس مرزا قادیانی کو وحی شیطانی ہی ہوا کرتی تھی جس کا بیان خدا نے آیت مذکورہ میں کیا اور اولیاء شیاطین کی اطاعت کرنے والوں کو مشرک کہا۔

یازدہم! مرزا قادیانی نے ظہور کذابین کی پیشین گوئی کی حدیث میں ’’وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی ‘‘ دیکھنے کے بعد نبوت ورسالت کا دعویٰ اپنے نہ ماننے والے کو کافر اور لعنتی اور جہنمی بتاتے ہوئے کیا اور اپنے مریدوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا۔ غرض کہ اب سے لے کر قیامت تک رسول اللہ ﷺ کے جتنے امتی ہیں اور ہوں گے ان سب کو اپنے ماننے والوں کے سوا کافر اور لعنتی بنادیا۔ اتنا نہ خیال کیا کہ وہ کفر اور لعنت کدھر راجع ہوں گے۔

بخاری ومسلم نے ابی ذرؓ سے مروی کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے’’لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولایرمیه بالکفر الارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک ‘‘یعنی کوئی شخص کسی شخص کو فسق سے اور کفر سے نہیں منسوب کرتا ہے۔ مگر وہ فسق اور کفر اسی کی طرف پلٹ جاتا ہے اگر منسوب کیا گیا شخص ایسا نہ ہو۔ جب ایک مسلمان کو کافر کہہ دینے سے کہنے والا کافر ہو جاتا ہے تو مرزا قادیانی نے کروڑہا امت محمدیہ کو کافر بنایا ہے۔ حالاں کہ خود قرآن وحدیث سے کذاب ہیں کہئے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

اور ترمذی اور ابوداؤد ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ’’انه من لعن شیئا لیس له باهل رجعت اللعنة علیه ‘‘یعنی جو شخص کسی ایسے شئے کو لعنت کرے جو اس کی سزاوار نہیں تو وہ لعنت اسی لعنت بھیجنے والے کی طرف پلٹ جاتی ہے۔ پھر مرزا قادیانی کی نبوت پر نہ ایمان لانے والے مسلمان اس وقت شرقاً وغرباً شمالاً وجنوباً چالیس کروڑ کے قریب موجود ہیں اور نہیں معلوم ابھی دنیا میں اسلام باقی رہنے تک کتنے کروڑ آنے والے ہیں جو نبی کریم کی امت اور رحمۃ اللعالمین کی جماعت ہونے کے باعث’’کنتم خیر امة ‘‘ کے لقب اور’’امتی امة مبارکة‘‘اور’’امتی امة مرحومة مغفور لها متاب علیها ‘‘ کی بشارت سے مشرف وممتاز ہیں۔ ان کی طرف تو لعنت آنہیں سکتی۔ لیکن جو شخص رسول اللہ کی زبان پر دجال اور کذاب ہونے کا مستحق ہو چکا ہے اسی کی طرف اس کی لعنت اس پر ایمان نہ لانے والے مسلمانوں کے عدو پر واپس ہو جائے گی۔

دوازدہم: مرزا قادیانی کے امتی اگر مذکور نص قرآن ونص حدیث کے باوجود مرزا قادیانی کو سچا سمجھ کر ان کی اس اسوۂ سیئہ کو اختیار کر کے مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے والوں کو کافر اور لعنتی جانیں تو کوئی تازہ بات کہنے کی ضرورت نہیں مگر اتنا ہی کہ ’’من سن سنة سیئة فعمل بها کان علیه وزرها ووزر من عمل بها لا ینقص من اوزارهم شیئا رواه ابن ماجة عن جریر بن عبدالله البجلی رضی اللہ عنہ ‘‘یعنی جو کوئی ایک برا طریقہ نکالے پھر اس پر عمل بھی کیا جائے تو اس طریقہ نکالنے والے پر اپنے گناہ کے علاوہ عمل کرنے والے کا گناہ بھی ہے اور باوجودیکہ اس کے پیروؤں کے گناہ بھی اس کے سر تھوپے گئے ہیں۔ان کے گناہوں میں کمی نہیں آتی۔اس حدیث کی رو سے حساب کر لینا چاہئے۔

مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ دجالین کذابین کے فریب میں نہ آؤ ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا قیامت میں رسول اللہ ﷺ کو منہ دکھانا ہے۔اگر وہ فرمادیں کہ تم شفاعت طلبی کے لئے اسی جھوٹے پیغمبر کے پاس جاؤ جس نے باوجودیکہ میں ’’لا نبی بعدی‘‘ کہتا رہا میرے قول پر پردہ ڈال کر نبوت اور رسالت کا دعویٰ کر دیا اور تم نے میری بات نہ سنی۔اس کی غلامی میں داخل ہو گئے۔اب اسی سے شفاعت کرالو تو کہو تمہارے پاس کیا جواب ہے۔

ہوشیار ہو جاؤ اگر کوئی قادیانی کچھ تمہیں سمجھانے یا بحث کرنے آئے تو تم اس سے جھگڑا نہ کرو تم ان کے فریبوں سے واقف نہیں ہو۔دم بھر میں تم کو پھانس لیں گے۔انہیں ہمارے پاس لے کر چلے آؤ پھر تماشا دیکھو اور پہلے ہماری اس کتاب کا تو جواب ہو لینے دو بعدہٗ دوسری بحثیں دیکھ لی جائیں گی۔ابھی بہت کچھ مرزا قادیانی کے ہذیانات باقی ہیں جن کی بحث آئندہ پر موقوف رکھ دی گئی ہے۔اب ہم اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خداوندا تو ہم کو اور ہمارے دینی بھائیوں کو مسیح الدجال اور اس کے نائبین کے شر وفتنہ سے پناہ میں رکھ۔

آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید اصفیائه وخاتم رسله وانبیائه اوّل الخلق نوراً وآخر النّبیین ظهوراً سیدنا ومولانا محمد رحمة للعالمین وعلیٰ آله واصحابه واهل بیته اجمعین والحمدلله رب العالمین.

راقم خاکسار تجمل حسین ایمان گوپاموی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

صحیفہ حقانی

بجواب

مرید قادیانی

مولانا ولی محمد گھڑی ساز لدھیانہ

الٰہی غنچۂ امید بکشائی

الحمدللہ والمنۃ کہ دریں ایام مسرت انجام رسالہ متبرکہ مسمی بہ

صحیفہ حقانی

بجواب

مرید قادیانی

مولفہ برگزیدہ بارگاہ احد مولوی ولی محمد گھڑی ساز

چوڑا بازار لودیانہ پنجاب

درمطبع قیصر ہند لودیانہ حلیۂ انطباع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اما بعد! شاہزادہ عبدالمجید مرزائی لدھیانوی کی طرف سے ایک اشتہار چھپا ہوا خاکسار کی نظر سے گزرا جس کی پیشانی میں بخط جلی یہ دعویٰ کیا ہے (مولویوں کی غلط فہمیوں کا اعلان) اوراس دعویٰ کے اثبات میں اوّل دلیل یہ لکھی ہے۔

۱...... قولہ: مولویوں نے اس آیت (سورۂ بقرہ:۲۴۳) ''الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذرالموت فقال لھم اللہ موتوا ثم احیاھم '' کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ خدا نے کسی گزشتہ زمانہ میں اسی ہزار مردوں کو کسی نبی کی دعا سے یک لخت زندہ کردیا تھا۔ اب اگراس آیت کے یہی معنی صحیح ہیں تو بڑی مصیبت یہ پیش آتی ہے کہ مولویوں کی اس تفسیر کے برخلاف قرآن کریم میں بہت جگہ یہ بیان ہے کہ خدا کی یہ عادت اورسنت ہرگز ہرگز نہیں کہ وہ مردہ لوگوں کو پھر دوبارہ زندہ کرکے دنیا میں بھیجے۔

چنانچہ منجملہ ان آیات کے ایک آیت یہ ہے ''وحرام علٰی قریۃ اھلکناھا انھم لایرجعون ''(الانبیاء:۹۵) اس آیت میں خدا قسم کھا کر فرماتا ہے کہ کبھی ہلاک شدہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرکے دنیا میں بھیجنا میری عادت نہیں ہے۔ اس بیان سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اگر مولویوں کا اسی ہزار مردوں کے جی اٹھنے کا خیال درست ہے تو پھر خدا قسم کھا کر کیوں فرماتا ہے کہ مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں نہیں آسکتے الخ۔

اقول: اس مرزائی نے اللہ کریم پرافتراء باندھا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کہیں اپنی کلام پاک میں قسم کھا کر نہیں فرمایا کہ مرے ہوئے لوگ دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں نہیں آسکتے اور نہ کہیں یہ فرمایا کہ دوبارہ زندہ کرکے دنیا میں بھیجنا میری عادت نہیں اور جو آیت ''وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لایرجعون '' اس مطلب کے اثبات میں پیش کی ہے اس کے معنی تو یہ ہیں (اور مقرر ہورہا ہے ہر بستی پر جس کو ہم نے کھپا دیا کہ وہ نہیں پھرتے) یعنی از خود وباختیار خود زندہ اور واپس نہیں ہوتے نہ یہ کہ ہم ان کو زندہ نہیں کرسکتے۔

اس آیت اور نیز دیگر کسی آیت میں کہیں یہ اشارہ نہیں کہ دوبارہ زندہ ہونا اور دنیا میں واپس آنا عادت الٰہیہ کے خلاف ہے۔ لہٰذا آیت سابقہ (جس سے اصحاب حزقیل کو دوبارہ اللہ کریم کا زندہ کر دینا ثابت ہے) اور اس آیت میں کوئی اختلاف نہیں۔ علماء نے دونوں آیتوں کے وہی معنی کئے ہیں جو لغت میں ان کا ترجمہ ہے اور جو باسناد صحیح صحابہ وتابعین سے منقول ہیں۔ اس قصہ اصحاب حزقیل کے علاوہ حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ اسی سورۂ بقر میں موجود ہے فرمایا ہے ''فاماته الله مائة عام ثم بعثه'' (البقرہ:۲۵۹) یعنی مار رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے سو برس تک پھر اٹھایا یعنی سو برس بعد زندہ کر دیا۔

غرض یہ دونوں قصے قرآن شریف میں موجود ہیں اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں مفصلاً مذکور ہیں اور کوئی دوسری آیت ان کے معارض ومخالف نہیں۔ پس مرزائیوں کا قرآن شریف سے انکار کرنا اپنے کفر پر آپ اقرار کر لینا ہے۔ ونعوذ باللہ من ذالک!

ناظرین ذرا انصاف سے بتلائیں غلط فہم علماء اہل اسلام ہیں یا مرزائی اور قادیانی۔

۲...... قولہ: ''وانی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله وابرئ الاکمه والابراص واحی الموتٰی'' (آل عمران:۴۹)

اس آیت کے معنی مولوی یہ کرتے ہیں کہ نعوذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کی طرح جانور بنایا کرتے تھے اور خدا کی طرح مردوں کو بھی زندہ کیا کرتے تھے وغیرہ وغیرہ الخ۔

اقول: مرزائی کا یہ کہنا کہ اس آیت کے معنی مولوی یہ کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خدا کی طرح جانور بنایا کرتے تھے کیسا سفید جھوٹ اور نرا بہتان ہے۔ کیوں کہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت ممدوح خدا کی طرح جانور بنایا کرتے تھے۔ پس جس طرح اللہ کریم نے فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تفسیر وتشریح فرما دی۔ وہی مضمون علماء اسلام نے مسلمانوں کو سکھایا اور بتلایا اس میں ان کی غلط فہمی نہیں۔ غلط فہمی اور کجروی مرزائیوں کی ہے کہ جن معجزات عیسیٰ علیہ السلام کی خبر اللہ کریم نے دی اور جو احادیث رسول اللہ ﷺ میں بتفصیل مذکور ہیں، ان سب کا انکار کرتے ہیں۔

۳...... قولہ: اور ایسا ہی ان مولویوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کی طرح ’’الآن کما کان ‘‘اور’’حي لا یموت‘‘ کے صفات بھی اپنی ذات میں موجود رکھتے ہیں الخ۔

اقول: یہ بھی مرزائیوں کا صریح بہتان ہے کوئی اہل اسلام حضرت مسیح کو خدا کی طرح’’الان کما کان ‘‘اور’’حي لا یموت‘‘نہیں جانتا بلکہ جیسا اللہ کریم نے بتلایا ان کو اللہ کریم کا بندہ اور رسول مانتا ہے اور سب کا یہی عقیدہ ہے کہ جیسے اور انسانوں کو موت آئی اور فنا ہوگئے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوں گے اور جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حضور ﷺ کے پاس روضۂ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ تمام اہل سنت جماعت اللہ پاک کو اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک لہ جانتے ہیں۔

ہاں مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں اور مریدوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت نہیں کرتے۔ حضرت یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مرزا قادیانی نے ایسا لکھا ہے’’آپ کے (حضرت مسیح علیہ السلام) کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور ہوا۔ الخ‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

جملہ اہل اسلام کے نزدیک یہ اہانت کے کلمات کفر کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔ مریدین مرزا کو اگر اپنا ایمان سلامت رکھنا ہے تو جلد ایسے عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ سے توبہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین!

۴...... قولہ: ’’قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون. (الاعراف:۲۵) ولکم فی الارض مستقرو متاع الیٰ حین. (الاعراف:۲۴) وما جعلناھم جسداً لا یأکلون الطعام وما کانوا خالدین‘‘(الانبیاء:۸) ان آیات میں صاف صاف خدا نے اپنا اٹل اور منسوخ نہ ہونے والا قانون قدرت یہ بتلایا ہے کہ تمام بنی آدم کے جینے اور مرنے اور زندگی بسر کرنے اور کھانے پینے کی جگہ صرف زمین ہی ہے۔

اقول: ان آیات کے نقل کرنے سے مرزائی کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے برخلاف یہ ثابت کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام بالفعل آسمان میں موجود نہیں۔ سو پہلی آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ تم زمین میں زندگی بسر کرو گے اور زمین میں مرو گے اور زمین ہی سے اٹھائے جاؤ گے۔ یہی عقیدہ مسلمانوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ہے کہ وہ زمین پر پیدا ہوئے اور جب ان کی موت کا وقت آوے گا زمین پر مریں گے اور زمین ہی سے قیامت میں اٹھائے جائیں گے۔ اس آیت سے مرزائی کا کوئی مطلب ثابت نہیں ہوا۔

دوسری آیت میں خدا بندوں کو فرماتا ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ تک زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے سو عیسیٰ علیہ السلام زمین ہی میں رہے اور دوبارہ پھر زمین ہی میں اتر کر فائدہ اٹھاویں گے اور وفات پاکر روضۂ مقدسہ نبویہ میں مدفون ہوں گے۔ اس سے بھی کچھ مرزائی کا مدعا برآمد نہیں ہوا۔

تیسری آیت میں خداتعالیٰ فرماتا ہے ہم نے انسانوں کا ایسا جسم نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھاوے اور نہ دنیا میں ہمیشہ رہنے والا بنایا ہے۔ سو مسلمانوں کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھانے والے ہیں اور دوسرے انسانوں کی طرح فنا ہونے والے ہیں کوئی مسلمان یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ مرزائی ناحق مسلمانوں پر افتراء باندھتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی دوام زندگی کے قائل ہیں۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین!**

۵...... قولہ: ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین**''(الاحزاب:۴۰) اس آیت کی رو سے صاف ظاہر ہے کہ رسول خدا ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن نہیں۔ الخ

اقول: بلاشبہ رسول اکرم ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور حدیث **لانبی بعدی** صحیح ہے اور اس پر اہل اسلام کا ایمان ہے کہ حضور پرنور کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا مگر عیسیٰ علیہ السلام حضور سے پہلے پیدا ہوئے ہیں اور حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے وجود باجود سے پہلے ان کو نبوت مل چکی ہے۔ لہٰذا اب ان کا موجود رہنا باوجود منسوخ ہوجانے ان کی شریعت کے اور باقی

رہنے ان کی نبوت کے حضور کے خاتم الانبیاء ہونے کے منافی نہیں۔ نبوت ہمارے پیشوا احمد مجتبیٰ ﷺ پر ختم ہوچکی ہے۔

پس جو شخص آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوکر دعویٰ نبوت کرے وہ نبی کاذب اور مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ ذرا مرزائی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے مقتداء نے کیسے کھلے الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور حسب پیشین گوئی رسول اکرم ﷺ اپنے آپ کو دجال وقت ثابت کر دکھلایا ہے۔ کیوں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''**لا تقوم الساعة حتی تخرج ثلاثون دجّالون کلهم یزعم انه رسول الله رواه ابو داؤد**'' یعنی قیامت سے پہلے تیس دجال پیدا ہوں گے ہر ایک ان میں کا یہ دعویٰ کرتا ہوگا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

۶...... قولہ: ''**یٰعیسیٰ انّی متوفیک ورافعک الیّ الایة** (آل عمران:۵۵) **فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم**'' (المائدۃ:۱۱۷) ان دونوں آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہونے کی خبر بوضاحت تمام مذکور ہے۔ مگر ان آیتوں کے برخلاف میں یہ مولوی کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور یہ باطل عقیدہ آیت ''**بل رفعه الله الیه**'' کی غلط فہمی سے انہوں نے نکالا ہے۔ الخ

اقول: مرزائی علی العموم مسلمانوں کے سامنے یہ آیتیں پیش کرتے رہتے ہیں تاکہ حضرت عیسیٰ کی وفات کو ثابت کریں۔ پس واضح ہو کہ توفی کے معنی لغت میں صرف موت کے نہیں۔

۱...... کہیں پوری گنتی کے معنی میں یہ کلمہ آیا ہے جیسے ''**توفیت عدد القوم اذا عددتهم کلهم**''

۲...... اور قبض روح کے معنی میں آتا ہے جو موت اور غیر موت دونوں کو شامل ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''**اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها**'' (الزمر:۴۲)

۳...... ایک چیز پورا پکڑنے کے معنی میں آیا ہے کہتے ہیں ''**توفیت المال منه اذا اخذته کله**''

غرض توفی کے معنی میں کئی احتمال ہیں ’’واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال ‘‘تفسیر ابوالسعود میں جو نہایت معتبر تفسیر، اوّل آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے ’’انی متوفیک ای مستوفی اجلک ومؤخرک الی اجلک المسمی عاصماً لک من قتلهم اوقابضک من الارض من توفیت مالی او متوفیک نائماً اذ روی انه رفع نائما وقیل ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الآن‘‘

غرض توفی کے معنی متعدد ہیں صرف موت کے معنی نہیں۔ اگر بالفرض موت ہی کے معنی ہوں تو کلمہ موت ماضی پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ کہا تفسیر مذکور میں ’’ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الان ‘‘یعنی میں تجھ کو موت دوں گا جب تیری موت کا وقت آوے گا آسمان سے اترنے کے بعد اور اب تجھ کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔

اور’’فلمّا توفّیتنی ‘‘میں البتہ صیغہ ماضی کا ہے۔مگر اوّل تو متوفی کے معانی متعدد ہیں۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ دوم اس کا تعلق قیامت کے دن سے ہے۔ کہا تفسیر درمنثور میں کہ کسی نے قتادہ سے کہ اس آیت کا قصہ کب ہوگا؟ کہا قیامت کے دن اور قرینہ اس امر کا کہ یہ قصہ قیامت کے دن ہوگا اس کے بعد کی یہ آیت ہے’’ھٰذا یوم ینفع الصادقین صدقهم ‘‘یعنی یہ تمام باتیں اسی دن ہوں گی جس دن سچوں کو سچائی نفع دے گی۔

ہر چند مرزا اور مرزائی ان آیات کو دلیل وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام ٹھہراتے ہیں۔ مگر بوجہ واقع کے خلاف ہونے کے ہرگز ان کا مطلب پورا نہیں ہوتا۔

۷...... قولہ: مرزائی کہتے ہیں آیت ’’بل رفعه الله الیه ‘‘کے معنی غلط سمجھنے سے مولویوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا عقیدہ کرلیا۔

اقول: مولویوں نے وہ معنی سمجھے اور بیان کئے جو واقعی معنی ہیں اور جو صحابہ وتابعین سے منقول ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے نہ قتل کیا اور نہ سولی دیا لیکن وہ شبہ میں پڑ گئے۔ پھر اللہ کریم نے فرمایا یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ کریم نے اپنی طرف اٹھالیا۔

تفسیر فتح البیان میں اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے ’’حیث قال انہ یحکم بشرع نبینا وردت بہ الاحادیث وانعقد علیہ الاجماع ‘‘اور حدیث مرفوع میں آسمان سے اترنا ثابت ’’وروی اسحاق بن بشیر وابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ فعندذالک ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء الخ ‘‘اور نزول عن السماء فرع صعود الی السماء کی ہے۔

تفسیر درمنثور میں ہے ’’قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ ‘‘ کہا حسن نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عیسیٰ نہیں مرے اور قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹیں گے۔

۸...... قولہ: ’’وما محمد الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ‘‘(آل عمران:۱۴۴) یعنی محمد رسول ﷺ سے پیشتر تمام انبیاء ہو چکے۔ لیکن اس آیت کے برخلاف مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ حضرت مسیح فوت نہیں ہوئے۔

اقول: اس آیت میں کلمہ خلت کے معنی ماتت کے نہیں بلکہ مضت کے ہیں یعنی محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے رسول ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ دوسری جگہ یہی کلمہ خلت قرآن شریف میں موت کے معنی میں نہیں آیا جیسے ’’قد خلت من قبلکم سنن ‘‘(آل عمران:۱۳۷) بے شک تم سے پہلے راہیں گزر چکیں۔ منافقین کے حال میں ہے ’’واذا خلوا الیٰ شیاطینھم ‘‘(البقرہ:۱۴) یعنی جب منافق اپنے شیطانوں (سرداروں) کی طرف گزرتے ہیں۔

دوم: الرسل کا الف لام استغراق کے واسطے نہیں جیسا کہ دوسری اس آیت میں استغراق کے واسطے نہیں ہے ’’ماالمسیح ابن مریم الّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ‘‘(المائدہ:۷۵) یعنی مسیح ابن مریم سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں یہاں لام استغراق کا کسی طرح نہیں کہہ سکتے۔ کیوں کہ رسول اکرم ﷺ پیدا نہ ہوئے تھے۔ پس جیسا کہ

یہاں الف لام استغراق کا نہیں ویسا ہی پہلی آیت میں استغراق کا نہیں بلکہ الف لام جنس کا ہے لہٰذا اگر بالفرض خلت کے معنی ماتت کے بھی ہوں۔ تب بھی یہ دلیل ان کے مدعا کی مثبت نہیں۔ اس آیت سے بھی مرزائی صاحب کا دعویٰ یعنی مسیح علیہ السلام کا فوت ہونا ثابت نہ ہوا۔

۹...... قولہ: چوں کہ اس اشتہار میں طوالت کو گنجائش نہیں اس واسطے انہیں چھ نمونوں پر اکتفا کیا گیا۔ اب ہم اپنے مخالف مولویوں سے استفسار کرتے ہیں کہ آیا وہ مذکورہ تناقض وتعارض کو دور کر کے متضاد آیتوں کو تطبیق دے کر دکھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

اقول: مرزائی صاحب جس قدر چاہیں لمبے لمبے اشتہارات اور رسائل شائع کریں۔ مگر جو بات حق ہے اور جس پر امت محمدیہ کا اجماع ہے وہی ثابت رہے گی ''**قل جاء الحق ومایبدی الباطل ومایعید**'' (سبا:۴۹) کسی آیت میں تعارض اور تناقض نہیں جیسا کہ مرزائی کے ہر ایک قول کے جواب میں تحریر ہو چکا۔ مرزائی کو اختیار ہے حق بات کو تسلیم کر کے زمرۂ اہل حق میں داخل ہو جائیں یا بدستور مرزائی اور قادیانی بنے رہیں۔ **وما علینا الا البلاغ المبین!** راقم ثم راجی مغفرۃ ربہ الصمد بندہ ولی محمد حنفی عفا اللہ عنہ

ولی محمد لدھیانوی

اعلان

خاکسار راقم الحروف کو علم کا دعویٰ نہیں۔ ہاں ایک عرصہ تک علماء کا کفش بردار رہا ہے اور نہ راقم کو تقریری یا تحریری مباحثہ کا شوق ہے۔

یہ جو کچھ لکھا محض اسلام کا ضروری کام سمجھ کر لکھا ہے۔ شاہزادہ عبدالمجید قادیانی نے اگر تہذیب اور پابندی قواعد شریعت سے اس کا جواب دیا تو یہ خاکسار اور برادرم حافظ مولوی محمد دین صاحب اس کے جواب الجواب کے واسطے تیار ہیں۔ شاہزادہ قادیانی نے شہر لودھیانہ کو علماء سے خالی پا کر متواتر رسائل اور اشتہارات نکالنے شروع کر دیئے۔

سو خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے جوابات بھی شائع ہوتے رہیں گے۔ **فانتظروا انی معکم من المنتظرین!**

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

وحدت وجود پر مرزا قادیانی کا ایک خط

اور

اس پر محمد عباداللہ اختر کا ریویو

جناب محمد عباداللہ اختر متعلم بی اے

(محمڈن صوف ازم سوسائٹی)

قال اللہ تعالیٰ

فی انفسکم افلا تبصرون

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ

وحدت وجود پر مرزا صاحب قادیانی کا

ایک خط

اور

اس پر مجھ عبداللہ اختر متعلم کی التماس

امرتسری و ممبر محمڈن صوفی ازم سوسائٹی کا

ریویو

محمڈن صوفی ازم سوسائٹی کی طرف سے

چشمہ نور پریس امرتسر میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی نے ''ہرچند ایک مدت دراز تک غور کی اور کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبر وتفکر تمام دیکھا اور محی الدینؒ عربی وغیرہ کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی کہ جو اس طور کے خیالات سے بھرے ہوئے ہیں اور خود عقل خداداد کی رو سے بھی خوب سوچا اور فکر کیا لیکن آج تک اس دعویٰ کی بنیاد پر کوئی دلیل اور صحیح حجت ہاتھ نہیں آئی اور کسی نوع کی برہان اس کی صحت پر قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے ابطال پر براہین قویہ اور حجج قطعیہ قائم ہوتی ہیں۔''

(مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص۴۷ مکتوب نمبر۴۳ قدیم، مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۵۹۰ مکتوب نمبر۴۱ جدید)

سخن فہمی عالم بالا معلوم۔ اگرچہ مرزا قادیانی نے اپنے زعم میں مطالعہ اور فکر کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا۔ لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی وہی غلطی فرمائی جو عقل جزوی کو ایسے امور میں اپنا رہبر بنانے سے ہوتی ہے۔ ''کتاب اللہ اور احادیث نبوی تو بتدبر وتفکر تمام دیکھا۔'' اس میں کس کو کلام ہے اور جو کچھ آپ نے اس پاک کلام سے مسئلہ وحدت وجود کی نسبت لکھا اس پر بندہ پھر ریمارک کرے گا۔

لیکن بالفعل آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت شیخ اکبرؒ کی تالیفات پر بھی آپ نے نظر شفقت ڈالی۔ اس علامہ وقت ویگانہ روزگار نے جو کچھ لکھا ہے اس کے مطالعہ کے واسطے بھی ایک عمر چاہئے۔ معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی نے ان کی تالیفات سے کس کس کتاب پر نظر ڈالی ہے۔ لیکن آپ اقرار کرتے ہیں کہ: ''محی الدینؒ عربی کی تالیفات پر بھی نظر ڈالی۔''

صرف نظر ڈالنے سے اس بحر توحید کے گوہر معانی سے آشنا ہونا معلوم۔ کاش آپ اس کو بھی بتدبر وتفکر دیکھتے تاکہ اس غلطی سے بچ جاتے۔ جن میں آپ اب مبتلاء ہیں۔ اگر آپ فصوص الحکم کو سرسری نظر سے نہ دیکھتے تو آپ کو پہلے ہی صفحہ پر معلوم ہوجاتا کہ آپ کس کتاب کا مطالعہ فرمارہے ہیں۔ وہ کہاں کب اور کس طرح لکھی گئی اور اس کا حقیقی مصنف کون ہے۔ اگر آپ غور اور فکر سے اس کو پڑھتے تو معلوم ہوجاتا کہ شیخ اکبرؒ نے اسے رسول مقبول

کے ارشاد پر لکھا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ نے شیخ اکبرؒ کی تالیفات پر صرف نظر ڈالی ہے۔ کیوں کہ اگر آپ کی نظر میں کچھ تجسس ہوتا تو ضرور تھا کہ آپ شروع کتاب فصوص الحکم میں ان فقرات کو نظرانداز نہ کرتے۔ جن میں شیخ اکبرؒ کو اس دنیا میں اور آخرت میں اس عبودیت کا اقرار ہے جس کا انکار آپ بلاوجہ حضرات وجودیہ کی نسبت فرماتے ہیں۔

اے کاش آپ انہیں غور سے پڑھتے کہ کس طرح حضرت شیخ اکبر عاجزانہ التجا بارگاہ الٰہی میں روزمحشر امت محمدیہ میں ان برکات کے ساتھ اٹھنے کی کرتے ہیں جو بفضل خدا اس امت مرحومہ کو حاصل ہیں اور کس طرح خاکساری کے ساتھ التماس ہے کہ اے خدا مجھے شریعت محمدی کی تابعداری پر قائم رکھ۔

معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کتاب پر نظر بھی نہیں ڈالی۔ ورنہ کیا وجہ ہے اور آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ حضرات وجودیہ اللہ اور بندہ میں فرق نہیں کرتے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو خواہ نخواہ کسی بندۂ خدا پر جھوٹ گانٹھتا ہے اس کی سزا خدا کے پاک کلام میں کیا ہے۔ درحقیقت آپ نے مذکورہ بالا کتاب پر نظر بھی نہیں ڈالی اور کچھ شک نہیں کہ جس وقت (اگر آپ نے ان کی دیگر تالیفات پر نظر ڈالی بھی ہو) آپ نے شیخ اکبرؒ کی تالیفات پر نظر ڈالی آپ کی نظر گھبرا گئی اور جس طرح ایک گھبرائے ہوئے شخص کی حالت ہوتی ہے آپ بھی اس کا نمونہ بن گئے ورنہ کیا سبب تھا کہ آپ کی نگاہ ذیل کے شعر پر نہ ٹھہری:

فانا اعبدُ حقاً وانّ اللہ مولانا

یہ حضرت شیخ اکبرؒ کا ایک شعر ہے جس میں اپنی عبودیت اور اس کی الوہیت کا زور کے ساتھ اقرار ہے اور شیخ اکبرؒ کی تالیفات اسی مضمون کی تائید میں اور ''اس طور کے خیالات سے بھری ہوئی ہیں'' اگر آپ غور سے شیخ اکبرؒ کی تالیفات کو پڑھتے تو آپ کو خواہ نخواہ حضرات وجودیہ پر زبان طعن وتشنیع کھولنے کا موقع نہ ملتا۔ یہ تو آپ کی تحقیق کا حال ہے جو تقلید سے بھی بدتر ہے۔ بسم اللہ ہی غلط اور کیا امید ہوسکتی ہے اور عقل خداداد کے کیا کہنے۔

حضرت من! یہ تو فرمایئے کہ نفی وحدت وجود اثبات شرک فی الوجود نہیں تو اور کیا

ہے۔ مجھے اس وقت سخت حیرت ہوتی ہے جب میں آپ جیسے لوگوں کی تحریر اور تقریر کو دیکھتا اور سنتا ہوں کہ بڑی شد و مد کے ساتھ وحدت کی نفی کر رہے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھے بے اختیار ہنسی آتی ہے جب آپ کی اس تحریر کو پڑھتا ہوں کہ حضرات وجودیہ اللہ اور بندہ میں فرق نہیں کرتے۔

آپ کو ابھی تک یہ معلوم نہ ہوا کہ مسئلہ وحدت وجود کیا ہے۔ آپ کو تو حضرات وجودیہ کے عقائد کی خبر نہیں۔ معلوم نہیں کہ اس بے خبری کی حالت میں آپ کو کیا ہوگیا کہ ان کی مخالفت پر آمادہ ہوگئے۔ اے حضرت اگر آپ کو کچھ ان حضرات سے ایسی ہی کاوش تھی تو اوّل یہ تو تحقیق کرلیا ہوتا کہ ان کے عقائد کیا ہیں تاکہ آپ کی تحریر ان کی نظروں میں ہنسی کا باعث نہ ہوتی۔ آپ کے زعم میں حضرات وجودیہ اللہ اور بندہ میں فرق نہیں کرتے۔ خدا جانے آپ کو یہ الہام کہاں سے ہوا۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب اسی خویشتن گم کردہ رہبر کی خرابی ہے جسے آپ ''عقل خداداد'' کہتے ہیں۔

میں بڑے زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ کا خیال غلط اور بالکل غلط ہے۔ واقعی اللہ اور بندہ میں فرق ہے اور بڑا فرق ہے۔ ہم اس کے بندہ اور وہ ہمارا مالک ہے۔ اگر آپ نے شیخ اکبرؒ کی تالیفات کو غور سے ملاحظہ فرمایا ہوتا تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ آپ کا من گھڑت مسئلہ کس وقعت کے قابل ہے۔ معلوم نہیں کہ آپ نے اس مسئلہ وحدت وجود کی تردید بلاتحقیق کیوں لکھی اور کیوں عوام الناس میں اپنی تحقیق کو سراپا غلط عقائد سے شہرت دیتے ہیں۔ حالاں کہ اس مسئلہ کے قائل وہ بزرگ گزرے ہیں جنہیں تمام دنیا اولیاء اللہ کے نام سے پکارتی ہے۔ اگر آپ محقق ہوتے تو آپ کو معلوم ہوتا کہ ان کے عقائد کیا تھے۔ دیکھئے حضرت محمود جیستری صاحب گلشن زار جو اسی جماعت میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں:

مگو ممکن ز حد خویش بگزشت نہ ایں واجب شد و نہ ممکن او گشت

اگر آپ کی محققانہ نظر ہوتی تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ حضرات وجودیہ کے نزدیک یہ مسلمہ امر ہے کہ ''گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی''

یعنی جو شخص تابع شرع نہیں وہ زندیق ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ کو اللہ نہ کہنا حفظ مراتب کے خلاف ہے۔ بندہ اور اللہ کے درمیان فرق نہ کرنا ایسا ہی امر ہے۔اس لئے جو شخص حفظ مراتب نہیں کرتا زندیق ہے۔

اب آپ کو یقیناً معلوم ہوگیا ہوگا کہ ہم اللہ اور بندہ میں فرق کرتے ہیں اور آپ کا اس کے برخلاف لکھنا غلط فہمی کا نتیجہ تھا۔

ہم آپ کی تحقیق کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ہمیں امید ہے کہ آں جناب کو بھی اس محققانہ انداز کا لطف آرہا ہوگا۔اے حضرت پہلے یہ تو معلوم کرلیا ہوتا کہ یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ حضرات وجودیہ اللہ اور بندہ میں فرق نہیں کرتے۔کہاں تک صحیح ہے اور ان کا کیا عقیدہ ہے۔لیکن آپ نے یہ تو نہ کیا اور عوام الناس کی تقلید کی اور پھر یہ جتایا کہ یہ آپ کی اپنی تحقیق ہے یعنی کتاب اللہ اور احادیث نبوی ﷺ کو اور اس طائفہ کی معتبر کتابوں کو دیکھا اور عقل خداداد کے ذریعہ سے سوچا۔اب آپ ہی انصاف فرماویں کہ آپ کی تحقیق کہاں تک درست ہے اور اس تحقیق کو کیا کہنا چاہئے۔

یہ سب کچھ تو آپ کی ''عقل خداداد'' کا نتیجہ تھا۔اب ہم آپ کی تحقیق کے دوسرے پہلو کو دیکھتے ہیں۔آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''کتاب اللہ اور احادیث نبوی کو بتدبر و تفکر تمام دیکھا۔''

(مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص۶۷ مکتوب نمبر۴۳، مکتوبات احمد ج۱ ص۵۹۰ مکتوب نمبر۴۱)

اس میں کچھ کلام نہیں کہ آپ نے ضرور بتدبر و تفکر تمام دیکھا ہوگا۔اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس غور و فکر کا نتیجہ کیا نکلا:

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہاں یہ بات سچ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے توحید تین مرتبہ پر منقسم ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص۶۷ مکتوب نمبر۴۳ طبع قدیم، مکتوبات احمد ج۱ ص۵۹۱ مکتوب نمبر۴۱)

ایں! ایں گل دیگر شگفت۔توحید اور تین مرتبہ پر منقسم ہے۔

حضرت من! صاف صاف اور کھلے الفاظ میں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ توحید تثلیث ہے کیوں نہ ہو۔ ٹھہریئے پہلے تو یہ فرمایئے کہ کہیں وہ آپ کی ذات بابرکات تو نہیں جس کو عیسائی ’’خدا کا بیٹا‘‘ کہتے ہیں اور باپ، بیٹا اور روح القدس کے ماننے والے ہیں۔ اگر آپ وہی ہیں تو دوسرے الفاظ میں آپ عیسیٰ ہوئے تو ظاہر ہے کہ آپ کے معتقدین عیسائی ہوں گے اور آپ کی تعلیم کیمیائی اثر کی طرح تثلیث کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے۔ جو دل میں آئے، شوق سے فرمایئے۔ کس نمی پرسد کہ بھیّا کون ہو۔

آپ معذور ہیں لیکن ہمارے حال پر بھی ایک مہربانی فرمایئے یعنی یہ نہ کہیں کہ ’’قرآن شریف کی تعلیم کی رو سے توحید تین مرتبہ پر منقسم ہے۔‘‘ بلکہ اس طرح فرمائیں کہ اناجیل کی تعلیم کے رو سے توحید تین مرتبہ پر منقسم ہے۔ مرزا قادیانی یہ کس قدر صریح غلطی ہے کہ توحید اور تین قسم یعنی تثلیث ایک ہیں تو یہ کہئے کہ آپ نے ابھی تک توحید کے لفظی معنی بھی نہیں سمجھے جو شخص تثلیث کا قائل ہو وہ اگر وحدت وجود کا منکر ہو تو کیا تعجب ہے۔ مسلمانان مسلمانان مسلمانی مسلمانی!

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مرزا قادیانی تثلیث کے قائل اور حضرات وجودیہ یہ کہیں کہ ’’قل ھو اللہ احد‘‘ اس پر مرزا قادیانی سچے اور حضرات وجودیہ جھوٹے۔ مسلمانان مسلمانان نگہدار ید دین خود۔

اور اس پر طرّہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اقسام توحید تو تین بتلاتے ہیں اور بیان فرماتے ہیں شرک کا۔ کیا اچھا ہوتا اگر آپ یہ لکھ دیتے کہ شرک تین قسم کا ہے۔ کیوں کہ آپ توحید کا ثبوت پھر نفی کے پیرایہ میں دیتے ہیں اور اگر اسی طرح منظور تھا تو یہ لکھ دیتے کہ ان ہر سہ اقسام شرک کی نفی کرنے سے توحید ہوتی ہے، خواہ نخواہ توحید کی قسم بیان کر کے اپنی تحریر کو ضعف دینا۔ یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

اب مرزا قادیانی نے بجائے توحید شرک کے تین اقسام بیان فرمائے ہیں اور یہ مضمون فرقان حمید سے اخذ کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی اس جگہ بھی اس پاک کلام

کے معانی کو اپنا رنگ دیئے بغیر نہ رہے۔

اوّل قسم شرک

جس پر توحید کی اوّل قسم موقوف ہے''یعنی اس شرک سے بیزار ہونا کہ جو مشرکین بعض ظلم اور زیادتی کی راہ سے مخلوق چیزوں کو خدا کے کاموں میں شریک سمجھتے ہیں۔''

(مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص ۷۶ مکتوب نمبر۴۳ طبع قدیم، مکتوبات احمد ج۱ ص۵۹۲ مکتوب نمبر۴۱)

دوم قسم شرک

''دوم قسم شرک کی کہ جو قرآن شریف نے بیان کی ہے جس کے چھوڑنے پر توحید کی دوسری قسم موقوف ہے وہ اس کی نسبت کچھ باریک ہے کہ عوام الناس اس کو نہیں سمجھ سکتے، یعنی اسباب کو کارخانہ قدرت حضرت احدیت میں شریک سمجھنا اور فاعل اور مؤثر حقیقی خدا ہی کو نہ جاننا۔'' (حوالہ مذکورہ)

یہ ہمارے ہم عصر منشی بے بدل کی تحریر ہے۔ اوّل تو ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان ہر دو شرک میں فرق کیا ہے۔ مرزا قادیانی مؤخرالذکر شرک کا نام ''شرک فی الاسباب'' (حوالہ مذکورہ) رکھتے غالباً اوّل الذکر کا نام ''شرک فی الافعال'' ہوگا۔ اگرچہ مرزا قادیانی کی تعریفی تحریر سے فرق کرنا کارے دارد۔

دوسرے مرزا قادیانی اپنے منہ سے کیا کچھ الزام قرآن شریف اور مسلمانوں پر لگا رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ خداتعالیٰ کو بھی ساتھ ہی لیتے ہیں۔ آپ نے تو قطعی فیصلہ کر دیا کہ''عوام الناس اس کو نہیں سمجھ سکتی۔'' (حوالہ مذکورہ)

تو قصور کس کا اور اس پر بھی آپ کی تحریر کے بموجب وہ مشرک ہیں۔ حقیقت میں یہ آپ کی تحریر کا قصور ہے۔ آپ نے پاک کلام کے معانی کو مناسب الفاظ میں ظاہر نہیں کیا اور یہ شرک کیا ہے؟ مرزا قادیانی اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ''ایک عالم اس میں مبتلا ہورہا ہے یعنی یہ شرک فی الاسباب ہے۔'' (حوالہ مذکورہ)

بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو۔ پھر کہنا کہ ہاں ’’فاعل اور مؤثر حقیقی خدا ہی کو نہ جاننا۔‘‘

(حوالہ مذکورہ)

اب سوال یہ ہے کہ وحدت وجود کسے کہتے ہیں؟ یہی عقیدہ صوفیاء کرامؒ کا ہے کہ وہی فاعل حقیقی اور وہی مؤثر حقیقی ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو ان کے عقائد سے اطلاع ہوتی تو ہمیں امید تھی کہ یہ کبھی نہ لکھتے۔ بات یہ ہے آپ کو مسئلہ وحدت وجود کی بالکل خبر نہیں۔

تیسری قسم کا شرک

یہ قسم ’’جو قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے…… وہ نہایت ہی باریک ہے کہ بجز خاص مانع نظروں کے کسی کو معلوم نہیں ہوتی اور بغیر افراد کامل کے کوئی اس سے خلاصی نہیں پاتا اور وہ یہ ہے کہ ماسوا اللہ کی یادداشت دل پر غالب رہنا اور ان کی محبت یا عداوت میں اپنی اوقات ضائع کرنا اور ان کی ناچیز ہستی کو کچھ چیز سمجھنا اور اس شرک کا چھوڑنا جس پر توحید کامل موقوف ہے۔ تب محقق ہوتا ہے کہ جب محبّ صادق پر اس قدر محبت اور محبت الٰہی کا استیلاء ہو جائے کہ اس کی نظر شہود میں ہر ایک موجود ماسوا اللہ موجود ہونے کے معدوم دکھائی دے۔ یہاں تک کہ اپنا وجود بھی فراموش ہو جائے اور محبوب حقیقی کا نور ایسا کامل طور پر چمکے سو اس کے آگے کسی چیز کی ہستی اور حقیقت باقی نہ رہے اور اس توحید کا کمال اس بات پر موقوف ہے کہ ماسوا اللہ واقعی طور پر موجود تو ہوں مگر سالک کی نظر عاشقانہ میں کہ جو محبت الٰہیہ سے کامل طور پر بھڑک گئی ہے وہ وجود غیر کالعدم دکھائی دے اور غلبہ محبت احدیت کی وجہ سے اس کے ماسواء کو منفی اور معدوم خیال کرے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص ۷۷ مکتوب نمبر۴۳ قدیم، مکتوبات احمد ج۱ ص۵۹۲، ۵۹۳ مکتوب نمبر۴۳)

اس تیسری قسم کا نام مرزا قادیانی نے کچھ نہیں رکھا۔ لیکن ہم بتلائے دیتے ہیں کہ اس کا نام ’’شرک فی الوجود‘‘ ہے اور یہ کہ اس کی نفی کرنا وحدت وجود کا اثبات ہے لیکن افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ لکھنے کو تو لکھ دیا کہ یہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے مگر جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں اسے اپنا رنگ دیئے بغیر نہ رہے۔

حقیقت میں مرزا قادیانی کو نہ تو حضرات وجودیہ کے ان عقائد کی خبر ہے اور نہ توحید کے معنوں کی۔ اگر اس قسم سوم توحید کو بیان کرتے ہوئے ماسوااللہ کو وجود نہ دیتے تو کچھ شک نہیں کہ وہ بھی حضرات وجودیہ میں سے ایک ہوتے۔ لیکن فرق اتنا ہی ہے جتنا ایک موحد اور مشرک میں۔ وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اللہ کو بھی وجود دیتے ہیں اور ماسوااللہ کو بھی اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ اس اعلیٰ درجہ کے شرک کی لپیٹ میں خود بھی آ گئے ہیں۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا بھی وجود ہے اور غیر اللہ کا بھی، تو وجود میں شرک پیدا ہوگیا اور یہ بڑا بھاری شرک ہے کہ ''بجز خاص بالغ نظروں کے کسی کو معلوم نہیں اور بغیر افراد کامل کے کوئی اس سے خلاصی نہیں پاتا۔'' (حوالہ مذکورہ)

اور یہی شرک فی الوجود ہے جس کی نفی حضرات وجودیہ کرتے ہیں اور اسی کا نام توحید ہے۔ مرزا قادیانی نے کس قدر غلطی کھائی جو غیر اللہ کو وجود دیتے ہیں۔ پھر اپنے زعم ناقص میں یہ سمجھنا کہ غیر اللہ معدوم ہے حالاں کہ وہ مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق فی الواقع موجود ہے۔ ہنسی کی بات نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ تو ایک خیال بیہودہ کا پکانا ہے جس کی نفی حقیقت کر رہی ہے۔

مرزا قادیانی کے تدبر اور تفکر کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی۔ سبحان اللہ! کیوں صاحب۔ اللہ بھی موجود اور ماسوااللہ بھی۔ پھر ماسواء اللہ معدوم ہو جائے لیکن فی الواقع ہو۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستانست

اے صاحب اسی کو شرک فی الوجود کہتے ہیں جس میں آپ مبتلا ہیں اور دوسروں کو اس سے نکلنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ الحق:

من نکردم شما حذر بکنید

آپ کی تحریر سے جو کچھ تناقض پیدا ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ عاشق کو چاہئے کہ اپنے محبوب کے ماسواء کو معدوم سمجھے'' اور اپنے معشوق کے غیر کو کالعدم خیال کرے گو عقل وشرع اس کو سمجھاتی ہے کہ وہ چیزیں حقیقت میں معدوم نہیں ہیں۔'' (حوالہ

مذکورہ) معلوم نہیں کہ آپ خلاف عقل وشرع کیوں سبق عاشقی دے رہے ہیں۔

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا الا یا ایھاالساقی ادر کاساً وناولھا

کیا یہ ایک ذی ہوش اور عقلمند کی گفتگو ہے؟ توحید کا سمجھنا آپ ہی پر موقوف ہے۔ کیا کہنے، اچھا توحید کا سبق دینے لگے کہ لگے شرع کو بھی جواب دینے اور عقل چہ کنی است۔ اب وہ آپ کی عقل خداداد کہاں گئی۔

ای ترک من مناز کہ ترکی تمام شد

اچھا صاحب اگر شرع سچی ہے تو جھوٹی تعلیم توحید کیوں دیتے ہو اور اگر شرع غلطی پر ہے تو وہ کہئے۔ واہ آپ کی شریعت اور آپ کا توحیدی من گھڑت مسئلہ۔

آپ تحریر فرماتے ہیں اور کس قدر اثبات شرک فی الوجود پر زور دیتے ہیں کہ ''اگر وجود ماسوا کا فی الحقیقت منفی اور معدوم ہی ہو تو پھر اس توحید درجہ سوم (یعنی تھرڈ کلاس) کی تمام خوبی برباد ہو جائے گی۔ وجہ یہ کہ ساری خوبی اس توحید درجہ سوم میں یہ ہے کہ محبوب حقیقی کی عظمت اور محبت اس قدر دل پر استیلا کرے کہ بوجہ غلبہ اس شہود تام کے دوسری چیزیں معدوم دکھائی دیں۔ اب اگر دوسری چیزیں فی الحقیقت معدوم ہی ہیں تو پھر استیلاء محبت اور غلبہ شہود عظمت کی تاثیر کیا ہوئی اور کون سا کمال اس توحید میں ثابت ہوا۔'' (حوالہ مذکورہ) کچھ نہیں!

جناب من اس توحید درجہ سوم کا کمال تو خودبخود ثابت ہوگیا جب ایک شخص اپنے زعم ناقص میں ایک شئے کو معدوم خیال کرتا ہے۔ حالاں کہ وہ موجود ہے اور کسی طرح معدوم نہیں۔ آپ کا کہنا بھی بجا ہے۔ کیوں کہ سچ کو جھوٹ ثابت کرنا کمال نہیں تو اور کیا۔ کیوں صاحب یہی کمال کے معنی ہیں۔

گر کمال ایں است لعنت برکمال

واقعی آپ توحید کے معنی خوب سمجھے ہیں:

آفرین باد بریں ہمت مردانۂ تو

مرزاقادیانی! آپ کو یہ خیال نہ آیا کہ جو بات فی الواقع ثابت ہو رہی ہے۔ وہ

خیال بیہودہ میں نفی کرنے سے واقعی معدوم نہیں ہوسکتی۔ یہ کبھی توحید حقیقی نہ ہوگی بلکہ توحید خیالی ہوگی۔ میں حیران ہوں کہ آپ توحید کے کیا معنی سمجھے ہیں۔ آپ نے تو اس توحید میں قدم رکھتے ہی شرع وعقل کو بھی جواب دے دیا۔ اب بات کس سے کریں اور خود ہی تحریر فرماتے ہیں کہ ”جوکوئی صرف باتوں میں مقید رہتا ہے اور محض سنے سنائے قصوں پر کہ جو عقل اور شرع سے بکلی منافی ہیں جم جاتا ہے وہ اپنے نفس کو آپ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ حقیقت میں ایسے لوگ خدا تعالیٰ سے بالکل بے غرض ہیں۔“

(مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص۸۱ مکتوب نمبر۴۳ قدیم، مکتوبات احمد ج اوّل ص۵۹۶ مکتوب نمبر۱۴ جدید)

اب مرزا قادیانی نے اپنے منہ سے اپنی نسبت آپ ہی فتویٰ دے دیا کہ ”جو شخص ان باتوں پر جو شرع وعقل کے منافی ہیں جم جاتا ہے وہ اپنے نفس کو آپ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔“ اب مرزا قادیانی خود اقرار کرتے ہیں کہ ما سوا اللہ فی الحقیقت معدوم نہیں اور عقل وشرع بھی یہی کہتے ہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ مانتے ہی نہیں اور عقل وشرع کی نفی کرتے ہیں اور اڑے بیٹھے ہیں تو کہئے ایسا شخص موحد ہوگا یا اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالے گا اور آپ ہی فرماتے ہیں کہ ایسا شخص خدا تعالیٰ سے بالکل بے غرض ہے یعنی ہرگز ہرگز موحد نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی اب آپ ہی غور فرماویں کہ آپ کی توحید درجہ سوم سراپا شرک نہیں تو اور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کے ہم خیال وہی آدمی ہوں گے جن کو آپ نے ”مجنون“ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور جس کی مثال آپ نے دی ہے کہ ”وہ عشق کی آخری حالت میں ایسا دیوانہ ہوگیا کہ یہ کہنے لگا کہ میں آپ ہی لیلیٰ ہوں ...... ہوتے ہوتے اس کا استغراق بہت ہی کمال کو پہنچ گیا اور محویت کی اس حد تک جا پہنچا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جنون عشق سے انا لیلیٰ کا دعویٰ کرنے لگا...... غرض غیر کو معدوم سمجھنا لوازم کمال عشق میں سے ہے۔“

(مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص۷۸ مکتوب نمبر۴۳ طبع قدیم، مکتوبات احمد ج اوّل ص۵۹۳، ۵۹۴ مکتوب نمبر۱۴ جدید)

مرزا قادیانی نے تو حضرات وجودیہ کے بھی کان کاٹے۔ یعنی وہ فرماتے ہیں جس طرح لیلیٰ کے عشق میں مجنوں کا حال ہوگیا تھا اسی طرح عاشق اللہ کا حال اللہ کے عشق میں ہونا

چاہئے۔یعنی مجنوں نے تو انا لیلیٰ کا دعویٰ کیا اور اسے انا الحق کا دعویٰ کرنا چاہئے۔بس اب توحید وجودی کا اسی پر خاتمہ ہوگیا۔

ہم نے بہت سوچا کہ مرزا قادیانی نے کس لئے بلا تحقیق مسئلہ وحدت وجود پر قلم اٹھایا۔لیکن سوائے اس کے کوئی اور وجہ معقول ان کی تحریر سے معلوم نہ ہوئی کہ مرزا قادیانی کو بزرگان دین سے دلی کاوش ہے۔ کیوں کہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے قائل درحقیقت خداتعالیٰ سے بالکل بے غرض ہیں اور یہ کہ ’’اس مسئلہ کی آڑ میں اپنی نفسانی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص۸۱ مکتوب نمبر۴۳ قدیم،مکتوبات احمد ج۱ص ۵۹۷ مکتوب نمبر۱۴ طبع جدید)

اور یہ سب پر روشن ہے کہ اس مسئلہ کے قائل صوفیاء کرامؒ گزرے ہیں اور وہی بزرگ ہیں جو اشاعت اسلام میں ہمہ تن مستغرق تھے اور وہی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں جن کی تعریف خداتعالیٰ اپنی پاک کلام میں بار بار فرماتا ہے اور جن کا تذکرہ مفصل مختلف کتب تواریخ وسیر میں مندرج ہے اور جن کی سوانح عمری مختلف زبانوں میں لکھی گئی۔ان بزرگوں کے اسماء اور ان کے کارنامے اس مختصر تحریر میں نہیں سما سکتے۔لیکن اگر کسی کو شوق ہو تو تذکرہ اولیاء،خزینۃ الاصفیا،تذکرۃ الابرار اور اسی قسم کی صدہا کتابوں میں سے دیکھے۔اس کو معلوم ہو جائے گا کہ ان بزرگوں کے ایام زندگی کس طرح بسر ہوئے۔انہوں نے کس طرح اسلام کی خدمت کی۔

اب ان بزرگوں کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اس مسئلہ کی آڑ میں اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرتے تھے کس قدر صحیح ہے۔ یہ تو پنجابی کی وہی مثل ہوئی۔’’بی کوکاں اپنے طعنے دے لوکاں۔‘‘اور ہاں ہے بھی بجا۔ان میں کسر تھی تو اس بات کی کہ ان مقربان الٰہی نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا نہ رسالت کا اور نہ اس حیلہ سے روپیہ کمانے کی کوشش میں دوسرے معاصرین اور گزشتگان کی برائی کی۔وہ سینکڑوں روپیہ کی سرما کے دنوں میں یاقوتی نہیں اڑایا کرتے تھے بلکہ وہ ایسے سیر دل اور خداشناس تھے کہ نان جویں پر اوقات بسر کرتے تھے۔ان خدارسیدہ

بندگان عالی کو مخلوق الٰہی کے مروانے کی فکر دامن گیر نہیں رہا کرتی تھی اور نہ ہی وہ ایسے الہاموں کی آندھی چلایا کرتے تھے۔

اللہ اللہ! اس چودھویں صدی کے رسول یا پیغمبر (اغلب ہے کہ چندروز کو خود خدا ہی ہو جائے) کو کس قدر دور کی اندھیرے میں سوجھی ہے کہ صوفیائے کرام، اولیائے عظام اور ان کے پیروؤں کو خارج اسلام بزعم خود سمجھ لیا۔ اس...... دماغی کے قربان:

بریں عقل ودانش بباید گریست

التماس

یہ چند سطور جو ایک ممبر محمڈن صوفی ازم سوسائٹی نے مرزا قادیانی کی تقریر پر جو مسئلہ وحدت وجود کے بارے میں انہوں نے شائع کی تھی بطور ریویو لکھ کر ان کی چند غلطیاں نکالی ہیں۔

امید ہے کہ مرزا قادیانی اس ریویو کو پڑھ کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے بہت جلد ان کی تصحیح فرماویں گے اور طالبان توحید کو ممنون ومشکور کریں گے۔ فقط

المُلتمس

انڈر سیکرٹری محمڈن صوفی ازم سوسائٹی از امرت سر

✡ ✡ ✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

سب سے آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

سودیشی نبی

یعنی مرزا قادیانی کے کارنامے جس میں خدا سے عقیدہ اور آیات قرآنیہ پر ایمان، انبیاء سے سلوک،
علماء کرام سے رواداری اور پبلک سے رحمت کا نمونہ ہونا ثابت ہوتے ہیں، معہ حوالہ کتاب ثابت کیا گیا ہے

جناب ابو محمد عبداللہ پنشنر امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سودیشی نبی

یعنی مرزا قادیانی کے کارنامے جس میں سے خدا عقیدہ اور آیات قرآنیہ
پر ایمان، انبیاء سے سلوک، علماء کرام سے رواداری اور پبلک سے رحمت
کا کیا نمونہ ہونا ثابت ہوتے ہیں معہ حوالہ کتاب ثابت کیا گیا ہے

مرزا قادیانی کے دعاوی

مرزا قادیانی نے بہت سے دعاوی خلاف قرآن وحدیث وطریقہ سلف صالحین صحابہ وتابعین وخیرالقرون کے کئے۔ منجملہ ان کے ہم ذیل میں مرزا قادیانی کے اقوال ان کی کتابوں سے بحوالہ صفحہ لکھتے ہیں اور علانیہ ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے یہ دعاوی سب غلط اور گمراہی اور الحاد وکفر اور خلاف شرع ہیں۔

لہٰذا نہ تو مرزا قادیانی مجدد ہیں اور نہ ملہم ومحدث اور نہ مسیح موعود جو لوگ مرزا قادیانی کو ایسا مانتے ہیں ان کو قرآن مجید وحدیث نبی کریم ﷺ واقوال صحابہ ؓ وتابعین واہل بیت ؓ وائمہ مجتہدین کا ملاحظہ کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے کس دلیری اور بے باکی اور جرأت سے سب کی مخالفت کی ہے اور عذاب الٰہی کی کچھ پرواہ نہیں کی۔

قال تعالیٰ: ’’سنجزی الذین یصدفون عن اٰیاتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون‘‘ (انعام:۱۵۷)

’’ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شئ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ‘‘ (انعام:۹۳)

بطور مشت نمونہ از خروارے مرزا قادیانی کے اقوال خلاف شرع مندرجہ ذیل ہیں۔

۱...... آیت ’’**ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد**‘‘ کا مصداق میں ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۷۳ خزائن ج۳ ص۴۶۳)

۲...... ’’مسیح موعود جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے میں ہوں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۶۵ خزائن ج۳ ص۴۵۹)

۳...... ’’میں مہدی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔‘‘
(معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۲۷۸)

۴...... ’’ان قدمی هذه علیٰ منارة ختم علیه کل رفعةً‘‘
(خطبہ الہامیہ ص ۳۵ خزائن ج۱۶ ص ۷۰)

۵...... ’’لا تقیسونی باحد ولا احداً بی‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۳۵و۱۹ خزائن ج۱۶ ص ۷۰و۵۲)

۶...... ’’میں مسلمانوں کے لئے مسیح، مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔‘‘
(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳ خزائن ج۲۰ ص ۲۲۸)

۷...... ’’میں امام حسین سے افضل ہوں۔‘‘ (دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج۱۸ ص ۲۳۳)

۸...... ’’وانی قتیل الحب لکن حسینکم قتیل العداء فالفرق اجلی واظهر‘‘ (اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج۱۹ ص ۱۹۳)

۹...... ’’یسوع مسیح کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار تھیں۔‘‘ (معاذ اللہ)
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ خزائن ج۱۱ ص ۲۹۱)

۱۰...... ’’یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔‘‘
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ خزائن ج۱۱ ص ۲۸۹)

۱۱...... ’’یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ اس کے پاس بجز دھوکہ کے اور کچھ نہ تھا۔‘‘
(ازالہ اوہام ص ۳۰۳و۳۲۲ خزائن ج۳ ص ۲۵۵و۲۶۳ حاشیہ، ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج۱۱ ص ۲۹۱ حاشیہ)

۱۲...... ’’میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔‘‘
(حقیقت الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

۱۳...... ’’مجھے الہام ہوا ’’یاایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً‘‘
(اشتہار معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۲۷۰)

۱۴...... ’’میرا منکر کافر ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج۲۲ ص ۱۶۷)

۱۵...... ’’میرے منکروں بلکہ متردوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔‘‘
(فتاویٰ احمدیہ ج اوّل ص ۳۰۴)

۱۶...... ’’مجھے خدا نے کہا ہے اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن۔‘‘ (البشریٰ ص ۴۹)

۱۷...... ’’لولاک لما خلقت الافلاک‘‘ (حقیقت الوحی ص ۹۹ خزائن ج۲۲ ص ۱۰۲)

۱۸…… میرا الہام ہے ’’وما ینطق عن الھوی‘‘

(اربعین نمبر۳ ص۳۶ خزائن ج۱۷ ص۴۲۶)

۱۹…… ’’وما ارسلناک الّا رحمۃ للعالمین‘‘[ل] (حقیقت الوحی ص۸۲ خزائن ج۲۲ ص۸۵)

ل رحمۃ اللعالمین والے الہام کی تصدیق کے لئے رسالہ ہذا (کا مضمون ’’مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی کا نظارہ‘‘ ملاحظہ ہو۔

۲۰…… ’’انک لمن المرسلین‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۷ خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

۲۱…… ’’اتانی مالم یؤت احدا من العالمین‘‘ (ایضاً)

۲۲…… ’’ان اللہ معک. ان اللہ یقوم اینما قمت‘‘

(انجام آتھم ص۱۷ خزائن ج۱۱ ص۳۰۱ بقیہ نقل اشتہار)

۲۳…… ’’مجھے حوض کوثر ملا ہے ’’انا اعطیناک الکوثر‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۴…… ’’میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں ’’رأیتنی فی النمام عین اللہ وتیقنت اننی ھو…… فخلقت السماوات والارض‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، ۵۶۵)

۲۵…… ’’میرے مرید کسی غیر مرید سے لڑکی نہ بیاہا کریں۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ج دوم ص۷ ملخص)

کہاں ہیں وہ لوگ جو یہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت حقیقی کا اور الوہیت کا نہیں کیا وہ للہ ذرا غور کریں اور قرآن وحدیث کو بھی دیکھیں۔ ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہے اور نور اسلام سے قلب اس کا منور ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس ومطہر سے محبت رکھتا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کے ان اقوال اور سطحیات کو جو صریحاً کفر ہیں۔ ان کے کفر میں ذرا بھی تامل نہ کرے گا اور ان تیس دجالوں میں شمار کرے گا۔ جس کے آنے کی آں حضرت ﷺ نے خبر دی ہے۔ اللہ عزوجل مرزا اور مرزائیوں کے جال اور پھندے سے تمام بھائیوں کو محفوظ رکھے اور اس گمراہی سے بچاوے۔

(اخبار اہل سنت والجماعت امرتسر ۱۵؍جولائی ۱۹۱۸ء ص۳،۴)

خدا تعالیٰ کے متعلق مرزا کی عقیدت و تعلیم

ذات باری کے متعلق تمام سلف صالحین حیران ہیں کہ وہ ذات کسی کے وہم وگمان میں نہیں آسکتی۔ چنانچہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

اے برتر از خیال وقیاس وگمان ووہم ذرہ ہر چہ گفتہ اند شنیدیم وخواندہ ایم
دفتر تمام گشت وبپایاں رسید عمر با ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

اور ایک شاعر کہتا ہے:

دکھائے ظلمت اور طبقے خرد نے پردے اٹھا کر

مگر مرزا قادیانی جو نقشہ خدا تعالیٰ کا کھینچتے ہیں حسب ذیل ہے:

(توضیح المرام ص۷۵ خزائن ج۳ ص۹۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضاء میں حرکت کا پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔''

فائدہ: مرزا قادیانی کی اس تحریر میں بھی چند فقرات غور طلب ہیں:

۱...... خداوند تعالیٰ کے بیشمار ہاتھ اور بے شمار پیر ہیں۔

۲...... خداوند تعالیٰ عرض اور طول رکھتا ہے۔

۳...... خداوند تعالیٰ کی تیندوے جانور کی طرح تاریں بھی ہیں۔

۴...... خداوند تعالیٰ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔

فائدہ ثانی: مرزا قادیانی کا اس خداوند تعالیٰ کی نسبت جو مثل اور مانند سے پاک

ہے اور جو بلا اسباب کن کہنے سے جو چاہے پیدا کرسکتا ہے اور اپنے تمام ارادوں کو بغیر کسی ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔ ’’انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون‘‘ کے خلاف ہے۔

(توضیح المرام ص۲۱،۲۲ خزائن ج۳ ص۶۱،۶۲) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں:

’’اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے۔ جو اوّل بندہ کے دل میں بارادۂ الٰہی پیدا ہوکر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ ایک مستحکم رشتہ اور شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہوکر الٰہی محبت کی چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے۔‘‘

فائدہ: اس عبارت میں اہل انصاف کے لئے چند فقرے غور طلب ہیں:

۱...... بندہ کی محبت رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

۲...... خداوند تعالیٰ اور بندہ کی محبت درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہے۔

۳...... خداوند تعالیٰ اور بندہ کی محبت کے مل جانے سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲ خزائن ج۱۱ ص۲۸۶) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

’’براہین احمدیہ میں خدا نے مجھے کہا ہے ’’انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی‘‘ یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔‘‘

کلمات توہین انبیاء علیہم السلام

۱...... (ازالہ ص۲ خزائن ج۳ ص۱۰۴) میں مرزا نے لکھا ہے کہ:

’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہ مرے گا۔‘‘

۲...... (ازالہ ص۷ خزائن ج۳ ص۱۰۶) میں مرزا نے لکھا ہے کہ:

’’جس قدر مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔‘‘

۳...... (ازالہ ص۳۰۲ خزائن ج۳ ص۲۵۴ حاشیہ) میں مرزا نے لکھا ہے کہ:

’’حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کران میں پھونک مار کراڑانا) حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سوداور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔‘‘

۴...... (ازالہ ص۳۰۹ خزائن ج۳ ص۲۵۷ حاشیہ) میں مرزانے لکھا ہے کہ:

’’حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔‘‘

۵...... (ازالہ ص۳۱۲ خزائن ج۳ ص۲۵۹ حاشیہ) میں مرزانے لکھا ہے کہ:

’’یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا عمل الترب نام رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے یہ الہامی نام ہے۔‘‘

۶...... (ازالہ ص۶۷۸ خزائن ج۳ ص۴۶۶) میں مرزانے لکھا ہے کہ:

’’جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا وہ ہم نے معلوم کرلیا۔‘‘

۷...... (ازالہ ص۶۲۹ خزائن ج۳ ص۴۳۹) میں مرزانے لکھا ہے کہ:

’’چارسونبیوں کی پیشین گوئی غلط نکلی۔‘‘

۸...... (ازالہ ص۶۸۸ و۶۸۹ خزائن ج۳ ص۴۷۱) میں مرزانے لکھا ہے کہ:

’’حضرت رسول خدا کے الہام ووحی بھی غلط نکلی تھی۔‘‘

۹...... (ازالہ ص۶۹۱ خزائن ج۳ ص۴۷۳) میں مرزانے لکھا ہے کہ:

’’اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر حضرت صلعم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمومنکشف نہ ہوئی ہو۔‘‘

۱۰...... (ازالہ ص۷۴۸ خزائن ج۳ ص۵۰۳) میں مرزانے لکھا ہے:

’’کہ سورہ بقر میں ایک قتل کا ذکر گائے کا علم مسمریزم تھا۔‘‘

۱۱...... (ازالہ ص۷۵۲ خزائن ج۳ ص۵۰۶) میں مرزانے لکھا ہے کہ:

’’حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزے کا ذکر جو قرآن مجید میں ہے وہ بھی انکا مسمریزم کا علم تھا۔‘‘

۱۲...... (انجام آتھم ص۴۱ خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں مرزا نے لکھا ہے کہ:
’’مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادہ نہیں رکھتا۔‘‘

مرزا قادیانی کی قرآنی خدمات

(ازالہ ص۷۶، ۷۷ خزائن ج۳ص۱۴۰ حاشیہ) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں:

’’جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا۔ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا ’’انا انزلناه قريباً من القاديان ‘‘ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔‘‘

(مرزائی صاحبان پر لازم ہے کہ وہ دکھلائیں کہ وہ قرآن مجید کہاں ہے؟)

(ازالہ ص۲۶ خزائن ج۳ص۱۱۵ حاشیہ) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

’’قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔‘‘ (واہ سبحان اللہ قرآنی عقدہ کشائی ہو تو ایسی ہو)

(ازالہ ص۲۷ خزائن ج۳ص۱۱۶ حاشیہ) میں مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں:

’’قرآن میں ولید، مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔‘‘ (سبحان اللہ تفسیر ہو تو ایسی ہو لہٰذا آں جناب کی گوہر افشانی حسب ذیل ملاحظہ ہو)

مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی کا نظارہ علماء دہر کو گالیوں کی بوچھاڑ

رحمۃ اللعالمین کا نمونہ: (ماخوذ از عصائے موسیٰ ص۱۴۴ تا ۱۴۶ مصنفہ بابو الٰہی بخش صاحب مرحوم)

اس جگہ مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی وشیریں کلامی جو انہوں نے اپنی کتب واشتہارات میں ظاہر فرمائی ہے اور جس کا بالاستیعاب ذکر تو مشکل وطول ہے۔ لیکن بطور نمونہ چند الفاظ وکلمات وفقرات اظہار حقیقت کے لئے بدل ناخواستہ لکھتا ہوں اور ان کی نقل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ مثلاً:

الف: ''اے بدذات فرقہ مولویاں تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑو، ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا۔ اندھے نیم دہریہ ابولہب۔ اسلام کے دشمن، اسلام کے عار مولویو، اے جنگل کے وحشی۔ اے نابکار، ایمانی روشنی مسلوب ہو۔ اے احمق مخالف، اے پلید دجال، اسلام کے بدنام کرنے والے۔ اے بدبخت مفتریو، اعمیٰ، اشرار، اوّل الکافرین، اوباش۔ اے بدذات، خبیث، دشمن اللہ ورسول کے۔ ان بے وقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

ب: بے ایمان اندھے مولوی۔ پلید طبع، پاگل، بدذات جھوٹا۔ بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بے حیائی سے بات بڑھانا۔ بددیانت۔ بے حیا انسان۔ بدذات فتنہ انگیز بدقسمت منکر۔ بدچلن، بخیل، بداندیش، بدظن۔ بدبخت قوم، بدگفتار نکتہ چین۔ باطنی جذام۔ بخل کی سرشت والے۔ بے وقوف جاہل بے ہودہ، بدعلماء۔

ت: تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ ودیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

ث: ثعلبہ (لومڑی جیسے) ''ثم اعلم ایہا الشیخ الضال والدجال والبطال''

ج: جھوٹ کی نجاست کھائی، جھوٹ کا گوہ کھایا، جاہل وحشی، جادۂ صدق وصواب سے منحرف ودور، جعلساز، جیتے ہی مرجاتا۔ چوہڑے چمار۔

ح: حمار، حمقاء، حق وراستی سے منحرف، حاسد، حق پوش۔

خ: خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خنزیر سے زیادہ پلید، خطا کی ذلت انہی کے منہ پر، خالی گدھے، خیانت پیشہ، خاسرین، خالیۃ من نور الرحمٰن، خام خیال، خفاش۔

د: دل کے مجذوم، دھوکہ دہ، دیانت ایمانداری راستی سے خالی، دجال، دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مسخرہ، دشمن سچائی، دشمن قرآن۔ دلی تاریکی۔

ذ: ذلت کی موت، ذلت کے ساتھ پردہ دری، ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردیں گے۔

ر: رئیس الدجالین، ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیا، روباہ باز۔ رئیس المتصلفین، رأس المعتدین، رأس الغاوین۔

ز: زہرناک مادے والے۔ زندیق۔

س: سچائی چھوڑنے کی لعنت ان پر برسی، سفلی ملاں، بے بصر، سیاہ دل منکر، سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے۔ سیاہ دل فرقہ اس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ سادہ لوح، ساہسی، سفہا، سفلہ، **سلطان المتکبرین الذی اضاع دینه بالکبر والتوهین۔**

ش: شرم وحیا سے دور، شرارت وخباثت، شیطانی کارروائی والے۔ شریف از سفلہ نمے ترسد بلکہ از سفلوی اومی ترسد۔ شریر مکار، شیخی سے بھرا ہوا، شیخ نجدی۔

ص: صمٌ عمیٌ، صدر التفات نیوش، صدرک ضربہ ویریک رومانی بحار دماء۔

ض: ضال، ضررہم اکثر من ابلیس اللعین۔

ط: طالع منحوس، طبتم نفساً بالغاء الحق والدین۔ ظ: ظالم، ظلمانی حالت۔

ع: علماء السو، عداوت اسلام، عجب دیندار والے۔ عدو العقل والنہیٰ، عقارب، عقب الکلب، عدودہا۔

غ: غول الاغویٰ، غدار شرست، غالی، غافل۔

ف: **فیمت یا عبدالشیطان الموسوم به**، فریبی، فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ۔

ق: قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے، **قست قلوبهم کما هی عادة النوکی، قد صدق الکل فی الکذب والمین۔**

ک: کتے، گدھا، کینہ ور، گندے اور پلید فتوے والے۔ کمینہ، گندی کارروائی والے۔ کماء (مادرزاد اندھے)، گندی عادت، گندے اخلاق، گندہ ذہنی، گندے خیال والے، ذلت سے

غرق ہوجانا، کج دل قوم، کوتاہ نظر، کوپری میں کیڑہ، کیڑوں کی طرح خود ہی مرجائیں گے۔ گندی روحو!

ل: لاف وگزاف والے، لعنت کی موت۔

م: مولویت کو بدنام کرنے والو، مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے، منافق، مفتری، مورد غضب، مفسد، مرے ہوئے کیڑے، مخذول، مہجور، مجنون، درندہ، مغرور، منکر، محجوب مولوی، مکس طینت مولوی کی بک بک۔ مردار خوار مولویو۔

ن: نجاست نہ کھاؤ، نااہل مولوی، ناک کٹ جائے گی۔ ناپاک طبع لوگوں نے، نابینا علماء، نمک حرام، نفسانی، ناپاک نفس، نابکار قوم ابھی تک حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔ ان کا منہ کالا ہوا۔ نفرتی وناپاک شیوہ، نادان متعصب، نالائق، نفس امارہ کے قبضے میں۔ نااہل حریف، نجاست سے بھرے ہوئے۔ نادانی میں ڈوبے ہوئے۔ نجاست خواری کا شوق۔

و: وحشی طبع، وحشیانہ عقائد والے۔ ہ: ہامان، ہالکین، ہندوزادہ۔

ی: یک چشم مولوی، یہودیانہ تحریف، یہودی سیرت، یاایھا الشیخ الضال والمفتری البطال، یہود کے علماء، یہودی صفت وغیرہ۔‘‘

مرزا قادیانی کی کتب وغیرہ تو ان کلمات سے لبالب ہیں۔ لیکن بہت ہی اختصار کر کے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم دوسرے اوراق سے جو الفاظ سرسری دیکھنے سے نظر سے گزرے ان میں سے بھی بہت چھوڑ کر یہ لکھے گئے ہیں اور مرزا قادیانی نے ان کو اکثر ان مسلمان علماء اہل قبلہ پابند صوم وصلوٰۃ حجاج، حافظان قرآن مجید کلام رب رحیم وحدیث رسول کریم ﷺ کے نام لے کر استعمال کرایا ہے جو اکثر خدمت قرآن مجید وحدیث شریف وظائف واذکار میں شب وروز مصروف ہیں۔ یہ ہے رحمۃ اللعالمین کی گوہر افشانی جو اپنے آپ کو رحمۃ اللعالمین کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے حق میں خدائی فیصلہ (خود ان کے قلم سے)

مرزا قادیانی جب تک اس دنیا میں رہے ہر روز نئے سے نیا الہام ونیا دعویٰ کرنے کے علاوہ جس مخالف کے دلائل ساطعہ وبرہان قاطعہ سے تنگ آجاتے اس سے مباہلہ کی ٹھان لیتے۔ اپنی طول کلامی اور رنگین بیانی سے صفحوں کے صفحے سیاہ کردیتے۔ سادہ لوح مسلمانوں کے بہکانے کے لئے مرزا قادیانی کا یہ وطیرہ کچھ کم خوفناک نہ تھا۔

لیکن قربان جایئے اس جبار وجلّ جلال کے کہ جس نے مرزا قادیانی کی ایک بات بھی

پوری نہ ہونے دی اور ہمیشہ ان کو رسوا کیا۔ چنانچہ مثال کے طور پر ہم ڈاکٹر عبدالحکیم خان آف پٹیالہ کا اسم گرامی پیش کرتے ہیں جو بیس سال تک مرزا کے مرید رہے اور حقیقت حال کے منکشف ہونے پر تائب ہوگئے۔ مرزا قادیانی ان کی نسبت لکھتے ہیں جو دراصل خدائی فیصلہ ہے۔ سنئے:

’’آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے۔ ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی چار اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہوجاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔ پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض ﷲ اس کو کی تھی۔ مرتد ہوگیا...... تب اس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ر اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہوجاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابلہ پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جاوے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔‘‘ (الہامی کتاب چشمہ معرفت ص۳۲۱،۳۲۲، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶،۳۳۷)

اب ناظرین خود فیصلہ کرلیں کہ مرزا قادیانی اپنی تحریر کے مطابق اپنے دعویٰ میں سچے نکلے یا جھوٹے۔ عام دنیا جانتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب زندہ وصحیح سلامت پٹیالہ میں کام کرتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی ان کے سامنے ۴ر اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے پہلے ہی مر گئے۔

اسی طرح مولوی ثناء ﷲ صاحب امرتسری بھی جن کے بارہ میں مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاوے گا۔ خدا کے فضل سے سلامت وزندہ ہیں بلکہ تین سو روپیہ بھی اسی بنا پر حاصل کرچکے ہیں اور مرزا قادیانی کے مرید باوجود اس قسم کے صاف نشانات دیکھنے کے اور اس امر کا علم رکھنے کے کہ مرزا قادیانی کے سب الہام ودعاوی مغالطہ دہی پر مبنی تھے کیوں تائب نہیں ہوتے۔ بلکہ ہمیشہ حیلہ سازی ولطائف الحیل سے کام لیتے ہیں۔

جب سے مولوی ثناء ﷲ صاحب نے حج جانے کا اعلان کیا۔ تب سے موقع کی تلاش میں رہے جب وہ چلے گئے فوراً یہ مناظرہ کے لئے کھڑے ہوگئے۔

راقم الحروف ابومحمد عبدﷲ پنشنر

دفتر اشاعت الاسلام امرت سر حلقہ نمبر۲

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

احادیث رسول الربانی

فی تکذیب دعاوی

مرزا القادیانی الدجال لاثانی

جناب ابوتراب عبدالرحیم محمڈن مشنری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس

حضرات ناظرین وسامعین والاتمکین کی خدمت عالی منزلت میں التماس ہے کہ بندۂ عفی عنہ نے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو عجالہ ہذا میں ساتھ لقب مہدی نامسعود کاذب نامحمود اورمثیل مسیح الدجال بل بعینہٖ مسیح الدجال بلا قیل وقال دجال لاثانی قادیانی کے ملقب کیا ہے۔ مرزا قادیانی مقہور قہر رب الغیور کو ساتھ لقب مذکور کے میرے ملقب کرنے پر مرزا قادیانی مقہور قہر رب الغیور کی امت مرزائی ہرجائی خودرائی بیزار اور ناراض نہ ہووے۔ اس لئے کہ جب تک مرزا قادیانی مقہور قہر رب الغیور خود قبر سے تشریف لاکریاان کی امت مقہورہ مرزا قادیانی مقہور قہر رب الغیور کا مہدی موعود صادق مسعود محمود اور مثیل حضرت مسیح ابن مریم علیہا السلام یا موعود مسیح ہونا ادلہ ظاہرہ صحیحہ قرآن ہدایت نشان وصحیح وحدیث رسول سیدالانس والجان ﷺ اور اجماع عظیمہ صحابہ وتابعین واتباع التابعین ائمۃ الفقہاء والمحدثین رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ کرسکیں۔ تب تک میں یا کوئی اور مسلمان تابع قرآن وصحیح حدیث حضرت رسول رحمان ﷺ واجماع امت مرحومہ رضی اللہ عنہم عنداللہ وعندالناس گناہ گار نہیں ہوسکتا ہے۔

کیوں کہ مرزا قادیانی مقہور قہر رب الغیور اور ان کی امت مقہورہ کا دعویٰ مذکور یعنی مرزا قادیانی مقہور قہر رب الغیور کا مہدی موعود صادق مسعود ومحمود اور مثیل مسیح بن مریم علیہا السلام یا مسیح موعود ہونا ادلہ ثلاثہ مذکورہ سے ثابت نہ ہوسکتا ہے اور نہ ظہور سراپا نور عام ہمام حضرت مہدی موعود صادق مسعود اور آسمان سے نزول حضرت مسیح بن مریم رسول علیہا السلام تک ثابت ہوسکے گا۔ ’’ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ‘‘یعنی اگرچہ ہوجاویں بعض مرزائی واسطے بعض مرزائیوں ہرجائیوں خودرائیوں اپنوں کے مددگار۔

حضرات ناظرین وسامعین والاتمکین جب کہ امت مرزائی ہرجائی خودرائی مقہورہ کا دعویٰ مذکور ان سے بموجب شروط مذکورہ کے ثابت نہ ہوسکا اور نہ ظہور سراپا نور حضور امام ہمام حضرت مہدی موعود صادق مسعود محمود علیہ السلام اور نزول من السماء حضرت عیسیٰ بن مریم رسول علیہا السلام تک ثابت ہوگا تو تب مرزا قادیانی مقہور قہر رب الغیور کا ملقب ساتھ مہدی

نامسعود کاذب نامحمود و مثیل مسیح الدجال بل بعینہٖ مسیح دجال لاثانی قادیانی اوران کی امت مقہورہ مرزائی ہرجائی خودرائی امت دجال لاثانی قادیانی کے لقب رکھنا ثابت ہوگیا۔

فھو المرام فی ھذا المقام

الملتمس خادم السنۃ والکتاب المکنی بابی تراب عبدالرحیم محمدن مشنری عفی عنہ
کلکتہ تاتی باغ ہوک لین مکان نمبر۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی امابعد!

کافۂ انام ہر خاص وعام اہل اسلام وغیرہ اقوام، حضرات ناظرین، منصفین وسامعین عادلین پر مخفی نہ رہے کہ مثل مشہور ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ تفصیل اجمال مذکور کی یہ ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی دجال لاثانی بزعم ووہم خود زعیم وویہم تھا کہ آپ یعنی مرزا قادیانی مقہور مہدی، موعود صادق اور مثیل حضرت عیسیٰ بن مریم بلکہ ہو بہو بعینہٖ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تھا اور آپ کے کل امتی مرزائی خودرائی تو مرزا قادیانی مقہور کے مہدی موعود صادق و مثیل مسیح بن مریم بلکہ خود مسیح بن مریم علیہما السلام ہونے کے دن اور رات وظیفہ اور کلمہ ہی پڑھتے پھرتے ہیں۔

مگر حضرات ناظرین والاتمکین تعجب کی بات ہے کہ جو صفات ہدایت آیات ورحمت وبرکت نشان امارات حضرت مہدی موعود صادق اور حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے احادیث صحیحہ نبویہ علی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں آئے ہیں ان کے بالکل خلاف بلا لاف وگزاف مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود و مثیل مسیح الدجال بل بعینہٖ مسیح الدجال بلا قیل وقال کے صفات ضلالت ودجالت نکاہت ونحوست آیات ہیں۔ مثلاً مرزا قادیانی مقہور حضرت مہدی موعود صادق و مثیل حضرت عیسیٰ بن مریم بلکہ بعینہ مسیح بن مریم ورسول ربانی علیہما السلام ہونے کے مدعی مالاکلام تھے اور کل امتی ان کے مرزائی ہرجائی خود رائی ہرجگہ ان کا ہروقت یہی وظیفہ کرتے اور کلمہ پڑھتے پھرتے ہیں۔

حالاں کہ حضرت مہدی موعود صادق اور حضرت عیسیٰ بن مریم رسول ربانی علیہما السلام اپنے کو مہدی موعود و مسیح منزول آسمانی نہ فرمائیں گے بلکہ خود بخود لوگ زبردستی حضرت مہدی

موعود صادق سے بیت اللہ شریف میں درمیان رکن اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے بیت کریں گے۔ وعلیٰ ہذا القیاس حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام قرب قیامت کے جب آسمان سے نزول فرمائیں گے یعنی اتریں گے تو کل اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ قبل موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خود بخود ان پر ایمان لائیں گے۔

کما قال اللہ تعالیٰ: ’’وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا‘‘ (النساء:۱۵۹)

ترجمہ: جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں کہ کوئی نہیں ہے اہل کتاب میں سے مگر وہ البتہ ضرور ایمان لائے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل موت ان کے اور ہوں گے وہ دن قیامت کے ان پر گواہ۔

ایضاً مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود **مثیل مسیح الدجال بل بعینہٖ مسیح الدجال بلا قیل وقال** کا الہامی قانون مشہور ومعروف تھا کہ جو شخص ہمارا یعنی مرزا قادیانی کا مُرید مَرید ہونا چاہے اس کو ضرور ہے کہ اپنے کل جائداد کا دسواں حصہ ہم کو بذریعہ رجسٹری دے دیوے اور بھی مرزا قادیانی موصوف نے اپنے کتاب الدعوات میں تحریر فرمایا ہے کہ جو کوئی ہم سے دعا کروانا چاہے تو وہ ہم کو رجسٹری کر دیوے کہ اگر ہماری دعا اس کے حق میں قبول ہو جاوے تو اس قدر روپیہ ہم کو یعنی مرزا قادیانی کو دوں گا۔

حالاں کہ حضرت مہدی موعود صادق اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جب قریب قیامت کے مدینہ منورہ سے ظہور کریں گے اور آسمان سے نزول فرمائیں گے تو اس قدر بے حساب لوگوں کو مال مثل کنکروں اور ٹھیکریوں کے بانٹے اور دیں گے کہ وہ قبول نہ کریں گے اور اگر کوئی کسی کو صدقہ دیوے گا تو وہ صدقہ نہ لے گا اور کہے گا کہ مجھ کو اس کے لینے کی حاجت نہیں ہے اور چور کثرت مال کی اس زمانہ میں دیکھ کر افسوس کرے گا اور کہے گا کہ ہائے افسوس! اسی مال کے چرانے کے باعث میرے ہاتھ کاٹے گئے۔

ایضاً مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود و**مثیل مسیح الدجال بل بعینہٖ مسیح الدجال بلا قیل وقال** کے زمانہ ضلالت ودجالت نکاہت ونحوست نشانہ ونمونہ خروج یاجوج وماجوج میں کثرت کفر شرک فسق وفجور بدعت مہدیت ضلالت مسیحیت دجالت نحوست ونکاہت ظلم وجور ورسوائی وذلت بے رحمت وبرکت قحط ووبا مثل طاعون

وہیضہ و چیچک وغیرہ وغیرہ بیماریوں بیشمار کی لیل ونہار اشکار کالشمس فی نصف النہار ہو رہے ہے۔

حالاں کہ زمانہ ہدایت وسعادت رحمت وبرکت نشان ظہور پرنور حضرت مہدی موعود صادق ونزول رحمت وبرکت مامور حضرت عیسیٰ رسول علیہ السلام کے کل ضلالت وآفات مہلکات مذکورہ ان کا صفحہ زمین پر نشان تک بھی باقی نہ رہے گا اور کل گمراہیوں اور آفتوں مذکورہ کے عوض وبدلے میں دین وایمان توحید واتباع سنت عدل وانصاف ہدایت وسعادت رحمت وبرکت اس قدر ہوگی کہ ایک انار وغیرہ میوہ کھا کے اور ایک اونٹنی اور گائے بھینس وبکری کا دودھ پی کے قبیلہ بھر سیر ہو جائے گا:

ببیں تفاوت کجا ست تا بکجا درمیان دجال مرزا اور مہدی وعیسیٰ

''وهو هذا الحديث الاوّل قال الامام مسلمؒ (فى المطبوعة الانصارى الدهلى ص ۵۹۵ من الجلد الثانى) حدثنى زهير بن حرب قال حدثنا عبدالصمد بن عبدالوارث قال حدثنا ابى قال حدثنا داؤد عن ابى نضرة عن ابى سعيدالخدرى وجابر بن عبدالله رضى الله عنه قالا قال رسول الله ﷺ يكون فى آخرالزمان خليفة يقسم المال ولايعدّه وفى رواية يكون فى اٰخرامتى خليفة يحثى المال حثياً ولا يعدّه عداً قلت لابى نضرة وابى العلاء اتريان انه عمربن عبدالعزيز فقال لا''

ترجمہ: پہلی حدیث کہا امام مسلمؒ نے صحیح اپنے مطبوعہ انصاری دہلی کے (ص ۵۹۵ دوسری جلد) میں کہ حدیث کی مجھ کو زہیر بن حرب نے کہا اس نے حدیث کی ہم کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے کہا اس نے حدیث کی مجھ کو باپ میرے نے کہا اس نے حدیث کی ہم کو داؤد نے ابی نضرہ سے اس نے ابی سعید خدری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے، کہا ان دونوں نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آخری زمانے میں ایک ایسا خلیفہ مہدی ہوگا کہ بانٹے گا مال کو حال یہ کہ نہ گنے گا اس کو اور ایک روایت میں ہے کہ پیچھے امت میری میں ایک ایسا خلیفہ امام مہدی علیہ السلام ہوگا پھینکے گا مال کو پھینکنے کر اور حال یہ کہ نہ گنے گا اس کو یعنی اس خلیفہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانے برکت نشان میں بوجہ فتوح اسلام کے اس قدر کثرت مال غنیمت وغیرہ کی ہوگی کہ حضرت امام مہدی موعود صادق علیہ السلام مثل پھینکنے کنکروں اور ٹھکریوں کے بے حساب وشمار وگنتی مال لوگوں کو بانٹیں گے اور کہا راوی داؤد وغیرہ نے کہ کہا میں نے واسطے ابی

نضرۃ اورابی العلاء کے کہ کیاتم دونوں گمان کرتے ہو کہ بے شک وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؓ ہے کہا ان دونوں نے نہ۔

واضح ہو کہ حدیث مذکور سے کئی ایک امور ثابت ہوئے:

اوّل: یہ کہ آخری زمانے اور امت میں جو خلیفہ وامام ہوگا اس کے زمانے برکت نشان میں بوجہ فتوح اسلام عالی مقام کے اس خلیفہ موعود ممدوح کے پاس کثرت مال کی ہوگی اور وہ بے حساب وشمار مال لوگوں کو مثل کنکروں اور ٹھیکریوں کے بانٹے گا وہ حضرت مہدی موعود صادق علیہ السلام ہے کہ جس کی تخصیص احادیث صحیحہ کثیرہ میں ساتھ حسب ونسب ونام نامی واسم گرامی وصفات سامی کے آئی ہے۔ ’’**من ادّعی خلاف هذا فعلیه البیان بالدلیل والبرهان**‘‘

ثانیاً: یہ کہ اس آخری زمانہ اور امت سے وہ آخری زمانہ اور امت مراد ہے جو نہایت ہی قرب قیامت کے دس بڑے بڑے آیات وعلامات عجائبات قاہر وباہر ہوں گے۔ مثلاً (۱) چڑھنا آفتاب کا پچھّم سے، (۲) نکلنا دجال کا، (۳) گھیرنا دھوئیں کا چالیس دن تک تمام دنیا کو، (۴) نکلنا دابۃ الارض یعنی زمین کے جانور کا صفا پہاڑی سے، (۵) نکلنا دو قوموں یاجوج وماجوج کا باہر دیوار ذوالقرنین سے، (۶) اترنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا آسمان سے طرف دنیا کے، (۷) دھنسنا زمین کا یورپ میں، (۸) دھنسنا زمین کا مغرب میں، (۹) دھنسنا زمین کا جزیرہ عرب میں، (۱۰) نکلنا آگ ابین کا نزدیک عدن سے۔ ابین بروزن احمر ایک گاؤں ہے کنارہ سمندر پر وہ آگ لوگوں کو طرف محشر یعنی ملک شام کے ہانک لے جاوے گی اور ملک شام کو محشر اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں پر قیامت قائم ہوگی اور اس آگ میں ایک عجیب قدرت الٰہی نظر آوے گی۔ وہ یہ کہ جب لوگ اس سے بھاگتے بھاگتے تھک کر رات کو ٹھہر جاویں گے تو وہ آگ بھی ساتھ ان کے ٹھہر رہے گی۔ اسی طرح دوپہر دن کو لوگ جیسا آرام کریں گے تو وہ آگ ٹھہر جائے گی گویا وہ آگ بحکم الٰہی لوگوں کو ہانکنے والی ہووے گی طرف محشر یعنی ملک شام کے۔

ثالثاً: یہ کہ حدیث مذکور میں آخری زمانے اور امت کے خلیفہ سے مراد حضرت امام مہدی موعود صادق مسعود علیہ السلام ہیں بدلیل اس کے کہ داؤد وغیرہ راوی حدیث نے ابی نضرہ اور ابی علاء دونوں تابعین رضی اللہ عنہما سے جب دریافت کیا کہ وہ آخری زمانے اور امت کا

خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہے تو ان دونوں نے کہا کہ نہیں۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ ساتھ صفت بے حساب وشمار وگنتی کے مثل کنکروں اور ٹھیکریوں کے مال لوگوں کو بانٹنے اور دینے والا حدیث مذکور میں آخری زمانے اور آخری امت محمدی ﷺ میں سوائے خلیفہ اللہ حضرت امام مہدی موعود صادق علیہ السلام کے مراد نہیں ہے۔

’’من ادّعی فعلیہ البیان بالدلیل والبرھان‘‘

رابعاً: یہ کہ کل امتیوں مرزائیوں ہرجائیوں خودرائیوں پر لازم وواجب بلکہ فرض ہے کہ مرزا نامسعود کاذب نامحمود کے خلیفہ ہونے کے ساتھ قید آخری زمانے اور آخری امت محمدی ﷺ کے اور بے حساب وشمار مال تقسیم کرنے کو ادلّہ صحیحہ قرآن واحادیث صحیحہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام واجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے تحریر کریں۔

حضرات ناظرین! اگر مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود ومثیل المسیح الدجال بلا قیل وقال اپنے معمولی الہام واحتلام سے کہ جس کا سلسلہ مثل وضوبی. بی تمیزہ کے ہمیشہ قایم ودوائم ہے تحریر کر گیا ہووے کہ آخری زمانے اور آخری امت کا وہ خلیفہ تو میں ہوں اور آخری زمانے اور آخری امت کی کوئی تاویل وتسویل کر کے تحریف کر گیا ہو تو کیا تعجب ہے۔ کیوں کہ آپ کی تاویلات وتسویلات وتحریفات کا دروازہ تو ایسا کھلا ہوا ہے کہ توبہ کا دروازہ تو بند ہوجائے گا۔ مگر آپ کے الہام احتلام وتاویلات وتسویلات وتحریفات کا دروازہ بند نہ ہوگا۔

الحدیث الثانی:’’قال ابوداؤد (فی سننہ المطبوعہ الانصاری الدھلی ص ۱۷۵ من الجزء الرابع) حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا معاذ بن ھشام قال حدثنی ابی عن قتادۃ عن صالح ابی الخلیل عن صاحب لہ (عبداللہ بن الحارث) عن ام مسلمۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا زوج النبی ﷺ قال یکون اختلاف عند موت خلیفۃ فیخرج رجل من اھل المدینۃ ھارباً الی مکۃ فیاتیہ ناس من اھل مکۃ فیخرجونہ وھو کارہ فبایعونہ بین الرکن والمقام ویبعث الیہ بعث من الشام فیخسف بھم بالبیدا بین المکۃ والمدینۃ فاذا رای الناس ذالک اتاہ ابدال الشام وعصائب اھل العراق فیبایعونہ ثم ینشاء رجل من قریش اخوالہ کلب فیبعث الیھم بعثاً فیظھرون علیھم وذالک بعث کلب

والخیبة لمن لم یشهد غنیمة کلب فیقسم المال ویعمل فی الناس بسنة نبیهم ﷺ ویلقی الاسلام بجرانه فی الارض فیلبث سبع سنین ثم یتوفی ویصلی علیه المسلمون قال ابوداؤد قال بعضهم (روات) عن هشام سبع سنین وقال بعضهم تسع.

قال ایضاً ابوداؤد حدثنا هارون بن عبدالله قال حدثنا عبدالصمد عن همام عن قتادة بهذاالحدیث قال تسع سنین قال ابوداؤد حدثنا ابن المثنی قال حدثنا عمر بن عاصم قال حدثنا ابوالعوام قال حدثنا قتادة عن ابی الخلیل عن عبدالله بن الحارث عن ام سلمة ام المؤمنین رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ بهذا الحدیث وحدیث معاذ اتم.

قال ابن خلدون المورّخ اخرجه ابوداؤد عن ام سلمة رضی اللہ عنہا من روایة صالح ابی الخلیل عن صاحب له عن ام سلمة رضی اللہ عنہا ثم رواه ابوداؤد من روایته ابی الخلیل عن عبدالله بن الحارث عن ام سلمة رضی اللہ عنہا فتبین بذالک المبهم فی الاسناد الاوّل ورجاله رجال الصحیحین لامطعن ولا مغمز فیهم انتهی‘‘

ترجمہ: کہا امام ابوداؤدؒ نے سنن اپنی مطبوعہ انصاری دہلی کے (ص ۵۷۱ میں چوتھی جز) سے کہ حدیث بیان کی ہم کو محمد بن مثنی نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم کو معاذ بن ہشام نے کہا اس نے حدیث بیان کی مجھ کو باپ میرے نے قتادہ سے اس نے صالح ابی الخلیل سے اس نے ایک دوست اپنے (عبداللہ بن حارث) سے اس نے ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے اس نے نبی ﷺ سے، کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہوگا اختلاف نزدیک موت ایک سردار کے پس نکلے گا ایک مرد مدینہ منورہ والوں میں سے بھاگتا ہوا طرف مکہ شریف کے۔ پس آویں گے پاس اس کے لوگ اہل مکہ سے۔ پس نکالیں گے ان کو مکان سے۔ حالاں کہ وہ انکار فرماویں گے بیعت لینے سے تو زبردستی بیعت کریں گے ان سے درمیان رکن اور مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور بھیجا جائے گا طرف ان کے ایک لشکر ملک شام سے پس دھنسا دیا جاوے گا وہ لشکر مقام (بیدا) میں جو ہے درمیان مکہ مشرفہ و مدینہ منورہ کے۔

پس جب دیکھیں گے لوگ یہ نشان ان کے مہدی موعود صادق ہونے کا تو حاضر

ہوں گے آپ کی خدمت ہدایت درجت میں ابدال شام کے اور زور آور بہادر فوج اہل عراق کی۔ پس بیعت کریں گی حضرت امام مہدی علیہ السلام سے پھر کھڑا ہوگا ایک شخص قبیلہ قریش میں سے کہ جس کا ننھیال قبیلہ کلب کا ہوگا پس بھیجے گا وہ شخص قریشی لشکر قبیلہ کلب کا طرف لشکر امام مہدی علیہ السلام کے پس غالب ہوگا لشکر با ظفر امام مہدی علیہ السلام کا اوپر لشکر قبیلہ کلب کے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ حسرت اور افسوس ٹوٹا اور نقصان ہے واسطے اس شخص کے جو نہ حاضر ہوگا غنیمت لشکر قبیلہ کلب کو۔ پس بانٹے گا امام مہدی موعود صادق علیہ السلام مال کو اور عمل کرے گا لوگوں میں ساتھ سنت نبی ﷺ کے یعنی زمانہ ہدایت نشان امام ہمام حضرت مہدی علیہ السلام میں لوگوں میں صرف خاص عمل قرآن وحدیث کا جاری وساری ہوگا اور کسی عمل تقلیدی ومذہبی قیاسی واجتہادی وغیرہ کا صفحہ زمین پر نام ونشان باقی نہ رہے گا اور قائم ہوگا دین اسلام ساتھ فرمان برداری کے تمام ملکوں میں اور ٹھہریں یعنی زندہ رہیں گے امام مہدی علیہ السلام سات برس، پھر انتقال فرمائیں گے اور نماز جنازہ کی ان پر مسلمان حاضر وغائب ہر جگہ کے پڑھیں گے۔

کہا ابوداؤد نے کہ بعض (راویوں) نے زندہ رہنا امام مہدی علیہ السلام کا ہشام سے سات برس روایت کیا ہے اور بعض نے نو برس کہا اور بھی امام ابوداؤد نے کہ حدیث بیان کی ہم کو ہارون بن عبداللہ نے کہا اس نے حدیث کی ہم کو عبدالصمد نے ہما سے اس نے قتادہ سے ساتھ اس حدیث کے تو کہا اس قتادہ نے نو برس، کہا امام ابوداؤد نے کہ کہا غیر معاذ نے ہشام سے نو برس۔ کہا اور بھی امام ابوداؤد نے کہ حدیث بیان کی ہم کو ابن مثنیٰ نے اس نے حدیث کی ہم کو عمر بن عاصم سے کہا اس نے حدیث کی ہم کو ابوالعوام نے کہا اس نے حدیث کی ہم کو قتادہ نے اس نے ابی الخلیل سے اس نے عبداللہ بن حارث سے اس نے ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اس نے نبی ﷺ سے ساتھ اس حدیث کے اور حال یہ ہے کہ یہ حدیث طریق معاذ سے ہشام سے بہت ٹھیک ہے۔

کہا ابن خلدون مؤرخ نے کہ نکالا اس حدیث کو ابوداؤد نے ام المؤمنین بی. بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے صالح ابی خلیل کے اس نے اپنے ایک شیخ سے اس نے ام المؤمنین بی. بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ پھر روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت سے ابی خلیل کے اس نے عبداللہ بن حارث سے اس نے ام المؤمنین بی. بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے۔ پس

ظاہر ہوگیا ساتھ اس روایت کے وہ گمنام راوی جو تھا اوّل سند میں اس حدیث کے اور راوی اس حدیث کے راوی صحیح امام بخاری ومسلمؒ کے ہیں جن میں کسی قسم کا طعن اور عیب نہیں ہے۔ انتہیٰ!

فائدہ: حضرات ناظرین! منصفین وسامعین عادلین پر مخفی نہ رہے کہ جو صفات حمیدہ وعلامات سدیدہ حدیث مذکور میں صادق المصدوق نبی معظم ورسول مکرم ﷺ نے بطور پیشین گوئی کے امام ہمام حضرت امام مہدی موعود صادق محمود علیہ السلام کے متعلق بیان فرمائیں ہیں۔ بھلا ان کل میں سے ایک صفت وعلامت بھی مہدی نامسعود کاذب نامحمود ومثیل المسیح الدجال بل بعینہٖ المسیح الدجال بلا قیل وقال قادیانی میں پائی جاتی ہے۔

للہ! ذرا انصاف فرماؤ مثلاً نمبر۱: نزدیک موت کے ایک خلیفہ یعنی امام یا بادشاہ اسلام کے اختلاف ہوگا سواب امت مرزائی ہرجائی خودرائی ہی بتائے کہ زمانہ ضلالت نشان خروج جناب مہدی نامسعود کاذب نامحمود قادیانی کس خلیفہ یعنی امام یا بادشاہ اسلام کی موت ہوئی اور نزدیک موت اس کے کون سا اختلاف ہوا۔

نمبر۲: امام ہمام حضرت امام مہدی موعود صادق محمود علیہ السلام کا ظہور پرنور مدینہ منورہ سے ہوگا اور مکہ مشرفہ میں جو ناف کل زمین کی ہے جاکے ٹھہریں گے اور مہدی نامسعود کاذب نامحمود مثیل المسیح الدجال بل بعینہٖ المسیح الدجال بلا قیل وقال قادیانی کا بموجب صحیح حدیث:

''قال رسول اللہ ﷺ یخرج الدجال من قبل المشرق رواہ الترمذی''

کے مثل دجال بدچال کے جانب مشرق یعنی یورپ ملک پنجاب ضلع گورداس پور کفر بھرپور موضع قادیان فتن ستان سے ہوا جو عین بلارین وشین مدینہ منورہ سے طرف پورب کے واقع ہے۔ فافہم!

پس اس لئے مثیل المسیح الدجال بل بعینہٖ المسیح الدجال بلا قیل وقال قادیانی مثل اپنے مثیل بہ مسیح الدجال بدچال کے مارے ڈر فرشتوں کے مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ میں نہیں جاسکا تھا۔

نمبر۳: امام ہمام حضرت امام مہدی مسعود صادق محمود علیہ السلام کو لوگ حرم محترم خانہ کعبہ شریف میں لاکر درمیان رکن ومقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زبردستی بیعت کریں گے۔ حالاں کہ امام ممدوح بیعت لینے سے خوش نہ ہوں گے برخلاف چودہویں صدی کے مہدی

نامسعود کاذب نامحمود مثیل **الدجال بل ھو المسیح الدجال بلا قیل وقال** کے جو بزعم ووہم خود زعیم وواہیم نعوذ باللہ حضرت مہدی موعود صادق محمود اور مثیل بلکہ ہو بہو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہونے کا مدعی بن بیٹھا تھا اور دنیا کمانے کے لئے دسواں حصہ جائداد حاصل کرنے پر زبردستی موضع قادیان فتن ستان میں لوگوں کو مُرید مَرید کرتا تھا:

ببیں تفاوت کجا ست تا بکجا ۔۔۔ درمیان دجال مرزا ومہدی وعیسیٰ

نمبر۴: یہ کہ مہدی موعود صادق مسعود علیہ السلام کی ایک یہ بھی علامت ونشانی حدیث مذکور میں وارد ہوئی ہے کہ ایک لشکر ملک شام سے واسطے مقابلہ مہدی کے طرف مکہ شریف کے آوے گا اور وہ لشکر مقام بیدا میں جو درمیان مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ کے ہے زمین میں دھنس جائے گا۔

اب حضرات ناظرین بغور خیال فرمائیں کہ واسطے مقابلہ مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود **مثیل مسیح الدجال بلا قیل وقال** قادیانی کے کون سا لشکر کس طرف سے آیا جو کہ درمیان راستہ ہی کے زمین میں دھنس گیا جس سے مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود ومثیل **مسیح الدجال بلا قیل وقال** قادیانی کے مہدی موعود صادق مسعود ومثیل مسیح بن مریم علیہما السلام مالا کلام ہونے کی تصدیق بالتحقیق ہوجاتی:

بس بس معلوم شد حضرت حقیقت آپ کی ۔۔۔ صرف دنیا کے لئے تھی ساری معرفت آپ کی
ہوگئی سب پر عیاں کل مہدویت آپ کی ۔۔۔ واسطے دنیا کے تھی ساری دجالت آپ کی

نمبر۵: حدیث مذکور میں یہ بھی موجود ہے کہ ابدال شام اور عصائب عراق امام ہمام حضرت مہدی موعود مسعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کریں گے جن کے عوض میں مہدی نامسعود کاذب نامحمود مرزا قادیانی کے دست بے برکت پر دو دجالوں ایک شیخ الدجاجلہ بھیروی اور دوسرے امروہی نے بیعت کی۔ فافہم!

نمبر۶: کہ حدیث مسطور میں وارد ہے کہ ایک شخص اور بھی قریشی کہ جس کی ننھیال قبیلہ کلب سے ہوگی وہ مقابلہ حضرت مہدی موعود صادق مسعود علیہ السلام کے کھڑا ہوگا اور ایک لشکر بھی ننھیال یعنی قبیلہ کلب کا حضرت مہدی علیہ السلام کے لشکر پر بھیجے گا اور اس کے لشکر مذکور پر لشکر باظفر امام ہمام حضرت مہدی موعود صادق مسعود علیہ السلام کا غالب ہوگا اور حسرت اور افسوس ہوگا واسطے اس شخص کے جو نہ حاضر ہوا ہوگا غنیمت قبیلہ کلب کو اس لئے کہ وہ بہت ہی جلد بھاگ

جائے گا اور غنیمت بے شمار ہاتھ آئے گی۔

نمبر۷: یہ کہ حدیث مذکور میں موجود ہے کہ حضرت امام مہدی موعود صادق مسعود علیہ السلام اس غنیمت وغیرہ کا مال لوگوں کو بے حساب و بے شمار دے گا اور چودھویں صدی کا مہدی نامسعود کاذب نامحمود مرزا قادیانی تو خلاف اس کے لوگوں سے دسواں حصہ جائداد رجسٹری کراو کے مرید مرید کرتا تھا۔ کمامرّ بیانہ!

نمبر۸: یہ کہ حدیث مذکور میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت امام مہدی موعود صادق مسعود علیہ السلام کے زمانہ ہدایت نشانہ میں تمام لوگ رائے وقیاس تقلید ومذہب وغیرہ کی پیروی چھوڑ کر خالص قرآن وحدیث نبوی ﷺ کی تابعداری کریں گے اور کل رائے قیاس تقلید ومذہب وغیرہ اس زمانہ ہدایت نشان میں بحکم ''**وجاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**'' کے دنیا سے کافور ہو جائے گا۔

اور چودہویں صدی کے مہدی نامسعود کاذب نامحمود مرزا قادیانی کے زمانہ ضلالت نشان میں تو تقلید پلید کا ایسا زور شور ہو گیا کہ مرزا قادیانی کے الہامات او ہالت بلکہ احتلامات گانجا خوری باتوں کو بدولت تقلید پلید کے مثل وحی آسمانی بلکہ اس سے بھی کئی درجہ زیادہ مرزا قادیانی مذکور کے امتی مرزائی ہرجائی خودرائی ماننے لگے۔

نمبر۹: یہ کہ حدیث مذکور میں یہ بھی مرقوم ہے کہ زمانہ ہدایت نشان میں حضرت امام ہمام مہدی موعود صادق مسعود علیہ السلام کے پھیلتا جائے گا دین اسلام ساتھ قوت اپنے کے تمام زمین میں۔

اور چودہویں صدی کے مہدی نامسعود کاذب نامحمود مرزا قادیانی کے زمانہ ضلالت نشان میں تو کفر وشرک فسق وفجور بے دینی وغیرہ کا زور وشور ہے کہ بموجب مثل عیاں راچہ بیان کے حاجت بیان کرنے کی نہیں ہے۔

نمبر۱۰: یہ کہ حدیث مذکور میں یہ بھی ذکر ہے جو کہ چودہویں صدی کے مہدی نامسعود کاذب نامحمود مرزا قادیانی دعویٔ مہدیت سراپا ضلالت ودجالت کو ایک دم جڑھ سے کاٹ دیتا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت امام ہمام مہدی موعود صادق محمود علیہ السلام بعد اپنے ظہور پرنور کے دنیا میں سات برس زندہ رہیں گے اور پھر بعد سات برس کے انتقال فرمائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

پس مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود نے شروع چودہویں صدی میں دعویٰ مہدی موعود صادق ہونے کا کیا تھا اور عرصہ ۲۹ سال تک زندہ رہا اور جب وہ مرا تو اس پر سوائے ان کی امت مرزائی ہرجائی خودرائی کہ جس کے اعتقاد سراسر کفر والحاد کفریہ والحادیہ پر مع مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود ومثیل مسیح الدجال بل بعینہٖ دجال بلا قیل وقال کے علمائے عرب وعجم نے فتاویٰ کفر والحاد کے دے چکے ہیں۔ اس پر کسی مسلمان نے جنازہ نہیں پڑھا ہے۔

پس اس سے اظہر من الشّمس فی نصف النہار آشکار ہوگیا کہ مرزا قادیانی مہدی نامسعود کاذب نامحمود ''بل اکذب الکذابین'' تھا۔

''وان قال قائل من امة المرزائية فان ابن خلدون اعترض على هذا الحديث بالوجهين احدهما بانه من رواية قتادة عن ابى الخليل وقتادة مدلّس وقد رواه بصيغة العنعن والمدلّس لا يقبل من حديثه الّا ما صرّح فيه السماع وثانيهما بانه مع ان هذاالحديث ليس فيه التصريح بذكر المهدى الموعود.

اقول: والجواب عنهمابالوجوه. اوّلاً: بان لا شك ان اباداؤد يعلم تدليس قتادة بل هو اعرف بهذه القاعدة من ابن خلدون.

ثانياً: مع بيان ذالك سكت عنه ابوداؤد. ثم الحافظ المنذرى والحافظ ابن القيمؒ ولم يتكلموا علىٰ هذاالحديث فعلم بذالك ان عندهم على الثبوت سماع قتادة من ابى الخليل بهذالحديث والله اعلم.

ثالثاً: بان قول ابن خلدون يعنى وقتادة مدلس الخ. فهذا مخالف ومعارض بقوله الاوّل يعنى ورجاله رجال الصحيحين لا مطعن فيهم ولا مغمز.

رابعاً: بان المدلّس الضعيف اذا روى حديثاً بصيغة العنعة عن الضعفاء المجاهيل فلا يقبل من حديثه بلا خلاف والمدلّس الثقة اذا روى من حديثه بصيغة العنعنة عن الثقات المعروفين فهو مقبول بالاتفاق بلا شقاق كما فى اصول الحديث والفقه.

خامساً: بان ابن خلدون رجل من العامة المؤرخين وليس هو من الائمة المحدثين الناقدين الراسخين الذين هم المعتبرون فى فن الجرح والتعديل بلا قال وقيل فكيف يقبل عنه الجرح والتعديل على رجل من الرجال بلا قيل وقال‘‘

ترجمہ: اگر کہے کوئی کہنے والا امت مرزائی سے کہ بیشک ابن خلدون نے اعتراض کیا ہے اس حدیث پر ساتھ دو وجہ کے اوّل ساتھ اس وجہ کے کہ بیشک وہ روایت سے قتادہ کے ابی الخلیل سے ہے اور حالاں کہ قتادہ مدلس ہے اور تحقیق قتادہ نے روایت کیا اس کو ابی الخلیل سے ساتھ لفظ عن عن کے اور مدلس نہیں قبول کی جاتی ہے۔ حدیث اس کی سے مگر وہ جو ظاہر کرے اس میں سننے اپنے کو۔

دوسرا ساتھ اس وجہ کے باوجودیکہ بیشک یہ حدیث کہ نہیں ہے اس میں ذکر مہدی موعود کا۔

کہتا ہوں میں کہ جواب ان دونوں وجہ کے اعتراض سے ساتھ کئی ایک وجوہ کے ہے۔ اوّل: ساتھ اس وجہ کے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام ابوداؤد جانتا تھا تدلیس قتادہ کو بلکہ وہ امام ابوداؤد زیادہ پہچاننے والا تھا ساتھ اس قاعدہ یعنی تدلیس کے ابن خلدون سے۔

دوسرا: جواب ساتھ اس وجہ کے کہ باوجود مدلس ہونے قتادہ کے سکوت کیا امام ابوداؤد، پھر حافظ منذری اور حافظ ابن القیمؒ نے اور کسی قسم کی کلام نہ کی اس حدیث پر۔ یعنی کوئی بھی عیب نہ لگایا اس پر۔ پس جانا گیا کہ بیشک نزدیک ان کل کو علم تھا ساتھ ثبوت سننے قتادہ کے ابی الخلیل سے ساتھ اس حدیث کے۔ واللہ اعلم!

تیسرا: ساتھ اس وجہ کے کہ قول ابن خلدون کا کہ اور قتادہ مدلس ہے آخر تک۔ پس یہ مخالف ومعارض ہے واسطے قول اوّل اس کے کہ یعنی راوی اس حدیث کے راوی صحیح بخاری اور صحیح مسلمؒ کے ہیں۔ نہیں طعن ان میں اور نہ کوئی عیب۔

چوتھا: ساتھ اس وجہ کے کہ مدلس جو کہ ضعیف ہووے جب کہ وہ روایت کرے کسی حدیث کو ساتھ لفظ عن عن کے ضعیفوں مجہولوں راویوں سے تو پس نہیں قبول کی جاتی ہے حدیث اس کی بغیر خلاف کے اور مدلس ثقہ جب کہ روایت کرے حدیث اپنے کو ساتھ لفظ عن عن کے راویوں ثقوں معروفین سے تو پس وہ حدیث اس کی مقبول ہے ساتھ اتفاق بلا شقاق

کے جیسا کہ ہے اصول حدیث اور فقہ میں۔

پانچواں: ساتھ اس وجہ کے کہ ابن خلدون ایک شخص ہے عام مؤرخین میں سے اور نہیں ہے وہ اماموں محدثین پر کھنے والوں پکوں میں جو کہ ہیں وہ معتبر فن جرح وتعدیل راویوں میں بلا قال قیل کے۔ پس کیوں کر قبول کیا جائے گا اس سے جرح اور تعدیل کسی راوی میں راویان حدیث کے بغیر قال وقیل کے۔

’’قوله بانه مع ذالک لیس فی هذاالحدیث ذکرالمهدی الموعود اقول والجواب عنه بالوجهین اوّلاً: بان اباداؤد اورد هذاالحدیث فی کتاب یعنی ذکرالممهدی الموعود فی سننه من شاء فلیرجع الی سنن ابی داؤد وایراده هذاالحدیث فی کتاب یعنی ذکرالمهدی الموعود فهو یکفی لذکره لدن المحدثین ما وضعه حدیثاً من الاحادیث فی کتبهم الا فی ذکر مصداقه کما هو من عادتهم ثانیاً: بان الصفات التی مذکورة فی هذاالحدیث فهی کلها منصوصة بذکرالمهدی الموعودفی الاکثر الاحادیث کماسا ذکر لبعضها ان شاء اللّٰہ تعالٰی فانتظروا‘‘

ترجمہ: قول اس کا کہ بیشک باوجودیکہ نہیں ہے اس حدیث میں ذکر مہدی موعود کا کہتا ہوں کہ جواب اس اعتراض مذکور کا بھی ساتھ دو وجہ کے ہے۔

اوّلاً: ساتھ اس وجہ کے کہ بیشک امام ابوداؤد لایا ہے اس حدیث کو کتاب یعنی ذکر میں امام حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے سنن اپنی میں پس جو چاہے رجوع کرے طرف سنن امام ابوداؤد کے اور لانا ان کا اس حدیث کو کتاب یعنی ذکر میں حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے۔ پس وہ کافی ہے ذکر حضرت امام موعود علیہ السلام اس لئے کہ بیشک حضرات محدثینؒ نہیں لاتے ہیں کسی حدیث کو حدیثوں میں سے اپنی کتابوں میں مگر اسی ذکر میں جو کہ مصداق ہوتا ہے اس حدیث کا جیسا کہ وہ مشہور ومعروف ہے عادت ان حضراتؒ سے۔

ثانیاً: ساتھ اس وجہ کے ہے کہ جو صفتیں مذکور ہیں اس حدیث میں پس وہ کل منصوص ہیں ساتھ ذکر حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے اکثر صحیح حدیثوں نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جیسا کہ قریب ہی ذکر کروں گا واسطے بعض ان کے ان شاء اللہ تعالیٰ! کہا اور بھی حدیث العائشہ میں کہ ابن خلدون مؤرخ نے (خلاف جمہور) اہل اسلام کے اس دعویٰ یعنی ظہور

حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی حدیثوں کی تضعیف کی ہے۔ اس بنیاد پر کہ ظہور وغلبہ کے لئے عصبیت یعنی حمیت قومی کا ہونا ضرور ہوتا ہے۔ سو قریش کی عصبیت اب کہیں باقی نہیں ہے۔ پھر اگر مہدی آئے بھی تو وہ بدون عصبیت وحمیت قومی کے کیا کر سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہی ہے کہ احادیث مہدی ضعیف الاسناد ہیں، ضعیف حدیثوں پر حکم قطعی نہیں لگ سکتا ہے۔

سو جواب دونوں باتوں مذکور ابن خلدون کا مصنف حدیث العائشہ نے دو طرح پر دیا ہے کہ جب رسول خدا ﷺ آئے تھے گو عصبیت قریش اس وقت موجود تھی۔ مگر سب کے سب دشمن ہو گئے تھے کسی سے کچھ بھی مدد نہ ملی، تائید الٰہی نے اپنا کام کیا۔ اسی طرح یہ بھی یعنی حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام مؤید من اللہ ہوں گے عصبیت پر کچھ دار مدار نہیں ہے:

خدا خود میرساں ست اسباب توکل را

کبھی اجنبی عصبیت وہ کام کرتی ہے جو اپنی قوم والی نہیں کرتی:

مرد از غیب بروں آید کارے بکند

دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ صحیحین میں احادیث ظہور حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی موجود نہیں ہیں لیکن سنن ومسانید ومعاجم میں یہ احادیث بطریق کثیرہ آئے ہیں بعد صحیحین کے بھی کتابیں اسلام میں حجت اور دلیل ہیں۔ مانا کہ بعض یا اکثر اخبار وآثار ضعیف ہوں لیکن کثرت روات سے حد تواتر معنوی کو پہنچ گئے ہیں۔ اذاعہ میں ضعف اسانید کا بھی الگ الگ جواب باصواب دیا گیا ہے جس کے بعد پھر کچھ بھی شک وشبہ قوت احادیث مذکورہ میں باقی نہیں رہتا ہے الخ۔ فقط

کاتب الحروف عفی عنہ کہتا ہے کہ صحیحین یعنی صحیح بخاریؒ اور صحیح مسلمؒ میں اگرچہ احادیث ظہور امام ہمام حضرت مہدی مسعود علیہ السلام کی متفق علیہ موجود نہ ہوں مگر فرد مسلمؒ یعنی صحیح امام مسلمؒ میں حدیث ظہور امام موعود مسعود ممدوح علیہ السلام کی روایت سے حضرت سعید خدری اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حدیث نمبر اوّل کی مندرجہ عجالہ ہذا موجود ہے۔ **من شانہ فلیطالع صحیح امام مسلمؒ فقط**

☆☆☆

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

روئیداد مناظرہ

سموال شریف و دتیال ریاست جموں

جناب حافظ محمد سموال شریف

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

احقاق حق وابطال باطل کا بیّن ثبوت یعنی

روئیداد

مناظرہ

سموال شریف ووزنیال ریاست جموں مابین گروہ مرزائیہ واہلسنت والجماعت

۱۹۲۴ء

مرتبہ ومولفہ حافظ محمد سیکرٹری انجمن حنفیہ سموال شریف

مطبوعہ سراج المطابع جہلم باہتمام کارپردازان مطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

برادران اسلام! آپ جانتے ہیں کہ وہ اسلام جو کسی وقت ’’یدخلون فی دین اللہ افواجاً‘‘ کا بیّن نمونہ تھا۔ آج ’’یخرجون من دین اللہ افواجا‘‘ کا مصداق ہورہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ نئی روشنی والے اصحاب جن کے اعتقاد معقولات میں منحصر ہیں۔ انگریزی تعلیم کے اثر سے متاثر ہوکر دین اسلام کے عقائد سے (جن سے وہ بے خبر ہیں) ایسے منحرف ہوجاتے ہیں کہ الامان والحفیظ! جب کبھی کسی نبی کا کوئی معجزہ (خارق عادت) قرآن کریم سے دیکھلایا جاوے تو جھٹ انکار کر کے کہہ دیتے ہیں کہ بھلا ان باتوں کو عقل مانتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام بیرونی حملوں کا آماج گاہ ہونے کے علاوہ اندرونی نقائص کے لحاظ سے سخت غربت میں مبتلا ہورہا ہے۔ یہ لوگ اسلامی روپ دھار کر اور بھی بلائے بے درمان ثابت ہورہے ہیں۔ انہی لوگوں میں سے ایک نیا گروہ مرزا قادیانی نامراد شوہر منکوحہ آسمانی کی جماعت ہے جو کہ اپنے آپ کو احمدی کے نام سے موسوم کرتی ہے۔ اس جماعت کے سر پر تبلیغ مذہب (قادیانی) کا بھوت اس قدر سوار ہے کہ قلمی درہمی معاونت کے علاوہ جابجا طرح طرح کے جال بچھا کر لوگوں کو مرزائی بناتے ہیں۔ جس کا تازہ ترین ثبوت یہ ہے کہ عبدالعزیز کشمیری ٹھیکیدار دتیال جس کے سسرال عقائد قادیانیہ رکھتے ہیں اس کو بھی طرح طرح کے ذرائع سے تبلیغ قادیانیت شروع کی گئی۔ مگر وہ فوراً قبول کرنے سے ہچکچاتا رہا۔

پچھلے سال ابراہیم واسماعیل اس کے خسر اور (سالے) اس کے گھر آئے اور بدستور تبلیغ شروع کی۔ اس کے علاوہ باقی زمینداران دیہہ کو بھی بہکانا چاہا۔ زمینداروں نے کہا کہ جب تک صاحبزادگان سموال شریف مرزا کے منکر ہیں۔ تب تک ہم بھی اس کے انکار پر مصر ہیں۔ جب انہوں نے یہ جواب سنا تو پہلے بہت کچھ باچھیں کھولیں اور بڑی لن ترانیاں ہانک کر ہماری طرف ایک رقعہ لکھا جس میں مرزا قادیانی کے دعاوی کے متعلق تحقیقات کرنے کے واسطے خواہش ظاہر کی گئی۔

اس طرف سے اس تحریر کا لبیک سے جواب دیا گیا اور علی الصباح میاں ابراہیم جو

اپنے آپ کو بی.اے ظاہر کرتے تھے بہ معیت اسماعیل برادر خود عبدالعزیز ٹھیکیدار سموال پہنچے۔ قادیانیوں کی طرف سے میاں ابراہیم اور ہماری طرف سے صاحبزادہ حافظ سید احمد صاحب سنی حنفی بہ معیت جناب حافظ عبداللطیف صاحب سنی حنفی مناظر مقرر ہوئے اور مبحث مسئلہ حیات وممات مسیح قرار پایا۔

پہلی تقریر ہماری طرف سے حافظ سید احمد صاحب نے بہ استدلال آیت:''اذ قال اللہ یا عیسٰی انی متوفیک الخ. ومکروا ومکراللہ الخ. وان من اھل الکتاب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہ الخ.''

حدیث:''قال رسول اللہ انہ عیسٰی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ''

واقوال مرزا مندرجہ بہ براہین احمدیہ وتوضیح المرام وغیرہ سے دکھلا کر ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آیت وحدیث واقوال مرزا کے مطابق بجسدہ العنصری زندہ بآسمان ہیں۔ دس منٹ میں آپ نے بالاختصار یہ بیان فرمایا۔

اس کے بعد مرزائی مناظر (عسل مصفیٰ ج اوّل ص ۵۲۸) نکال کر لفظ توفی پہ کچھ غول اغمال کرنے لگا اور جہاں جہاں لفظ توفی مجازی طور پر موت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور دکھلا کر کہنے لگا کہ ان آیات میں توفی کے معنی موت ہیں اور یہ دعویٰ کیا کہ کسی آیت سے جہاں خدا فاعل اور مفعول ذی روح ہو وہاں سوائے موت کے لفظ توفی کے کوئی اور معنی دکھائے جائیں۔

اس کے جواب میں حافظ صاحب نے کتاب لغت اور آیات قرآنی اور اقوال مرزا سے توفی کے حقیقی معنی پورا پورا دیکھلائے اور آیات پیش کردہ کا یہ جواب دیا کہ ان میں ایک ایک قرینہ صارفہ ہے جو توفی کے معنی مجازاً موت لینے کے واسطے لگا ہوا ہے۔ اگر آپ اس دعوے میں حق پر ہیں تو آیت زیر بحث کے لفظ توفی کے معنی موت تفاسیر متقدمین سے دکھلا دیں اور اس دعویٰ کے ابطال کے واسطے''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا اور ھوالذی یتوفکم باللیل'' پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ توفی کے معنی بچ جانے کے بھی ہیں جیسا کہ سورہ سبا کی آیت''ولو تری اذفزعوا فلا فوت واخذوا من مکان قریب''اور دعویٰ کیا اگر عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں تو ان کی قبر کہاں ہے۔

اس کے جواب میں مرزائی مناظر نے آیات وحدیث واقوال مرزا کا کوئی جواب نہ دیا اور جھٹ کہنے لگا کہ بموجب آیت ''**وآوینٰھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین**'' آپ کی قبر کشمیر محلّہ خانیار میں ہے اور یوز آسف کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے جواب میں حافظ سید احمد نے کہا کہ احکام میں نسخ جائز ہے۔ مگر کسی واقعہ کی خبر ایک ہی امر کے متعلق ایک ہوتی ہے اور اس میں نسخ نہیں ہوتا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ کبھی الہام سے کہا جائے کہ ''مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوگیا۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳) اور کبھی حکیم نوردین کی تحقیقات پر مسیح کو کشمیر میں مدفون کیا جائے؟ ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہوگا۔

اور ''**آوینٰھما**'' صیغہ تثنیہ ہے جس سے ثابت ہے کہ مریم اور مسیح علیہ السلام دونوں کو اونچی جگہ پناہ دی تو آپ ثابت کریں کہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر بھی کشمیر میں ہے۔

اس کے جواب میں مرزائی مناظر کچھ ایسا گھبرایا کہ کچھ بھی جواب نہ بن پڑا اور عبدالعزیز نے بھی کہا کہ واقعی اس بات کا کوئی جواب ابراہیم سے بن نہیں پڑا۔ ''**والفضل ما شھدت بہ الاعداء**'' آخر یہ کہہ کر ہم اپنا کوئی مولوی منگوائیں گے، چلا گیا۔

اس بحث کے نتیجہ سے یہ اثر ہوا کہ عبدالعزیز متذبذب ہوکر احمدی ہونے سے رہ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا خسر اور اسماعیل خفیہ خفیہ تبلیغ کرتے رہے حتیٰ کہ بڑی ناراضگی کے بعد مجبوراً قادیان لے جا کر اسے بیعت کرایا۔ اس کے بعد پھر اسماعیل نے لوگوں کو احمدیت کی طرف مدعو کرنا چاہا۔ جس پر لوگوں نے پچھلی شکست والی ندامت یاد دلائی۔ اس نے کہا کیا ہوا اگر ابراہیم کو جواب نہیں آیا تو میں خود بحث کرنے پر تیار ہوں۔ حتیٰ کہ اتنی جسارت سے کام لیا کہ عبدالعزیز کو ہمارے بلانے کے واسطے روانہ کیا کہ میرے ساتھ آکر بحث کریں۔

ہم بطریق سابق وہاں گئے اور مسئلہ ختم نبوت پر بحث کا ہونا قرار پایا۔ پہلی تقریر حافظ سید احمد صاحب کی تھی جس پر آیت ''**ما کان محمد الخ**'' وحدیث ''**مثلی ومثل الانبیاء الخ و سیکون فی امتی ثلثون دجالون الکذابون الخ**'' واقوال مرزا مندرجہ مواہب الرحمٰن وبراہین احمدیہ وسراج منیر وحمامۃ البشریٰ وغیرہ سے انسداد نبوت ثابت کر کے اپنی تقریر ختم کی۔

اس کے جواب میں مرزائی مناظر نے آیت ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم‘‘ پڑھ کر اپنے اجتہاد فاسد سے یہ معنی بنائے کہ اس سے آئندہ نبیوں کا ہونا ثابت ہے اور اس کی تائید میں دوسری آیت ’’وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا‘‘ پیش کی اور احادیث اور اقوال مرزا کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہو رہا۔

اس کے بعد حافظ سید احمد صاحب نے فرمایا کہ کسی تفسیر سے دکھلا دیں کہ ان آیات سے یہ مراد ہے کہ آئندہ آں حضرت ﷺ کی مہر سے نبی ہوا کریں گے۔ یہ تو ہر نمازی پنج وقتہ نمازوں میں پڑھتا رہتا ہے۔ تو چاہئے کہ ہر نمازی نبی ہو جائے۔ اس میں مرزا قادیانی کی کہاں تخصیص ہے اور دوسری آیت ’’وما کنا معذبین الخ‘‘ کا یہ جواب دیا گیا کہ آں حضرت جو کہ رحمت اللعالمین تھے ان کے وقت کوئی عذاب نازل نہیں ہوا اور نہ ہی آپ کے بعد ہوگا اور اگر مان لیا جائے کہ طاعون وغیرہ مرزا قادیانی کی حرکت تھی تو پھر چاہئے تھا کہ یہ عذاب مرزا قادیانی کے مخالفوں کے واسطے ہو۔ حالاں کہ کئی موافق بھی اس کا شکار ہوئے۔ بلکہ دارالامان بھی دارالطاعون بنا رہا جس سے آپ کو بھی انکار نہیں۔

اس کے بعد مرزائی مناظر ساکت ہو گیا اور کوئی جواب بھی نہ بن پڑا۔

بعد ازاں خاکسار سے تحریری مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی۔ بندہ نے کہا کہ پانچ پانچ سو روپیہ شرط ہوگی اور مبحث ختم نبوت ہی ہوگا اور کئی دن متواتر آپ سے بحث ہوگی تاوقتیکہ آپ خود اقبال نہ کریں گے مناظرہ جاری رہے گا۔

میاں اسماعیل نے کہا مجھے مرزا قادیانی کی تمام کتابیں ایک سال تک مطالعہ کرنے کی مہلت دیں خاکسار نے کہا کہ کچھ فکر نہیں، تحریری مناظرہ میں آپ دوسروں سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔ اس پر وہ راضی ہوا اور جیب سے پنسل نکال کر شرائط مناظرہ لکھنے لگا اور پانچ سو کی بجائے ایک سو روپیہ شرط میں منظور کیا۔ اس پر عبدالعزیز نے ناراض ہو کر اسے منع کیا کہ ہمیں سو روپیہ مفت تاوان بھروانا چاہتا ہے۔ اس کے ناراض ہونے سے جو کچھ تحریر کر چکا تھا رہنے دیا اور باصرار کہا کہ ہم اپنا کوئی بڑا مولوی منگوائیں گے۔ اس طرف سے کہا گیا کہ ابراہیم کی طرح مولوی نہ لانا۔

آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ جب ہم مولوی منگوانا چاہیں گے تو آپ کو ایک ماہ پیشتر اطلاع دیں گے وہ دوبارہ اس خفت وذلت کو برداشت نہ کر سکا اور خفیہ خفیہ مولوی کی جستجو

میں لگا رہا حتی کہ قادیان سے منظوری حاصل کر کے واپس عبدالعزیز کو خبر دینے آیا۔ ہمیں ایک معتبر ذریعہ سے خبر پہنچی کہ مرزائیوں کے مولوی ایک ہفتہ کے اندر دتیال پہنچ جاویں گے۔ ہم نے اسی وقت وہاں پہنچ کر عبدالعزیز کو لکھا کہ سنا گیا ہے کہ تمہارے مولوی اس ہفتہ کے اندر آنے والے ہیں آپ نے وعدہ خلافی کرنی چاہی ہے اور ہمیں ابھی تک کوئی خبر نہیں دی۔

اگر یہ بات سچ ہے تو تاریخ مقرر کر کے ہمیں مطلع کیا جائے تاکہ ہم بھی اپنا انتظام کر لیں۔ مگر اس نے ایسا مہمل جواب دیا کہ جس سے تعیّن تاریخ نہ ہو سکتی تھی۔ اس پر ہم نے بالمشافہ فیصلہ کرنا چاہا بڑی جدوجہد کے بعد ۲۰ پھاگن س ۷۹ مطابق ۳/مارچ ۱۹۲۳ء تاریخ مناظرہ مقرر ہوئی۔ ہم نے باوجود تنگی وقت وکثرت باران جناب حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر (مصنف کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام احمد قادیانی وجمعیت خاطر وغیرہ) لدھیانوی کو تکلیف دی جو کہ ۱۷/پھاگن س ۷۹ کو تشریف لائے اور اسی دن ملاّ جلال دین شمس قادیانی (برعکس نہند نام زنگی کافور) سکھوانی بھی دتیال میں پہنچ گیا۔

۱۸/پھاگن ۳ بجے دن کو عبدالعزیز کا رقعہ برائے تصفیہ شرائط پہنچا جو کہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم **نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم** جناب حافظ صاحب! **السلام علی من اتبع الھدی** ! چوں کہ مباحثہ کا وقت قریب آ گیا ہے اور قبل مباحثہ کے شرائط کا طے ہو جانا ضروری ہے۔ اس لئے آپ آج تشریف لا کر شرائط کا فیصلہ کر لیں۔

مؤرخہ یکم/مارچ ۱۹۲۳ء خاکسار عبدالعزیز ٹھیکیدار سکنہ دتیال بقلم خود

اس کے جواب میں ہم نے یہ رقعہ لکھا جو درج ذیل ہے:

اعوذباللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم **نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!**

ٹھیکیدار عبدالعزیز صاحب! بعد ماوجب آں کہ رقعہ پہنچا جو آپ نے شرائط مناظرہ کے متعلق لکھا ہے۔ شرائط مندرجہ ذیل ہیں (۱) ایک منصف ہماری طرف سے اور ایک آپ کی طرف سے ہوگا۔ (۲) ان دونوں منصفوں پر ایک سرپنچ غیرمسلم بتراضی فریقین ہوگا۔ (۳) مسئلہ زیربحث مرزا قادیانی کا اسلام ہوگا۔ آپ کی طرف سے مرزا قادیانی کا اسلام قرآن شریف وحدیث شریف سے ثابت کرنا ہوگا۔ (۴) مناظرہ دس بجے سے پانچ بجے شام تک ہوگا اور نماز ظہر کے لئے اس میں وقفہ ہوگا۔ (۵) انتظام حفظ امن کے ذمہ دار

آپ ہوں گے۔ کیوں کہ آپ کی طرف سے استدعائے مناظرہ ہے۔ (۶) مقام مناظرہ جہاں آپ چاہیں وہاں مقرر ہوگا۔ (۷) مناظرہ تاریخ مقررہ پر ہوگا۔ (۸) باقی شرائط مناظرہ فریقین خود طے کرلیں گے۔

اس کے جواب میں جو رقعہ ان کی طرف سے پہنچا وہ درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شرائط مناظرہ مابین احمدیان وغیر احمدیان مقام دتیال نحمدہٗ ونصلی علٰی رسوله الکریم! السلام علٰی من اتبع الھدی۔ آپ کا رقعہ پہنچا آپ کو تو شرائط طے کرنے لئے بلایا گیا تھا۔ مگر آپ نے چند شرائط لکھ کر بھیج دیں ہیں۔ جواباً میں مفصل شرائط لکھ کر روانہ کرتا ہوں۔

(۱) مبحث دو ہوں گے (۱) حیات مسیح ناصری (۲) صداقت مسیح موعود۔ اس کے لئے آپ کے مقرر کردہ مسئلہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ دعویٰ مسیحیت کے ماتحت ہی مسلمان ہونا ثابت ہوجاتا ہے۔ (۲) دلائل قرآن مجید واحادیث سے ہوں گے جو قرآن مجید کے خلاف نہ ہوں۔ (۳) ہر مبحث کے لئے تین تین گھنٹہ وقت ہوگا۔ (۴) آخری اور پہلی تقریر مدعی کی ہوگی۔ (۵) پہلی پہلی تقریر آدھ آدھ گھنٹہ کی ہوگی۔ باقی دس دس منٹوں کی اور آخری دس منٹ مدعی کے ہوں گے۔ (۶) حیات مسیح کے مسئلہ میں مدعی غیر احمدی فریق اور صداقت مسیح موعود کے مسئلہ میں احمدی فریق مدعی ہوگا۔ (۷) فریقین کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ ہوگا جن کا کام شرائط کے مطابق مناظرہ چلانا ہوگا۔ (۸) مناظر اور پریذیڈنٹ کے سوائے اور کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۹) اگر کوئی مناظر غیر مہذبانہ گفتگو کرے گا تو پریذیڈنٹ کا فرض ہوگا کہ اسے روکے۔ (۱۰) جو وقت پریذیڈنٹ کی گفتگو وغیرہ میں خرچ ہوگا وہ وقت مناظرہ میں محسوب نہ ہوگا۔ (۱۱) ہر دو فریق اپنے اپنے فریق کے حفظ امن کے ذمہ دار ہوں گے۔ (۱۲) اگر آپ بغیر ثالث کے مناظرہ نہیں کرنا چاہتے تو کوئی ایسا شخص مہیا کرو جس میں مندرجہ ذیل شرائط پائے جاتے ہوں۔ عربی زبان اور صرف نحو اور قرآن مجید اور احادیث سے اچھی طرح واقف ہو۔ (۱۳) اس میں فہم اور حق کو قبول کرنے کا مادہ ہو۔ فریقین سے اس کا معاملہ یکساں ہو کسی وجہ سے اس کی دشمنی دوسرے فریق سے زیادہ ہونے کا احتمال نہ ہو۔ (۱۴) جب وہ فیصلہ لکھے تو قسم موکّد بعذاب کے ساتھ لکھے۔ (۱۵) اس حالت میں مناظرہ تحریری وتقریری ہوگا۔ پہلے پرچے لکھے جائیں گے۔ پھر ان کو

پڑھ کر سنایا جائے گا۔(۱۶) مناظرہ مقام دتیال ہوگا وقت دس بجے سے پانچ بجے تک ہوگا۔اگر آپ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ بالا شرائط پر کرلیں۔عبدالعزیز ٹھیکیدار سکنہ دتیال بقلم خود

اعوذباللہ من ھمزات الشیطان واعوذبک رب ان یحضرون.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم** ۔(۱) ٹھیکدار عبدالعزیز صاحب بعد ماوجب آن کہ رقعہ نمبر۲ پہنچا جس میں مکتوب الیہ کا نام نہیں۔اس رقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ نے ہماری پیش کردہ شرائط کو منظور نہیں کیا۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مناظرہ سے گریز کررہے ہیں۔(۲) مسئلہ زیر بحث مرزا قادیانی کا اسلام ایسا مسئلہ ہے جو تمام ابحاث کا (ختم کرنے والا) ہے۔اس پر آپ بحث کرنا چاہتے ہیں تو صاف طور اس کا ایجاب یا انکار لکھ دیں۔(۳) باقی شرائط در بارہ منصفین وسرپنچ اسی طرح سے ہوں گی۔جیسا کہ ہمارے رقعہ نمبر۱ میں درج ہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ سرپنچ عربی زبان وصرف ونحو قرآن وحدیث اچھی طرح جانتا اور حق کو قبول کرنے والا ہو اور فیصلہ بھی بقسم مؤکد بعذاب کرے۔ یہ شرائط آپ کی طرف سے صحیح نہیں جو کوئی ذی شعور آدمی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ (۴) سیدھی بات یہ ہے کہ اگر آپ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو اسی مبحث پر کریں۔جس کا ذکر نمبر۲ اور ہمارے سابقہ رقعہ میں درج ہے۔ ورنہ صاف جواب دیجئے۔لا یا نعم۔ زیادہ ضرورت تحریر نہیں۔ **والسلام علی من اتبع الھدیٰ!**

اس کا جواب جو ٹھیکیدار صاحب کی طرف سے پہنچا وہ یہ ہے۔ رقعہ نمبر۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مکرمی حافظ صاحب!(۱) بعد ماوجب آں کہ آپ کا رقعہ نمبر۲ موصول ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ (مرزا) اصل مسائل متنازعہ فیہا پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔رقعہ نمبر۲ میں ہم صاف بتاچکے ہیں کہ اصل مسئلہ متنازعہ فیہا حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ہے۔اگر آپ کا دعویٰ قرآن مجید وحدیث کی رو سے سچا ثابت ہوجائے گا تو آپ کا مسلمان ہونا بھی ثابت ہوجائے گا۔(۲) چوں کہ مباحثہ مذہبی ہے اس لئے اگر اس میں کسی ثالث کو مقرر کیا جائے تو اس میں شرائط مذکور رقعہ نمبر۲ کا پایا جانا ضروری ہے۔اگر آپ ایسا ثالث مہیا نہیں کرسکتے تو بغیر ثالث کے مناظرے دنیا میں ہوا ہی کرتے ہیں بغیر ثالث کے کرلیں پبلک خود ثالث رہے گی۔جس کو کسی کی سچی بات معلوم ہوگی وہ اختیار کرلے گا۔(۳) اگر آپ بحث کرانا چاہتے ہیں تو اصل

مسائل متنازعہ فیہا پر بحث کرالیں۔ باقی شرائط ہم رقعہ نمبر۲ میں لکھ چکے ہیں۔ ۲/مارچ ۱۹۲۳ء عبدالعزیز ٹھیکیدار سکنہ دتیال۔

اس کا جواب درج ذیل ہے:

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ٹھیکیدار عبدالعزیز صاحب علیک باعلیک آپ کا رقعہ نمبر۳ بجواب رقعہ نمبر۲ پہنچا جو کہ ہماری تحریر کا جواب ہی نہیں۔ (۲) بغیر ثالث یا سرپنچ کے بحث کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے جیسا کہ تحریر سے ثابت ہے۔ (۳) ہمارے رقعہ میں یہ صاف درج ہے کہ مرزا قادیانی کے اسلام پر بحث ہوگی۔ معلوم نہیں کہ آپ اس کو کیوں منظور نہیں کرتے۔ کیوں کہ یہی مسئلہ متنازعہ فیہ ہے۔ (۴) اگر مرزا قادیانی کا مسلمان ہونا ثابت ہوگیا تو اس کے دعویٰ میں بھی تقویت ہوگی۔ طوالت کی ضرورت نہیں۔ رقعہ نمبر۲ کو ذرا غور سے پڑھ کر جواب دیں۔ تحریر ۱۹/پھاگن س۹۷، ۲/مارچ ۱۹۲۳ء اور اسی تاریخ کو (۱۹/پھاگن س۹۷ بروز جمعہ) حاضرین کے انبوہ اور استدعا پر بعد نماز ظہر حافظ سید احمد صاحب نے حیات مسیح اور حافظ عبداللطیف صاحب نے ختم نبوت اور حضرت مولانا جناب قاضی صاحب نے سوانح مرزا پر یکے بعد دیگرے وعظ فرمائے۔ جس سے حاضرین نہایت ہی محظوظ ہوئے۔

رقعہ مندرجہ بالا کا کوئی جواب مرزائیوں کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔ حتی کہ تاریخ مقررہ کے بارہ بجے تک انتظار کیا گیا۔ بڑی انتظار کے بعد روانہ دتیال ہوئے۔ مشتاقین واہالیان اہل اسلام جوق در جوق راستہ میں شامل ہوتے جاتے تھے۔ جب ہم اس جم غفیر کے ساتھ دتیال میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ملاّ قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو وعظ سنا کر بہکا رہا ہے۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ حضرت قاضی صاحب آ گئے تو تمام نے وعظ چھوڑ کر استقبالاً حاضر ہوکر قدم بوسی حاصل کی اور میدان وعظ بادیہ چغد کی طرح ویران ہوگیا۔ صرف ملاّ قادیانی اور چند ایک مرزائی منہ دیکھتے رہ گئے۔ ہم نے اپنا علیحدہ میدان تجویز کیا اور اس جگہ کافی سے زیادہ سواد اعظم کے واسطے فرش وفروش بچھایا گیا۔ بعد نشست وطمانیت آپ نے رقعہ نمبر۳ کا جواب طلب کیا۔ بار بار تقاضا واصرار کے بعد بڑی مشکل سے

جو کچھ جواب موصول ہوا وہ درج ذیل ہے۔

رقعہ نمبر۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب حافظ صاحب آپ کا رقعہ نمبر۳ ملا۔ ہمارا جواب وہی ہے جو پہلے ہم دے چکے ہیں۔ آپ کو خدا کی قسم ہے کہ ہمارے بھی رقعہ جات پبلک کو سنا دیں اور اپنے جوابات بھی۔ اگر آپ کو وہ شرائط منظور نہیں۔ آپ بھی اپنے مولوی صاحب کو بلالیں کہ دونوں مولوی صاحبان شرائط کا تصفیہ کرلیں۔ ۳/مارچ ۱۹۲۳ء بقلم خود عبدالعزیز ٹھیکیدار سکنہ دتیال۔

اس کے بعد چوہدری الہ داد خان صاحب ذیل دار و پنڈت خیالی رام صاحب پٹواری مرزائیوں کے مولوی صاحب کے پاس گئے۔ بڑے حیض بیض کے بعد ملاّ قادیانی نے یہ رقعہ لکھا جو درج ذیل ہے۔

بقول خیالی رام صاحب پٹواری و چوہدری الہ داد صاحب ذیلدار ہم اس بات پر راضی ہیں کہ آدھ گھنٹہ آپ کے مولوی صاحب تقریر کرلیں جو وہ بیان کرنا چاہتے ہیں بیان کریں۔ ہم آدھ گھنٹہ میں اس کا جواب دیں گے۔ ۳/مارچ ۱۹۲۳ء بقلم خود عبدالعزیز ٹھیکیدار سکنہ دتیال

بجواب اس کے ہم نے یہ منظوری کا رقعہ تحریر کیا:

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ! آپ کا رقعہ بدست خیالی رام صاحب پٹواری والہ داد خان صاحب ذیلدار پہنچا۔ آپ کی تجویز ہمیں منظور ہے۔ پہلی تقریر ہماری ہوگی۔ باقی شرائط مولوی صاحبان خود طے کرلیں گے۔ آپ تشریف لے آویں۔

اس کے بعد ملاّ (جلال الدین شمس قادیانی) معہ دیگر (چار پانچ) ہم خیالیوں کے مجمع میں تشریف لائے۔ حضرت قاضی صاحب نے کھڑے ہوکر شرائط مندرجہ رقعات کو طے کرانا چاہا۔ مگر ملاّ قادیانی اپنی تقریر میں انکار ہی کرتے رہے۔ انشاء تقریر میں کہا کہ آپ صرف آدھ گھنٹہ جو کچھ بیان کرنا چاہتے ہیں کریں اور میں آدھ گھنٹہ میں جو کچھ چاہوں گا بیان کروں گا۔ حاضرین نے کہا کہ ہم مناظرہ سننے کے واسطے آئے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہے کہ جو کچھ حضرت قاضی صاحب فرمائیں گے۔ آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ ہم نے ان کا رقعہ دکھلا کر کہا کہ آپ صاف لکھ چکے ہیں کہ آپ جو بیان کریں گے ہم اس کا جواب دیں

گے۔ اب کدھر بھاگ رہے ہو۔ اس پر ملاّ قادیانی نے طوعاً وکرہاً قبول کیا۔ حضرت مولانا قاضی صاحب نے کھڑے ہوکر مرزا قادیانی کے کفر پر حسب ذیل دلائل پیش کئے۔

۱...... ’’لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللّٰہ والیوم الآخر والملٰئکۃ والکتاب والنّبیین.‘‘(البقرہ:۱۷۷)اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق کو کرو یا مغرب کو (یعنی قبلہ کی طرف نماز پڑھنا) لیکن ہاں عمدہ ایمان کی بات یہ ہے کہ ایمان لانا اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور قیامت پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر اور تمام انبیاء علیہم السلام پر اور خدا کے لئے مال خرچ کرنا یعنی یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دینا اور کسی کا قرض ادا کرنا اور نماز کو قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور اپنے وعدہ اور اقرار کو پورا کرنا تکلیف میں صبر کرنا اور لڑائیوں میں ثابت قدم رہنا۔ جو لوگ مسلمان ایسے کام کرتے ہیں وہی سچے اور متقی اور پرہیزگار ہیں۔

مسلمانو! اس آیت شریف میں سولہ احکام ہیں۔ جس کا پورا کرنا حسب استطاعت ہر مسلمان کو نہایت ضروری ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا ان پر ایمان نہیں ہے۔ سب سے اوّل مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں۔ ’’اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی میں) کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۳۰)

علاوہ ازیں اور بھی اسی قسم کے اقوال موجود ہیں اور چوں کہ انہوں نے اب کھلے طور پر دعویٰ نبوت ورسالت کر دیا ہے۔ اس لئے وہ اپنے فتویٰ کے رو سے دائرہ اسلام سے خارج بے دین کاذب اور کافر ٹھہرتے ہیں۔ مرزائی مناظر قیامت تک جواب نہ دے سکیں گے۔

اب میں اپنی بحث کو مختصر کر کے دو امور کی طرف حاضرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ امر اوّل سب سے پہلی اور الہامی کتاب مؤلفہ مرزا قادیانی جو ۱۸۸۰ء و۱۸۸۳ء و۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی۔ اس کے لئے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا کہ یہ الہام سے لکھی گئی ہے۔ اس کی ایک بات کا کوئی جواب دے یا غلط ثابت کرے تو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ کیوں کہ یہ کتاب مجھ کو آں حضرت ﷺ نے دی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ذوالفقار دی

ہے اور یہ قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل ہے۔

بھائیو! یہ کتاب براہین احمدیہ اس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے۔ اس میں درج ہے کہ اس کتاب میں ایک اشتہار ایک مقدمہ چار فصل اور ایک خاتمہ ہے۔ مگر کتاب میں صرف ایک اشتہار اور ایک فصل ہے تین فصل اور ایک خاتمہ ندارد یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کسی ادنیٰ مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ ایسا جھوٹ بولے چہ جائے کہ ایک مدعی نبوت الہامی کتاب بتلا کر خداوند کریم پر افتراء کرے اور ایسی کذب زبانی کا مرتکب ہو۔

اب میں بڑے زور سے مرزائی مناظر کو کہتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں سے نکال کر دکھلائیں کہ وہ تین فصلیں اور ایک خاتمہ کہاں ہیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا تسلیم کرلیں۔

امر دوم: مرزا قادیانی کا الہام (ازالہ اوہام ص ۶۳۵ خزائن ج۳ ص۴۴۳ وتریاق القلوب ص۱۳ خزائن ج۱۵ ص۱۵۲ حاشیہ وضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷ خزائن ج۲۱ ص ۲۵۹ وحقیقت الوحی ص۹۶ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰ ومنظور الٰہی ص ۲۲۸ واربعین نمبر۳ ص ۹ خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) ودیگر کتب میں ہے کہ:

''میری عمر ۸۰ سال کی ہے۔''

اور اخبار الحکم قادیان ج۷، نمبر ۴۶، ۴۷، ص ۱۵، کالم نمبر۱ مؤرخہ ۱۷و۲۴؍دسمبر ۱۹۰۳ء میں ہے کہ ''ایک صاحب قبر کی دعا سے میری عمر ۹۵ سال کی ہوگی۔''

(ازالہ اوہام ص ۹۴۵ خزائن ج۳ ص ۶۲۴) میں لکھا ہے کہ ''مولوی مردان علی حیدرآبادی نے اپنی عمر میں سے ۵ سال کاٹ کر مرزا قادیانی کے پاس بھیجی جو انہوں نے قبول کرلی۔'' اس حساب سے پورے سو سال مرزا قادیانی کی عمر ہونی چاہئے تھی۔ حالاں کہ مرزا قادیانی ۶۶ سال کی عمر میں منکوحہ آسمانی کو ترستے ہوئے اس جہان سے سدھار گئے۔ اس سے بڑھ کر مرزا قادیانی کے جھوٹا اور مفتری علی اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

اس موقعہ پر جب قاضی صاحب نے صاحب قبر سے ۱۵ سال اور عمر عطا ہونا بیان فرمایا تو مرزائی مناظر نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے بتلاؤ کہاں لکھا ہے۔ قاضی صاحب نے اخبار دکھلانے میں ذرا تامل کیا تو مرزائی مناظر پھول کر کہنے لگا کہ اگر اخبار سے ایسا دکھلا دو تو ۱۰۰ روپیہ انعام دوں گا۔ قاضی صاحب نے فی الفور اخبار الحکم سے اصل عبارت پڑھ کر سنا دی۔ تب مرزائی مناظر کا چہرہ زرد ہوگیا اور ایسا خاموش ہوا کہ پھر بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔

قاضی صاحب نے فرمایا کہ سارا مناظرہ اب ان دو امور پر منحصر ہے۔ زیادہ بحث کی ضرورت نہیں اسی پر فیصلہ ہے۔ مرزائی مناظر کھڑا تو ہوا لیکن قدم ڈگمگا رہے تھے اور اعضاء پر رعشہ طاری تھا۔ کچھ ادھر ادھر کی بے محل باتیں کہنی شروع کیں۔ حاضرین نے روکا اور دونوں امور کے جواب کا مطالبہ کیا۔ مگر مرزائی مناظر جواب دینے سے بالکل عاجز ہوگیا۔ مسلمانوں نے خوشی کے نعرے لگائے اور مرزائی شرم سار و ذلیل ہوکر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قاضی صاحب نے عقائد مرزائی پر مختصر مؤثر وعظ فرمایا۔ حاضرین نہایت محظوظ ہوئے اور مرزائیوں سے قطع تعلق کا اعلان ہوگیا۔

اس کے بعد قاضی صاحب کا ایک روز سموال میں قیام رہا اور دوسرے روز باشندگان موضع گسیٹ پور کی التجا سے وہاں جاکر عقائد مرزائیہ پر پرزور وعظ فرمایا۔ اس کے بعد قاضی صاحب بڑی عزت واحترام سے رخصت کئے گئے اور مرزائی مناظر کی جو عزت وحرمت راستہ میں ہوئی وہ خود جانتے ہیں۔

شکریہ: ہم جملہ مسلمانان سموال ودتیال وگردونواح کا بالعموم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کامل ایمانداری کا ثبوت دیا۔ خدا برکت کرے اس جگہ حافظ سید محمد صاحب وسید محمد شاہ صاحب وسید احمد شاہ صاحب وچوہدری اﷲ داد خان صاحب ذیلدار وحسن محمد وشرف دین کی مساعی جلیلہ کے بھی ہم شکرگزار ہیں جن کی موجودگی میں ہر طرح کی امن وخوبی سے مناظرہ اختتام کو پہنچا۔ نیز ہم میاں سلطان احمد امام مسجد ودیگر مسلمانان موضع بڑجن وڈھک وتھاتھی داخلی، دھڑہال، گگان ضلع میرپور کی اعانت وحمیت اسلام کے بھی تہہ دل سے مشکور ہیں۔ جزاہم اﷲ والسلام   دستخط معتبرین مجلس

سید احمد شاہ صاحب نوگران، چوہدی الہ داد خان ذیلدار، چوہدری روشن خان نمبردار ساہنگ، حاکم خان نمبردار ہنی، پہلوان خان بنی، مہدی خان بنی، محمد خان نمبردار بنی، مہدی خان نمبردار گسیٹ پور، نور خان نمبردار گسیٹ پور، خوشی محمد نمبردار العلی۔ غلام قادر نمبردار منڈا، سجاول خان مہمد پور، راجہ نمبردار ساہنگ، باغ علی خان گسیٹ پور، سید محمد شاہ صاحب دتیال، شرف دین زمیندار دتیال، حسن محمد دتیال، عطا محمد دتیال، حسن محمد کوٹھہ۔

دستخط سیکرٹری: راقم خاکسار حافظ محمد سیکرٹری انجمن حنفیہ سموال شریف بقلم خود

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی مذہب کی حقیقت

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی جانچ پڑتال

جناب مرزا محمد مہدی

مولفہ مرزا محمد مہدی عفی عنہ

مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی

کے دعوی

قادیانی مذہب کی حقیقت

کی

جانچ پرتال

باہتمام محمد قادر بخش پرنٹر

اصح المطابع پریس تحسین گنج ٹولہ لکھنؤ

میں چھپی

قیمت ۲/ دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء

کتاب کے ملنے کا پتہ [illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اے اللہ تو میری مدد کر اور شر شیطان سے بچا، بواسطہ اپنی رحمت والے ناموں کے اے رحمان اے رحیم تو میری دعا قبول کر لے۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ کی جانچ پڑتال کرتا ہوں اور خواہش مند ہوں کہ اصلی حقیقت کا اظہار کر سکوں تاکہ بندگان خدا آگاہ ہوں اور غور کریں۔ آئندہ لوگ غلطی نہ کریں اور جو غلطی کر چکے ہیں وہ تائب ہو جائیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کون تھے

مرزا محمد عطا صاحب قادیان کے ایک رئیس تھے۔ ان کے قائم مقام ان کے بیٹے غلام مرتضیٰ صاحب ہوئے سکھوں نے ان کی ریاست چھین لی اور ان کو جلاوطن کر دیا۔ زمانہ رنجیت سنگھ میں غلام مرتضیٰ صاحب نے دربار رنجیت سنگھ میں رسائی پیدا کر کے اپنی کھوئی ہوئی ریاست میں سے پانچ مواضعات پھر حاصل کر لئے۔ لیکن ان کو اس کامیابی سے تسکین نہ ہوئی۔

(کتاب البریہ حاشیہ ص۱۴۴،۱۴۵ خزائن ج۱۳ ص۱۷۵) میں یوں تحریر ہے ''حالاں کہ پانچ چھ دیہات رنجیت سنگھ کے عہد میں واپس لے کر قبضہ میں کر چکے تھے اور سرکار انگریزی کی طرف سے بحیثیت رئیس جو سالانہ انعام ملتا تھا اور جو ایام ملازمت کی پنشن مقرر تھی'' وہ سب ایک قانع شخص کے بعزت گزارہ کرنے کے لئے کافی تھی۔ لیکن انہوں نے مرتے دم ان کوششوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔'' (کتاب البریہ ص۱۵۶ حاشیہ خزائن ج۱۳ ص۱۸۸)

''۱۸۳۹ء اور ۱۲۵۵ھ میں غلام مرتضیٰ صاحب کے یہاں مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوئے۔'' (کتاب البریہ ص۱۴۶ حاشیہ خزائن ج۱۳ ص۱۷۷)

مرزا قادیانی کی ننھیال کا ذکر براہین احمدیہ میں کہیں پر نہیں ہے۔

''مرزا قادیانی کو دس برس کی عمر تک فارسی وغیرہ کی تعلیم دی گئی۔ بعد دس برس کی عمر کے مرزا قادیانی کو عربی کی تعلیم شروع کرا دی گئی اور بعد سترہ برس کی عمر کے مرزا قادیانی کے لئے ایک قابل مولوی جن کا نام گل علی شاہ تھا بلائے گئے۔ جن سے مرزا قادیانی نے صرف ونحو اور منطق اور دیگر علوم عربیہ حاصل کئے اس کے بعد طب بھی پڑھ لی۔''

(کتاب البریہ ص۱۴۸ تا ۱۵۰ خزائن ج۱۳ ص۱۷۹ تا ۱۸۱)

مرزا قادیانی نے ایک مرتبہ وکالت کا امتحان پاس کرنے کی کوشش کی لیکن

ناکامیاب رہے۔

(سیرت المہدی ج اوّل ص ۱۵۶ قدیم ایڈیشن روایت نمبر ۱۵۰، سیرت المہدی ج اوّل حصہ اوّل ص ۱۴۲، روایت نمبر ۱۵۰ طبع جدید)

مرزاقادیانی نے ضلع سیالکوٹ میں انگریزی ملازمت بھی کی لیکن عہدہ کا نام درج نہیں ہے۔

(سیرت المہدی ج اوّل ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹ طبع قدیم، سیرت المہدی ج اوّل حصہ اول ص ۳۹، روایت نمبر ۴۹ طبع جدید)

(براہین احمدیہ ص ۶۵ قدیم ایڈیشن مندرجہ مرزاقادیانی کے حالات) پر تحریر ہے ''جس صیغہ پر آپ مامور تھے وہ اغراض شکم پروری کے لئے بہت ہی اچھا صیغہ تھا۔''

مرزاقادیانی کے والد اپنے آباؤاجداد کے بعض دیہات کے واپس لینے کے لئے مقدمات انگریزی عدالت میں دائر کیا کرتے تھے۔ ان مقدمات کی پیروی ونیز دیگر امور زمینداری کی نگرانی مرزاقادیانی کے سپرد تھی۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۵۱ خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۲)

مرزاقادیانی کے والد میں مقدمہ بازی کی عادت ان کے مرتے دم تک رہی۔ مگر ہمیشہ ناکامیاب رہے۔

مرزاقادیانی کے والد کا بہت بڑا وقت ایسے ہی دنیاوی کاموں میں صرف ہوا۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے ''میں نے جس قدر اس پلید دنیا کے لئے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شاید آج قطب یا غوث وقت ہو جاتا۔''

(کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۵۶ خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۸)

مرزاقادیانی کو کتب بینی کا بہت شوق تھا۔ مرزاقادیانی نے ہر ایک مذہب کی کتابیں بڑے غوروخوض سے پڑھی تھیں اور اکثر مذہبوں کے اکابر اور مشاہیر پیشواؤں سے ملاقات کی اور ان کے عقائد اور خیالات سنے۔ مرزاقادیانی کا دعویٰ ہے کہ ان کو وحی اور الہام ان کے والد کی حیات سے ہوتا تھا۔ گزشتہ انبیاء اور اولیاء سے ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ، حسنین، علی، فاطمہ رضی اللہ عنہم عین بیداری میں مرزاقادیانی کے پاس آئے تھے۔'' (کتاب البریہ ص ۱۶۵ خزائن ج ۱۳ ص ۱۹۸ حاشیہ)

مرزاقادیانی نے اپنے والد کے انتقال کے بعد جن کی تاریخ وفات درج نہیں ہے، مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۸ خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱ حاشیہ) یہ دعویٰ بموجب وحی تھا۔ اس وقت مرزاقادیانی کی عمر چالیس سال کی تھی۔ تقریباً تیرہویں صدی کے آخر میں

۱۲۹۵ھ میں مرزا قادیانی نے اپنا پہلا دعویٰ مجدد ہونے کا پبلک کے سامنے پیش کیا۔ پھر مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی پر بقول خود الہامات اور ’’وحی کی بارش ہونے لگی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

پہلے وحی عربی زبان میں نازل ہوتی تھی۔ پھر آخر میں شاید کسی وجہ سے اردو فارسی اور انگریزی میں وحی آنے لگی۔ مرزا قادیانی کو خدا نے:

’’احمد‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۲۰، خزائن ج۱۶ ص۵۳)

’’عیسیٰ ابن مریم‘‘

(کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰ و ازالہ اوہام ص۶۳۴، خزائن ج۳ ص۴۴۲)

’’اور ابراہیم‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۳، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

وغیرہ وغیرہ ناموں سے خطاب کیا ہے اور رسول کہا ہے۔

مذکورہ بالا نوٹ براہین احمدیہ مطبوعہ بار چہارم سے (ص۵۷ سے ۸۱) تک کئے گئے ہیں۔

بیان مرزا غلام احمد قادیانی

’’اے بھائیو میں اللہ جل شانہ سے الہام دیا گیا ہوں اور علوم ولایت میں سے مجھے علم عطا ہوا ہے۔ پھر میں صدی کے سر پر مبعوث کیا گیا تا اس امت کے دین کی تجدید کروں اور ایک حکم بن کر ان کے اختلافات کو درمیان سے اٹھاؤں اور صلیب کو آسمانی نشانوں کے ساتھ توڑوں اور قوت الٰہی سے زمین میں تبدیلی پیدا کروں اور اللہ تعالیٰ نے الہام صریح اور وحی صحیح سے مجھے مسیح موعود اور مہدی موعود کے نام سے پکارا اور میں فریبیوں میں سے نہیں اور نہ میں ایسا ہوں کہ میری زبان پر جھوٹ جاری ہوتا اور میں لوگوں کو بدی میں ڈالتا اور جھوٹوں کے انجام کو آپ لوگ جانتے ہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے۔ باوجود اس کے کہ میں نے اپنے نفس پر یہ تنگی کر رکھی تھی کہ میں کسی الہام کی پیروی نہ کروں۔ مگر بعد اس کے کہ بار بار خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کا اعلام ہوا اور قرآن اور حدیث سے بھی بکلی موافق ہو اور پوری پوری مطابقت ہو۔ پھر اس کارروائی کے لئے ایک یہ شرط بھی میری طرف سے تھی کہ میں الہام کے بارہ میں اس کے کناروں تک نظر ڈالوں اور بغیر مشاہدہ خوارق کے قبول نہ کروں۔ پس بخدا میں نے اپنے الہام میں ان تمام شرطوں کو پایا اور میں نے ان کو سچائی کا

باغ دیکھا۔'' (نجم الہدیٰ ص ۱۱ خزائن ج ۱۴ ص ۵۹، ۶۰)

مرزا قادیانی کے مذکورہ بیان میں ذیل کے امور ضروری اور تنقیح طلب ہیں:

۱...... کیا مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام یا وحی آتی تھی۔
۲...... کیا مرزا قادیانی کو علوم ولایت میں سے علم عطا ہوا۔
۳...... کیا مرزا قادیانی صدی کے سر پر تجدید دین کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔
۴...... کیا مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو دفع کیا۔
۵...... کیا مرزا قادیانی مسیح موعود اور مہدی موعود تھے۔

ہم تنقیح نمبر۱ ونمبر۲ پر پہلے شہادت قلم بند کرتے ہیں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲ خزائن ج ۲۱ ص ۶۶ ملخص عبارت)

''الرحمن علم القرآن لتنذر قوماً ما انذرا باء هم ولتستبين سبيل المجرمين قل انى امرت وانا اوّل المؤمنين. یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھایا اور اس کے صحیح معنی تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تو ان لوگوں کو بدانجام سے ڈراوے کہ جو بباعث پشت در پشت غفلت اور متنبہ نہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جاوے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ان سے کہہ دے کہ میں مامور من اللہ ہوں اور اوّل المؤمنین ہوں۔''

مرزا قادیانی کی مذکورۂ بالا الہام سے ثابت ہے کہ خدا نے مرزا قادیانی کو قرآن کا علم عطا کیا۔ یعنی اندھے اور جاہل حافظ کی طرح نہیں۔ کیوں کہ مرزا قادیانی پہلے ہی سے عربی میں عالم تھے بلکہ جیسا کہ اوپر تفسیر موجود ہے۔

مرزا قادیانی کا علم قرآن اور ایک آیت کے مطلب کا بیان

''هوالذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔

اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ

خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸،۴۹۹ خزائن ج۱ ص۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

مرزا قادیانی کی مذکورہ تحریر پر لوگوں نے اعتراضات جڑ دیئے اور شاید یہ اعتراض بھی ہوا کہ مسیح علیہ السلام تو ابھی آئے نہیں اور آپ صرف ان کی پہلی زندگی کا نمونہ یا مثیل ہیں۔ لہٰذا آپ ایسے شخص پر ایمان لانے کے لئے نہ قرآن میں کوئی حکم ہے نہ کوئی حکم رسول ہے تو ہم آپ پر ایمان کیوں لائیں اور جو آپ کے کہنے سے آپ پر ایمان لائیں تو اس میں کھلا ہوا خطرہ ہے وہ یہ کہ جھوٹے مسیح کے آنے کی خبر ہم کو پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا جب ہم سے روز حشر سوال کیا جاوے گا کہ تمہارے پاس کون سا حکم قرآن اور کون سا حکم رسول تھا۔ جس کے بموجب تم نے مسیح کے مثیل کی پیروی کی کیا تمہارے کانوں تک جھوٹے مسیح کے آنے کی خبر نہ پہنچی تھی۔ کیا ہم نے تم کو سمجھ نہ دی تھی کہ تم امتیاز کر سکتے کہ مسیح اور مثیل مسیح میں اصلی اور نقلی کون ہے۔ تب مرزا قادیانی ہم کیا جواب دیں گے۔

مرزا قادیانی گھبرائے اور انہوں نے فوراً وحی کی آڑ لی اور بندگان خدا کو یوں مغالطہ دیا کہ ’’مجھ کو بذریعہ الہام معلوم ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوگیا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۶۲ خزائن ج۳ ص۴۰۲)

غلط اور دھوکا ہے وغیرہ وغیرہ اور اپنے بیان کی تائید میں بعض حدیثوں کو غلط بتایا بعض کو غلط معنی پہنائے۔ آیات قرآن کی غلط تاویل کی۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰ حاشیہ خزائن ج۱۷ ص۵۱)

لوگوں نے اس پر بھی اعتراضات کئے اور شاید یہ اعتراض بھی کیا کہ آپ اب کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اب نہیں آئیں گے لیکن آپ نے آیت ’’ھوالذی ارسل‘‘ کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا اقرار کیا ہے۔ یہ دورنگی کیسی۔ مرزا قادیانی نے پھر یوں پلٹا کھایا۔

دیکھو (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۹۷،۱۹۸ خزائن ج۳ ص۱۹۶،۱۹۷) ’’میں نے براہین میں جو کچھ مسیح ابن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ

کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں سو اسی ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے براہین میں لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی دونوں طور پر خلافت ہوگی...... اب جو خدائے تعالیٰ نے حقیقت امر (وفات مسیح) کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا تو عام طور پر اس کا اعلان ازبس ضروری تھا۔''

دروغ گورا حافظہ نباشد۔ مرزا قادیانی سفید جھوٹ بولنے لگے۔ مرزا قادیانی نے براہین میں مقام مذکور پر کوئی عقیدہ یا حدیث نہیں بیان کی تھی۔ بلکہ آیت ''ھو الذی ارسل'' کی تفسیر بیان کی تھی اور تحریر کیا تھا ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸ خزائن ج اص ۵۹۳ حاشیہ درحاشیہ نمبر۳)

مگر یہ تفسیر یا مطلب آیت مذکور بذریعہ الہام باطل ہوگیا جس سے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی آیت مذکور کا مطلب اور مفہوم نہیں سمجھتے تھے اور جو کچھ سمجھے تھے غلط سمجھے تھے۔ اس سبب سے یہ مان لینا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کو علوم ولایت میں سے علم نہیں دیا گیا۔ کیوں کہ یہ غلطی مرزا قادیانی سے مسیح موعود ہونے کے بعد ہوئی ہے اور اقراری غلطی ہے۔ رحمٰن نے گر مرزا قادیانی کو قرآن اس دعویٰ سے بہت قبل سمجھا دیا۔ بوجوہات بالا میں مجبور ہوں کہ تنقیح نمبر۲ کا فیصلہ مرزا قادیانی کے خلاف کروں۔

جب کہ یہ ثابت ہوگیا ہے اور مرزا قادیانی نے خود بھی تسلیم کرلیا ہے کہ آیت ''ھو الذی ارسل'' کا مطلب مرزا قادیانی نہیں سمجھے تھے اور جو کچھ سمجھے تھے وہ غلط سمجھے تھے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ الہام ''الرحمن علم القرآن لتنذر قوماً ما انذر اباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲ خزائن ج ۲۱ ص ۶۶) منجانب خدا نہ تھا۔ کیوں کہ اگر خدا کسی جاہل کو قرآن سمجھا دیتا تو وہ کبھی نہ بھولتا۔ تعجب کہ مرزا قادیانی ایسے عربی دان کو خدا نے قرآن سمجھایا۔ مگر مرزا قادیانی ایک آیت کا مطلب نہ سمجھے اور جو کچھ سمجھے وہ غلط سمجھے۔

لہٰذا میں تنقیح نمبر۱ کا فیصلہ بھی مرزا قادیانی کے خلاف کرتا ہوں۔

تنقیح نمبر۳

کیا مرزا قادیانی صدی کے سر پر مبعوث کئے گئے تھے اور تجدید دین کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔

’’مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء اور ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔‘‘

(کتاب البریہ ص۱۴۶ خزائن ج۱۳ ص۱۷۷)

’’محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح مرزا قادیانی جب چالیس برس کی عمر کو پہنچے تب مبعوث ہوئے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۸۱ قدیم ایڈیشن مندرجہ مرزا قادیانی کے مختصر حالات) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ۱۲۹۵ھ میں مبعوث ہوئے۔

’’**یا احمد بارک اللہ فیک ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی الرحمن علم القرآن لتنذر قوماً ما انذر اباء ھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین**‘‘

مرزا قادیانی کی مبعوث ہونے کی تاریخ اور نہ اس الہام کے نازل ہونے کی تاریخ درج ہے جس سے مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے مجدد مقرر ہوئے۔ مگر مذکورہ بالا الہام جس میں مرزا قادیانی کے مجدد مقرر ہونے کی مکرر خبر ہے اور جو مرزا قادیانی پر مارچ ۱۸۸۲ء میں نازل ہوا۔ جب کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کی دوسری اشاعت کے لئے حاشیہ لکھ رہے تھے۔ (دیکھو براہین احمدیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۱ ص۲۳۸ خزائن ج۱ ص۲۶۵) مذکورہ بالا تاریخ سے بھی ربیع الثانی یا جمادی الاوّل ۱۲۹۹ھ تیرہویں صدی پڑتی ہے۔

لہٰذا یہ ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی صدی کے سر پر نہیں بلکہ تیرہویں صدی کے ٹھیک ٹھیک دم پر مبعوث ہوئے چوں کہ جہاد مسلمانوں کے اصول دین میں ہے۔ قرآن شریف میں جہاد کے احکام ہیں، جہاد کرنے والوں کی تعریفیں ہیں اور نہ جہاد کرنے والوں کی مذمتیں۔

’’**یا ایھا النبی جاھدوا...... وبئس المصیر**‘‘ (توبہ:۷۳،۸۱،۱۱۱) ترجمہ: اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو اور ان پر سختی کرو اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

’’**فرح المخلّفون...... نار جھنم اشد حرّا**‘‘ ترجمہ: پیچھے رہ جانے والے

رسول خدا کے خلاف اپنے بیٹھے رہنے سے خوشی ہوئی۔ اسی سے انہوں نے نفرت کی کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے اور لوگوں سے کہا کہ گرمی میں نہ نکلو تم کہہ دو کہ آتش دوزخ کی گرمی تو بہت بڑھی ہوئی ہے۔

’’ان اللہ اشتری من المؤمنین...... والتوراۃ والانجیل والقرآن‘‘

ترجمہ: بے شک اللہ نے مؤمنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات کے معاوضہ میں خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے وہ راہ خدا میں قتال کرتے ہیں، وہ قتل کریں گے بھی اور قتل کئے بھی جائیں گے۔ اس پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں موجود ہے۔

مگر مرزا قادیانی نے احکام خدا کو باطل اور رد کر دیا اور حکم دے دیا کہ جہاد ہمیشہ کے لئے قطعی ناجائز ہے۔

مسیح موعود کی طرف سے دینی جہاد کی ممانعت

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷، ۷۸)

مرزا قادیانی نے منسوخی جہاد کا حکم دے کر بجائے دین کی تجدید کرنے کے دین کی تکفیر کی۔ چوں کہ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی بجائے صدی کے سر پر مبعوث ہونے کے ٹھیک صدی دم پر مبعوث ہوئے اور انہوں نے بجائے تجدید دین کے دین کی رد اور تکفیر کی۔ لہٰذا میں تنقیح نمبر ۳ کا فیصلہ بھی مرزا قادیانی کے خلاف کرتا ہوں۔

تنقیح نمبر ۴

کیا مرزا قادیانی نے مذہبی اختلافات کو دفع کیا۔

تمام عالم گواہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اختلافات کو اور بڑھا دیا۔ پہلے اگر اسلام ٹکڑے ہو کر بہتر فرقوں میں منقسم تھا تو مرزا قادیانی نے آ کر تہتر فرقے کر دیئے۔ چوں کہ یہ ایک بیّن بات ہے۔ اس میں شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ لہٰذا میں بغیر کسی قسم کی شہادت قلم

بند کئے اس تنقیح کا بھی فیصلہ مرزا قادیانی کے خلاف کرتا ہوں۔

تنقیح نمبر۵

کیا مرزا قادیانی مسیح موعود اور مہدی موعود تھے۔

اسی تنقیح کے پہلے جز پر ہم حضرت متی شاگرد جناب عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت قلم بند کرتے ہیں۔

(متی باب۲۴) ب۴: اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔

۵: یسوع نے ان سے کہا کہ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیوں کہ بہتیرے میرے نام سے آویں گے اور اپنے کو مسیح کہیں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔

۶: اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے خبردار گھبرانا نہیں۔ کیوں کہ ان باتوں کا ہونا ضروری ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔

۷: کیوں کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی جگہ بجگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔

۸: لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہے ہوں گے۔

۲۱: کیوں کہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی ہے نہ کبھی ہوگی۔

۲۳: اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں تو یقین نہ کرنا۔

۲۵: کیوں کہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدہ لوگوں کو بھی گمراہ کرلیں۔

۲۹: اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہوجائے گا اور چاند روشنی نہ دے گا۔

۳۰: اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گے۔

حضرت مرقس اور حضرت لوقا نے جناب متی کے مندرجہ بالا بیان کی تائید کی ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ قبل آمد مسیح علیہ السلام بھونچال آئے گی جابجا کال اور مری پڑے گی اور آسمان

پر بڑے بڑے دہشت ناک چیزیں اور نشان ظاہر ہوں گے۔ زمین پر قوموں کو تکلیف ہوگی۔ کیوں کہ وہ سمندر کے شور اور طوفان سے گھبرا جائے گی۔

جناب متی کے مذکورہ بالا بیان کے بموجب مرزا قادیانی مسیح موعود نہ تھے کیوں کہ مرزا قادیانی کا ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوگیا اور نشانات آمد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۹۱۴ء سے شروع ہوئے ہیں۔ ابھی مذکورہ بڑے مصیبت کا شروع ہے۔ اس کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند روشنی نہ دے گا۔ تب حضرت عیسیٰ تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی ان جھوٹے مسیحوں میں سے تھے جن کی بابت جناب متی نے اوپر خبر دی ہے۔

قرآن اور انجیل کے ماننے والوں کے لئے یہ مسلمہ بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ شاگرد برگزیدہ لوگ تھے۔ ان کے منہ میں جھوٹ اور دل میں فریب نہ تھا۔ ان لوگوں نے جو کچھ لکھا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہدایتیں لکھیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ کسی نے کچھ کم لکھا اور کسی نے کچھ زیادہ لکھا اس کا انحصار ہر ایک کی قوت حافظہ اور وقتی ضرورت پر تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بیان میں کہیں تحریف تو نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مذکورہ بیان تحریف سے بالکل پاک ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ انیس سو چودہ برس بعد یعنی ۱۹۱۴ء سے مذکورہ بتائے ہوئے نشانات وقوع میں آگئے اور آرہے ہیں اور آئندہ بھی ضرور آئیں گے۔

جھوٹے مسیحیوں کی خبر اور ان سے خبردار رہنے کی ہدایت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے قبل کا نشان یہ بتایا ہے کہ تم لڑائیاں اور لڑائیوں کے افواہ سنو گے۔ ایسا ہی ہوا ۱۹۱۴ء سے بلجیم، فرانس، اسٹریا، بلغاریہ اور روس میں وارسا تک ایک جنگی محاذ قائم ہوگیا۔ جس کا طول سینکڑوں میل کا تھا۔ حدود ٹرکی مصر اور عرب وغیرہ کا ذکر نہیں۔ ایسے طویل محاذ پر انسان پہلو بہ پہلو ایک دوسرے کے قتل کرنے کو اور دو دو تین تین میل کے محاذ پر حملے ہوتے تھے۔ ان خون ریزیوں کی خبر روز دنیا بھر میں بذریعہ اشتہارات شائع ہوتے تھے۔ یہ سلسلہ بڑے زور سے چار برس کچھ ماہ رہا اور تھوڑا بہت اب تک ہے۔ ایسی کثیر اور طویل لڑائیاں ابتدائے دنیا سے وقوع میں نہیں آئیں۔ اس کثرت اور طوالت کا کیسا جامع لفظوں میں اظہار کیا ہے جو ترجمہ ہوکر ہر زبان میں جامع ہے۔ اس نشان کے پورا ہونے سے تحریف کا شک جاتا رہا۔

دوسرا نشان یہ بتایا ہے کہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی۔ یہ

ترکیب الفاظ بھی حد درجہ کی کثرت ظاہر کرتے ہیں اور ایسا ہی ہوا۔ مذکورہ جنگ میں دنیا کی تمام قومیں جنگ میں شریک ہوئیں۔ کیوں کہ جنگ کے بہت محکمے تھے۔ مگر دنیا بھر میں دو تین چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں باقی رہیں جو خونی محاذ پر نہیں گئیں۔ صرف تجارتی جنگ میں مشغول رہیں۔ اس میں کسی قدر نقصان جان برداشت کرنا پڑا اور ممکن ہے کہ آئندہ بھی برداشت کرنا پڑے۔

جناب مرقس نے بتایا ہے کہ آسمان پر دہشت ناک چیزیں اور نشان ظاہر ہوں گے، دہشت ناک چیزوں سے مراد ہوائی جہاز ہیں جن میں کے بعض تین تین سو فٹ کے لمبے تھے اور لوگوں کے لئے بڑے دہشت ناک تھے۔ ان کی آمد کی خبر سن کر لوگ تہہ خانوں میں چھپ جاتے تھے۔ ہزاروں تہہ خانے اسی خوف سے بنائے گئے تھے۔ لندن میں بعض عورتوں کا دم ہوائی جہاز کے وہم سے نکل گیا۔ اس نشان نے بھی سچا ہوکر تحریف کے وہم کو دفع کر دیا۔

پھر یہ بتایا کہ زمین پر قوموں کو تکلیف ہوگی۔ کیوں کہ وہ سمندر کے شور اور طوفان سے گھبرائیں گے۔ سمندر شور کے اور طوفان سے مراد جہانوں کا اور آدمیوں کا سمندر میں ڈوبنا ہے۔ زمانہ جنگ میں دو چار جہاز روز ڈوبتے تھے اور جہازوں کے ڈوبنے سے گرانی ہوگئی تھی۔ جس سے دنیا بھر میں کل قوموں کو تکلیف تھی۔ اس نشان نے بھی سچا ہوکر تحریف کے یقین کو باطل کر دیا۔ یہ خیال رہے کہ یہ نشانات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کے ابتدائی نشانات ہیں۔

پھر نشانات مذکورہ کے بعد یہ بتایا ہے کہ ایسی بڑی مصیبت ہوگی جو شروع سے اب تک نہ ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ یہ مصیبت بھی شروع ہوگئی ہے۔ آج کل بادشاہ اور رعیت فاتح اور مفتوح سب پریشان ہیں۔ گرانی روز بروز خلاف توقع بڑھتی جاتی ہے۔ انہیں دنوں میں آسمانی مصیبتیں بھی نازل ہوں گی۔ یہ نشان بھی جس قدر کہ وقت گزرا ہے سچا ثابت ہوا ہے۔

مذکورہ بالا تعلیم کے بعد یہ ہدایت کی ہے کہ ان نشانات کے وقوع تک اگر کوئی تم سے کہے کہ مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا کیوں کہ جھوٹے مسیح اور نبی (یعنی جھوٹے مہدی) اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدہ لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ جناب متی کے مذکورہ بالا شہادت سے جو تحریف سے پاک ثابت ہو چکی ہے۔ یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا قادیانی اس زمانہ میں آئے اور چلے گئے جو زمانہ جھوٹے مسیحوں کے آنے کا تھا۔ لہٰذا مرزا قادیانی سچے مسیح موعود نہ تھے۔ اصلی مسیح موعود موجودہ

مصیبت کے بعد جب سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند روشنی نہ دے گا تب آوے گا۔

مرزا قادیانی ایک عالم آدمی تھے اور خوب جانتے تھے کہ لوگ کیسے مسیح کے منتظر ہیں اور ان کی کتابیں کسی مسیح کی خبر دے رہی ہیں۔ بموجب جناب متی کی ہدایت کے جو جھوٹے مسیحوں کی بابت تحریر ہے مرزا قادیانی نے اپنے عجیب کاموں میں سے علاوہ وفات مسیح کے ایک یہ کام بھی دکھایا کہ پہلے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا یعنی جس کے لوگ منتظر تھے جس کی ان کی کتابیں خبر دے رہی تھیں۔ پھر بعد کو مرزا قادیانی نے مجبوراً یہ اقرار بھی کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں بلکہ مثیل مسیح ہوں۔ مثیل ہمیشہ جھوٹے کو کہتے ہیں۔ مثیل اور اصل میں جھوٹے اور سچے کا فرق ہوتا ہے۔ اس پر بھی لوگ نہیں سمجھتے۔ حوارین عیسیٰ علیہ السلام کی اناجیل میں جھوٹے مسیحوں کی آمد اور شناخت کے واضح ترین نشانات اور ان کے فریب سے محفوظ رہنے کے ہدایات موجود ہیں۔ جس پر بھی آج سات لاکھ آدمی مرزا قادیانی کے پیرو ہیں۔ جیسا کہ اوپر جناب متی نے بتایا ہے کہ جھوٹے مسیح بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے پورا ہوا۔

اگر یہ کہا جائے کہ سوائے اسلامی احادیث کے حوارین عیسیٰ علیہ السلام کی اناجیل مسلمانوں کے لئے قابل اعتبار شہادت نہیں ہو سکتی ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ بوجوہات ذیل اس مسئلہ پر انجیل ہی کی شہادت ضروری اور لازمی ہے۔

۱...... مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی جانچ انجیلوں سے ہونا چاہئے۔

۲...... عیسائیوں پر جن کی تعداد مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ انجیلوں سے حجت قائم کی جا سکتی ہے جو ثبوت انجیلوں سے پیش کیا جائے گا عیسائی اسی کے پابند ہو سکتے ہیں۔

۳...... آں حضرت ﷺ نے اپنی رسالت کا ثبوت عیسائیوں کو ان کی انجیل سے دیا اور یہودیوں کو توریت سے دیا۔ مرزا قادیانی اگر سچے مسیح موعود ہوتے تو انجیل کی کسوٹی پر ٹھیک اترتے۔

پھر یہ بھی سمجھ لینا ضرور ہے کہ حوارین عیسیٰ علیہ السلام کی انجیلوں میں اور اسلامی تاریخوں میں فرق کیا ہے۔ مذکورہ اناجیل کے اصل لکھنے والے حوارین عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ جنہوں نے واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے سنے اور لکھے اور اسلامی تاریخ کے لکھنے والے وہ شخص تھے جنہوں نے واقعات خود آں حضرت ﷺ سے نہیں سنے بلکہ دوسرے لوگوں سے سلسلہ وار ان تک واقعات کی خبر پہنچی اور انہوں نے لکھا۔ لکھنے والوں کو ایک واقعہ کو کئی کئی

طرح سے لکھنا پڑا ان میں قابل عمل ویقین وہی سمجھی جاتی ہیں جو قرآن شریف کے خلاف نہ ہوں۔ لہٰذا مذکورہ حوارین عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کے واقعات جو قرآن کے خلاف نہ ہوں کیوں نہ قابل یقین اور واجب العمل سمجھے جاویں اور تحریف سے پاک ثابت ہونے پر چوں وچرا کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

لہٰذا بموجب مذکورہ بالا حضرت متی کی شہادت کے مرزا قادیانی وہ جھوٹے مسیح تھے جن کی خبر دی گئی تھی۔ لہٰذا تنقیح نمبر۵ کے پہلے جز کا فیصلہ بھی مرزا قادیانی کے خلاف کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا نشان یہ بتایا ہے کہ نشانات مذکورہ کے وقوع سے لے کر اور اس عالمگیر بڑی مصیبت کے بعد جس کا کہ آج اکتوبر ۱۹۲۰ء میں ابھی شروع ہے فوراً سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند روشنی نہ دے گا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان سے آتے دکھائیں دیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آنے کی وجہ یہ ہوگی کہ مہدی آخرالزمان علیہ السلام کو بہت سے فرقہ قبول نہیں کریں گے اور نشان طلب کریں گے۔ اس وقت مہدی آخرالزمان نشان کے لئے دعا مانگیں گے تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو۔ وہ دعا قبول ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذکورہ طریقہ سے تشریف لائیں گے۔ پھر کس کی مجال ہے جو انکار کرے گا۔ ایک ہزار برس تک دنیا میں وہ امن رہے گا جو کبھی نہ تھا۔ کیونکہ شیطان بند کر دیا جاوے گا۔

تنقیح نمبر۵ کا دوسرا جز

کیا مرزا قادیانی مہدی موعود تھا؟

مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر۹ ص۱۱۰ خزائن ج۱ ص۱۰۱) پر قرآن شریف کے متعلق بحث لکھی ہے جس کا نتیجہ ذیل کے الفاظ میں نکالا ہے۔

’’بس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا۔ مگر قرآن شریف کے لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب آوے۔ کیونکہ کمال کے بعد کوئی اور درجہ باقی نہیں۔‘‘

یعنی پہلی کتابیں بلحاظ تعلیم ناقص تھیں۔ قرآن شریف ناقص نہیں بلکہ مکمل ہے۔

قرآن شریف میں جہاد کرنے کا حکم ہے۔ جہاد کرنے والوں کی تعریف ہے نہ کہ جہاد کرنے والوں کی مذمت۔ مگر مرزا قادیانی نے جہاد کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ہمیشہ کے واسطے ناجائز اور فعل حرام قرار دے دیا ہے۔ معلوم نہیں کہ کسی الہام کی وجہ سے یا انگریزی حکومت کے خوف سے یہ حکم دے دیا جس سے قرآن شریف کی تعلیم ناقص ہوگئی۔ گویا کہ قرآن شریف میں جہاد کے حرام ہونے کے حکم کی کمی تھی جس کو مرزا قادیانی نے پورا کر دیا۔

لہٰذا مرزا قادیانی کے افعال سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی مہدی موعود نہ تھے۔

کیوں کہ نہ تو مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے الہام ہوتا تھا، نہ مرزا قادیانی کو علم ولایت میں سے علم عطا ہوا، نہ مرزا قادیانی صدی کے سر پر مبعوث ہوئے۔ مگر جھوٹے دعویٰ پیش کئے۔ مرزا قادیانی نے بجائے تجدید دین کے دین کی رد اور تکفیر کی اور امت کے اختلافات کو اور بڑھا دیا۔ مرزا قادیانی نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ ایسا شخص مہدی آخرالزمان نہیں ہوسکتا۔ مہدی موعود قرآن یا اس کے کسی جز کی تنسیخ کے لئے نہ آئے گا اور نہ اس کے احکام خلاف قرآن ہوں گے۔

مرزا قادیانی کے مسیح ہونے کے دعویٰ کو جیسا کہ میں نے حوارین عیسیٰ علیہ السلام کی اناجیل کی کسوٹی پر کسا ہے۔ ویسا ہی مرزا قادیانی کے مہدی ہونے کے دعویٰ کو بھی حدیث نبوی کی کسوٹی پر ضرور باقاعدہ جانچتا۔ لیکن مرزا قادیانی نے مسیح بھی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور مہدی بھی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور جس قدر فرقے اسلام کے اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔ ان کتابوں میں سے ایک حدیث بھی اس مضمون کی کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ آنے والا عیسیٰ علیہ السلام اور آنے والا مہدی ایک ہی شخص ہوگا مجھ کو دستیاب نہیں ہوئی اور نہ مرزا قادیانی نے اپنی صفائی کی شہادت میں کوئی ایسی حدیث پیش کی ہے جس قدر احادیث اسلامی دائرہ میں موجود ہیں وہ دو آنے والوں کی خبر دے رہی ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کا ڈبل دعویٰ جملہ اسلامی فرقوں کی احادیث کے خلاف ہے۔ لہٰذا کوئی حدیث کسی فرقہ کی مرزا قادیانی پر منطبق نہیں ہوسکتی۔

مگر ایک حاکم شریعت کے ارشاد کے لحاظ سے چند احادیث وہ بھی ایک عالم اہل سنت کی کتاب سے جن کا زور علم مرزا قادیانی کی نوع میں شہرہ آفاق ہے جو مکہ معظّمہ کے

رہنے والے تھے اور اہل سنت کے بڑے عالم اور بزرگ فقیہ تھے نورالدین ان کا لقب علی بن محمد بن احمد ان کا نام تھا، مالکی فرقہ کے رکن تھے اور ابن صباغ کے نام سے مشہور تھے۔ ذیل میں درج کئے دیتا ہوں جن سے بھی مرزا قادیانی کی تکذیب ہوتی ہے۔

عالم مذکور اپنی کتاب فصول مہمہ کی معرفۃ ائمہ مطبوعہ طہران (ص۳۱۰) میں لکھتے ہیں حضرت مہدی علیہ السلام بمقام سامرہ ۲۵۵ھ کے ماہ شعبان کی پندرھویں شب میں متولد ہوئے۔ ان جناب کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین! ان جناب کی والدہ ماجدہ کا نام نرجس تھا۔ القاب ان حضرت کے مہدی، حجت خلف صالح، قائم، منتظر صاحب الزمان اور سب سے زیادہ مشہور مہدی ہے۔ دربان آن حضرت کا محمد بن عثمان اور بادشاہ وقت معتمد عباسی تھا۔ وہ جناب مرفوع القامۃ حسین صورت تھے۔ دو گیسو دوش مبارک پڑے ہوئے تھے۔ بینی اقدس حصرت کی بلند اور پیشانی پر پڑی تھی۔

معتمد عباسی آں حضرت کو گرفتار کرنا چاہتا تھا ۲۷۹ھ میں وہ جناب نظر خلائق سے غائب ہوگئے۔

یہ خلاصہ ہے ان اخبار واحادیث کو جو علمائے معتمدین نے بارہویں امام کی ولادت اور غیبت کے متعلق روایت فرمائی ہیں۔ اس مضمون پر بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں۔ اصحاب حدیث نے اپنی کتابوں میں ان کو درج کیا ہے۔ ایک حدیث کو بھی ترک نہیں کیا۔ منجملہ ان کے جنہوں نے شرح وتفصیل سے ان احادیث کو لکھا ہے ایک جمال الدین ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم نعمانی ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ملاء العیبۃ فی طول الغیبۃ، حافظ ابونعیم نے چالیس حدیثیں امام مہدی کے متعلق جمع کی ہیں اور ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد کنجی شافعی نے ایک کتاب تصنیف فرمائی البیان فی اخبار صاحب الزمان اس کا نام رکھا ہے۔ چنانچہ عالم مذکور اپنی کتاب البیان میں اپنی اسناد سے بروایت زر بن عبداللہ لکھتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دنیا ختم نہ ہوگی تاوقتیکہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی سارے ملک عرب میں شاہی نہ ہوجائے گی جس کا نام میرے نام کے مشابہ ہوگا۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ارشاد فرماتے ہیں فرمایا جناب رسول خداﷺ نے اگرچہ زندگانی دنیا سے صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تب بھی خداوند عالم میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو ساری دنیا کو عدل سے مملو کردے گا جس طرح سے کہ وہ ظلم وجور سے لبریز ہوچکی ہوگی۔ اسی طور سے اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔

ابوداؤد اور ترمذی نے اپنی اپنی سنن میں حضرت ابوسعید خدریؓ تک روایت کا سلسلہ پہنچا کے حدیث نقل کی ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں میں نے خود رسول اللہﷺ سے سنا ہے کہ آں جناب نے فرمایا مہدی میری اولاد میں ہوگا جس کی پیشانی چوڑی اور بینی بلند ہوگی وہ ساری زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھردے گا کہ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ ابوداؤد نے یہ فقرہ اور زیادہ لکھا ہے کہ سات برس ان کی شاہی رہے گی اور یہ بھی ابوداؤد لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت ہے اور اس حدیث کو طبرانی نے اپنی کتاب مجمع میں نقل کیا ہے۔

نیز دیگر ائمہ حدیث نے اس حدیث کی روایت کی ہے۔ نیز اپنی اسناد سے بروایت حذیفہ یمان لکھتے ہیں کہ جناب رسول خداﷺ نے فرمایا مہدی میرا فرزند ہے جس کا چہرہ بدر کی طرح روشن ہوگا۔ رنگ اس کا عربی اور جسم اس کا اسرائیلی ہوگا جو زمین کو عدل سے اس طرح بھردے گا کہ جیسے وہ ظلم سے مملو ہوچکی ہوگی۔ اس کی خلافت سے آسمان والے اور زمین کے باشندہ اور جو اور ان دونوں کے درمیان کے پرندے راضی ہوں گے وہ دس سال حکومت کریں گے۔ نیز ابوداؤد نے حضرت ام المؤمنین جناب ام سلمہؓ تک سلسلہ روایت پہنچا کے یہ حدیث نقل کی ہے۔ وہ معظّمہ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول خداﷺ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے مہدی علیہ السلام میری عترت سے فاطمہؓ کی اولاد میں ہوگا۔

قاضی ابومحمد حسین بن مسعود بغوی نے اپنی کتاب شرح السنۃ میں اور مسلم وبخاری نے اپنی اپنی صحیح میں ابوہریرہ تک سلسلہ روایت پہنچا کے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جناب رسول خداﷺ نے فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا اس وقت کہ جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہارے پاس ہوگا۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اپنی اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود تک سلسلہ روایت پہنچا کے لکھا ہے کہ جناب رسول خداﷺ نے فرمایا اگرچہ دنیا کی زندگی

سے صرف ایک دن ہی باقی رہ جائے گا تو بھی خدا اس کو دراز کردے گا تاکہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے جس کا نام میرے نام کے مانند ہوگا، وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھردے گا کہ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

ابواسحاق احمد بن محمد بن ثعلبی نے اپنی سند سے انس بن مالک تک سلسلہ روایت پہنچا کے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا ہم اولاد عبدالمطلب یعنی میں اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتیوں کے سردار ہیں۔اس روایت کو ابن ماجہ نے بھی اپنی صحیح میں درج کیا ہے۔

علقمہ بن عبداللہ کہتے ہیں ہم لوگ حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ناگاہ بنی ہاشم میں سے چند اشخاص وہاں آئے جوں ہی رسول اللہ ﷺ کی نظر ان لوگوں پر پڑی حضرت ﷺ کی چشم مبارک میں آنسو بھر آئے اور چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہوگیا۔علقمہ کہتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ خیر تو ہے یہ ہم حضور کے چہرہ سے آثار ملال کیسے دیکھ رہے ہیں۔حضرت ﷺ نے فرمایا ہم اہل بیت کے لئے خدا نے دنیا پر آخر کو پسند کرلیا ہے۔ (افسوس) میری رحلت کے بعد میرے اہل بیت اپنے وطن سے نکالے جائیں گے اور اعزہ سے دور کئے جائیں گے اور یہی حال رہے گا یہاں تک کہ مشرق کی طرف سے ایک گروہ آئے گا ان کے سیاہ جھنڈے ہوں گے وہ لوگ نیکی کا سوال کریں گے تو ان کے منشاء کے موافق کوئی جواب نہ دے گا۔

پس وہ جنگ کریں گے اور اس لڑائی میں ان کی مدد کی جائے گی اس وقت ان کے سوال کا جواب ملے گا لیکن وہ پناہ نہ دیں گے اور کسی کا عذر قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ وہ لوگ حکومت میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے سپرد کریں گے۔پس وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھردے گا جس طرح کہ اس سے پہلے لوگ اس کو ظلم سے بھر چکے ہوں گے۔لہٰذا (اے مسلمانو) تم میں سے جو کوئی اس زمانہ کا ادراک کرے تو اسے چاہئے کہ ان کے پاس چلے جائیں اگرچہ برف پر بھی چلنا پڑے۔

ہارون عبدی سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں حضرت ابوسعید خدری کے پاس گیا اور ان سے میں نے پوچھا کیا آپ جنگ بدر کے موقع پر موجود تھے انہوں نے جواب دیا ہاں

میں اس لڑائی میں حاضر تھا۔ میں نے عرض کیا بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ ہمارے روبرو کچھ حضرت علی بن ابی طالب کے فضائل بیان فرمائیں کہ جو آپ نے خود جناب رسول خداﷺ سے سنے ہیں۔ وہ بولے اچھا میں تم سے وہ واقعہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہﷺ سے آں جناب کے مرض الموت میں مشاہدہ کیا ہے۔ لو سنو! حضور سرور دو عالمﷺ مریض تھے اور میں آں جناب کے داہنے طرف بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک فاطمہ زہراؓ اپنے بابا کی خدمت میں حاضر ہوئیں جونہی رسول اللہ کے ضعف اور نقاہت کو اس مخدرہ علیا نے دیکھا دل ان کا بھر آیا روتے روتے ہچکی بندھ گئی، آنسو جاری ہوگئے۔ رسول اللہﷺ نے اپنی پارۂ جگر کا یہ حال دیکھ کر فرمایا اے فاطمہؓ تمہارے رونے کا سبب کیا ہے۔ سیدہ نے عرض کیا بابا آپ کا حال دیکھتے ہی میرا دل قابو میں نہیں رہا۔ ہائے میں تو برباد ہو جاؤں گی۔ یہ سن کر رسول اللہﷺ نے فرمایا اے فاطمہؓ خداوند عالم نے ایک مرتبہ اپنی مخلوق پر نظر رحمت ڈالی تو ان میں سے تیرے باپ کو منتخب کر کے رسالت بخشی اور نبی بنا کر بھیجا۔ پھر دوبارہ نظر رحمت فرمائی تو ان میں سے علی بن ابی طالبؓ کو منتخب کر کے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارا نکاح ان کے ساتھ کردوں......

اے فاطمہؓ کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ تم خدا کی کرامت سے سرفراز ہو چکی ہو، شوہر تمہارا علم میں سب سے زائد، حلم میں سب سے بڑھا ہوا، ایمان میں سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ راوی کہتا ہے یہ سن کر جناب سیدہؓ خوش ہوگئیں۔ پھر رسول اللہﷺ نے اس مطلب میں اور ترقی فرمائی اور ارشاد کیا اے فاطمہؓ، علیؓ کے لئے آٹھ فضیلتیں مخصوص ہیں۔ اوّل خدا پر ایمان، دوسرے رسول پر ایمان، تیسرے حکمت، چوتھے زوجہ، پانچویں ایک بیٹا حسن، چھٹے دوسرا بیٹا حسینؓ ساتواں امر بالمعروف، آٹھویں نہی عن المنکر۔

اور اے فاطمہؓ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم اہل بیت کو چھ فضیلتیں ایسی عطا فرمائی ہیں جو نہ اوّلین میں سے کسی کو مرحمت ہوئیں اور نہ آخرین میں سے کوئی ان کو حاصل کر سکے گا۔

(۱) ہمارا نبی افضل الانبیا ہے۔ (۲) ہمارا وصی بہترین اوصیاء ہے۔ (۳) شہید ہمارا اشرف الشہداء ہے اور وہ تمہارے باپ کا چچا حمزہ ہے۔ (۴) اور ہم میں وہ شخص ہے جس کو خدا نے دو بازو عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعہ سے جنت میں وہ جہاں چاہتا ہے پرواز

کرتا ہے نام اس کا جعفر ہے۔ (۵) اور ہم میں اس امت کے دو سبط ہیں جو تیرے فرزند ہیں۔ (۶) اور ہم میں سے اس امت کا مہدی رضی اللہ عنہ ہے جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نماز پڑھیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مار کے فرمایا اس امت کا مہدی رضی اللہ عنہ اس کی نسل سے ہوگا۔ ابن صباغ لکھتے ہیں اس روایت کو دار قطنی نے اپنی کتاب جرح وتعدیل میں درج کیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ دونوں کہتے ہیں فرمایا جناب رسول خدا ﷺ نے میں تم کو مہدی کی بشارت دیتا ہوں وہ زمین کو عدل وانصاف سے اتنا بھر دے گا کہ جتنی وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ اس سے آسمان کے رہنے والے خوش اور زمین کے باشندے راضی ہوں گے۔ وہ مال آدمیوں کو بھی مساوی دے گا اور خداوند عالم امت محمدیہ کے دلوں کو تونگری سے مملو کر دے گا اور اس کے عدل کا شہرہ پھیلائے گا۔ یہاں تک کہ ایک منادی آواز دے گا کہ جس کو مال کی حاجت ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ یہ آواز سن کر صرف ایک شخص اٹھ کھڑا ہوگا اور کہے گا مجھے مال کی ضرورت ہے۔ اس سے کہا جائے گا تو خزانچی کے پاس جا اور اس سے کہہ دے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ مجھے مال عنایت کر دے۔

پس وہ خازن اس کا دامن مال سے بھر دے گا۔ وہ شخص مال لیتے ہی نادم ہو جاوے گا اور کہے گا میں تو امت محمدیہ میں ایک غریب شخص ہوں بہ نسبت مالداروں کے عاجز تر ہوں۔ اے خازن یہ اپنا عطیہ تم واپس لے لو وہ جواب دے گا ہم جو کچھ دے دیتے ہیں پھر اسے واپس نہیں لیتے ہیں۔ الغرض حضرت مہدی علیہ السلام سات برس یا آٹھ برس یا نو برس اسی عدل وانصاف کے ساتھ سلطنت کریں گے۔ پھر آں جناب کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی اور خوبی نہیں ہے۔

ابن صباغ مالکی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور ثابت ہے۔ شیخ المحدثین احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب مسند میں اس کو درج کیا ہے۔

حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے منقول ہے وہ جناب فرماتے ہیں، میں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا آیا مہدی ہم آل محمد میں سے ہوں گے یا ہمارے علاوہ

اور کسی خاندان سے حضرت نے جواب دیا مہدی ہمارے اہل بیت سے ہوں گے۔ ہم سے دین کی خدا نے ابتدا کی ہے ان پر خدا اس دین کو ختم کرے گا۔ جس طرح لوگوں نے ہماری وجہ سے شرک سے رہائی پائی ہے۔ اسی طرح آنے والے فتنہ سے وہ لوگ بہ سبب ہمارے رہائی پائیں گے اور جس طرح بہ سبب ہمارے عداوت شرک لوگوں کے دلوں سے نکال کر اللہ نے ان کے باہم الفت پیدا کر دی۔ اسی طرح بہ سبب ہمارے عداوت فتنہ کو ان کے قلوب سے جدا کر کے ان کے مابین آشتی اور محبت قرار دے گا اور ہمارے سبب سے وہ لوگ عداوت فتنہ کے بعد دین میں ایک دوسرے کے بھائی ہو جاویں گے۔ محبت دینی ان کے دلوں میں قائم ہو جائے گی۔ ابن صباغ کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اعلیٰ درجہ کی ہے۔ محافظین احادیث نے اس کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ چنانچہ طبرانی نے اس حدیث کو معجم اوسط میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور عبدالرحمٰن بن حماد نے اپنی عوالی میں درج کیا ہے۔

مذکورہ احادیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جناب رسول خدا نے جو پیشین گوئیاں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی بابت فرمائی ہیں وہ کسی طرح مرزا قادیانی پر منطبق نہیں ہیں۔

لہٰذا تنقیح نمبر۵ کا دوسرا جز بھی مرزا قادیانی کے خلاف ثابت ہوا۔

مہدی آخرالزمان کا ظہور عام بیت المقدس میں ہوگا۔ جس کا وقت بہت قریب ہے۔ لہٰذا مہدی آخرالزمان علیہ السلام کا حلیہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں دیا ہوا ہے وہ ہم یہاں درج کئے دیتے ہیں۔

ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی سے انصاف اور لڑائی کرتا ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کے شعلہ کی مانند ہیں۔ اس کے سر پر بہت سے تاج ہیں۔ اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے (قرآن ناطق) آسمان کی فوجیں (برگزیدہ لوگ) سفید گھوڑوں پر سوار سفید اور صاف مہین سکتانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہیں اور قوموں کے مارنے کے لئے اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے اور وہی لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا اس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے۔ خداوندوں کا خداوند اور بادشاہوں کا بادشاہ۔

چوں کہ اوپر ہوائی جہاز کا ذکر آچکا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل میں ہوائی جہاز اور توپ خانہ کا حلیہ دیا ہوا ہے۔ لہٰذا اس کی چند عام فہم آیتیں یہاں درج کئے دیتے ہیں۔

''اور دھوئیں سے زمین پر ٹڈیاں نکلیں اور انہیں کہا گیا کہ زمین کی گھاس یا کسی سبزی یا درخت کو ضرر نہ پہنچائیں۔ مگر صرف ان آدمیوں کو جن کے ماتھے پر خدا کی مہر نہیں۔ ان ٹڈیوں کی صورتیں ان گھوڑوں کی سی تھیں جو لڑائی کے لئے تیار ہیں اور ان کے سروں پر گویا سونے کے تاج تھے۔ ان کے چہرے آدمیوں کے تھے۔ ان کے بال عورتوں کے بال کے مانند تھے اور ان کے دانت ببر کے سے تھے۔ ان کی بکتر لوہے کے بکتروں کے مانند تھی اور ان کے پروں کی آواز رتھوں اور بہت سے گھوڑوں کی سی آواز تھی جو لڑائی میں دوڑتے ہیں۔ ان کی دمیں بچھوں کی سی تھیں اور ڈنک ان کی دموں میں تھی۔ اتھا کوئین کا فرشتہ ان پر بادشاہ تھا اس کا نام عبرانی میں ابدیون اور یونانی میں اپلیون ہے۔ (جرمنی میں ذپلین)''

(مکاشفہ باب ۹۔۳ لغایت ۱۱)

دھوئیں سے مراد وہ دھواں ہے جو ہوائی جہازوں کی قیام گاہ پر زمانہ جنگ میں قائم کر دیا جاتا تھا تاکہ دشمن کے ہوائی جہاز پتہ نہ پاسکیں۔ پھر لفظین صاف بتا رہی ہیں کہ یہ ٹڈیاں صرف آدمیوں کے ضرر پہنچانے کے لئے اس دھوئیں سے نکلتیں تھیں جن سے کے لنان لنڈن کو تکلیف ہوئی۔ ہوائی جہاز لڑائی کے لئے بنے تھے۔ ہوا میں اڑتے ہیں تو ٹڈی معلوم ہوتے ہیں۔ جب زمین پر چلتے ہیں تو ایک قسم کے گھوڑے معلوم ہوتے ہیں۔ تاج سے اشارہ اس چھت کی طرف ہے جس کے نیچے جہاز چلانے والا بیٹھتا ہے۔ چوں کہ جہاز چلانے والا بالکل اگلے حصہ میں بیٹھتا ہے اور اس کا سارا جسم اندر ہوتا ہے صرف چہرہ دکھائی دیتا ہے۔ اس وجہ سے اس کے چہرے کو ٹڈی کا چہرہ کہا ہے۔

جہاز چلانے والا ایک کنٹوپ پہن لیتا ہے جو منہ اور سر کو بالکل بند کر دیتا ہے صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں اس کنٹوپ کے چار ٹکڑے ہوتے ہیں دو ٹکڑے ٹھوڑی کے نیچے ایک بٹن سے بند ہو جاتے ہیں ایک ٹکڑا پشت پر رہتا ہے جس میں فر کے بالوں کی ایک دم سی لگی رہتی ہے۔ پچھلا ٹکڑا اور اگلا ٹکڑا عینک چڑھا لینے سے سر میں چمٹ جاتے ہیں۔ اس کنٹوپ کے پچھلے حصے کو جس میں بال ہوتے ہیں تشبیہاً عورتوں کے بال کہے ہیں۔ ببر کے دانت تشبیہاً اس

پنکھے کے لئے استعمال ہوئے جو ہوائی جہاز کے آگے لگا ہوتا ہے اور جہاز کے زمین پر چلانے کے لئے گھمایا جاتا ہے تا اس کی موٹر کا انجن حرکت میں آجائے۔

بکتر تشبیہاً ہوائی جہاز کے ڈھانچے کے لئے استعمال ہوا۔ چوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں الومینم نہ تھا اس وجہ سے لوہے کے مانند کہا ہے۔ ڈنک سے مراد بم کے گولے جو ہوائی جہاز کے آخر کے حصہ میں لٹکتے رہتے ہیں اور ایک مرتبہ بٹن دبانے سے ایک بم گرتا ہے چوں کہ ہوائی جہاز کا اگلا حصہ گاؤدم اور پتلا ہوکر آخر کے حصہ سے ملا ہوتا ہے اور آخر کے حصہ میں بم ہوتے ہیں اس وجہ سے بچھو کے دم کی تشبیہ استعمال ہوئی ہے۔

اتھاکوئین سے مراد تاریکی یا جہنم، بادشاہ سے مراد موجد وافسر اعلیٰ جن کا نام کونٹ زپلن تھا۔

تجویز

مرزاغلام احمد قادیانی کے والد ایک قابل مدبر ڈپلومیٹ اور پالیٹشن تھے اور ساتھ ہی ساتھ حد درجہ کے حریص اور طمّاع بھی تھے۔ مرزاقادیانی اپنے باپ کے بیٹے تھے جیسا کہ ان کا بیان (کتاب البریہ ص۱۵۶، خزائن ج۱۳ ص۱۸۸) میں درج ہے:

’’میں نے جس قدر اس پلید دنیا کے لئے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شاید آج قطب یا غوث وقت ہوتا۔‘‘

اس میں شک نہیں ہے کہ مرزاقادیانی نے دنیا میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے کے لئے مروجہ طریقوں پر کوشش کی۔ وکالت پاس کرنے کی کوشش کی پاس نہیں ہوئے۔ آباؤ اجداد کے تعلقہ واپس لینے کے لئے مقدمہ لڑے مگر ہار گئے۔ نوکری کی اس میں ترقی نہ ہوئی۔ طب حاصل کی اس میں عروج نہ ہوا۔ مولوی تھے مگر ان کا بھاؤ ارزان تھا۔ مناظر اچھے تھے مگر اس کی شہرت محدود اور کچھ منفعت نہ تھی۔ پیری اور مریدی کا محکمہ اچھا تھا مگر مرزاقادیانی ایسے تلون مزاج اور جلد باز شخص کے لئے دقّتیں تھیں۔ خاندانی پیرزادے نہ تھے۔ فی الحال کوئی گدی خالی نہ تھی۔ ناکامیابیوں پر ناکامیابیاں ہوئیں۔ شیطان نے سمجھایا کہ پہلے نئی روشنی والوں کو حمایت اسلام کی آڑ میں اپنے مناظرہ کو شہرت دے کر لبھالو۔ ساتھ ہی ساتھ پرانی

روشنی والوں کو پرانے قاعدہ پر اپنا مرید بناتے جاؤ۔ یہ سسٹم مرزا قادیانی کا کامیاب ہوا۔ لوگ چندہ دینے لگے۔ لوگ مرید ہونے لگے۔

پھر مرزا قادیانی نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا وہ بھی کم وبیش قبول کیا گیا۔ مرزا قادیانی نے نزول الہام کا دعویٰ کیا۔ اس کی مخالفت ہوئی، مگر کم آخرش مرزا قادیانی نے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا جس کی مسلمانوں نے مخالفت کی اور مرزا قادیانی کے بعض مریدوں نے ترک بیعت کی۔

باطل کا ابر کتنا ہی محیط کیوں نہ ہو جائے تب بھی جگہ بجگہ بجلی کی طرح حق چمکتا نظر آتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی عربی دانی کے گھمنڈ پر و نیز اس لئے کہ لوگ ان کے الہام کو قرآن ثانی سمجھیں۔ الہامات اور وحی عربی میں پیش کیں۔ جو سنت اللہ کے خلاف تھا۔ سنت اللہ میں تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ خدا کے بھیجے ہوئے کا ظہور جس قوم میں ہوتا ہے اسی قوم کی زبان میں خدا کی ہدایتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ سنت اللہ جس میں کہیں فرق نہیں آیا۔ مرزا قادیانی کا ظہور قادیان میں ہوا۔ مگر خدا کی ہدایتیں جو ہوئیں وہ عربی زبان میں۔ بڑی خیریت ہوئی کہ مرزا قادیانی امی نہ تھے نہیں تو دوسروں سے ترجمہ کرانا پڑتا۔

قرآن شریف ایسے مرسل اور ایسی وحی کی تکذیب کرتا ہے:

”ما ارسلنا من رسول الّا بلسان قومه ليبيّن لهم“ (ابراہیم:۴)

ترجمہ: ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ اس کے لئے (ہماری ہدایتیں) صاف صاف بیان کرے۔ لہٰذا قرآن شریف شہادت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے مامور نہیں تھے۔ اگر مامور من اللہ ہوتے تو وحی قادیانی زبان میں یعنی پنجابی زبان میں آتی۔

مرزا قادیانی کے الہامات دل کی گڑھنت اور وسوسہ شیطانی تھے بموجب بیان مرزا قادیانی۔ مرزا قادیانی کو خود بھی یقین نہ تھا کیوں کہ وہ اپنے دعویٰ میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے ایک عرصہ تک الہامات کی پیروی نہ کی جب تک کہ ان الہامات کو قرآن اور حدیث کے موافق جانچ نہ لیا۔

جانچنے کی وجہ یہ تھی کہ مرزا قادیانی کو شبہ تھا کہ آیا وہ الہامات خدا کی طرف سے تھے یا شیطان کی طرف سے تھے۔ محض شبہ کو دفع کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے اپنے الہامات کو خود ہی قرآن اور حدیث سے جانچا۔

افسوس کہ مرزا قادیانی نے سورہ ''قل اعوذ برب الناس'' نہ پڑھا اور نہ کسی دوسرے سے جنچوایا۔ یہ شبہ ثبوت ہے اس امر کا کہ مرزا قادیانی کے الہامات وسوسہ شیطانی تھے جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود تحریر کیا ہے۔ دیکھو:

(نزول المسیح ص۱۱۴، خزائن ج۱۸ ص۴۹۲) ''جو الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہوں جو ملہم پر مشتبہ رہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہی ہوتے ہیں۔''

مگر میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو شبہ نہ تھا بلکہ علم تھا کہ ان کے الہامات خدا کی طرف سے نہ تھے قرآن اور حدیث سے جانچنے کی ضرورت یوں پڑی کہ مرزا قادیانی خوب جانتے تھے کہ کس قدر احادیث اور آیات ان کے دعویٰ کے خلاف ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی نے یہ دور اندیشی کی کہ جب تک ان مخالف حدیثوں اور آیات قرآنی کو جو ان کے دعویٰ کو رد کرتی تھیں غلط معنی پہنا کر بعض کو ضعیف بتا کر کاٹ چھانٹ کر لی اور کچھ رد اعتراضات جمع کر لئے۔ تب دعویٰ پبلک کے سامنے پیش کیا۔ اس دردسری کے بعد بھی مجبوراً مسیح سے مثیل مسیح کی ترمیم کرنا پڑی۔

مرزا قادیانی نے حرص وہوس میں مبتلا ہو کر مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور مہدی آخرالزمان علیہ السلام سے جو عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں، بغاوت کی اور تنہا بغاوت نہیں کی بلکہ اسلامی فوج میں سے آج تک ۷ لاکھ رنگروٹوں کو باغی کر دیا۔

اللہ کی رحمت اور برکت ہو میری قوم پر

قوم کا خیر خواہ

محمد مہدی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مسیح قادیانی

کے کرتوت

مرزا غالب، حضرت بیدل شیدا امرتسری، مولوی عبدالغنی دہلوی

هوالعزیز

جمیع مسلمانان کی خدمت میں عرض ہے کہ اس رسالہ کو پڑھیں اور اپنی آپ کو مرزا صاحب سے بچائیں

مسیح قادیانی کی کرتوت

حسب فرمائش معراج الدین کشمیری از لاہور

سنہ ۱۹۰۴ء

عزیزی پریس لاہور

قیمت - ۶ پیسہ

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلشن حامئے اسلام یہ آباد رہے ... ہو محک ایسی کہ اسلام کا دل شاد رہے
خوش نوائی کریں تمثیل عنادل ممبر ... تادم موسم محشر ہری بنیاد رہے

طبع زاد شیخ محمد اسد اللہ غالب لاہور

قربان تیرے جاواں اے عالی شان والے ... تو نے مجھے بچایا اے لامکاں والے
میں اک گروہ میں پھنس کر بدنام ہو گیا تھا ... کہتے مجھے برا تھے سارے جہان والے
اک روز مل کے زرگر مجھے لگے یہ کہنے ... مانو مسیح برحق یہ قادیاں والے
میں نام سے بھی ان کے اب تک نہیں ہوں واقف ... کرتے ہیں زرگری یہ کھوٹی زبان والے
میری دعا ہے مولا کر ان کو روسیاہ تو ... تھے گمرہی کے درپے یہ بدگمان والے
کرتے تھے تذکرہ الہام وپیشین گوئی ... بدراہ کر رہے تھے جھوٹی زبان والے
جب عالمان دین سے معلوم کیفیت کی ... ہیں مفتری وکاذب یہ قادیان والے
کس ڈھانچ کا ہے پتلہ معلوم ہو گیا ہے ... کرتا ہوں گوشمالی سن قادیان والے
گاہ بنے تو مہدی گاہ بنے تو عیسیٰ ... کیوں جھوٹ کہہ رہا ہے او قادیان والے
عیسیٰؑ کا کام کیا تھا مردوں کو زندہ کرنا ... تو مارنے کو آیا کالی زبان والے
طاعون اور ہیضہ کیا بولتا ہے کاذب ... الٹے پڑیں گے تجھ پہ او بدگمان والے

ظلم وفساد پہ ہے تو نے کمر جو باندھی
ہوں گی تجھے شکستیں نصرت جہان والے

کب تک رہے گا زندہ اب جھوٹ سے تو باز آ
دل میں تیرے سمایا کیا قادیان والے

جھولے میں عیسیٰ بولے قرآن میں ہے ثابت
تو کرتا ہمسری ہے جھوٹی زبان والے

حرکت سے باز آ تو دھوکا نہ دے جہان کو
سچ کو بھی کام میں لا والزیان والے

تیری طرح سے کتنے گزرے نبی ہیں جھوٹے
انجام کی خبر ہے اوقادیان والے

جھوٹے نبی جو گزرے وہ تھے تو کچھ دکھاتے
تو نے ہے کیا دیکھایا او قادیان والے

الہام وپیش گوئی سب کا ظہور جھوٹا
کیا مانیں اب تجھے ہم جھوٹی زبان والے

آتھم کے بارہ تو نے پیشین گوئی کی تھی
کیوں نہ اسے ہوا کچھ مردہ زبان والے

غالب رہوں گا تجھ پر حامی نبی علی ہیں
مغلوب تو رہے گا نصرت جہان والے

ازجشن ڈائمنڈ جوبلی

گرگ کہن قادیانی اوراس کی جورو کی لڑائی

میرا فکر رسا جو قادیان کی طرف کل پہنچا
تو دیکھا مرزاجی سے لڑ رہی ہے خوب مرزانی

میاں گرگ کہن کو خوب ہی جورو نے جتایا
تھیں اس دجال کی قسمت میں سب سے جوتیاں کھانی

وہ بولی تو نے اے کافر مجھے بھی ساتھ لے ڈالا
کوئی قحبہ ہے کہتا اور کوئی شیطان کی نانی

مجھے کس واسطے اخبار والے گالیاں دیتے
نہ میں لولی، نہ لنگڑی تھی نہ گنجی تھی نہ ہی کانی

یہاں کس چین سے کٹتی تھی اور کیسے مزے میں تھی
تو باہر مہدی موعود تھا میں گھر میں تھی مہارانی

ارے مردود تیرے باپ نے ایسا نہ لکھا تھا
ہزار افسوس تو نے جوتیاں کھانے کی خود ٹھانی

تجھے کہتے رہے بھڑوے نہیں بکواس یہ اچھی
مگر افسوس کچھ میری نصیحت بھی نہیں مانی

جہاں کی تجھ پہ لعنت ہے میری بھی تجھ پہ لعنت ہے
کدھر ہے اب مسیحائی کہاں ہے اب ہمہ دانی

یہ کہہ کر کھینچ کر ڈاڑھی لگائیں خوب بڈھے کو
تڑاتڑ گنجے سر پر ہوگئی جوتوں کی بارانی

لگے جب خوب ہی جوتے تو بولے حضرت بے دل
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

از تصنیف شیدا امرتسری

توہین انبیاء کی کرتا ہے رات دن تو
قہر خدا سے ڈر تو او قادیان والے

کہنا نہ مانے تیرا جورو نہیں ہے تیری
اک بات مان میری وہم وگمان والے

کر کے یہ روسیاہی جائے یہ اصلی جاپے
اب سمجھ لے دل میں نصرت جہاں والے

سونا ہے کھوٹا تیرا صراف کو دکھا لے
گھاٹا پڑے گا تجھ کو کھوٹی دوکان والے

الہام پیش گوئیاں تیری غلط ہیں ساری
شیطان کا تو ہے بھائی او قادیان والے

رویا میں میں نے دیکھا نقشہ جو تیرا سارا
ابلیس تجھ سے ڈرتا او قادیان والے

کرتے ہیں سر نیچا دارالزیان کے اندر
گنجے ہیں کانے اس جا لنگڑے گمان والے

علمائے دین سارے کہتے تجھے ہیں کافر
اب بھی مسلمان ہوجا او قادیان والے

مصنفہ مولوی عبدالغنی صاحب متخلص بہ غنی دہلوی

میرزا جی کج ادائی آپ کی ‏‏‏‏‏‏‏‏ دیکھ لی بے اعتنائی آپ کی
اہل حق کو دھوکا دینا سربسر ‏‏‏‏‏‏‏‏ خوب ہے یہ رہنمائی آپ کی
افتراء پر افتراء کرتے ہو تم ‏‏‏‏‏‏‏‏ بڑھ چلی ہرزہ درائی آپ کی
اہل باطن کو مکدر کردیا ‏‏‏‏‏‏‏‏ دیکھ لی مرزا صفائی آپ کی
کر سکے ثابت نہ عیسیٰ کی وفات ‏‏‏‏‏‏‏‏ دیکھ لی بس جی خدائی آپ کی
کوئی آیت تم نہ لائے بس دلیل ‏‏‏‏‏‏‏‏ ہے عیاں اب بے نوائی آپ کی
لاؤ گے جب تک نہ آیت اور حدیث ‏‏‏‏‏‏‏‏ غیر ممکن ہے رہائی آپ کی
ہم نہ مانیں گے کوئی قول جدید ‏‏‏‏‏‏‏‏ دیکھی قرآن میں رسائی آپ کی
گر لکھو گے کرکے تاویلیں جواب ‏‏‏‏‏‏‏‏ ہو گی دوگنی جگ ہنسائی آپ کی
فتنہ پر ہمت تعصب پر نظر ‏‏‏‏‏‏‏‏ کیوں کر ہو ہم سے صفائی آپ کی
آ گا پیچھا ڈھانک کر میدان میں آئیں ‏‏‏‏‏‏‏‏ دیکھیں تا زور آزمائی آپ کی
یوں الجھنا شیخ سے اچھا نہیں ‏‏‏‏‏‏‏‏ کیا کرے گی ہاتھا پائی آپ کی
ایسی باتوں نے ہی سب کھویا وقار ‏‏‏‏‏‏‏‏ کم ہوئی حضرت کمائی آپ کی
تم نے برپا کردیا سارا فساد ‏‏‏‏‏‏‏‏ کوئی کیا مانے گواہی آپ کی
حامئے دین محمد ہیں نذیر ‏‏‏‏‏‏‏‏ حق نے یہ عزت بڑھائی آپ کی
پڑھ غنی اس حامئے دین پر سلام ‏‏‏‏‏‏‏‏ حق سے نفرت دیکھ آئی آپ کی

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

بلاغت حق

ابوالفصاحت شیخ احمد حسین اختر

لولاک لما خلقت الافلاک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انک لعلیٰ خلق عظیم

بلاغتِ حق

آج ہے یوم ولادت احمدِ مختار کا
ہے بلند اقبال دنیا میں شہ و ابرار کا

مصنفہ
ابوالفصاحت شیخ احمد حسین صاحب رضا اختر

ملنے کا پتہ
حاجی بدرالدین عطار، مالک دوائی خانہ
بدرالشفاء چاندنی چوک قلعہ گوجر سنگھ
لاہور

ہدیہ آدھ آنہ — تعداد ایک ہزار

حاجی بدرالدین عطار پبلشر نے حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنٹر چھپوا کر چاندنی چوک قلعہ گوجر سنگھ سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور خدا جہان میں جلوہ فگن ہوا

پیدا ہوئے ہیں آج محمد علیہ السلام
بھیجو درود مومنو تم ان پہ صبح وشام
لازم ہے ان کا اہل جہان پر صد احترام
مقبول جہاں آپ کا ہر اک سخن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

موجود قبل خلقت آدم جو نور تھا
وہ نور جو کہ چمکا سر کوہ طور تھا
گلزار لامکان میں جس کا ظہور تھا
پیدا جہاں میں آج وہ غنچہ دہن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

وہ نور جس کا دین، دین ابراہیم ہے
وہ نور حق جو فخر نوح اور کلیم ہے
گلزار لامکاں میں جس کا ظہور
پیدا جہاں میں آج وہ غنچہ دہن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

وہ نور جس کا دین دین ابراہیم ہے
وہ نور حق جو فخر نوح اور کلیم ہے
وہ نور سرمدی جو الف لام میم ہے
پیدا وہی ہے آج فخر پنجتن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

وہ رحمۃ اللعالمین شہنشاہ زماں
ایجاد جس کے واسطے حق نے کئے جہاں
وحدت کی جس پہ ہر گھڑی تھیں بے نیازیاں
پیدا وہی حبیب رب ذوالمنن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

جس نے خدا کے دین کا ڈنکہ بجا دیا
جس نے سنا کے لاالہ ہم کو جگا دیا
دنیا پہ جس نے خلق کا سکہ بٹھا دیا
پیدا وہی جہان میں شاہ زمن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

ایسے رسول کی جو کرے اٹھ کے ہمسری دجال ہے لعین ہے کاذب ہے مفتری
ٹکسال کفر کا اسے سمجھو ہے مفتری دین اس کا دین باطلہ کا پیرہن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

جس کا غلام احمد مرسل ہی نام ہو جو بارگاہ قدس کا ہردم غلام ہو
کس طرح وہ نبی تو کیا بلکہ امام ہو ہادی نہ ہوا بلکہ وہ تو بدچلن ہوا
نو ر خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

بکتا ہے وہ جو کہتا ہے زندہ نہیں مسیح حسب ونسب خود اپنا ہی اس کا نہیں صحیح
کندۂ ناتراش ہے ہرگز نہیں فصیح وہ راہ کفر وشرک پہ خود گامزن ہوا
نور خدا جہان میں جلوہ فگن ہوا

مہدی کبھی کرشن کبھی عیسیٰ بن گیا داؤد وسلیمان کبھی موسیٰ بن گیا
آیا جب اس کو حیض تو عورت بھی بن گیا وہ دوستو بہروپیہ و راہزن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

ہوتا ہے علم غیب خدا کے رسول کو ہوتا نہیں اسے جسے نسیان وبھول ہو
حاصل شرف تھا نیز یہ زوج بتول کو اس واسطے علی ولی خیبر شکن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

شیطان کے مرید پر لاحول بھیجئے مرزائیت کے ڈھول کا اب پول دیکھئے
بھرپور فحش سے ہیں اس کے قول دیکھئے اس بے بہارے کا ہر اک جھوٹا سخن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

پیشین گوئی کوئی بھی اس کی نہ تھی درست قرآن کی آیتوں کو بدلنے میں تھا وہ چست
نبیوں کو اس نے ہیں کہے الفاظ سخت وسست بیہودہ گو، مراقی، دریدہ دہن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

لبریز جام ہے میرے صبر وشکیب کا ۔۔۔ پھیلایا اس نے جال جو مکروفریب کا
ابلیس وجن وبھوت کا اس پر آسیب تھا ۔۔۔ اسلام کے قمر میں وہ ثابت گہن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

فرمان مصطفیٰ ہے کہ مہدی جب آئے گا ۔۔۔ قائم کرے گا عدل اور ظلمت مٹائے گا
حیدر کی ذوالفقار کے جوہر دکھائے گا ۔۔۔ لیکن یہ جھوٹا موجد کفر وفتن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

محبوب حق تھے مصطفیٰ یہ دشمن خدا ۔۔۔ بخشش کنندہ مصطفیٰ یہ معدن خطا
خلق عظیم مصطفیٰ یہ خرمن جفا ۔۔۔ پنجابی، ناری، عربی نور ذوالمنن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

ہے مصطفیٰ نے خشک شجر باثمر کیا ۔۔۔ رجعت کی آفتاب کی شق القمر کیا
ہے مصطفیٰ کو حق نے شاہ بحر و برکیا ۔۔۔ توحید کا یٰسین سے تازہ چمن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

رائج جو کفر دوستو دنیا میں کر گیا ۔۔۔ وہ فرقت محمدی بیگم میں مرگیا
شیطان پکارا ہائے میرا دلبر کدھر گیا ۔۔۔ ہاتف پکارا قادیان میں دفن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

او کور چشم جانا تو جنت میں چاہے گر ۔۔۔ آجا ادھر کہ شافع محشر کا وا ہے در
ہے جس پہ ناز تجھ کو وہ کفر سر بسر ۔۔۔ شیطان کی انجمن کا وہ اعلیٰ رکن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

پیرو ہے جس کا تو بہت ہی بدقماش ہے ۔۔۔ اختر نے اس کا کردیا سب راز فاش ہے
آ مصطفیٰ کے در پر گر حق کی تلاش ہے ۔۔۔ اسلام میں جو آ گیا وہ پرامن ہوا
نور خدا جہاں میں جلوہ فگن ہوا

کیسے محبوب حق تھے حبیب خدا

لائے تشریف دنیا میں ہیں مصطفیٰ
اے محبّ نبی پڑھ تو صلّ علیٰ

پہلوئے آمنہ سے وہ پیدا ہوئے
دور ظلمت ہوئی جب ہویدا ہوئے
دیکھ کر آپ کا خلق شیدا ہوئے
جتنے بھی آپ کے تھے عدو برملا
آئے جس وقت دنیا میں شاہ امم
کفر نے دم دبا لی راہ عدم
چمکا دنیا میں ایسا وہ ماہ عجم
سرنگوں بت ہوئے دیکھو شان خدا
طٰہٰ، یٰسین، مزمل ہیں نام آپ کے
خوب پھیلے پیام وکلام آپ کے
جن وانس وملک ہیں غلام آپ کے
پڑھتے ہیں مل کے جو آج صلّ علیٰ
قمری وطوطی بھی آج ہیں نغمہ زن
زیب وزینت سے آراستہ ہیں چمن
مل کے ہیں شاخ وپتے یہ کہتے سخن
ہو مبارک مسلمانوں دن عید کا
حور و غلماں تحفے لئے ہاتھ میں
آج ہیں دست بستہ کھڑے ساتھ میں
پھول لائے ہیں بھر نبی ہاتھ میں
شادیانے خوشی کے بجے جابجا
سید الانبیاء طاہر وپاک ہیں
جن کے در کی مسلمان سب خاک ہیں
وہ تو امی لقب شاہ لولاک ہیں
جن کی خاطر ہوئے پیدا ارض وسما
نام مشہور ہے ان کا مہر مبین
جن کی خاطر بنے آسمان وزمین
بن کے آئے ہیں جو رحمۃ العالمین
کیسے محبوب حق تھے حبیب خدا

عید میلاد النبی مبارک ہو

ہے حدیثوں میں تھے آپ اس دم نبی
خاک اور آب ہی میں تھا آدم ابھی
ہر نبی نے بشارت ہے دی آپ کی
ان پہ نازل ہوا ہے کلام خدا

بعد احمد جو دعویٰ نبوت کرے
پہلے خود کو وہ معصوم ثابت کرے

پھر کوئی پیش نہج البلاغت کرے
گر نہیں ایسا سمجھو ہے اہل دغا

جو کبھی کرشن وعیسیٰ ومہدی بنے
گاہ محمد رسول اور ہادی بنے

گہہ خدا گہہ خدا کی وہ بیوی بنے
سمجھو ہوگا کوئی وہ تو بہروپیا

وہ محمدی بیگم جو تھی ایک زن
پھانسنے کو کئے اس کے لاکھوں جتن

عقد مرزا میں آئی نہ پرسیم تن
ہجر میں ہوگیا اس کے خود ہی فنا

دین حقہ میں آؤ اے مرزائیو
دیدہ دانستہ دوزخ میں مت جائیو

یہ تو بتلاؤ ہم کو اے سودائیو
چھوڑ کر در محمد کا ہے کیا ملا

ہے وہ دجال وکافر تمہارا نبی
دو جہاں کا ہے راہبر ہمارا نبی

وہ تمہارا تو ہے بے بھارا نبی
ہے ہمارا نبی خاتم الانبیاء

ہے یہ اختر کی آٹھوں پہر اب دعا
بہ طفیل محمد شفیع الورا

فتنۂ قادیان کو اے سب کے خدا
اس جہاں سے بہت جلد دے اب مٹا

بطرز تینڈی سواری یا نبی

ان پر درود سب پڑھو
جن کا نام محمد ہے

جن پر علاوہ ملائکہ
خود بھیجتا خالق سلام ہے

صلی علیٰ ولا اللہ
کلمہ پاک مصطفیٰ

اس پر کہ جس نے پڑھ لیا
آتش دوزخ حرام ہے

کرنے کو ہم پہ راج وہ
لولاک کا پہنے تاج وہ

پیدا ہوا نبی آج وہ
جو زینت اسلام ہے

پیدا ہوئے ہیں شاہ دیں سید وسردار مرسلین
پایا لقب جس نے مہر مبین سرور عالی مقام ہے
احمد ہیں ختم الانبیاء دعویٰ کرے جو دوسرا
کاذب ہے ناری وہ بے حیا اور منکر اسلام ہے
واصف ہو جس کا خود خدا طاقت بشر کی ہے کیا بھلا
اس کی ادا کرسکے ثنا جو انبیاء کا امام ہے
حور وملک ہیں شاد دل شیطان لعین ہے مضمحل
دب گیا کفر زیر گل سن کر خدا کا کلام ہے
احمد نبی ہے باخدا کشتیٔ دین کا نا خدا
امی لقب ہے آپ کا پڑھتا الٰہی کلام ہے
رحمت عالمین ہے دونوں جہاں کا آمین ہے
طٰہٰ، مزمل، یٰسین ہے نام بھی خیرالانام ہے
ذات خدا ہے ذوالجلال ذات محمد ہے بے مثال
نور خداوند لایزال ہادیٔ ہر خاص وعام ہے
نور احد ہے جلوہ گر خیرالبشر میں سر بسر
ان سے منور ہیں شمس وقمر اختر بھی ان کا غلام ہے

احمد حسین اختر

☆☆☆

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

نکماں نبی

مع

ترتالی دعوے

حافظ محمد ابراہیم خادم تاندلیانوالہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الشیٰطین لیوحون الی اولیاءهم

بیشک شیطان وحی کرتے ہیں اپنے دوستوں کی طرف

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ ہو
گر تجھے ایمان پیارا ہے تو مرزائی نہ ہو

نکماں نبی

مع

ترتالی دعوے

مصنفہ

خادم ابوالامین محمد ابراہیم ابن بابو غلام مصطفےٰ صاحب مرحوم

بٹالوی ضلع گورداسپور حال وارد عبوانہ ڈاکخانہ ناندلیانوالہ ضلع لاہور

سنہ ۱۹۳۷ء

دوسرا ایڈیشن

تعداد ۱۰۰۰

قیمت ایک آنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صفت اس رب دی نہ ہوندی ساتھوں مول جے — اسدا قرآن ساڈے ول ایہ نزول جے
آخری پیغمبر اوہدا مدنی رسول جے — قادیانی نبی ایویں فالتو فضول جے
ایس نے تے وہلی ٹنگ آن کے اڑائی اے — کافر ہون لئی اہنوں اتھل اینویں آئی اے
مدنی رسول آیا رحمت جہان دی — قادیانی نبی ہویا زحمت جہان دی
ایس نوں تے عادت ہے حرام پیسہ کمان دی — کھاوندا ہے چندا ساری خلقت پئی جان دی
کھلڑی غریباں دی ایہ لیندا ادھیڑ جے — ایہو جیہی رحمت ہے ناں پے گیا ہنیر جے
سنو مسلمانوں دساں کھول کے کہانی میں — سچے پیغمبراں دی دساں نشانی میں
مرزے دے الہام دساں مرزے دی زبانی میں — نالے دساں ایس دی کذب بیانی میں
ملنی نبوت ایہو جہے نوں محال جے — حدیث ولوں دیکھئے تاں ایہ پکا دجال جے
ہر نبی تائیں رب معجزے عطاؤندا — موسیٰ نبی سوٹیاں دے سپ سی بناوندا
عیسیٰ نبی مردیاں نوں زندہ سی اٹھاؤندا — ایہ قادیانی وسدیاں نوں غرق ہے کراؤندا
غرق ہویا کانگڑہ بھوچال آیا ڈاہڈا سی — تاں مرزے نے پکاریا ایہ معجزہ ساڈا سی
جدوں بھی کسے نوں رب قہر نال گھیریا — مرزے نے بھی معجزہ سی اسے پاسے پھیریا
کل دی ہے گل لمی ہوئی نہ کوئی دیریا — کوئٹے نوں طوفان نال رب نے گھیریا
تاں لکھیا خلیفے نے جو پتر ہے جناب دا — پیشگوئی معجزہ ہے ایہ بھی میرے باپ دا
ہور اک تازی گل ویکھن وچ آئی اے — لاہور دی مسیت جدوں سکھاں رل ڈھائی اے
ویریاں نے گولی اوتھے آن کے چلائی اے — کئیاں مسلماناں جان اپنی گھمائی اے
تاں پرچے وچ چھاپدا خلیفہ قادیانی جے — ایہ بھی میرے باپ دی صداقت دی نشانی جے
نبیاں دے خلق نوں جہان سارا پاوندا — پتھراں دی مار کھاوے اف نہیں مناؤندا
کافراں دے لئی نبی چادراں وچھاؤندا — ایہ قادیانی مومناں نوں گالیاں سناؤندا
ایہ آکھدا ہے جنھے مینوں منیاں رسول نہیں — اوہ جنگلاں دا سور[1] اوہدا عمل بھی قبول نہیں

۱ (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ص۵۳)

سچا نبی کسے دی نہ رعیت سداؤندا کسے دا ڈر وی دل وچ نہیں رکھاؤندا
قادیانی نبی جدوں جج کول جاؤندا نیوں نیوں ہتھ جوڑے منتاں سناؤندا
بوٹا ایہ نبوت دا تہاڈے نال پھٹیا جے تساں نہ خیال کیتا جاوے گا ایہ پٹیا
سچا نبی ہوندا تے غلامی نوں ایہ توڑدا کاہدے لئی حکومت اگے ہتھ بیٹھا جوڑدا
رب تائیں چھڈ کیوں بندیاں نوں سوردا پکا ایہ نشان جے جھوٹے نبی چور دا
ایہو جیہاں گلاں اتوں پتہ سانوں چلیا نبی نہیں ایہ ربدا شیطان اہنوں گھلیا
جہلمی دے نال ایس جھگڑا اٹھایا سی حاکماں نے سدیا تاں ضلع وچ آیا سی
فرد جرم جج نے مرزے اتے لایا سی دے کے ضمانتی قیدوں چھٹ آیا سی
قادیانی نبی بدمعاشاں وچ لکھیا ایہو جیہی نبوت دا ول کتھوں سکھیا
ایس دے دعویاں دا کوئی نہ شمار جے عیسیٰ بن بہندا ہور بندا اوتار جے
ہور اک لکھدا گل مزیدار جے دس مہینے حمل دا کردا اقرار[1] جے
عورتاں نوں نو مہینے مہلت بہتیری سی ایہنوں رہیا دس مہینے وادھو رگ کیہڑی سی
سانوں ایس گل دی ڈاہڈی حیرانی اے نالے ہووے نبی نالے حمل نشانی اے
نالے کہن مدنی رسول دا ایہ ثانی اے کدے بنے مرد کدے بندا زنانی اے
دونویں رتبھا ایس نوں بڑی اڑی ہے جی کیتا مرد، اتے جی کیتا بڈھی اے
جدھے نال شادی ہوئی عرشاں اتے جا کے اوسنوں بھی ہور کوئی لے گیا ویاہ کے
مرن مرزائی تولہ سنکھیئے دا کھا کے لے گیا انہاں دی ماں[2] پٹی وچوں آ کے
اودوں دا ای مرزا وچ گھاٹے دے پے گیا اوسے دا ای غم اہنوں قبر وچ لے گیا
رہوا اک گپ ماری ایس نے زبان وچوں آ کھدا میں غلطیاں کڈھیاں قرآن[3] وچوں

[1] (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)
[2] ہر نبی کی بیوی امتی کی ماں ہوتی ہے۔
[3] (ازالہ اوہام ص۷۰۸، خزائن ج۳ ص۴۸۲)

وڈا ایہ فلاسفر جمیاں جہاں وچوں
ظلم ایس تولیا کفر دی زبان وچوں

رب نال ایس نے مقابلہ سواریا
رب نے بھی چنگا اہنوں سوہنی موتے ماریا

سیر کرن اک دن آیا سی لاہور وچ
ہیضے ہوری اس دن آ گئے زور وچ

مرزے ہوری ہو گئے دوسرے طور وچ
ٹٹی ول آیا سی دستاں دے زور وچ

ملک الموت نے اوتھے ہی مروڑیا
نک اوتے ساہ آیا تاں اہنوں چھوڑیا

جتھے کوئی فوت ہویا نبی الٰہی اے
اوس تھاں میت اوہدی کسے نہ اٹھائی اے

جتھے ہویا فوت اوتھے دفن کرائی اے
اہدی لاش ٹٹی وچوں باہر کیوں کڈھائی اے

سچا سی ایس نوں بھی ٹٹی وچ دبدے
چاہی دا سی روضہ اہدا جتھے لوکی ہگدے

ہور اک مسئلہ حدیث دا ایہ عام جے
نبی دا وجود کھانا مٹی نوں حرام جے

مرزے دی لاش دا نشان تے نہ نام جے
چلو ساڈا ایسے اوتے فیصلہ تمام جے

سچا سی تے قبر نوں پٹ کے وکھا دیہن
نہیں تے نزل منارے نوں بھی ڈھا دیہن

ہور اک مرزے نے بولیا بولارا جے
آکھدا میں رب دا پتر پیارا[۱] جے

ایہدے نالوں ہور یارو ظلم کہڑا بھارا جے
رب اتے جھوٹ بنھے ایڈا ہتھیارا جے

ایس دی سزا رب دسی ہے قرآن وچ
پتہ اہنوں لگے گا حشر میدان وچ

ہو اک ایس نے عجب گل کہی جے
ٹیچی ٹیچی آوندا میرے ول وحی جے

ایس دی کتاب جو حقیقۃ الوحی جے
تن سو بتی صفحے اتوں گل لئی جے

جنہوں کہندا ٹیچی ٹیچی ہوناں اوہ شیطان جے
جس طرح قرآن وچ آکھدا رحمان[۲] جے

آکھا سی ایس نے میں مکے وچ مراں[۳] گا
مراں گا مدینے سیر عرب دا میں کراں گا

بیت اللہ شریف توں میں ویکھ کے مراں گا
سنو مرزائیو گل تہاڈے نال کراں گا

ٹٹی لاہور والی کیتی آ خراب سو
مرن ویلے نکل گیا جھاڑا تے پیشاب سو

۱ (حقیقت الوحی ص۸۶ خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۲ ”وانّ الشیاطین لیوحون الیٰ اولیاءھم“ (الانعام:۱۲۱)

۳ اخبار میگزین ۱۴؍جنوری ۱۹۰۶ء

شیر پنجاب نال ایس دی لڑائی سی
آخری فیصلے دی چٹھی اینے پائی سی
جہڑا گھر جھوٹا ہوئے اس دی تباہی سی
سچا سی تے مرن دی کاہل کہڑی آئی سی
مولوی ثناء اللہ اجے بھی آباد جے
جھوٹے تائیں رب نے کیتا برباد جے
ایس دے دعویاں دا پتہ نہیں جے آوندا
موسیٰ بھی سداوندا آدم بھی سداوندا
بے شمار اپنیاں نسلاں بتاوندا
اک راتیں ستا ستا رب بن جاوندا
آکھدا میں زمین نوں خوب[۱] بنایا سی
تاریاں دے نال پہلاں انبر سجایا سی
رب سی سدایا فرعون نمرود نے
دوزخ خرید لیا اس مردود نے
ایسا تکبر کیتا جس بھی وجود نے
دینی ہے سزا اوہنوں عالی معبود نے
دعویٰ نبوت دا تے رہ گیا الگ جے
فرعون تے نمرود والی ایہدے سر تے پگ جے
آکھدا میں رب کولوں دستخط[۲] کرائے سن
لال شاہی لے کے رب صاحب آئے سن
جھاڑ قلم چھٹے اللہ میرے تے وگائے سن
بھرے ہوئے کپڑے لوکاں نو دکھائے سن
نعوذ باللہ اہدے بھانے رب پہلی پڑھدا اے
بالاں وانگوں جھاڑ شاہی کپڑیاں نوں بھردا اے
آکھدا دماغ میرا بڑا ہی خراب جے
سو واری دن وچ آوندا پیشاب جے
ضمیمہ اربعین جیہڑی ایسدی کتاب جے
اوس وچ دیکھ لو لکھیا جناب جے
ایہو جیہا نبی وی اک دنیا وچ آونا سی
مار مار کھچاں جس لوکاں نوں ہساونا سی
اہدی تردید تن طرح دی چھپائی میں
اک وچ ککڑوں کوں سی بلائی میں
اک نظم وزن کتاباں دے بنائی میں
دشمن نبی دے نال دشمنی اٹھائی میں
میں خادم رسول دا جو شہنشاہ ہے مدنی
رہی جے حیاتی کسر باقی وی نہیں چھڈنی

ناظرین کرام! مرزا قادیانی کے دعوے تو بہت ہیں جن کا خادم شمار نہیں کرسکتا۔ لیکن صرف ترتالیس دعوے جو خادم کو بمعہ حوالے زبانی یاد ہیں۔

وہ ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴،۵۶۵ خزائن ج۵ ص ایضاً)
۲ (نزول المسیح پیش گوئی نمبر۱۰۶ ص۲۲۷ خزائن ج۱۸ ص۶۰۵)

دعوے مرزا

۱......	’’میں محدث ہوں۔‘‘	(توضیح المرام ص۱۸ خزائن ج۳ ص۶۰)
۲......	’’میں مجدد ہوں۔‘‘	(حمامۃ البشریٰ ص۱۱۱ خزائن ج۷ ص۳۳۴)
۳......	’’میں مسیح موعود ہوں۔‘‘	(ازالہ اوہام ص۶۸۶ خزائن ج۳ ص۴۷۰)
۴......	’’میں مثیل مسیح ہوں۔‘‘	(تبلیغ رسالت ج۲ ص۲۱ مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۳۱)
۵......	’’میں مہدی ہوں۔‘‘	(تذکرۃ الشہادتین ص۲ خزائن ج۲۰ ص۳)
۶......	’’میں ملہم ہوں۔‘‘	(تریاق القلوب ص۶۸ خزائن ج۱۵ ص۲۸۳)
۷......	’’میں حارث ہوں۔‘‘	(ازالہ اوہام حاشیہ ص۹۷ خزائن ج۳ ص۱۴۱)
۸......	’’میں رجل فارسی ہوں۔‘‘	(تحفہ گولڑویہ ص۱۸ خزائن ج۱۷ ص۱۱۶)
۹......	’’میں اوتار کرشن ہوں۔‘‘	(لیکچر سیالکوٹ ص۳۳ خزائن ج۲۰ ص۲۲۸)
۱۰......	’’میں خاتم الانبیاء ہوں۔‘‘	(ایک غلطی کا ازالہ ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)
۱۱......	’’میں خاتم الاولیاء ہوں۔‘‘	(خطبہ الہامیہ ص۳۵ خزائن ج۱۶ ص۷۰)
۱۲......	’’میں خاتم الخلفاء ہوں۔‘‘	(تریاق القلوب ص۱۵۹ خزائن ج۱۵ ص۴۸۳)
۱۳......	’’میں چینی الاصل ہوں۔‘‘	(تحفہ گولڑویہ ص۳۹ خزائن ج۱۷ ص۱۲۷ حاشیہ)
۱۴......	’’میں معجون مرکب ہوں۔‘‘	(تریاق القلوب ص۶۴ خزائن ج۱۵ ص۲۷۳)
۱۵......	’’میں یسوع کا ایلچی ہوں۔‘‘	(تحفہ قیصریہ ص۲۳ خزائن ج۱۲ ص۲۷۵)
۱۶......	’’میں مسیح ابن مریم سے افضل ہوں۔‘‘	(دافع البلاء ص۲۰ خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)
۱۷......	’’میں حسین سے بہتر ہوں۔‘‘	(دافع البلاء ص۱۳ خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)
۱۸......	’’میں رسول ہوں۔‘‘	(دافع البلاء ص۱۹ خزائن ج۱۸ ص۲۳۹)
۱۹......	’’میں مظہر خدا ہوں۔‘‘	(حقیقت الوحی ص۱۵۴ خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)
۲۰......	’’میں مانند خدا ہوں۔‘‘	(اربعین نمبر۲ حاشیہ ص۳۵ خزائن ج۱۷ ص۳۸۳)
۲۱......	’’میں خاتون ہوں۔‘‘	(نصرۃ الحق ص۸۳ خزائن ج۲۱ ص۸۱)

۲۲...... ’’میں بروزی محمد اور احمد ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

۲۳...... ’’میں تشریعی نبی ہوں۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص۲۷ خزائن ج۲۲ ص۷۶)

۲۴...... ’’میں حجرالاسود ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۱۵ خزائن ج۱۷ ص۴۴۵ حاشیہ)

۲۵...... ’’میں نوح ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۴ خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

۲۶...... ’’ابراہیم ہوں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۸۸ خزائن ج۲۱ ص۱۱۵)

۲۷...... ’’یوسف ہوں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۸۸ خزائن ج۲۱ ص۱۱۵)

۲۸...... ’’موسیٰ ہوں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۸۸ خزائن ج۲۱ ص۱۱۶)

۲۹...... ’’داؤد ہوں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۸۹ خزائن ج۲۱ ص۱۱۶)

۳۰...... ’’سلیمان ہوں۔‘‘ (نصرۃ الحق ص۸۹ خزائن ج۲۱ ص۱۱۶)

۳۱...... ’’یعقوب ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵ خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

۳۲...... ’’تمام انبیاء کا مظہر ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۳ خزائن ج۲۲ ص۷۶ حاشیہ)

۳۳...... ’’تمام انبیاء سے افضل ہوں۔‘‘ (نصرت الحق ص۹۰ خزائن ج۲۱ ص۱۱۷،۱۱۸)

۳۴...... ’’احمد مختار ہوں۔‘‘ (نزول المسیح ص۹۹ خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۳۵...... ’’اسمہٗ احمد کا میں ہی مصداق ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۷۳ خزائن ج۳ ص۴۶۳)

۳۶...... ’’مریم ہوں۔‘‘ (دافع البلاء ص۲۰ خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

۳۷...... ’’میکائیل ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۵ خزائن ج۱۷ ص۴۱۳ حاشیہ)

۳۸...... ’’بیت اللہ ہوں۔‘‘ (تذکرہ ص۲۸ طبع چہارم و اربعین نمبر۴ ص۱۵ خزائن ج۱۷ ص۴۴۵ حاشیہ)

۳۹...... ’’آریوں کا بادشاہ ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵ خزائن ج۲۲ ص۵۲۲)

۴۰...... ’’امام الزمان ہوں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۴ خزائن ج۱۳ ص۴۹۵)

۴۱...... ’’شیر ہوں۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴)

۴۲...... ’’محی ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۵)

۴۳...... ’’محبت ہوں۔‘‘ (ضرورت امام ص۲۴)

(خادم محمد ابراہیم صاحب تاندلوی)

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

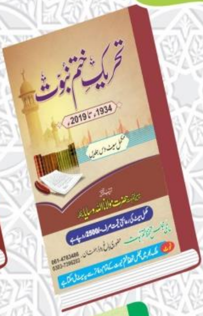

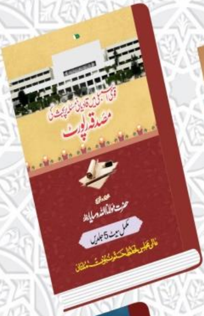

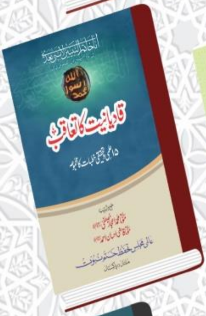

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com